M Awais Sultan

حنفی مشکوٰۃ شریف

زُجاجۃُ المصابیح

مع اُردو ترجمہ

نور المصابیح

جلد اوّل

تالیف، محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سیّد عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ، مولانا علامہ محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نظرثانی، ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (حال امریکہ)

ناشر، فرید بک سٹال ۳۸، اردو بازار، لاہور۲

نام کتاب ــــــــــــ زجاجۃ المصابیح جلد اوّل (حنفی مشکوٰۃ شریف)

تالیف ــــــــــــ محدث دکن مولانا علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ ــــــــــــ علامہ محمد منیر الدین، شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نظر ثانی ــــــــــــ ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں، سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، حال امریکہ

تحریک ــــــــــــ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تصحیح ــــــــــــ مولانا حافظ محمد شاہد اقبال

فہرست زجاجۃ المصابیح (جلد اول)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلی آله واصحابه اجمعین !

کائنات کا تمام نظام، مشیت ایزدی کے تابع ہے، جو شخص بھی کوئی اچھا کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی اس کے شامل حال ہوتی ہے، اس نے کسی کو حدیث کی خدمت کے لیے پیدا کیا، کسی کو تفسیر کی خدمت کی توفیق بخشی، کسی کو فقہ کی تدوین و اشاعت کا اعزاز بخشا، ہمارے ائمۂ احناف کی توجہ زیادہ تر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے مسائل فقہیہ کے استنباط اور استخراج کی طرف رہی، اور یہ بدیہی بات ہے کہ قرآن و حدیث کے علم کے بغیر دینی مسائل کا استنباط نہیں ہو سکتا، علم فقہ ادلّہ اربعہ (کتاب، سنت، اجماع اور قیاس) سے حاصل کئے جانے والے مسائل کے مرتب مجموعے ہی کا نام ہے۔

تاہم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ جامع المسانید کے نام سے دستیاب ہے، امام محمد بن حسن شیبانی کی تصانیف مؤطا امام محمد اور کتاب الآثار معروف و مشہور ہیں، امام طحاوی کی شرح معانی الآثار بڑی اہمیت کی حامل ہے، امام علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ بدر الدین عینی نے بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری اور دیگر تصانیف میں، حضرت ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات اور اشعۃ اللمعات میں امام احمد رضا بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں فقہ حنفی کی بھرپور تائید و توثیق کی ہے، علامہ زبیدی نے عقود الجواہر المنیفہ میں حدیث کی مشہور کتابوں سے احناف کے دلائل جمع کر دیئے ہیں، ماضی قریب میں امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ اور شاگرد ملک العلماء مولانا علامہ محمد ظفر الدین بہاری نے چھ جلدوں میں صحیح البہاری کے نام سے عظیم الشان کتاب لکھی جس میں تقریباً پچاس ہزار احادیث جمع کر دی گئی ہیں، مسلک اہل سنت و جماعت اور مذہب حنفی کے دلائل کا شاندار مجموعہ ہے لیکن افسوس کہ اس کی صرف ایک جلد چھپ سکی ہے جو کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔

دینی مدارس میں عرصۂ دراز سے مشکوٰۃ المصابیح پڑھائی جا رہی ہے، جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے بڑی اہم کتاب ہے، چونکہ مشکوٰۃ اور مصابیح کے مصنف شافعی ہیں، اس لیے اختلافی مقامات پر وہی احادیث لائے ہیں جن سے حضرات شافعیہ استدلال کرتے ہیں، یہ ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ طلباء کو پڑھانے کے لیے مشکوٰۃ شریف کے انداز پر ایک کتاب لکھی جائے جس میں وہ احادیث جمع کر دی جائیں جن سے فقہائے احناف استدلال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت محدث دکن، حضرت علامہ ابو الحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمائی انہوں نے زجاجۃ المصابیح کے نام سے تقریباً اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل پانچ جلدوں

میں کتاب تصنیف فرمائی جسے حنفی مشکوٰۃ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کو دینی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ فرید بک سٹال لاہور کی طرف سے یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے، اس کتاب کی اشاعت سے اہلِ علم قارئین کو پتہ چلے گا کہ فقہ حنفی کس قدر مضبوط دلائل کی بنیادوں پر استوار ہے۔

علامہ عبد الفتاح ابو غدہ، ملک شام کے شہر حلب کے رہنے والے اور علامہ زاہد الکوثری کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے حج کے موقع پر زجاجہ کی پہلی جلد دیکھی تو حضرت مصنف کو مکتوب ارسال کیا، جس میں انہوں نے لکھا:

مجھے یہاں حضرت والا کی تصنیف منیف زجاجۃ المصابیح کی جلد اوّل دستیاب ہوئی، جس کی وجہ سے میری بصر اور بصیرت دونوں روشن ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بیش بہا نعمت سے جو نوازا ہے اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارِ خیر پر اسلام اور حضرات احناف کی طرف سے جزاءِ خیر عطا فرمائے۔"

الفقیر الی اللہ۔ عبد الفتاح ابو غدہ

۱۴ محرم ۱۳۷۷ھ

فقیہ ہرات مولانا ابو النصر محمد اعظم برنا بادی، زجاجہ کی دو جلدوں کا مطالعہ کر چکے تھے تیسری جلد موصول ہونے پر انہوں نے اظہار مسرت کرتے ہوئے لکھا:

"زجاجہ کی دو جلدوں کی تدریس نے میری آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی اور اب تیسری جلد کی وصولی میرے دل کی کشادگی اور شرح صدر کا سبب بن رہی ہے، یہ کتاب درحقیقت صحیح ترین احادیث کا ذخیرہ ہے، مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے ایسا بحر ذخار حاصل ہو گیا ہے جو میرے لیے بالکل کافی ہے، احناف کے لیے واضح حجت ہے، جہالت اور تنقید کی بیماریوں کے لیے قانون ہے اور مذہب حنفی کی توثیق میں جواب قاطع ہے۔۔۔۔۔۔ اللہ مؤلف اور اس کتاب کی طباعت اور اشاعت میں مدد کرنے والوں کو جزاءِ خیر مرحمت فرمائے۔"

مولانا ابو الحسن زید فاروقی (دہلی) نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا:

مصابیح ہو یا مشکاۃ ان کے مولف شافعی ہیں اور جن کتابوں سے مصابیح و مشکوٰۃ کی تالیف ہوئی ہے۔ وہ سب شوافع ہیں لہٰذا ان میں حضرت امام عالی مقام امام ابو حنیفہ کی ایک روایت کا بھی ذکر نہیں۔ ہمارے علماءِ احناف نے ان کتابوں کی شرح یا حاشیہ لکھ کر حنفی مذہب کے استدلالات لکھے ہیں۔ ۷۲۷ھ سے ۱۳۶۸ھ تک احناف کسمپرسی کی حالت میں رہے۔ مرقات، لمعات اور اشعۃ اللمعات کو ہر شخص خرید

نہیں سکتا۔ وہابیت اور غیر مقلدی کے اسباب پورے طرح اثر انداز ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے محدث دکن کو توفیق دی کہ وہ حنفی مذہب کے استدلالات احادیث شریفہ کی مستند کتابوں سے جمع کریں ...... تقریباً بیس سال سے یہ کتاب عاجز کے پاس ہے اور جب بھی اس کتاب کو دیکھتا ہے محدث دکن کے لیے دعائے خیر کرتا ہے۔ قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

سات سو سال سے جس شئے کی تمنا احناف کو تھی، اللہ کے لطف وکرم سے اب وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت محدث دکن نے وہ کام کیا جو سات سو سال سے کوئی حنفی نہیں کرسکا۔ اس کتاب کی اشاعت سے غیر مقلدی اور وہابیت کے اثرات پھیلنے سے انشاء اللہ بند ہو جائیں گے...... عاجز نے مختصر طور پر چند سطریں لکھ دی ہیں۔ علماء کرام اس کتاب کو دیکھیں اور مدارس عربیہ میں اس کو داخل نصاب کریں۔"

چہار شنبہ ۲۲ رصفر ۱۴۱۱ھ، ۱۲ رستمبر ۱۹۹۰ء

حضرت علامہ ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ نقشبندی قادری کی ولادت باسعادت دس ذوالحجہ ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء بروز جمعہ حیدر آباد دکن میں ہوئی، اسی سال حیدر آباد کے مشہور جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی گئی، آپ کا سلسلۂ نسب چوالیس واسطوں سے امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے، آپ کے جد اعلیٰ، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایماء پر حجاز مقدس سے بیجاپور، ہندوستان تشریف لائے، عادل شاہی دور میں شاہی فرمان کے مطابق تعلقہ نلدرگ، ضلع عثمان آباد، مہاراشٹر میں قیام پذیر رہے، آپ کے والد ماجد مولانا حافظ سید مظفر حسین نقشبندی، حیدر آباد دکن میں منتقل ہو گئے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔

یوں تو اس وقت حیدر آباد دکن اسلامی علوم ومعارف کا مرکز تھا، ہر شہر اور گاؤں میں اولیاء کرام، علماء، فقہاء اور شعراء موجود تھے، حضرت علامہ کا خانوادہ بھی علمی، دینی اور روحانی اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتا تھا، آپ کے والد ماجد نہ صرف عالم وفاضل تھے بلکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مسکین شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۱۴ھ) کے مرید اور خلیفہ تھے، آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت شہزادۂ قادری المعروف ہونٹے کٹے شاہ کی صاحبزادی اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔

حضرت علامہ سید عبد اللہ شاہ کی تعلیم وتربیت کا آغاز بڑے اہتمام سے ہوا، عالم ربانی صحب رسول مقبول حضرت عاقبت شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف پڑھائی، حیدر آباد کے مشہور فضلاء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی،

آپ کے چند اساتذہ کے نام یہ ہیں۔

۱۔ شیخ الاسلام، فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ خاں فاروقی، بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن۔

۲۔ مولانا منصور علی خاں

۳۔ مولانا حبیب الرحمن بیدل سہارنپوری

۴۔ مولانا محمد یٰسین

۵۔ مولانا حکیم عبد الرحمن سہارنپوری

آخر الذکر بزرگ کے واسطے سے آپ کی سند حدیث شاہ محمد اسحاق دہلوی تک پہنچتی ہے حضرت سید عبد اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر سید محمد بادشاہ بخاری کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور شرف خلافت سے مشرف ہوئے، آپ کے مرشد گرامی حضرت شاہ سعد اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا سعد اللہ تم دکن جاؤ، شاہ سعد اللہ، حضرت شاہ غلام علی ذاتی نقشبندی کے مرید اور شاہ ابو سعید مجددی کے خلیفہ تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ شریعت و طریقت کی منزلیں طے کرنے کے بعد حضرت ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ نے تمام زندگی مسجد علی آقا حسینی علم، حیدر آباد میں مخلوق خدا کی راہنمائی اور علوم دینیہ کی خدمت میں گزار دی۔

حضرت علامہ سید عبد اللہ شاہ صحیح معنوں میں یادگار اسلاف تھے، اتباع سنت میں راسخ قدم تھے پانچوں وقت نماز کی خود امامت فرماتے، نماز فجر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ حلقۂ ذکر قائم کرتے، اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتے، حزب اعظم کی دعاؤں کا ورد کرتے، نماز اشراق ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے، ناشتہ کے بعد ظہر تک خواتین کو تلقین کرتے، بعض خواتین حلقۂ ارادت میں داخل ہوتیں، نماز ظہر کے لیے مسجد میں آتے اور بارہ بجے کے بعد واپس گھر تشریف لے جاتے، اس دوران عقیدت مند حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔ رمضان المبارک میں خاص اہتمام فرماتے، پیرانہ سالی کے باوجود باقاعدہ روزے رکھتے، تراویح ادا کرتے، نماز تہجد میں ختم قرآن پاک کا اہتمام کرتے اور آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھتے

اللہ تعالیٰ نے عبادت و ریاضت کے ذوق کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بہترین ملکہ عطا فرمایا تھا، عربی اور اردو پر یکساں قدرت رکھتے تھے، تحریر اتنی سلیس اور شگفتہ تھی کہ معمولی پڑھا ہوا آدمی بھی ان کے بیان کردہ مطالب کو سمجھ لیتا ہے۔

ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ زجاجۃ المصابیح (عربی) پانچ جلدوں میں ہندوستان اور پاکستان سے چھپ چکی ہے۔ اس کا مختصر تعارف اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس کے اردو ترجمہ کی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں، ابھی نصف کتاب کا

ترجمہ ہونے والا ہے۔

۲۔ سلوک مجددیہ: سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سلوک پر اہم کتاب

۳۔ یوسف نامہ: (گلدستۂ طریقت) تفسیر سورۂ یوسف

۴۔ گلزار اولیاء: تذکرہ اولیاء نقشبندیہ

۵۔ فضائل نماز

۶۔ علاج السالکین

۷۔ کتاب المحبۃ

۸۔ میلاد نامہ

۹۔ معراج نامہ

۱۰۔ شہادت نامہ

۱۱۔ مواعظ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں، بڑے صاحبزادے مولانا ابوالبرکات سید شاہ خلیل اللہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت کے جانشین تھے ۱۹۹۲ء کے آخر میں وصال فرمایا ان کے جنازہ میں تقریباً دو لاکھ افراد نے شرکت کی، دوسرے صاحبزادے میاں سید احمد، مہاراشٹر (انڈیا) میں مقیم ہیں، تیسرے صاحبزادے میاں سید حبیب اللہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، چوتھے صاحبزادے میاں سید شاہ رحمت اللہ قادری ایم۔اے عثمانیہ، حیدرآباد دکن میں مقیم ہیں۔

حضرت شیخ طریقت محدث دکن نے درج ذیل حضرات کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا:

۱۔ مولانا ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (فرزند اکبر)

۲۔ مولانا سید رحمت اللہ شاہ (فرزند اصغر)

۳۔ مولانا سید عبدالرؤف رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۔ حضرت غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۔ حضرت صدیق حسین رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۔ جناب میر لطف علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ

۷۔ جناب عبدالرزاق

۸۔ ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں، سابق صدر شعبۂ عربی، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن۔

محدث دکن حضرت علامہ ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ۱۸ ربیع الثانی، ۲ اگست سہ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء بروز جمعرات ہوا، آخری آرام گاہ مصری گنج، حیدر آباد دکن، نقشبندی چمن میں ہے [1]

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں نقشبندی قادری

درج ذیل سطور میں ڈاکٹر صاحب کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے، اس کی دو وجہیں ہیں۔

۱۔ محدث دکن کی قابل قدر تصنیف زجاجۃ المصابیح کی طباعت و اشاعت میں ان کا بڑا حصہ ہے عربی ایڈیشن کی طباعت کے وقت انہوں نے دو مرتبہ پوری کتاب اپنے مرشد گرامی کو سنائی، تیسری بار اپنے استاد محترم مولانا ابوالوفاء افغانی کو سنائی، پانچویں جلد کے باب مناقب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچے تھے کہ علامہ افغانی علیل ہو گئے اور ۱۹۷۵ء میں ان کا وصال ہو گیا، ڈاکٹر صاحب نے حیدر آباد شہر کی ایک مسجد میں ہر اتوار کو اس کتاب کا درس دینا شروع کیا اور اس طرح تیسرا دور بھی مکمل ہو گیا۔

پھر مولانا منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ، حیدر آباد دکن نے ترجمہ کی پہلی دو جلدیں نور المصابیح کے نام سے مکمل کیں تو اس پر نظر ثانی کا کام بھی ڈاکٹر صاحب اور چند دیگر حضرات نے انجام دیا۔ اب تک اردو ترجمہ کی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں ان میں بھی ڈاکٹر صاحب کا حصہ ہے، جناب سید خلیل اللہ صاحب مقیم شکاگو، امریکہ نور المصابیح کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں کی تحریک پر ہی فرید بک سٹال، لاہور کی طرف سے زجاجۃ المصابیح عربی، اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے، ہمارے فاضل دوست مولانا حافظ محمد شاہد اقبال عربی اور اس کے سامنے اردو ترجمہ کی ترتیب اور بعض مقامات پر ضروری حواشی لکھنے کا کام انجام دے رہے ہیں، اس سلسلے میں جناب سید جنید شوکت انکے ساتھ تعاون کر رہے ہیں، امید واثق ہے کہ ارباب علم، جناب سید اعجاز احمد، مالک فرید بک سٹال لاہور کے اس کارنامے کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اس مختصر تفصیل سے قارئین کرام کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے مرشد گرامی اور ان کی تصنیف زجاجہ کے ساتھ کس قدر والہانہ لگاؤ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرید صادق کو اپنے مرشد کامل، متبع شریعت کے ساتھ ایسی ہی عقیدت ہونی چاہیے کہ وہ فنا فی الشیخ کے مقام کو پہنچ جائے تب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و برکات کے دروازے کھلتے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں کی اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت و محبت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے مرشد کا تفصیلی

---

[1] محدث دکن رحمہ اللہ تعالیٰ کے تمام حالات ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں کے مقدمۂ زجاجۃ المصابیح (عربی، اردو) سے ماخوذ ہیں، عنقریب یہ کتاب فرید بک سٹال لاہور کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے ۱۲ اشرف قادری نقشبندی۔

تذکرہ مرتب کیا ہے، جو واقعی انہیں ہی لکھنا چاہیے تھا، اس تذکرہ میں انہوں نے محدث دکن حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاندانی پس منظر، سوانح حیات، تحصیل علم، بیعت و سلوک، اجازت و خلافت، شب و روز کے معمولات، سوز و گداز، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت، مسلک اہل سنت اور فقہ حنفی کی خدمات جلیلہ، تبلیغ دین اور رشد و ہدایت، اولاد امجاد اور خلفاء و مریدین کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے اور اس طرح بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے شیخ طریقت، محدث دکن کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا ذریعہ فراہم کر دیا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا مختصر تذکرہ بھی ہدیۂ قارئین کر دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں ۲۸ر اکتوبر ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء کو حیدرآباد دکن سے اٹھارہ میل دور ایک گاؤں بیسرم میں پیدا ہوئے، ان کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں بن محمد اسماعیل خاں ابن محمد بسم اللہ خاں ابن ابراہیم خاں ابن بڑے خاں

ان کے جد اعلیٰ بڑے خاں، قندہار افغانستان سے سلطنت آصفیہ کے قیام کے کچھ عرصہ بعد حیدرآباد دکن آکر بیسرم گاؤں میں قیام پذیر ہوئے، یہیں ڈاکٹر صاحب کی ولادت ہوئی، بچپن میں گھریلو ماحول اسلامی آداب اور مشرقی تہذیب و تربیت کے رنگ میں رنگا ہوا تھا، اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی، فراغت کے بعد جامعہ عثمانیہ کے استاذ مقرر ہوئے یہاں تک کہ شعبۂ عربی کے صدر رہے لیکن دیکھنے سے وہ کسی طرح کالج یا یونیورسٹی کے پروفیسر دکھائی نہیں دیتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق داڑھی، سر پر عمامہ، پابند صوم و صلوٰۃ، بزرگان دین کے ساتھ عقیدت، مزاج میں سادگی اور دھیماپن، حسن اخلاق سے آراستہ، تبلیغ دین کے جذبے سے سرشار، مرشد گرامی کے انتہائی عقیدت مند، حنفیت کے دلدادہ، زجاجۃ المصابیح کی اشاعت اور اس کے اردو اور انگریزی ترجمہ کے لیے دن رات فکر مند، گزشتہ سال حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد لاہور تشریف لائے تو خاص طور پر حضرت داتا گنج بخش اور حضرت میاں میر قدس سرہٗ کے مزارات پر اہتمام سے حاضری دی۔

ان کی شخصیت کی تعمیر میں پہلے تو گھر کے دینی ماحول کا دخل ہے، پھر انہیں ایسے اساتذہ اور مشائخ ملے جن کی تعلیم و تربیت کا ان پر گہرا اثر ہے، حکومتی تعلیم کے دوران ہی قاری عبدالرحمٰن حمومی اور حافظ قاری ولی اللہ سے قراءات عشر کی تعلیم حاصل کی، ابھی میٹرک تک تعلیم مکمل نہیں کی تھی کہ ۱۹۴۰ء میں محدث دکن مولانا سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور ان سے ذکر الٰہی حاصل کیا، ان کے علاوہ علامہ ابوالوفاء افغانی[1] رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۹۷۵ء)

---

[1] محدث دکن رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تفصیلی حالات ڈاکٹر محمد عبدالستار کے مقدمہ میں موجود ہیں۔

سے علمی استفادہ کیا، سلسلۂ چشتیہ کے ایک بزرگ مولانا جمیل احمد کی خدمت میں بھی حاضری دیتے رہے اور روحانی استفادہ کرتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب کے چند معروف اساتذہ کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا حافظ سید مقصود علی خیر آبادی (شاگرد علامہ عبدالحق خیر آبادی)

۲۔ پروفیسر مناظر احسن گیلانی

۳۔ مولانا محمد عبدالباری ندوی

۴۔ مولانا سید ابراہیم ادیب

۵۔ پروفیسر محمد عبدالحق

۶۔ مولانا سید نبی، مؤلف منہاج العربیہ

۷۔ مولانا سید عثمان جعفری الہ آبادی

ڈاکٹر صاحب کی اہل اللہ سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ جہاں سے انہیں روحانی فیض ملا حاصل کیا، مرشد گرامی کے وصال کے بعد دہلی کے مجددی سلسلہ کے بزرگ مولانا ابوالحسن زید فاروقی سے وابستہ ہیں اور اکتساب فیض کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے تمام لڑکے تعلیم یافتہ ہیں، ان کی بہو ڈاکٹر قمر النساء نے بطل حریت علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کی تصنیف الثورۃ الہندیۃ پر عربی میں مقالہ لکھ کر عثمانیہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور آج کل عثمانیہ گرلز کالج میں لیکچرار ہیں، مکتبہ قادریہ لاہور نے یہ عربی مقالہ شائع کر دیا ہے۔

آج کل ڈاکٹر صاحب اپنے صاحبزادے امان اللہ خاں امجد کے پاس شکاگو، امریکہ میں مقیم ہیں، دینی تعلیم اور حفظ کے مدرسہ کی نگرانی کر رہے ہیں، مسجد حمیدیہ المڈیل (نارتھ شکاگو) میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اتوار کے دن نماز فجر کے بعد درس تفسیر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور دین متین کی بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی
جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (پاکستان)
۶ر شعبان ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۹ر جنوری ۱۹۹۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ وَهُوَ الْهَادِيْ اِلٰى سُبُلِ السَّلَامِ وَفِجَاجِهٖ۔ وَمُلْهِمُنَا طَرِيْقَ الْحَقِّ وَمِنْهَاجَهٗ۔ وَالْمُحْظِيْ بِاتِّبَاعِ السُّنَنِ الْبَهَاجَةِ وَبِيَدِهِ الْكَرِيْمَةِ اِنْجَاحُ الْحَاجَةِ۔

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ جس میں ایک چراغ ہو، ایسا چراغ جو ایک حباب میں ہو، وہی سلامتی کی راہوں پر لے چلتے ہیں، وہی ہم کو مذہب حق پر چلنے کا الہام فرماتے ہیں، اور وہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دین و دنیا کی رونق عطا فرماتے ہیں، اور حاجتوں کا پورا کرنا ان ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الَّذِيْ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْعَالَمِيْنَ سِرَاجًا وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَهُوَ الَّذِيْ دَخَلَ النَّاسُ فِيْ دِيْنِهٖ اَفْوَاجًا۔ وَسَمَّى الْخَلَائِقُ عَامَ وِلَادَتِهٖ اِبْتِهَاجًا۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى وَنُجُوْمُ الْاِقْتِدَاءِ مَا كَانَ الزَّيْتُ يُضِيْءُ سِرَاجًا۔

اللہ تعالیٰ اپنا سلام اور اپنی رحمتیں ہمیشہ اتارا کریں، اپنے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کو انھوں نے تمام جہانوں کا چراغ بنایا اور ان پر اپنی مقدس کتاب قرآن اتاری جس کو ہر قسم کی کجی سے پاک رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ شان ہے جن کے دین میں لوگ جوق در جوق داخل ہوئے اور سب آپ کی پیدائش کے سن مبارک کو خوشی کا سن کہا کرتے ہیں، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو ہدایت کے چراغ ہیں اور اقتداء کے تارے ہیں، اللہ تعالیٰ کا سلام اور اس کی رحمتیں اس وقت تک باقی رہیں جب تک کہ تیل چراغ کو روشن کرتا رہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ اَفْقَرُ عِبَادِ اللّٰهِ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ اَبُو الْحَسَنَاتِ

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل واصحاب پر درود بھیجنے

السَّيِّدُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَوْلَانَا السَّيِّدُ مُظَفَّرُ حُسَيْنِ الْحَيْدَرَابَادِيُّ الْحَنَفِيُّ عَامَلَهُمَا اللهُ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ وَتَجَاوَزَ عَنْهُمَا بِكَرَمِهِ الْوَفِيِّ إِنَّ التَّمَسُّكَ بِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْتَتِبُّ إِلَّا بِالْاِكْتِفَاءِ لِمَا صَدَرَ مِنْ مِشْكٰوةِ صَدْرِهِ وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِ اللهِ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِبَيَانِ كَشْفِ أَسْرَارِهِ۔

کے بعد اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ کی رحمت کا سب سے زیادہ ضرورت مند ابوالحسنات سید عبد اللہ فرزند مولانا سید مظفر حسین صاحب حیدرآبادی حنفی (ان دونوں سے اللہ تعالیٰ کا برتاؤ اس کی چھپی ہوئی مہربانی سے ہو، اور اپنے بھرپور کرم سے ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے) کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر پابندی اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ آپ کے طاقچہ سینہ مبارک سے نکلے ہوئے انوار یعنی آپ کی حدیثوں کی پیروی نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رسی کا پکڑ لینا (یعنی قرآن پاک پر عمل) اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا، جب تک قرآن کریم کی چھپی ہوئی باتیں ظاہر نہ کی جائیں۔

وَكَانَ كِتَابُ مِشْكٰوةِ الْمَصَابِيْحِ الَّذِيْ أَلَّفَهُ مَوْلَانَا الْحِبْرُ الْعَلَّامَةُ وَالْبَحْرُ الْفَهَّامَةُ مُظْهِرُ الْحَقَائِقِ وَمُوْضِحُ الدَّقَائِقِ الشَّيْخُ التَّقِيُّ النَّقِيُّ وَلِيُّ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَطِيْبُ التَّبْرِيْزِيُّ أَجْمَعَ كِتَابٍ فِي الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ وَأَنْفَعَ لُبَابٍ مِنَ الْأَسْرَارِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ وَأَجْمَعَ تَالِيْفٍ صُنِّفَ فِيْ بَابِهِ وَأَضْبَطَ لِشَوَارِدِ الْأَحَادِيْثِ وَأَوَابِدِهَا وَلَمَّا سَلَكَ الْخَطِيْبُ رَفَعَ اللهُ دَرَجَتَهُ فِيْ تَصْنِيْفِهِ مَسْلَكَ إِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک قیمتی ذخیرہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح جس کو علم کے دریا فہم کے سمندر، دین کی حقیقتوں اور اس کی باریکیوں کو ظاہر کرنے والے، صاحب تقویٰ حضرت مولانا ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک جامع ترین اور آپ کے پوشیدہ ارشادات کا ایک نہایت نفع بخش ذخیرہ، اپنے فن کی ایک مکمل کتاب اور نادر و نایاب حدیثوں کا ایک کامل دفتر ہے۔ علامہ خطیب تبریزی کی بیش قیمتی کتاب (اللہ تعالیٰ ان کے درجے کو بلند رکھے) جس میں انھوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک اور طریقہ کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔

وَكَثِيْرًا مَا كَانَ يَخْتَلِجُ فِيْ قَلْبِيْ أَنْ أُؤَلِّفَ كِتَابًا عَلٰى مِنْوَالِ الْمِشْكٰوةِ أَسْلُكُ فِيْهِ مَسْلَكَ إِمَامِنَا الْأَعْظَمِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَ

مشکوٰۃ شریف کے (بنظر غائر مطالعہ) کے بعد میرے دل میں اکثر یہ بات رہا کرتی تھی کہ مشکوٰۃ کی طرز پر ایک کتاب لکھوں جس میں اپنے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ (آپ پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، وہ آپ سے

الرِّضْوَانُ إِلَّا أَنَّ ضِيقَ بَاعِيْ قَدْ كَانَ يُثَبِّطُنِيْ عَنِ الْقِيَامِ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ حَتّٰى رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ شَمْسَ الضُّحٰى وَبَدْرَ الدُّجٰى وَنُوْرَ الْهُدٰى وَمِصْبَاحَ الظُّلَمِ حَبِيْبَنَا النَّبِيَّ الْأَكْرَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ عَلَيَّ وَقَالَ سَلَامًا قُلْتُ سَلَامٌ فَضَمَّنِيْ رُوْحِيْ فِدَاهُ إِلٰى صَدْرِهِ الَّذِيْ هُوَ مَنْبَعُ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَعَانَقَنِيْ فَلَمَّا اسْتَيْقَظْتُ فَرِحًا وَّمَسْرُوْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلٰى هٰذِهِ النِّعْمَةِ وَشَكَرْتُ لَهٗ فَأَصْبَحَتْ هٰذِهِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ شَرْحًا لِيْ صَدْرِيْ وَصَارَ عُسْرُهٗ عَلَيَّ بِهَا يُسْرِيْ فَصَمَّمْتُ عَزْمِيْ بِتَأْلِيْفِهٖ وَشَدَدْتُ مِيْزَرِيْ لِكِتَابَتِهٖ وَمَا وَضَعْتُ فِيْهِ حَدِيْثًا إِلَّا وَصَلَّيْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ وَضْعِهٖ وَسَمَّيْتُهٗ زُجَاجَةَ الْمَصَابِيْحِ۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَسْأَلُ سُؤَالَ الضَّارِعِ الْخَاشِعِ مُتَوَسِّلًا بِحَبِيْبِهِ الْمُشَفَّعِ الشَّافِعِ أَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِّوَجْهِهٖ مِنْ فَضْلِهٖ وَأَنْ يَّنْفَعَ الْمُسْلِمِيْنَ بِهٖ كَمَا يَنْفَعُهُمْ بِأَصْلِهٖ وَأَنْ يَّتَقَبَّلَ هٰذَا وَيَجْعَلَهٗ ذُخْرًا لِّمَعَادِيْ إِنَّهٗ بِالْإِجَابَةِ جَدِيْرٌ وَّعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ہمیشہ راضی اور خوش رہیں) کے مسلک کی احادیث کو اختیار کروں، مگر میری بے بضاعتی مجھے اس مرتبہ کے حاصل کرنے سے روک رہی تھی کہ اسی زمانے میں میں نے خواب دیکھا کہ روز رسالت کے درخشاں آفتاب اور شب تاریک کے منور ماہتاب، نور ہدایت اور تاریکیوں کے روشن چراغ ہمارے پیارے اور محبوب آقائے نامدار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما اور جلوہ افروز ہوئے اور سلام فرمایا، میں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ میری جان آپ پر قربان، آپ نے اپنے سینۂ مبارک سے جو علم اور حکمتوں کا سرچشمہ ہے چمٹا کر گلے سے لگا لیا، جب میں نیند سے خوشی خوشی بیدار ہوا تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ الغرض اس نیک اور مبارک خواب سے میرا سینہ کھل گیا اور اس کام کی تمام مشکلات مجھ پر آسان ہو گئیں میں نے اس کتاب کی تکمیل و تالیف کا عزم کر لیا اور اس کے لکھنے کے لیے کمر ہمت باندھ لی، بحمد اللہ میں نے اس کتاب میں ہر حدیث کے درج کرتے وقت ضرور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے اور میں نے زجاجۃ المصابیح اس کتاب کا نام تجویز کیا۔

اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے میری دعا ہے ایسے عاجز بندہ کی طرح کہ جس کا دل اپنے مولیٰ کی عظمت سے معمور اور جس کی گردن اس کے جلال سے خم ہو، اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو شفیع الخلائق، مقبول الشفاعت ہیں کہ اس کتاب کو اپنی مہربانی سے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو اس کتاب زجاجۃ المصابیح سے اصل کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی طرح نفع بخش بنا دے اور اس کو قبول فرمائے اور اس کو میری آخرت کا ذخیرہ بنا دے، یقیناً دعاؤں کے قبول کرنے والے وہی ہیں، اور وہی ہر چیز پر قادر ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ إِمَامُ الْمَذْهَبِ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فِي مُسْنَدِهِ مَعَ اخْتِلَافٍ يَسِيرٍ وَفِيهِ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ الْحَدِيثُ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال نیتوں ہی سے معتبر ہوتے ہیں (یعنی نیت ہی سے ان پر ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسی وہ نیت کرے، تو جو کوئی ہجرت کرے، یعنی اپنا دیس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دے تو اس کی یہ ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی اور جو کوئی دنیا کمانے کیلئے یا کسی عورت سے عقد کرنے کیلئے اپنے دیس کو خیر باد کہے تو اسکی ہجرت ان ہی کاموں کیلئے ہوگی (بخاری ومسلم) اور امام المذہب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی قدر اختلاف کے ساتھ اپنی مسند میں امام بخاری کے الفاظ کے مطابق اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (تا آخر حدیث) کے الفاظ ہیں۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْقَارِيِّ رَحِمَهُ اللهُ الْبَارِي وَلَا يُمْكِنُ هُنَا نَفْيُ نَفْسِ الْأَعْمَالِ لِثُبُوتِهَا حِسًّا وَصُورَةً مِنْ غَيْرِ اقْتِرَانِ النِّيَّةِ بِهَا فَلَا بُدَّ مِنْ إِضْمَارِ شَيْءٍ يَتَوَجَّهُ إِلَيْهِ النَّفْيُ وَيَتَعَلَّقُ بِهِ الْجَارُّ فَالتَّقْدِيرُ مُعْتَبَرَةٌ أَوْ تُعْتَبَرُ عَلَى مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس مقام میں نفس اعمال کی نفی ممکن نہیں وجہ یہ ہے کہ اعمال حسی اور ظاہری طور پر نیت کو ملائے بغیر ثابت ہو سکتے ہیں، لہٰذا کسی ایسی چیز کو مقدر ماننا ضروری ہے جس کی جانب نفی متوجہ ہو، اور جس سے حرف جار متعلق ہو، اس لیے یہاں لفظ معتبرۃ یا لفظ تعتبر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب کے مسلک پر مقدر ماننا جائے گا۔

ف: یہ حدیث بعض محدثین کے نزدیک متواتر ہے اور عام محدثین اس کو مشہور کہتے ہیں اور محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی کتابوں کی ابتداء عام طور پر اسی حدیث سے کرتے ہیں، کیونکہ اس میں نیت (دلی ارادہ) کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ارادہ کی مضبوطی اور خوبی ہی سے اعمال کا وزن ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) اعمال مقصودہ (۲) اعمال غیر مقصودہ، مقصودہ اعمال سے وہ اعمال اور عبادات مراد ہیں جو شریعت میں بالذات مقصود ہیں جیسے نماز، روزہ زکوٰۃ حج یہ اعمال بغیر نیت کے نہ تو معتبر ہوتے ہیں اور نہ صحیح اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول۔ حدیث میں انما الاعمال بالنیات کے الفاظ سے یہی اعمال مقصودہ مراد ہیں کہ اگر ان کی ادائیگی کے وقت نیت یعنی دل سے ارادہ نہ کیا جائے تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

جو شخص ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی نیت سے کرے۔ اس کی ہجرت واقعی اللہ و رسول کی طرف ہی ہوگی لہٰذا حدیث میں دَور نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادات میں رضائے رب کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی نیت شرک نہیں بلکہ عبادت کو کامل کرتی ہے۔ دیکھو ہجرت عبادت ہے مگر حدیث میں فرمایا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جانا اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

دوسرے اعمال غیر مقصودہ ان اعمال اور عبادات کو کہتے ہیں جو ان اعمال مقصودہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے لیے) شرط ہیں جیسے وضو شرطِ نماز ہے نہ کہ بالذات مقصودِ عبادت بلکہ عبادت کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اس لیے ایسے اعمال جو غیر مقصود ہیں اور عبادت کے لیے شرط اور وسیلہ کا کام دیتے ہیں، بغیر نیت کے یہ صحیح اور درست ہیں مگر نیت کرنے سے ان پر ثواب اور اجر ملتا ہے اور نیت نہ کرنے پر ثواب اور اجر نہیں ملتا۔ یہ امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقصودہ اعمال نیت ہی سے صحیح اور معتبر ہوتے ہیں، اور غیر مقصودہ اعمال نیت سے کمال کے درجہ کو پہنچتے ہیں اور ان پر ثواب ملتا ہے اور بغیر نیت کے درست ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ہر دو اعمال مقصودہ اور غیر مقصودہ بغیر نیت یعنی دلی ارادہ کے دُرست نہیں ہوتے یعنی ان کے نزدیک ان دونوں میں نیت ضروری ہے۔

كِتَابُ الْإِيمَانِ — کتاب ایمان کے بیان میں

۱۔ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو"۔ (سورۂ نحل ۱۶ آیت ۱۰۶)

ف: آیت سے معلوم ہوا کہ حالت اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا اجرا جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنی جان یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو۔ اور اگر اس حالت میں بھی صبر کرے اور کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے اور قتل کر دیا جائے تو وہ ماجور اور شہید ہوگا۔ اسی طرح جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو تو کلمۂ کفر زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲۔ وَقَوْلُهُ، أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا" (سورۂ مجادلہ ۵۸ آیت ۲۲)

ف: بسبب ان کے ایمان واخلاص اور اطاعت کے۔

۳۔ وَقَوْلُهُ، وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا"۔ (سورۂ حجرات ۴۹ آیت ۱۴)

ف: محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مؤمن نہیں ہوتا۔ اطاعت وفرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ (خزائن العرفان)

۴۔ وَقَوْلُهُ، إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے"۔ (سورۂ بینہ ۹۸ آیت ۷)

۵۔ وَقَوْلُهُ، وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے"۔ (سورۂ حجرات ۴۹ آیت ۹)

ف: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراز گوش پر تشریف لے جا رہے تھے۔ انصار کی مجلس پر گذر ہوا۔ وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں سے تشریف لے گئے۔ ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور دونوں کی دو قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ باغی گروہ کا یہی حکم ہے کہ وہ جنگ سے باز آجائے۔ (خزائن العرفان)

۶۔ وَقَوْلُهٗ، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
۔ ''اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار'' (سورۃ بقرۃ۲ آیت ۱۲۸)

ف: یہ دعائے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے۔ یہ حضرت اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لیے ہے کہ اطاعت و اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں۔ ذوق اطاعت سیر نہیں ہوتا سبحان اللہ ۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست (خزائن العرفان)۔

۷۔ وَقَوْلُهٗ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
''اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔'' (سورۃ حج۲۲ آیت ۷۸)

۸۔ وَقَوْلُهٗ، اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
''میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا'' (سورۃ بقرہ آیت ۱۳۱)

۹۔ وَقَوْلُهٗ، اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
''رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔'' (سورۃ بقرۃ۲ آیت ۲۸۵)

ف: زجاج نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت اور طلاق، ایلاء، حیض و جہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مؤمنین نے اس تمام کی تصدیق فرمائی۔ قرآن اور اس کے جملہ شرائع واحکام کے مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ ہونے کی تصدیق کی۔

ف: یہ اصول و ضروریات ایمان کے چار مرتبے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ واحد اَحَدٌ ہے اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں۔ اس کے تمام اسمائے حسنیٰ و صفات علیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قدیر ہے اور اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں (۲) ملائکہ پر ایمان لانا یہ

اس طرح پر ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں معصوم ہیں پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وسائط ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریقِ وحی بھیجیں بلاشک وشبہ سب حق و صدق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہے اور محکم و متشابہ پر مشتمل ہے۔ (۴) رسولوں پر ایمان لانا اس طرح پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس نے انہیں اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔ وہ اس کی وحی کے امین ہیں۔ گناہوں سے پاک معصوم ہیں ساری خلق سے افضل ہیں ان میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں۔ (خزائن العرفان)

۱۰۔ وَقَوْلُهٗ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے اُن رسول پر اتاری اور کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا" (سورۃ النساء آیت ۱۳۶-)

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ہمارے روبرو ایک شخص ظاہر ہوا جس کے کپڑے بے حد سفید اور بال نہایت سیاہ تھے نہ تو اس پر سفر کے آثار تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اس سے واقف تھا وہ (شخص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اپنے دونوں زانوؤں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مبارک سے لگا دیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں زانوؤں پر رکھ لیا اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو بتاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں، اور نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے، اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج کرے خانہ کعبہ کا بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے پر قادر ہو، اس شخص نے (یہ سن کر) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم سب کو اس پر حیرت ہوئی کہ آپ سے پوچھتا

لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّهُ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيْهِ فَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْأَرْضِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْاٰيَةَ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہے اور ساتھ ہی تصدیق بھی کر دیتا ہے اس شخص نے کہا کہ مجھے ایمان کے متعلق آگاہ کیجئے، آپ نے ارشاد فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اعتقاد رکھے اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر اور روز قیامت پر۔ اور یقین رکھے خیر و شر پر کہ وہ قضاء و قدر سے ہیں، اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھے بتائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی (دل لگا کر) اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو اس طرح نہ دیکھ سکے تو (خیر اتنا خیال رکھ) کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے، پھر اس شخص نے پوچھا مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے تم دریافت کر رہے ہو، وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا جب لونڈی مالک کو جنے اور یہ کہ ننگے پاؤں چلنے والے، ننگے بدن، تنگدست، اور بکریاں چرانے والوں کو تو دیکھے کہ وہ بلند عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے (راوی یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص چلا گیا اور میں دیر تک ٹھہرا رہا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، تمہارے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھا دیں (مسلم) اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ان کی روایت کے اختلافی الفاظ یہ ہیں، جب تم ننگے پاؤں چلنے والے، ننگے بدن، بہروں اور گونگوں کو زمین کے بادشاہ دیکھو (قیامت کا آنا) ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ

کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو
کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا
کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی
بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے" (سورۃ لقمان ۳۱
آیت ۳۴) (بخاری و مسلم)

ف : یہاں پر علم کی نفی نہیں ورنہ فرمایا جاتا لَا اَعْلَمُ میں نہیں جانتا بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے۔ یعنی اس کا مجھ کو تم سے زیادہ علم نہیں چونکہ قیامت کا علم اسرار الٰہیہ میں سے ہے اس لیے اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ)

ف : شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین قسم کے علم عطا کئے گئے۔ ایک وہ جن کا بتلانا ضروری ہے۔ یہ وہ علوم ہیں جن کا تعلق تبلیغ دین سے ہے دوسری قسم وہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس شخص کو اس علم کا اہل سمجھیں اس کو بتلا دیں جیسے صحابہ کرام میں سے صرف حضرت حذیفہ بن یمان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافقین کی شناخت کا علم دیا تھا۔ یا بعض علوم کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص کر دیا تھا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں تم کو وہ علوم بتا دوں تو تم میری گردن کاٹ ڈالو۔ تیسری قسم وہ ہے جس کا علم حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا اور دوسروں کو بتلانے سے روک دیا گیا۔ وقت وقوع قیامت کا علم بھی انہی علوم میں سے ہے مگر دوسروں کو بتلانے سے روک دیا گیا ہے (شرح صحیح مسلم شریف از علامہ غلام رسول سعیدی) علوم خمسہ کی تفصیل کے لیے دیکھو کتب (۱) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ۔ اعلیٰ حضرت (۲) الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی (۳) جاء الحق۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی)

۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز پابندی سے ادا کرنا، اور زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

یہ دونوں حدیثیں اور ان کے بعد والی احادیث تین چیزوں کے بارہ میں ہیں۔ (۱) کیا قول اور عمل ایمان میں داخل ہیں؟ (۲) کیا ایمان بڑھتا گھٹتا ہے؟ (۳) کیا ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں؟ ان مباحث میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اختلاف محض لفظی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ایمان دونوں معنوں میں آیا ہے۔

(۱) ایک معنی کے لحاظ سے ایمان سے مراد محض عقیدہ ہے جس میں عمل داخل نہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور وہ ارشاد یہ ہے کہ "تو ایمان رکھے اللہ بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ سے

ملنے پر اور اس کے رسولوں پر اور یقین رکھے مرنے کے بعد اٹھنے پر اور اسلام یہ ہے کہ تو اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اور نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے فرض زکوٰۃ کو ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے" (تا آخر حدیث) (اس حدیث میں ایمان سے صرف عقیدہ اور اسلام سے صرف اعمال مراد ہیں)

دوسرے یہ کہ لفظ ایمان حدیث میں ایمان کامل کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس میں عمل داخل ہے چنانچہ وفد عبد القیس کی حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف فرماتے ہوئے اس میں عقیدے کے علاوہ عمل کو بھی داخل فرمایا ہے، حدیث یہ ہے کیا تم جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز پابندی سے اچھی طرح ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا، اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دیا کرو، اس معنی کے لحاظ سے یہ وہی ایمان ہے جس کی نفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں موجود ہے وہ حدیث یہ ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ زنا کرنے والا زنا کرے اور اس کا ایمان بھی باقی رہے (تا آخر حدیث) الغرض ہر وہ مقام جو ایسا ہو وہاں یہی مراد ہے۔

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا وہ بالاتفاق یہی ایمان کامل ہے جو اعمال سے آراستہ ہو اور اس معنی پر جمیع مسلمین کا اتفاق ہے۔

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے دوزخ میں (گناہوں کی وجہ سے داخل تو ہو جائے گا لیکن ہمیشہ نہ رہے گا) وہ باتفاق اہل سنت و جماعت پہلا ایمان ہے جس کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں اس پر کئی دلیلیں ہیں، جس میں ایک حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ بندہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور اسی پر اس کی موت واقع ہو پھر وہ جنت میں داخل نہ ہو ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اس سے زنا اور چوری ہو جائے تو آپ نے جواب دیا اگرچہ اس سے زنا اور چوری ہو جائے (تا آخر حدیث)

دوسری دلیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ "وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے نجات پائے گا"

عمل کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے :خلاصہ یہ ہے کہ اسلاف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کو ایمان کے دوسرے معنی کے لحاظ سے ایمان کا رکن بنایا اور اگر ایمان کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں تو پہلے معنی کے لحاظ سے اس پر ایمان کے باقی رہنے کا حکم لگایا کیوں کہ ایمان اس کے سینہ میں موجود ہے (ایسا شخص بالآخر دوزخ سے چھٹکارا پائے گا اگرچہ اس کے پاس ایمان کے ساتھ اعمال نہ ہوں۔

ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو اس معنی کے لحاظ سے ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور اگر ایمان سے مراد طاعتیں اور عبادتیں ہوں تو ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ عبادتیں تصدیق کی تکمیل کرتی ہیں تو ہر وہ حدیث جو ایمان کے بڑھنے اور نہ گھٹنے پر دلالت کرتی ہو تو اس سے مراد ایمان کامل ہونا ہے، جس میں اعمال داخل ہیں۔

تیسری بحث اس بارے میں ہے کہ ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں یا دونوں ایک ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام میں لفظی اختلاف ہے کیونکہ اول (یعنی ایمان اور اسلام کا الگ الگ ہونا) لغت پر موقوف ہے اور ثانی (یعنی ایمان اور اسلام کا ایک ہونا) شریعت پر منحصر ہے تحقیق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن دونوں کا مصداق ایک ہے۔

ہدایۃ السالک فی حل تفسیر المدارک میں لکھا ہے کہ ایمان شرعی سے مراد تصدیق قلبی مع اقرار لسانی ہے اور عمل اس میں داخل نہیں بلکہ اس سے خارج ہے اور کمالِ ایمان کی شرط ہے اور جمیع احناف جو امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں، ان کے پاس یہی راجح ہے، البتہ محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اشاعرہ یعنی شافعی حضرات نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

پس جو شخص دل سے تصدیق کرے اور بغیر عذر کے زبان سے اقرار نہ کرے وہ عند اللہ مومن نہیں اور وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن ہے ایسا شخص دوزخی ہوگا، امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ اور اکثر فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے البتہ وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن نہیں، ایسا شخص ان کے نزدیک مومن تو ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی احکام میں غیر مومن ہے، یہ صورت منافق کے برعکس ہے (کیونکہ منافق عند اللہ کافر رہتا ہے لیکن عند الناس مومن) شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ آدمی گفتگو کر سکتا ہو، اور اس کا اقرار نہ کرنا انکار کی وجہ سے نہ ہو مگر ایک شخص جس نے دل سے تصدیق کر لی، لیکن اس کو زبان سے اقرار کرنے کا وقت نہ مل سکا تو سب اس بات پر متفق ہیں کہ بالاتفاق وہ مومن ہوگا۔ شرح مقاصد کی عبارت سے یہی واضح ہوتا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح شفا میں لکھا ہے کہ یہ کہنا ضعیف ہے کہ وہ شخص جو اقرار شہادت پر قادر نہ ہو سکا باوجودیکہ اس سے تصدیق قلبی ثابت ہوئی وہ مومن نہیں ہے، ہاں اس کو اتنا وقت ملا کہ اس میں وہ اقرار کر سکتا تھا اور اس سے اقرار کا مطالبہ بھی کیا گیا اور اس نے انکار کیا تو ایسا شخص بالاتفاق مومن نہیں بلکہ وہ عناد و سرکشی کی وجہ سے کافر ہی ہوگا۔

الغرض اس تفصیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اقرار زبانی ایمان کا ایک اور رکن ہے مگر یہ یاد رہے کہ اصل ایمان تو دل سے تصدیق ہی کا نام ہے، یہ ایک واضح بات ہے کہ زبان خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اس لیے ایمان کا زبان سے اقرار ایمان کے دل میں ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ہوگی اس لحاظ سے یہ صحیح ہے کہ اقرار زبانی ایمان کا ایک ایسا رکن ہے جو بعض حالات میں ساقط ہو سکتا ہے لہٰذا حالت اختیاری میں اقرار جزو ایمان قرار دیا جائے گا اور جبر و اکراہ کے نہ ہونے کی حالت میں اقرار کا نہ ہونا تصدیق کے نہ ہونے کی دلیل ہوگا۔ الغرض اقرار زبانی کا اس طرح رکن ہونا اس بات کے خلاف نہیں کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہی ہے اور جن حضرات کے پاس اقرار ایمان کا رکن ہے وہ اصل انہی معنوں میں ہے۔

جمہور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک عمل ایمان کا جزو ہے اس طرح جیسا کہ ہاتھ انسان کا جزو ہے تو جس طرح ہاتھ کی نفی سے انسان کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ ایک نقص اور عیب ہوگا بالکل اسی طرح عمل کی نفی سے ایمان کی نفی نہیں ہو سکتی مختصر یہ کہ عمل کمالِ ایمان کا جزو ہے البتہ معتزلہ اور خوارج کے نزدیک عمل ایمان کا جزوِ اصلی ہے اور عمل کے نہ ہونے سے ان کے نزدیک ایمان باقی نہیں رہتا۔

خلاصہ یہ کہ ایمان سے مراد اگر تصدیق ہو تو اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی، اور ایمان سے مراد اگر تصدیق، اقرار اور عمل تینوں چیزیں ہوں تو اس میں عمل کے لحاظ سے کمی اور زیادتی ہوگی، لیکن ایمان کی کمی اور زیادتی معنیٰ اول یعنی صرف تصدیق کے لحاظ سے اس اعتبار سے ہوگی کہ جس شئے پر ایمان لایا گیا ہے اس شئے میں زیادتی یا کمی ہوئی نہ کہ نفس ایمان میں۔

ان تفصیلات سے بحمد اللہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی وہ آیتیں اور حدیث کی وہ روایتیں جن سے ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا ظاہر ہوتا ہے، ان سب آیتوں اور حدیثوں میں جمع اور تطبیق ممکن ہے اور یہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور اس میں جو کچھ اختلاف ہوا ہے وہ نزاع لفظی کی حد تک ہے اس لیے خوب سمجھو اور غور کرو۔

۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اور ان سب میں افضل "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا کہنا ہے اور ان سب میں کمتر راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے (بخاری و مسلم)

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں اور کمال ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے اس تفصیل کے لحاظ سے وہ حدیثیں جن میں ایمان کی ساٹھ سے زیادہ یا ستر سے زیادہ شاخیں یا اسی قسم کی باتوں کا ذکر ہے۔ ان حدیثوں میں دراصل اصل کا اطلاق فرع پر کیا گیا ہے یعنی ایمان تو اصل ہے اور اعمال ایمان کی فرع اور شاخیں ہیں۔ اسی بناء پر اعمال کو ایمان میں داخل کر لینا مجازاً ہے کیونکہ اعمال ایمان ہی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔

۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور (حقیقی) مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں اور مسلم کی عبارت یہ ہے راوی نے بیان کیا کہ کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

ف: کامل مسلمان جو لغتہً "وشرعاً ہر طرح سے مسلمان ہو وہ مومن ہے جو کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے گالی، طعنہ چغلی وغیرہ نہ کرے کسی کو مارے پیٹے نہیں۔ کسی سے بدتمیزی سے پیش نہ آئے کسی قسم کی اذیت ہاتھ اور زبان سے یا کسی اور عضو سے نہ پہنچائے یہ حدیث اخلاق اور اعمال حسنہ کی جامع ترین ہے اس میں مسلمانوں کی سلامتی کا ذکر خصوصیت سے اس لیے فرمایا کہ بعض صورتوں میں کافروں کے ساتھ لڑنا جہاد کرنا، انہیں اذیت پہنچانا، قتل کرنا اور انہیں برا کہنا عبادت ہے۔ یہاں ظلماً غیبت و اذیت مراد ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ظالم مسلمان کافر سے بہتر ہے یا رحم دل کافر مسلمان سے کامل مہاجر وہ ہے جو ترک وطن کے ساتھ ترک گناہ بھی کرے۔

۵ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہ ہوگا جب تک

وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

تک کہ میں اس کے پاس اس کے باپ، بچوں اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

ف: ایمان کے شعبے یعنی اخلاق، اعمال، واجبات مستحبات و آداب عدد و شمار سے باہر ہیں۔ ان شعبوں کے متعین عدد کا علم تو صرف شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں جو تعیین کی گئی ہے وہ اصولِ احکام اور قواعد ایمانی سے متعلق ہو جو اس عدد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ بعض روایات میں ایمان کے ساٹھ اور زائد شعبوں کا ذکر بھی آیا ہے ممکن ہے اس اختلاف کی وجہ یہ ہو کہ دونوں عددوں کی طرف رجوع درست ہو۔ کبھی ایک کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا ذکر کر دیا اور کبھی دوسرے کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا ذکر فرما دیا۔ اس اختلاف کی وجہ یہ بھی ہو سکتی کہ اولاً ساٹھ اور چند کی وحی آئی ہو بعد میں جب احکام بڑھ گئے ہوں تو ستر کی اور چند کے عدد کی وحی آئی ہو۔ (اشعۃ اللمعات مترجم مولانا محمد سعید احمد ۱۲)

۶ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس میں ہوں ان کی وجہ سے وہ ایمان کی حلاوت پائے گا (۱) خدا و رسول اس کی نظر میں تمام ماسوا اللہ سے زیادہ پیارے ہوں (۲) اس کو اگر کسی سے محبت ہو تو صرف خدا کے لیے ہو (۳) جو کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا ہی برا سمجھے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچا لیا ہے۔ بخاری و مسلم)۔

ف: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا ترازو ہے۔ اور محبت خداوندی کا تتمہ ہے جس کی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کامل ہوگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی اس کی محبت کامل ہوگی۔ کوئی کتنا ہی محبت خداوندی کا دعویٰ کرتا پھرے مگر وہ رسالت مآب حضور ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتا ہے مؤمن ہی نہیں۔ چاہے کتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھ لے۔ روزوں پر روزے رکھتا جائے ہر سال حج و عمرہ کرتا رہے سارا مال راہ خدا میں لٹا دے حتیٰ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا اے صحابہ تمہاری نمازیں تمہارے روزے تمہاری عبادتیں تم سمجھو گے کہ ان گستاخانِ رسول کی عبادتوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں مگر پھر بھی ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا کیونکہ وہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تنقیص و گستاخی کرتے پھریں گے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ من ذلک۔

۷ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو۔ (مسلم شریف)

۸/۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِيْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے جس کسی نے اس امت دعوت میں سے میرے نبی ہونے کی خبر سن لی خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر اس دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے جس کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخی ہوگا۔ (مسلم شریف)

امتِ دعوت وامتِ اجابت ف: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک جتنے بھی جنات وانسان ہیں وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے وہ امت اجابت ہیں۔ اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں لائے وہ امتِ دعوت ہیں۔

۹/۹ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَّالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کے لیے دوہرا ثواب ہے (۱) ایک وہ اہل کتاب (یہودی ونصرانی) شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا (۲) دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو خدا کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرے (۳) تیسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اس سے وہ جماع کرتا تھا پس اس نے اس کو ادب سکھایا اور اس کی اچھی تربیت کی اور مسائل شریعت کی اچھی تعلیم دی، پھر آزاد کیا اور اس سے نکاح کرلیا۔ اس کے لیے بھی دوہرا ثواب ہے (بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے۔ کسی ملک کسی قبیلہ یا کسی زمانہ کا ہو جو بھی خدا کا بندہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری اس پر لازم ہے دوسرا مسئلہ یہ کہ جس کو حضور انور شفیع کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی اطلاع نہ پہنچے وہ معذور ہے اس کی نجات کے لیے صرف عقیدۂ توحید ہی کافی ہے۔ لہٰذا حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مغفور وجنتی ہیں۔ کہ وہ حضرات موحد تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۱۰/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ يَذْكُرْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ۔

۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دے دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، جب یہ سب کام کرلیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا بجز حق اسلام کے (یعنی مثلاً اگر کسی کو قتل کریں تو بدلے میں مارے جائیں گے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے اور مسلم شریف میں الا بحق الاسلام مذکور نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری طرز کی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی جانب رُخ کیا، اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھایا تو یہ ایسا مسلمان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذمہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس عہد و پیمان کو نہ توڑو۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتلائیے کہ جب میں اسے کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، ارشاد ہوا کہ اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا، اور نماز فرض پابندی سے پڑھ لیا کر، اور زکوٰۃ واجبہ دیا کر، اور رمضان کے روزے رکھ۔ اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس پر کچھ نہ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا۔ جب واپس ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کو جنتی کے دیکھنے کی خوشی ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے (بخاری و مسلم)

ف: یعنی ان فرائض میں اپنی طرف سے کمی بیشی نہ کروں گا کہ فجر کی دو رکعت فرض کی بجائے چار یا چھ رکعات فرض کے

پڑھ لوں اور روزے تیس کے چالیس رکھ لوں یا یہ معنی ہے کہ اپنی قوم تک بعینہ یہ ہی احکام پہنچا دوں گا تبلیغ میں کمی زیادتی نہ کروں گا یا اب سوال میں کمی زیادتی نہ کروں گا۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ صدقۂ فطر، روزہ نذر، نماز عیدین، قربانی وتر اور سنت مؤکدہ وغیرہ ضروری نہ ہوں۔ کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر سختی سے عمل کرنے کے متعلق حکم فرمایا ہے۔ بعض نادان اس حدیث کا سہارا لے کر سنن مؤکدہ و واجبات تک کو ترک کر دیتے ہیں جن پر سختی سے عمل کرنے کے متعلق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں ہے۔ (مرآۃ شرح مشکوۃ)

۱۳/۱۳ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ.
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات ارشاد فرما دیجئے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے اس کے متعلق دریافت نہ کروں ارشاد ہوا کہ اٰمَنْتُ بِاللهِ (میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ دے، پھر اس پر جارہ۔ (مسلم شریف)

۱۴/۱۴ وَعَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اہل نجد کا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ کو سن رہے تھے مگر وہ جو کچھ کہہ رہا تھا ہم نہیں سمجھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا پھر وہ اسلام کے متعلق پوچھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں پھر پوچھا کیا ان کے سوا کچھ اور مجھ پر واجب ہے ارشاد ہوا نہیں، مگر یہ کہ بطور نفل پڑھ لے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے، اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ بطور نفل رکھ لے، راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا کہ اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی ہے، فرمایا نہیں مگر یہ کہ بطور نفل تو دیا کرے، راوی نے کہا وہ شخص یہ کہتے

لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہوئے واپس ہوا کہ خدا کی قسم نہ اس پر زائد کروں گا نہ اس سے کچھ کم، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے نجات پالی اگر اس نے سچ کہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۵/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَّاْتِيَكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قوم کی طرف سے آئے ہو؟ یا یہ فرمایا کہ کس کی نمائندہ جماعت ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم قبیلہ ربیعہ کی طرف سے آئے ہیں، آپ نے فرمایا خوش آمدید! جس قوم کی طرف سے آئے ہو مبارک آنا آئے ہو، کوئی رسوائی لاحق ہو گی اور نہ ندامت! انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو سوائے ماہ حرام کے اور زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ آپ کے اور ہمارے درمیاں قبیلۂ مُضر کے کافر حائل ہیں لہٰذا حضور ہم کو کوئی حکم فیصل سُنا دیں تاکہ ہم اُدھر والوں کو وہ حکم سنادیں اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو سکیں، اور اس کے بعد ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے برتنوں کا حکم دریافت کیا تو آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا۔ اور چار چیزوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم دیا کہ اللہ واحد پر ایمان لائیں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے کیا معنیٰ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں آپ نے فرمایا! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دی جائے، اور باقاعدہ پابندی سے نماز ادا کی جائے اور زکوٰۃ دیا کریں، اور رمضان کے روزے رکھیں، اور یہ کہ تم مال غنیمت سے پانچواں حصہ دیا کرو، اور ان کو چار

وَرَاءَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ۔

چیزوں کی ممانعت فرمائی کہ ان میں نہ تو نبیذ بنائی جائے اور نہ ان سے پانی پیا جائے اور وہ یہ ہیں (۱) حَنْتَم (لاکھ والا برتن) (۲) دُبَّاء (کدو کا خول) (۳) نَقِیر لکڑی کا تراشا ہوا برتن (۴) مُزَفَّت (روغنی رال والا برتن) اس کے بعد فرمایا کہ ان کو یاد رکھو، اور ادھر والوں کو ان کی اطلاع دو۔ (بخاری و مسلم) اور الفاظ حدیث بخاری شریف کے ہیں۔

۱۶ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذٰلِكَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے (ان امور پر) بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے، اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور کسی پر اپنے دل سے بہتان نہ لگاؤ گے اور کسی نیک کام کے انجام دینے میں نافرمانی نہ کرو گے اگر ان باتوں کو تم میں سے کوئی شخص پورا کرے گا تو اس کو ثواب دینا خدائے تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اگر کسی نے ان امور میں سے کسی امر کا ارتکاب کیا اور اس کو دنیا ہی میں اس کی سزا مل گئی تو آخرت کے عذاب سے اس کے لیے کفارہ ہو جائے گا اور اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا اور خدائے تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کر دی (یعنی دنیا میں کسی کو اس کے گناہ پر اطلاع نہ ہوئی اور دنیوی سزا بھی اس کو نہ ملی) تو خدا کے اختیار میں ہے چاہے معاف کر دے چاہے سزا دے (راوی کہتے ہیں) ہم نے ان امور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (بخاری اور مسلم)

۱۷ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ یا فطر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور عورتوں پر گزرے پس فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! خیرات کیا کرو، کیونکہ دوزخیوں میں میں نے تمہارا ہی حصہ زیادہ دیکھا ہے، پس

أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس لیے؟ فرمایا کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو، اور ناشکری کرتی ہو شوہر کی، ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود عقل مند کی عقل پر غالب آنے والی تم سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ عورتوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری عقل اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایک عورت کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے نصف نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان کے نقصانِ عقل کی وجہ سے ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ بھی نہیں رکھتی، عورتوں نے کہا کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کے دین کے نقصان کی وجہ سے ہے۔ (بخاری اور مسلم)

18/18 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ وَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو ایسا نہ چاہیے تھا اور مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ نہ چاہیے تھا اس کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے کہ ہرگز مجھے دوبارہ زندہ نہ کرے گا، جس طرح مرنے کے بعد مجھے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھ پر اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے آسان تر نہیں تھا۔ (یعنی اس کے پہلے بار بنانے میں قادر ہو چکا تو دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے) اور اس کا مجھے گالی دینا، اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں یکتا ہوں، ایسا بے نیاز ہوں کہ نہ کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا، اور میرے لیے کوئی ہمسر نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں یہ ہے اور اس کا مجھ کو گالی دینا، اس کا یہ کہنا کہ میرے لیے بیٹا ہے، حالانکہ میری ذات پاک ہے، میری ذات اس سے بری ہے کہ

کسی کو بیوی بنائیں یا بیٹا۔ (بخاری)

۱۹/۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِیَدِیَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ کو برا کہہ کر انسان مجھے ایذا دیتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، میرے ہی ہاتھ میں حکومت ہے، رات اور دن کو میں ہی بدلتا رہتا ہوں۔ (بخاری اور مسلم)

ف: ایذا سے مراد ناراض کرنا ہے۔ یعنی میرے متعلق وہ باتیں کرتا ہے جس سے میں ناراض ہوتا ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو دکھ، درد اور تکلیف سے پاک ہے۔ بندہ اس طرح کہتا ہے کہ ہائے زمانے نے مجھ پر ظلم کیا۔ یا میرے فلاں کو تو نے مار دیا یا لوگ آج کل یوں کہتے ہیں کہ زمانہ یا وقت ہی برا ہے۔ اپنی غلطیوں کا احساس نہیں کرتے بلکہ زمانے کو کوستے ہیں ایسا کہنا منع ہے۔ زمانے کو طعن وتشنیع کرنا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کو طعن کرنا ہے اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محکوم چیزوں کو برا کہنا رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور جو ذات خداوندی پر عیب وکذب کی نسبت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ رب تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ ناراضگی کا سبب ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ ہر قسم کے عیب ونقص وکذب سے پاک ہے۔ ایسا کہنا کفر ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت وتحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" کا مطالعہ مفید ہے۔

۲۰/۲۰ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًى یَّسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تکلیف کے سننے پر اللہ تعالیٰ سے زائد کوئی صابر نہیں کہ اس کے لیے بیٹا ثابت کرتے ہیں پھر بھی وہ ان کو عافیت بخشتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۱/۲۱ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْهُ وَلَا یُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّحَقَّ الْعِبَادِ

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں گدھے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف پچھلے زین کی لکڑی کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی، ارشاد ہوا اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ

عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اس شخص کو جو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائے اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا اس خوشخبری کو لوگوں کو نہ سناؤں، فرمایا یہ خوشخبری نہ سناؤ کہ وہ اس پر بھروسہ کر لیں گے۔ (بخاری و مسلم)

۲۲/۲۲ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار تھے اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، حضور نے فرمایا اے معاذ تو انھوں نے کہا کہ حضور حاضر ہوں، خدمت میں موجود ہوں، اس طرح تین مرتبہ آپ نے آواز دی، ارشاد ہوا کہ جو شخص سچے دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دے گا اس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دیں گے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا تو پھر وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (کہ اعمال خیر ترک کر دیں گے) معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھپانے کے (گناہ سے بچنے کے لیے) مرتے وقت یہ حدیث بیان کی (بخاری و مسلم)

۲۳/۲۳ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دیکھا کہ آپ سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے، دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، پس آپ نے ارشاد فرمایا جس بندہ نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسی قول پر مر گیا بلا شک وہ جنت میں داخل ہوا میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپ نے ارشاد فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو: میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگرچہ اس نے

إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِيْ ذَرٍّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

چوری کی ہو، میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو آپ نے ارشاد فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو۔ اگرچہ اس نے چوری کی ہو ابو ذر کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود (یعنی اگرچہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرضی کے خلاف ہو) اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت یہ حدیث بیان کرتے تو کہا کرتے اگرچہ خاک آلود ہو ابوذر کی ناک (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث پاک میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے پر دخول جنت کی جو خوشخبری وارد ہے وہ کفر کے مقابلے میں ہے کہ کافر کے لیے دخول جنت محال ہے لیکن مؤمن گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا بلا سزا جنت میں داخل ہوگا۔ خواہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما کر بغیر دوزخ میں داخل کئے ہی جنت میں داخل فرمادیں یا گناہوں کے بدلے عذاب دے کر پھر جنت میں داخل فرمادیں۔ بہرحال مؤمن کے لیے دخول جنت لازمی و یقینی ہے۔

۲۴/۲۴ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَأَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ أَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی، اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی بندی کے فرزند ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرلیں گے اگرچہ عمل اس کا کچھ بھی رہا ہو۔ (بخاری و مسلم)

۲۵/۲۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ فَقَبَضْتُ يَدِيْ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قُلْتُ أَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ أَنْ يُّغْفَرَ لِيْ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ بڑھایا۔ پس میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کیوں اے عمرو؟ میں نے عرض کیا کہ میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا

يَا عَمْرُو! أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

شرط لگاؤ گے؟ عرض کیا میرے گناہوں کی معافی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اسلام لانا مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اسلام لانے سے قبل ہوئے ہیں اور تحقیق ہجرت ان گناہوں کو مٹا دیتی ہے جو قبل ہجرت ہوئے ہیں اور تحقیق حج مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو قبل حج ہوئے ہیں (مسلم شریف)

۲۱/۲۹ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيْمٍ وَإِنَّهُ يَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ مجھے ایسا عمل بتلائیے جو مجھ کو جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے مجھ کو دور کرے ارشاد ہوا کہ تم نے ایک امر عظیم (بڑی بات) کا سوال کیا ہے اور یقیناً وہ آسان ہے اس شخص کے لیے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے اور نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرے زکوٰۃ دے، اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں بھلائی کے دروازوں کا پتہ نہ دوں۔ روزہ ڈھال ہے اور خیرات گناہوں کو مٹا دیتی ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدھی رات کے وقت اٹھ کر آدمی کا نماز پڑھنا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ "ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے ہوئے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں"۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو اصل دین، اور دین کا ستون اور دین کا اعلیٰ مقام نہ بتلاؤں میں نے عرض کیا ہاں بتلائیے یا رسول اللہ! ارشاد ہوا اصل دین اسلام (فرمانبرداری) ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے (یعنی ہر وہ کوشش جس سے اعلاء کلمۃ اللہ ہو) پھر ارشاد ہوا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ

لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

بتلاؤں جس پر ان تمام امور دین کا دارومدار ہے میں نے عرض کیا ہاں بتلا یئے یا نبی اللہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ لی اور فرمایا اس کو قابو میں رکھو میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی تو کیا ہم لوگ جو کچھ بولتے ہیں اس پر بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا کس قدر غافل ہو اے معاذ! لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا ناک کے بل، کیا زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی (یعنی کلمات کفر، تہمت، غیبت وغیرہ) کے سوا اور بھی کوئی چیز گرائیں گی (امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲۷/۲۷ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ مَعَ تَقْدِيْمٍ وَتَاْخِيْرٍ وَفِيْهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھا، اور اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے نہ دیا تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا (ابوداؤد) اور ترمذی نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی حدیث کو (بعض الفاظ کی) تقدیم اور تاخیر سے روایت کیا ہے، اور ترمذی کی روایت میں ہے، (تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا)

۲۸/۲۸ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال میں افضل عمل اللہ تعالیٰ کیلئے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھنا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

۲۹/۲۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ بِرِوَايَةِ فُضَالَةَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور کامل مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے خون اور مال پر مطمئن رہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت فضالہ اتنا اضافہ کیا ہے اور حقیقی مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا، اور اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہوں کو چھوڑ دے)

۳۰/۳۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم ایسا خطبہ دیا ہے جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے جو امانت دار نہ ہو، اور اس کا دین مکمل نہیں ہے جو عہد کا پابند نہ ہو (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

۳۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْتَقِیْمُ دِیْنُ عَبْدٍ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُہٗ وَلَا یَسْتَقِیْمُ لِسَانُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُہٗ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ فَقِیْلَ مَا الْبَوَائِقُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ غَشْمُہٗ وَظُلْمُہٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ اَصَابَ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ وَاَنْفَقَ مِنْہُ لَمْ یُبَارَكْ لَہٗ فِیْہِ وَاِنْ تَصَدَّقَ مِنْہُ لَمْ یُقْبَلْ مِنْہُ وَمَا بَقِیَ فَزَادُہٗ اِلَی النَّارِ اَلَا اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یُکَفِّرُ الْخَبِیْثَ وَلٰکِنَّ الطَّیِّبَ یُکَفِّرُ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہِ الْکَبِیْرِ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ایمان کامل نہیں جو امانت دار نہیں، اور اس کا دین مکمل نہیں جو عہد کا پابند نہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس وقت تک کسی بندہ کا دین درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور زبان درست نہ ہوگی تا وقتیکہ دل درست نہ ہو، اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کے بوائق سے امن میں نہ ہو تو عرض کیا گیا کہ بوائق کیا ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا اس کا ظلم وستم اور جو شخص حرام مال حاصل کرے اور اس کو خرچ کرے تو اس میں اس کے لیے کوئی برکت نہ ہوگی اور اگر اس مال کو خیرات کرے تو قبول نہ ہوگی اور جو کچھ بچ رہے وہ اس کے دوزخ کا توشہ ہے سنو! گندی چیز گندی چیز کو نہیں مٹاتی لیکن پاک چیز مٹادیتی ہے (طبرانی نے اس کی معجم کبیر میں روایت کی ہے۔

۳۲ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

۳۳ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی موت اس یقین پر ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم شریف)

۳۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں واجب کرنے والی ہیں، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ واجب کرنے والی دو باتیں کیا ہیں؟ فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہوئے مرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے مرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

۳۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَّدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَاْنُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حاضرین کی جماعت میں شامل تھے دفعۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور دیر تک تشریف نہ لائے ہم کو خوف ہوا کہیں (خدانخواستہ) کوئی افتاد نہ پڑی ہو، اس لیے ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا، اور انصار بنی نجار کے ایک باغ تک پہنچا ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما، مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا۔ اتفاقاً ایک ربیع (نہر) دکھائی دی جو بیرونی کنویں سے باغ کے اندر جارہی تھی اور ربیع نہر کو کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں کہ میں اسی نہر میں سمٹ کر اندر گھس گیا اور حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے پھر ایک دم اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف آوری میں آپ نے دیر فرمائی تو ہم کو خوف ہوا کہ (خدانخواستہ) کہیں حادثہ نہ گزرا ہو، اس لیے ہم گھبرا گئے سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ پیدا ہوئی تلاش کرتے

فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيْتَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ بِهِمَا مَنْ لَقِيْتَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ اِرْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَاءِ وَرَكِبَنِيْ عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

کرتے) اس باغ تک پہنچا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر نہر کے راستہ سے اندر آگیا، اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین (جوتیاں) مبارک مجھے دے کر فرمایا، ابو ہریرہ میری یہ دونوں جوتیاں (بطور ثبوت کے) لے جاؤ اور باغ کی دیوار کے ادھر جو شخص یقینِ قلبی کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو، میں نے حکم کی تعمیل کی، سب سے پہلے مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور دریافت کیا، ابو ہریرہ یہ نعلین کس کی ہیں؟ میں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین ہیں، حضور نے یہ دونوں نعلین دے کر مجھے بھیجا ہے کہ جو شخص یقینِ قلبی کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینے والا تجھے ملے میں اس کو جنت کی بشارت دے دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر میرے سینہ کے بیچ میں ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سُرین کے بل گر پڑا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوٹ جاؤ اے ابو ہریرہ چنانچہ میں لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آواز سے رونے لگا، میرے پیچھے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہریرہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور جو پیام دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا۔ انھوں نے میرے سینے پر ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سُرین کے بل گر پڑا اور پھر کہنے لگے کہ لوٹ جا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا حضور نے ابو ہریرہ کو اپنی نعلین مبارک دے کر حکم دیا تھا کہ جو شخص قلبی یقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کا قائل ملے اس کو جنت کی بشارت دے دینا ارشاد فرمایا، ہاں! عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

٣٦ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

٣٧ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ حَزِنُوا عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ وَكُنْتُ مِنْهُمْ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَشْعُرْ بِهِ فَاشْتَكٰى عُمَرُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ثُمَّ أَقْبَلَا حَتّٰى سَلَّمَا عَلَيَّ جَمِيعًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا حَمَلَكَ أَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى أَخِيكَ عُمَرَ سَلَامَهُ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلٰى وَاللهِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ أَمْرٌ فَقُلْتُ أَجَلْ قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ تَوَفَّى اللهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَّسْأَلَهُ عَنْ نَّجَاةِ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَنْتَ أَحَقُّ بِهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

نے عرض کیا حضور! ایسا نہ کیجئے! مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ عمل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اچھا) چھوڑ دو (مسلم شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجیاں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے۔ (امام احمد)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب نہایت غم زدہ ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض (رجحانات کے بارے میں) وسوسہ میں پڑ جائیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا، اور انھوں نے سلام کیا، مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی شکایت کی تو دونوں تشریف لائے اور دونوں نے سلام کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی کہ آپ نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے آپ کے گزرنے اور سلام کرنے کا علم ہی نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہہ رہے ہیں ان کو کسی بات نے مشغول کر رکھا ہے میں نے کہا ہاں (یہی بات ہے) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل ہی اٹھا لیا کہ ہم آپ سے نجات کی نسبت دریافت کر لیتے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کر لیا ہے۔ (عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) میں اٹھ کر

وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِيْ عَرَضْتُهَا عَلٰى عَمِّيْ فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهٗ نَجَاةٌ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب گیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ ہی اس کے زیادہ اہل تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس دین کی نجات کس میں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ سے اس کلمہ کو قبول کر لیا، جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اور انھوں نے اس کو رد کر دیا تو یہ کلمہ قبول کرنے والے کے لیے موجب نجات ہے (امام احمد)

۳۸/۳۸ وَعَنِ الْمِقْدَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَبْقٰى عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ وَّذُلِّ ذَلِيْلٍ اِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِّنْ اَهْلِهَا اَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِيْنُوْنَ لَهَا قُلْتُ فَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان یا خیمہ ایسا نہ ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام کو داخل نہ فرمائیں، عزت دینے عزیز کے ساتھ یا ذلت دینے ذلیل کے ساتھ یا تو ان کو اللہ تعالیٰ معزز فرمائے گا تو ان کو اس کلمہ کا اہل بنا دے گا یا ان کو ذلیل کرے گا تو وہ اس کی اطاعت قبول کریں گے میں نے کہا تو دین تمام کا تمام اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا۔ (امام احمد)

۳۹/۳۹ وَعَنْ وَّهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيْلَ لَهٗ اَلَيْسَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَّيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَّهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَاِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت وہب سے کہا گیا کہ کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جنت کی کنجی نہیں ہے، انھوں نے کہا کیوں نہیں لیکن ہر کنجی کے لیے دندان ہوتے ہیں اگر تم ایسی کنجی لاؤ گے جس کے دندان ہوں تو تمھارے لیے جنت کو کھولا جائے گا ورنہ نہیں (بخاری نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب میں روایت کیا ہے)

ف: دندان سے مراد اعمال ہیں۔

۴۰/۴۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو (اخلاص کے ساتھ) بہتر بنالے تو جو نیکی کرے گا اس کا اجر دس گنا سے سات سو

ضِعْفٍ وَّكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۴۱ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا الْاِثْمُ قَالَ اِذَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۲ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَّعَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ

قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ قَالَ فَقُلْتُ فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ قَالَ قُلْتُ اَيُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

گنا تک لکھا جاتے گا اور جو برائی کرے گا تو اتنی ہی لکھی جائے گی، یہاں تک کہ وہ ملاقات کرے اللہ تعالیٰ سے (بخاری و مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جب تجھ کو تیری نیکی سے خوشی ہو اور برائی سے رنج تو تو مومن ہے پھر اس نے کہا یا رسول اللہ گناہ کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا جب تیرے دل میں کوئی چیز کھٹک جائے تو تو اس کو چھوڑ دے (امام احمد)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دین) کے اس کام میں آپ کے ساتھ کون تھے؟ فرمایا ایک حر (آزاد یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ایک عبد (غلام یعنی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے عرض کیا کہ اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا خوش کلامی اور کھانا کھلانا، میں نے عرض کیا ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا صبر اور سخاوت کرنا۔ میں نے عرض کیا کونسا اسلام افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، میں نے عرض کیا کونسا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا اچھے اخلاق۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کونسی نماز افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس میں قیام زیادہ ہو۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کون سی ہجرت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا ان باتوں کو ترک کرنا جن کو تیرا رب پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا میں نے عرض کیا کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس کا گھوڑا ہلاک کیا جائے اور اس کا خون بہایا گیا ہو۔ میں نے عرض کیا کون سا وقت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا اخیر شب کا درمیانی وقت۔

(امام احمد)

۴۳ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَيُصَلِّي الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهٗ قُلْتُ اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا اور پانچ وقتہ نماز پڑھتا رہا اور رمضان کے روزے رکھے تو اس کی بخشش ہو گی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خوشخبری لوگوں کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو کہ وہ عمل کریں (امام احمد)

۴۴ وَعَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتَعْمَلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ افضل ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی رکھنا اور زبان کو ذکر الٰہی میں جاری رکھنا۔ انھوں نے کہا کہ اور کیا چیز ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد ہوا لوگوں کے لیے وہی بات پسند کرنا جو تم اپنے لیے کرتے ہو، اور ان کے لیے اس بات کو ناپسند کرنا جس کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (امام احمد)

بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ — گناہ کبیرہ اور نفاق کی علامتوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ: "وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے"۔ (النجم ۵۳، آیت ۳۲)

ف: گناہ وہ عمل ہے جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہوتا ہے بعض اہل علم نے فرمایا کہ گناہ وہ ہے جس کا کرنے والا ثواب سے محروم ہوتا ہے بعض کا قول ہے ناجائز کام کرنے کو گناہ کہتے ہیں۔ بہرحال گناہ کی دو قسمیں ہیں ایک صغیرہ دوسرا کبیرہ۔ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کا عذاب سخت ہوتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صغیرہ پر وعید نہ ہو اور کبیرہ وہ جس پر وعید ہو اور فواحش پر حد ہو۔ بہرحال گناہ کوئی بھی ہو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ندامت و شرمندگی محسوس کرتے ہوئے توبہ کے لیے ضروری ہے۔ اور آئندہ گناہ کے قریب نہ جانے پر استقامت ضروری ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ: فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ترجمہ: "تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے، بدلا اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلا اس کا کہ جھوٹ بولتے ہیں (التوبۃ ۸، آیت ۷۷)

ف: امام فخر الدین رازی نے فرمایا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے احتراز کرے اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کرے۔

۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے تو شریک بنائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا اس کے بعد کونسا؟ ارشاد فرمایا تو اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ اس نے کہا کہ پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانے کی تصدیق میں یہ آیت نازل

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ الْآيَةَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہوئی۔ ترجمہ "اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔" (سورۃ فرقان ۲۵ ، آیت ۶۸) (بخاری ومسلم)

۴۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَّشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ خدا کے ساتھ شرک والدین کی نافرمانی، کسی کا قتل کرنا۔ اور جھوٹی قسم ہیں (بخاری) اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی گواہی ہے (بخاری ومسلم)

۴۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور جادو کرنا اور جس شخص کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق مار ڈالنا، اور سود کھانا، اور یتیم کا مال کھانا، اور جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا۔ غافل۔ پاکدامن بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

۴۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّلَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو زنا کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے اور اسی طرح چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو چوری کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا اور لوٹ کھسوٹ کرنے والا جب لوٹ کھسوٹ کرتا ہے ایسی حالت میں کہ لوگ خوف و دہشت کے مارے یا لاچاری کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہے ہوں تو اس کا ایمان باقی نہیں رہتا اور تم میں جب کوئی خیانت کرتا ہے تو خیانت کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا بس بچو تم (ان مذکورہ گناہوں سے) پھر کہتا ہوں کہ بچو تم (بخاری ومسلم) اور حضرت

كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْإِيْمَانِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ قتل کرنے والا جب قتل کرتا ہے تو قتل کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ اس سے ایمان کس طرح علیحدہ کر لیا جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس طرح اور دونوں ہاتھوں کے انگلیوں میں انگلیاں ملا کر باہر نکال لیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اسی طرح واپس آ جاتا ہے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ملا دیں۔ ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہا کہ ایسا شخص مومن کامل نہیں رہتا، اور اس میں ایمان کا نور نہیں پایا جاتا (یہ بخاری کے الفاظ ہیں)

ف: حدیث پاک میں یہ جو فرمایا جا رہا ہے کہ زنا، چوری کرنے اور شراب پینے لوٹ کھسوٹ کرنے کے وقت ایمان اس سے خارج ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یا تو کمال ایمان یا نور ایمان سے محروم ہو جاتا ہے ورنہ یہ گناہ کفر نہیں ہیں اور ان گناہوں کا مرتکب مرتد بھی نہیں ہے سخت گنہگار اور مجرم ضرور ہے۔ اگر وہ حالت گناہ میں ہی مر جائے تو کافر نہیں ہوگا جبکہ کلمۂ کفر زبان سے نہ نکالے۔ ایسے آدمی کو رب تعالیٰ چاہے تو سخت عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے۔ چونکہ نافرمانی رب تعالیٰ کی اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لیے اس سے بچتے رہنا اور احکامات الٰہیہ کی تعمیل کرتے رہنے میں ہی بندے کی سلامتی و نجات ہے۔

۴۹/۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں (مسلم نے) اتنا اضافہ کیا اگر وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے، اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلمان ہے، (پھر بخاری اور مسلم دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ) جب وہ بات کرے جھوٹ کہے اور جب وعدہ کرے خلاف (وعدہ کرے) اور امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ یہ تین علامتیں منافق کی ہیں (بخاری اور مسلم)

۵۰/۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت

كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہوگی، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب بات کہے تو جھوٹ کہے اور جب قول و قرار کرے تو اس کے خلاف کرے، اور جب جھگڑے تو گالیاں دے (بخاری و مسلم)

۵۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ إِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَإِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو کہ دو ریوڑوں کے درمیان پھرتی ہے۔ کبھی اس کی جانب اور کبھی اس کی جانب۔ (مسلم شریف)

۵۲ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ إِذْهَبْ بِنَا إِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ إِنَّهٗ لَوْ سَمِعَكَ لَكَانَ لَهٗ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ إِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهٗ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَّلَا تُوَلُّوْا لِلْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدُ أَنْ لَّا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَ نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالَا إِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهٗ أَنْ لَّا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِيٌّ إِنَّا نَخَافُ إِنِ اتَّبَعْنَاكَ أَنْ يَّقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا ہم کو اس نبی کے پاس لے چلو اس کے ساتھی نے کہا نبی مت کہو، اگر وہ تجھ سے سن لیں گے تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی نہایت خوش ہوں گے) تو دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نو آیات بینات (نو واضح احکام) کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور چوری نہ کرو، اور زنا نہ کرو، اور ناحق کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اور کسی بے گناہ کو حکم کے پاس قتل کے لیے پیش نہ کرنا، اور جادو نہ کرو، اور سود مت کھاؤ، اور کسی پاکدامن عورت کو تہمت نہ لگاؤ اور جنگ کے دن بھاگنے کی خاطر پیٹھ نہ پھیرو، اور خاص کر تم کو اے یہود! واجب ہے کہ شنبہ کے روز حدود اللہ سے تجاوز نہ کرو، صفوان راوی کہتے ہیں کہ دونوں نے آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوم لیا، اور دونوں نے کہا کہ ہم آپ کے نبی ہونے کی شہادت دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کون امر تم کو میری اتباع سے مانع ہے؟ دونوں نے کہا بے شک حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ ان کی ذریت میں ہمیشہ نبی ہوا کرے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم آپ کی

وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

اتباع کریں تو ہم کو یہود قتل کر دیں گے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ کسی عالم یا زاہد سے اگر مطالبہ کیا جائے کہ وہ قدم بڑھائیں اور قدم چومنے کے لیے موقع دیں تو اس عرض کو قبول کر لے۔

ف: ظاہر یہ ہے کہ پاؤں شریف پر بھی منہ لگا کر بوسہ دیا۔ معلوم ہوا بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہے۔ اور پابوسی کے لیے جھکنا سجدہ ہے نہ ممنوع ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں منع فرما دیتے خیال رہے کہ قرآن کریم، سنگ اسود، بزرگوں کے ہاتھ پاؤں، ان کے تبرکات اور والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا ثواب بھی ہے اور باعث برکت بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منبر چومتے تھے۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے کتاب جاء الحق وزھق الباطل دیکھیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

۵۳/۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِّنْ اَصْلِ الْاِيْمَانِ اَلْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَّلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُّذْ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ اِلٰٓى اَنْ يُّقَاتِلَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ وَالْاِيْمَانُ بِالْاَقْدَارِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں اصل ایمان ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل سے ہاتھ روک لینا، (نرم اس کو کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہ قرار دو، اور کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ کرو، اور جہاد جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اس وقت تک جاری رہنے والا ہے کہ اس امت کا اخیر شخص دجال کو قتل کرے گا۔ جہاد کو نہ کسی ظالم کا ظلم، اور نہ کسی عادل کا عدل باطل کر سکے گا اور تقدیر پر ایمان لانا (ابوداؤد شریف)

۵۴/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ وَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ کی طرح آ جاتا ہے اور پھر جب وہ اس عمل سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد)

۵۵/۱۱ وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتیں بطور وصیت فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے اور ہرگز ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ کہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال کو چھوڑ دینے کا حکم دیں اور ہرگز فرض نماز کو ترک نہ کرو،

مُتَعَمِّدًا فَإِنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

اس لیے کہ جو شخص عمداً فرض نماز کو ترک کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ الگ ہو جاتا ہے، نہ دنیا میں امن کا مستحق ہے اور نہ آخرت میں نجات کا، اور ہرگز شراب (نشہ لانے والی چیز) نہ پیو کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، (اس سے دنیا میں حد کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب کا) اور ہر قسم کے گناہوں سے بچو، کیونکہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور جہاد میں بھاگنے سے بچتے رہو، اگرچہ کہ (تمہارے ساتھ کے) تمام لوگ ہلاک ہو جائیں اور جب لوگوں میں موت عام ہو جائے اور تم ان میں ہو تو تم ثابت قدم رہو، اور اپنے کنبہ پر حسب حیثیت مال خرچ کرو، اور ادب آموزی کے لیے ان کو سزا دینے سے پہلوتہی نہ کرو، اور ان کو خدا تعالیٰ کا خوف دلاتے رہو۔ (امام احمد)

۵۶ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ أَوِ الْإِيمَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نفاق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا لیکن آج کفر ہے یا ایمان (البتہ وہ اعمال جن کو منافقین کی علامت بنایا گیا ہے وہ باقی ہیں)۔ (بخاری شریف)

بَابٌ فِي الْوَسْوَسَةِ

باب وسوسہ کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اس کے شر سے جو دل میں بُرے خطرے ڈالے (یعنی میں پناہ مانگتا ہوں) اور دبک رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔" (سورۃ الناس پ ۳۰)

ف: شیطان کی یہ عادت ہے کہ جب انسان غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے تو شیطان دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ شیطان جنات میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسے شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو انسانی شیطان کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتا ہے۔ اگر انسان بشکل انسانی شیطان سے متنفر ہوتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کے شر سے بھی پناہ مانگے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو جب بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دست مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے ہاتھ مبارک کو سر مبارک سے لے کر تمام جسم اقدس پر پھیرتے جہاں تک دست مبارک پہنچ سکتے تھے یہ عمل تین مرتبہ فرماتے (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو (اسکی طاعت نہ کرو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہو) وہ تو اپنے گروہ کو (یعنی متبعین کو کفر کی طرف) اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں (سورۃ فاطر آیت ۶)

۵۷/۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان وسوسوں کو معاف فرما دیا ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک کہ اُن پر عمل نہ کریں یا اس کو زبان سے ظاہر نہ کریں (بخاری و مسلم)

۵۸/۲ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ چند صحابہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے دل میں بعض ایسے خیالات آتے ہیں جن کا زبان پر لانا بڑا جرم معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ

نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسا پا رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں! ارشاد فرمایا کہ یہ کھلا ہوا ایمان ہے (مسلم شریف)

۵۹/۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر کہتا ہے اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہے گا تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس نوبت پر آجائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور ایسی باتوں سے رک جائے (بخاری، مسلم)

۶۰/۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جو شخص ایسی کوئی بات اپنے دل میں پائے تو کہہ دے "اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ" میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا (بخاری و مسلم)

۶۱/۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَاِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہم نشین جنوں میں سے (یعنی شیطان) اور ایک ہم نشین فرشتوں میں سے مقرر کیا گیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی۔ پس وہ میرا مطیع ہو گیا ہے (اس لیے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں) پس وہ مجھے صرف بھلائی کا مشورہ دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

۶۲/۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان کا (وسوسہ اور مکر و فریب) انسان پر اس طرح جاری رہتا ہے جس طرح انسان کا خون انسان میں جاری و ساری رہا کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۳/۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّہُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم کے ہر پیدا ہونے والے بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے جس کی وجہ سے بچہ چیخ اٹھتا ہے۔ بجز حضرت مریم اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے (کہ ان کو شیطان نے مس نہیں کیا) بخاری و مسلم

۶۴/۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِیَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِیْنَ یَقَعُ نَزْغَۃٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے (بخاری و مسلم)

۶۵/۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَآءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِّنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَۃً تَجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ امْرَاَتِہٖ قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ فَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاہُ قَالَ فَیَلْتَزِمُہٗ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنی فوجیں بھیجتا ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں، ان میں ابلیس کا زیادہ مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرے، چنانچہ ایک ایک ان میں سے آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے تو ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑتا جب تک کہ میں مرد اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اس کو اپنے قریب بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے۔ اعمش رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں مجھے خیال پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اس کو گلے لگاتا ہے۔ (مسلم شریف)

۶۶/۱۰ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ مِنْ اَنْ یَّعْبُدَہُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَلٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی (یعنی مسلمان) اس کی پرستش کریں (یعنی ان سے شرک کرنے سے مایوس ہو گیا) لیکن ان کے آپس میں خانہ جنگی کرانے سے مایوس نہیں ہوا۔ (مسلم شریف)

۶۷/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّيْ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِالشَّيْءِ لَاَنْ اَكُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَى الْوَسْوَسَةِ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہوں کہ ان کے اظہار کی بجائے مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ان خیالات کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔ (ابوداؤد)

۶۸/۱۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَرَاَ اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا درحقیقت ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور دوسرا فرشتہ کا، شیطان کا تصرف (یعنی وسوسہ) برائی پر انسان کو ابھارنا اور حق کا جھٹلانا ہے اور فرشتہ کا تصرف (یعنی الہام) نیکی پر ابھارنا اور حق کی تصدیق کرنا ہے پس جس نے یہ کیفیت پائی تو یقین کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور جس نے دوسری کیفیت (یعنی وسوسہ شیطانی) پائی تو اسے چاہیے کہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا۔ (البقرہ ۲ آیت ۲۶۸) (ترمذی)

۶۹/۱۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوا اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لْيَتْفُلْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے سے مختلف سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو تو خدا نے پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ ایسا کہیں تو تم کہو اللہ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کے کوئی ماں باپ اور نہ کوئی ہمسر (یعنی زوجہ) پھر اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے، اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

آئے۔ (ابوداؤد)

۱۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّبْرَحَ النَّاسُ یَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا ھٰذَا اللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا کَذَا مَا کَذَا حَتّٰی یَقُوْلُوْا ھٰذَا اللّٰہُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے پر مختلف سوالات کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا؟ بخاری شریف اور مسلم کی روایت اس طرح ہے) راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ فرماتا ہے آپ کی امت ہمیشہ کہتی رہے گی یہ کیسے ہوا؟ یہ کیسے ہوا؟ یہاں تک کہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، اللہ عزوجل کو کس نے پیدا کیا؟

۱۵ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ حَالَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ صَلَاتِیْ وَبَیْنَ قِرَاءَتِیْ یَلْبِسُھَا عَلَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ شَیْطَانٌ یُّقَالُ لَہٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَاتْفِلْ عَلٰی یَسَارِکَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْھَبَہُ اللّٰہُ عَنِّیْ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شیطان مجھ میں اور میری نماز اور قراءت میں حائل ہو گیا ہے کہ مجھ پر ان چیزوں میں شبہ ڈالتا رہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان ہے اس کا نام خِنْزَب ہے جب تم کو اس کا احساس ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دفع کر دیا۔ (مسلم شریف)

۱۶ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَھِمُ فِیْ صَلَاتِیْ فَیَکْثُرُ ذٰلِکَ عَلَیَّ فَقَالَ لَہُ امْضِ فِیْ صَلَاتِکَ فَاِنَّہٗ لَنْ یَّذْھَبَ ذٰلِکَ عَنْکَ حَتّٰی تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلَاتِیْ رَوَاہُ مَالِکٌ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا رہتا ہے اور یہ بات مجھ پر گراں گذرتی ہے پس انہوں نے کہا کہ نماز ادا کرتے رہو، وہ تم سے دفع نہ ہو گا یہاں تک کہ تم اپنی نماز ختم کرتے ہوئے کہو گے کہ میں نے اپنی نماز کامل طریقہ سے ادا نہیں کی۔ (امام مالک)

بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدَرِ

باب تقدیر پر ایمان لانے کے بیان میں

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ (زمر ۳۹ آیت ۶۲)

(۲) وَقَوْلُهٗ
فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ

(۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا (بروج ۸۵ آیت ۱۶)

(۳) وَقَوْلُهٗ
وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔ (انعام ۷ آیت ۵۹)

ف: کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے ما کان وما یکون کے علوم اس میں مکتوب فرمائے۔ اور لوح محفوظ کے تمام علوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن کی صورت میں نازل فرمائے ہیں۔ ۱۲ خزائن العرفان

(۴) وَقَوْلُهٗ
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ (تعالیٰ) سارے جہاں کا رب (تکویر ۸۱ آیت ۲۹)

۷۳/۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا (مسلم شریف)

۷۴/۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعِجْزِ وَالْكَیْسِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ نادانی اور دانائی بھی۔ (مسلم شریف)

۷۵/۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ خَلَقَكَ اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا۔ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آ

بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَسْكَنَكَ فِيْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِيْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ اَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرٰىةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَ فِيْهَا وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰٓى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

گئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ وہی آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور جن میں اپنی روح خاص پھونکی تھی اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا اس کے باوجود آپ نے اپنی خطاء کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا آپ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا اور جن کو الواح (یعنی توریت کی تجلیاں) دیں جس میں ہر بات واضح طور پر بیان کر دی تھی اور ہم کلام بنا کر اپنا مقرب بنایا۔ بتلاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کرنے سے کتنے سال پہلے توریت لکھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس سال پہلے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے اس میں یہ دیکھا کہ "وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى" ترجمہ: "اور آدم (علیہ السلام) سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا اس کی راہ نہ پائی۔" (طٰہٰ ۲۰ پ ۱۶ آیت ۱۲۱) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا پھر آپ مجھ پر ایسی بات پر ملامت کر رہے ہیں جس کو میں نے کیا ہے اور جو میری پیدائش سے چالیس سال قبل اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لکھ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آگئے (مسلم)

---

۷۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کی صداقت مسلمہ ہے حدیث بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کی تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک بہ شکل نطفہ جمع کی جاتی ہے پھر اتنے ہی دنوں تک منجمد خون رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کا حکم دے کر بھیجتا ہے تو وہ اس کا عمل اور اس کی موت اور اس کا رزق اور شقی یا سعید ہونا لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس ذات باری کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً تم میں سے ایک شخص

لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جنتی کا عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور یقیناً تم میں سے ایک شخص دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جنت والوں کا عمل کرتا ہے پس وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۷/۵ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بندہ دوزخیوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت سے ہے اور بندہ جنتیوں کا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ دوزخی ہے اور اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہی ہے (بخاری اور مسلم)

۷۸/۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصار کے لڑکے کے جنازہ پر بلائے گئے۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لڑکے کی خوشحالی ہے یہ تو ایک چڑیا ہے جنتی چڑیوں میں سے، اس لیے کہ اس نے نہ تو کوئی برائی کی اور نہ اس کو پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس کے سوا کچھ اور بھی ہے سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے اس کے اہل کو پیدا کیا، اور اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لیے اس کے اہل کو پیدا کیا اور ان کو اس حالت میں پیدا کیا کہ جب وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے۔ (مسلم شریف)

۷۹/۷ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے اس کا ٹھکانا دوزخ اور جنت کا لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا

الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ وَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہم اپنے نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں تو آپ نے فرمایا عمل کرو پس ہر شخص پر وہ چیز آسان کر دی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے تو جو شخص سعادت مندوں سے ہوگا تو سعادت مندی کا عمل اس کے لیے آسان کر دیا جائے گا اور جو بدبختوں سے ہوگا تو بدبختی کا عمل اس پر آسان کر دیا جائے گا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ: "تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی (ممنوعات و محرمات سے بچا) اور سب سے اچھی کو سچ مانا (یعنی ملت اسلام کو) تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے، اور وہ جس نے بخل کیا ثواب اور آخرت کی نعمت حاصل کرنے سے اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے۔ اللیل ۹۲ آیت ۱۰ (بخاری و مسلم)

۸۰/۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مُحَالَةَ الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدمی کی تقدیر میں زنا سے اس کا ایک حصہ لکھ دیا ہے اور ضرور وہ اس کو پائے گا پس آنکھ کا زنا (غیر محارم کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا شہوانی کلام کرنا ہے۔ دل آرزو اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے) بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی پر اس کے زنا کا ایک حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ ضرور پائے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا اور کانوں کا زنا سننا، اور زبان کا زنا گفتگو ہے اور ہاتھ کا زنا غیر محرم کو پکڑنا، اور پاؤں کا زنا ناجائز مقامات کی طرف چلنا ہے۔ دل فریفتہ ہوتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور اس کی تصدیق اور تکذیب شرمگاہ کرتی ہے۔

۸۱/۹ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُّزَيْنَةَ قَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ اَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلایئے آج لوگ جو کچھ عمل کر رہے ہیں اور جس بات کی کوشش کرتے ہیں کیا یہ ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں مقدر

فِيهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ أَوْ فِيمَا يَسْتَقْبِلُونَ بِهِ مِمَّا آتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى فِيهِمْ وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہو چکی ہے کہ اس کے موافق وہ عمل کر رہے ہیں یا ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں بروز ازل نہیں لکھی گئی ہے بلکہ وہ زمانہ آئندہ میں جیسا جیسا ان کو سوجھتا ہے۔ وہ اپنے اختیار سے عمل کرتے جاتے ہیں اس کے بغیر کہ پہلے سے ان پر مقدر ہو، اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق نہ کرتے سے ان پر عذاب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو انکے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور وہ اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کر رہے ہیں اور اسکی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ ترجمہ:۔ اور قسم ہے جان کی اور اسکی جس نے اسے ٹھیک بنایا پھر اسکی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی (شمس ۹۱ آیت ۸) (مسلم شریف)

۸۲/۱۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ كَأَنَّهُ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الِاخْتِصَاءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جوان آدمی ہوں اور مجھے اپنے نفس پر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ عورتوں سے نکاح کر سکوں کیا مجھے خصی ہونے کی اجازت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے میں نے (دوبارہ) ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر (سہ بار) میں نے ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے (چوتھی بار) جب میں نے ویسا ہی عرض کیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ جو کچھ تمہیں پیش آنے والا ہے اس کو (لکھ کر) قلم خشک ہو چکا ہے اب تو چاہے تو خصی بنے یا اس خیال کو چھوڑ دے (جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا)۔ (بخاری شریف)

ف: جو شخص حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو اسے نکاح کرنا ممنوع ہے۔ حقوق میں قوت اور قدرت مال سبھی شامل ہیں۔

ف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خصی ہونے کی اجازت مانگی جو آپ نے خاموشی کی صورت میں نہ دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال تھا کہ بدکاری کا احتمال بھی باقی نہ رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ انتہائی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے کہ معصیت پر مصیبت کو ترجیح دینے میں خصی ہو کر اپنے آپ کو ناقص و

فاسد کر لینا منظور ہے مگر فاسق اور گنہگار بنا منظور نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

۸۳/۱۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُصَرِّفُهٗ كَيْفَ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام آدمیوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے بیچ میں قلب کے مانند ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے دلوں کے پھیر دینے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ (مسلم شریف)

۸۴/۱۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ کی پیدائش فطرت (یعنی اسلام) پر ہوتی ہے اور اسکے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح چوپائے کے بچے پیدائش کے وقت کامل الاعضاء پیدا ہوتے ہیں، کیا تم اس میں کسی قسم کا نقصان پاتے ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ترجمہ: اللہ (تعالیٰ) کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ (تعالیٰ) کی بنائی ہوئی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے۔

(بخاری ومسلم) (سورہ روم ۳۰ پ ۲۱ آیت ۳۰)

۸۵/۱۳ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جو پانچ باتوں پر مشتمل تھا پس فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور سونا اس کے مناسب نہیں، بندوں کے رزق کی ترازو کو پست کرتا ہے اور اس کو بلند کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر فراخ اور بہ سبب گناہوں کے بعضوں کو ذلیل کرتا ہے اور بہ سبب اطاعت کے بعضوں کا مرتبہ بلند کرتا ہے) اس کی بارگاہ میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں پردہ اس کا نور ہے اگر اس کو اٹھائے تو اس کی ذات کے انوار تمام مخلوق کو جلا دیں، جہاں تک اس کے بصر کی رسائی ہے۔ (یعنی تمام دنیا جل اٹھے کہ خدا کی بصر کا احاطہ تمام عالم کو ہے۔ (مسلم شریف)

۸۶/۱۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ اللهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ يَمِينُ اللهِ مَلْأَى۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کا ہمیشہ خرچ اس کو کم نہیں کرتا بتلاؤ کہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اب تک کس قدر خرچ کیا ہوگا پھر بھی اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس وقت سے کم نہیں ہوا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں (سب کے رزق کی) ترازو ہے، اسے وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر کشادہ) (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں یوں ہے اللہ تعالیٰ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔

۸۷/۱۵ وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کی نسبت دریافت کیا گیا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے (یعنی بہشت میں داخل ہونے والے تھے یا دوزخ میں اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (بخاری و مسلم)

۸۸/۱۶ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ قَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا۔

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز جس کو پیدا کیا وہ قلم ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھ دے قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا کہ (ہر چیز کی) تقدیر لکھ دے تو قلم نے جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے، سب لکھ دیا۔ (ترمذی شریف)

۸۹/۱۷ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الْآيَةَ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا ترجمہ "اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب بولے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو ہمیں اس کی خبر نہ تھی (یعنی کسی نے ہم سے کسی قسم کا

وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ
ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ
خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ
يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ
لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ أَعْمَالِ
أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَ
إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ
أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ
أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ النَّارَ
رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ۔

عہد نہیں لیا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے
سنا ہے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
پوچھا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
کو پیدا کیا پھر ان کی پشت پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرا اور ان کی
ذریت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا
ہے اور یہ دوزخیوں کا عمل کریں گے پس ایک شخص نے کہا پھر
کیوں عمل کیا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ (جو
ہونا تھا سو ہو چکا) تو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے جب بندہ کو جنت کے لیے پیدا کیا ہوگا تو
اس کو جنتیوں کے کام میں لگا دے گا یہاں تک کہ اس کی موت
جنتیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر ہوگی اور اس کی وجہ سے
اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے
جب بندہ کو دوزخ کے لیے پیدا کیا تو وہ دوزخیوں کے کام
میں لگا دے گا یہاں تک کہ وہ دوزخیوں کے اعمال میں
سے کسی عمل پر مرے گا اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ
دوزخ میں داخل کر دیں گے امام مالک، ترمذی اور ابوداؤد۔

۹/۱۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ
مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ
الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ
فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ
وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ
فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا
ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهِ هٰذَا كِتَابٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ
النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ
ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں
میں دو کتابیں لے کر نکلے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں
کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے بتلائے بغیر ہم
نہیں جان سکتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدھے ہاتھ
کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک
کتاب ہے اس میں جنتیوں اور ان کے باپ دادا اور قبیلوں
کے نام ہیں اور پھر آخر میں سب کی جملہ تعداد بتلا دی گئی ہے
پس ان میں نہ کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی پھر اس کتاب
کی نسبت جو بائیں ہاتھ میں تھی فرمایا یہ رب العالمین کی طرف
سے ایک کتاب ہے اس میں دوزخیوں اور ان کے آباء اور
قبائل کے نام ہیں جس کے آخر میں سب کی جملہ تعداد درج کر
دی گئی ہے ان میں نہ تو کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی پس

فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! پھر عمل کیوں کیا جائے؟ جب کہ معاملہ ایسا ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افراط و تفریط کے بغیر اعمال کے پابند رہو، اور نیک اعمال کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے رہو، اس لیے کہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا اگرچہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا وہ اس طرح کہ آپ نے ان کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا (یعنی یہ ایسا امر ہے کہ جس سے فراغت ہو چکی) پھر فرمایا تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو گیا۔ ایک گروہ جنت کے واسطے ہے اور ایک گروہ دوزخ کے واسطے

(ترمذی شریف)

ف: حدیث پاک میں دو کتابوں کا ذکر ہے ایک کتاب میں جنتیوں کے نام، ان کے باپ دادا اور قبائل کے نام اور ان کے اعمال درج تھے دوسری میں دوزخیوں کے نام ان کے باپ دادا اور قبائل اور انکے اعمال لکھے گئے جن کی بنا پر وہ دوزخ میں جائیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے قیامت کے اعمال و احوال کا علم عطا فرمایا ہے یہ حدیث پاک حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی تابندہ دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی ہے۔

۹۱/۱۹ وَعَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

ابو خزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیے کہ یہ منتر (یعنی دعائیں) جن کو ہم پڑھواتے ہیں اور وہ دوائیں جن کو ہم استعمال کرتے ہیں، اور وہ حفاظت کی چیزیں جن کے ذریعہ سے ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو دفع کر سکتی ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی تقدیر سے ہیں۔ امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ۔

۹۲/۲۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے بس آپ غضبناک ہو گئے حتیٰ کہ چہرہ مبارک

حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَتَنَازَعُوْا فِيْهِ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

سرخ ہو گیا گویا آپ کے رخساروں پر انار کے دانے توڑ کر نچوڑ دیئے گئے ہیں۔ فرمایا، کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے یہی چیزیں دے کر بھیجا گیا ہے تم سے پہلے لوگ جب ان باتوں پر جھگڑنے لگے تو ہلاک ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تقدیر کے معاملہ میں بحث مت کیا کرو۔ (ترمذی شریف)

۹۳/۲۱ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَآءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک ایسی مشت خاک سے پیدا کیا جس کو ہر طرح کی زمین سے لیا تھا۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی جن میں چند سرخ رنگ والے اور چند سفید اور چند کالے اور چند سانولے اور چند نرم مزاج اور چند سخت مزاج اور چند برے اور چند اچھے ہیں (امام احمد، ترمذی اور ابو داؤد)

۹۴/۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ.

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اس پر اپنا کچھ نور ڈالا جس کو اس نور کی کچھ روشنی ملی اس نے سیدھا راستہ پایا اور جس پر یہ روشنی نہیں پڑی وہ گمراہ ہو گیا۔ پس اس لیے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ تعالیٰ کے علم پر خشک ہو چکا ہے یعنی اس کی تقدیر میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو گی۔ جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا ہے (امام احمد اور ترمذی)

۹۵/۲۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ رَوَاهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لائے۔ کیا آپ کو ہم پر کچھ اندیشہ ہے فرمایا ہاں! دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے۔

التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

ترمذی و ابن ماجہ ۔

۹۶/۲۴ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقَلْبِ كَرِيشَةٍ بِأَرْضِ فَلَاةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل کی مثال ایک پر کے مانند ہے جو زمین کے کھلے میدان میں ہو جس کو ہوائیں الٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں۔ (امام احمد)

۹۷/۲۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ چار باتوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہوسکتا۔ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں خدا کا رسول ہوں مجھے دین حق دے کر مبعوث فرمایا ہے موت پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے، اور تقدیر پر ایمان لائے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)۔

۹۸/۲۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے دو گروہوں کے لیے اسلام میں کوئی حصہ نہیں ایک مرجئہ (عمل کو بے کار سمجھنے والے) دوسرے قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے)۔ (ترمذی شریف)

ف : قدریہ وہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے یہ کہتے ہیں کہ افعال بندوں کے پیدا کیے ہوئے ہیں خود ان کے اختیار سے ہیں اور اللہ کی قدرت سے نہیں مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے یہ اسباب کے قائل نہیں اور ان کے پاس بندے کی طرف فعل کی نسبت ایسی ہے جیسے کہ فعل کی نسبت جمادات کی طرف کی جائے یعنی بندہ محض بے اختیار ہے ۱۲

۹۹/۲۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (صورت کا بدل جانا) ہوا کرے گا اور یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ (ابوداؤد اور ترمذی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۱۰۰/۲۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت

فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ)

مت کیا کرو، اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو۔ (امام احمد، ابوداؤد)

۱۰۱/۲۹ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدْرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کے انکار کرنے والوں کی صحبت اختیار مت کرو اور فیصلہ کے لیے تم ان کو حاکم مت بناؤ۔ (ابوداؤد شریف)

۱۰۲/۳۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَزِيْنُ فِيْ كِتَابِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ہیں جن پر میں نے اور اللہ تعالیٰ نے اور ہر نبی نے جس کی دعا مقبول ہے لعنت کی ہے۔ (پہلا) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (دوسرا) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (تیسرا) جبر و طاقت سے حکومت کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو ذلیل کیا ہے اسے عزت دے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اس کو ذلیل کرے (چوتھا) جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرمِ مکہ میں حرام قرار دیا ہے ان کو حلال قرار دینے والا اور (پانچواں) میری اولاد کو ایذا پہنچانے والا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے (چھٹا) میری سنت کو چھوڑ دینے والا (بیہقی نے مدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں اس کی روایت کی ہے)

ف: اگر سستی اور کاہلی سے سنت کو چھوڑ دے تو گنہگار ہوگا اور اگر کوئی بطور تحقیر سنت کو چھوڑ دے تو کافر ہے لعنت میں دونوں شمار کئے جاتے ہیں، پہلے پر تنبیہاً لعنت ہوگی اور دوسرے پر حقیقتاً لیکن کبھی کبھار اگر سنت ترک ہو تو گنہگار نہیں ہوتا مگر یہ بھی برا ہے۔

۱۰۳/۳۱ وَعَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کی موت اللہ تعالیٰ کسی سرزمین پر مقرر فرما دیتے ہیں تو اس بندے کی کسی حاجت کو اس سرزمین سے متعلق کر دیتے ہیں اور وہ وہاں جاکر مرجاتا ہے۔ (امام احمد و ترمذی)

۱۰۴/۳۲ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ قِيْلَ فَمَنْ مَاتَ صَغِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ ۔

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ میں پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت ہوتی ہے پھر اس کو ماں باپ یہودی اور نصرانی بنا لیتے ہیں دریافت کیا گیا کہ یارسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی بچپن میں مرجائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)

۱۰۵/۳۳ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ اِلٰى كُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ اَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَمَضْجَعِهٖ وَاَثَرِهٖ وَرِزْقِهٖ ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر بندے کے متعلق پانچ باتوں سے فارغ ہو چکا ہے ایک اس کی مدت حیات دوسرا اس کا عمل نیک و بد تیسرا اس کا ٹھکانا (یعنی قبر کہاں ہوگی) چوتھا اس کا انجام (یعنی جنتی ہوگا یا دوزخی) پانچواں اس کا رزق (تھوڑا رہے گا یا زیادہ رہے گا) (امام احمد)۔

۱۰۶/۳۴ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْئَلْ عَنْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تقدیر کے بارے میں کچھ بھی کلام کرے گا اس سے قیامت کے دن اسی بارے میں سوال کیا جائے گا اور جو تقدیر کے بارے میں کوئی کلام نہ کرے تو اس سے اس بارے میں سوال نہ ہوگا (ابن ماجہ)

۱۰۷/۳۵ وَعَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ شَيْءٌ مِّنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّذْهِبَهٗ مِنْ قَلْبِيْ فَقَالَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوٰتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهٗ خَيْرًا لَّهُمْ مِّنْ اَعْمَالِهِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَكَ وَاَنَّ مَا

حضرت ابن دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ تقدیر کے بارے میں میرے دل میں کچھ تردد ہے آپ اس کے متعلق رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان فرمایئے شاید کہ میرے دل کا تردد اللہ تعالیٰ رفع فرمادے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب میں مبتلا کردے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کی رحمت ان کے عمل سے بہتر ہوگی اگر تم کوہ احد کی مقدار میں سونا راہ خدا میں خرچ کرو تو تم سے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ تاوقتیکہ تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یقین رکھو کہ جو چیز تم

أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

کو پہنچتی ہے وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو چیز ٹل گئی وہ تم کو پہنچنے والی نہ تھی، اگر تم اس کے سوا دوسرے اعتقاد پر مرجاؤ تو دوزخ میں داخل ہو گے پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھی بالکل وہی بات فرمائی جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی پھر حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا تو انھوں نے بھی یہی کہا، پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

(امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۱۰۸ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ أَوْ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِيْ أَهْلِ الْقَدَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے آپ نے فرمایا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات پیدا کرلی ہے، اگر اس نے واقعی ایسا کیا ہے تو اس کو میرے سلام کا جواب نہ پہنچاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری امت یا اس امت میں خَسْفٌ (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (چہرہ کا بدل جانا) یا قذف (پتھر کا برسایا جانا) ہوگا اور یہ اہل قَدَر (منکرین تقدیر) کے لیے ہوگا۔

ف: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نیا عقیدہ ایجاد یا اختیار کرنے کو بدعت قرار دیا ہے چونکہ اس آدمی نے تقدیر کا انکار کیا تھا اس لیے آپ نے انکار تقدیر کو بدعت قرار دے کر اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ جو تقدیر کا انکار کرے اسے قدریہ کہتے ہیں۔ اور فرقۂ قدریہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس حدیث پاک سے چند مزید باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ بدعت سیئہ ان بُرے عقائد کا نام ہے جو اسلام میں ایجاد کئے جائیں حدیث میں جس بدعت یا بدعتی کی برائیاں بیان ہوئیں ہیں اس سے مراد یہی بدعت سیئہ ہے۔ احادیث سے بدعت کی دو قسمیں ثابت ہوتی ہیں ایک بدعت سیئہ دوسری حسنہ۔ بدعت سیئہ تقدیر کا انکار یا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کے خلاف کوئی عمل ایجاد کرلینا اور بدعت حسنہ کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد وہ عمل کئے ہیں جیسے تدوین قرآن کا عمل پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روک دیا پھر اجازت دے دی اسی طرح تراویح کی باقاعدہ جماعت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایجاد فرمایا۔ یہ بدعت حسنہ ہے۔ حدیث شریف میں

آتا ہے کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے کرنے کا ثواب اس کو ملے گا اور جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ لہٰذا معارض احادیث کاموں کی ممانعت ہے نہ کہ موافق احادیث کاموں کی بھی ممانعت ہو لہٰذا ہر بدعت منع نہیں ہے وہی بدعت منع ہے جو گمراہی بدعقیدگی تنقیص شان ربوبیت و تنقیص شان رسالت کی ہو یا تنقیص صالحین کی ہو۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو کتاب جاء الحق وزھق الباطل۔ مصنفہ مفتی احمد یار خاں صاحب۔

۱۰۹/۳۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذَرَارِیَّ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْجَنَّةِ یَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِیْمُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے بچے جنت میں رہیں گے ان کی پرورش سیدنا ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے (اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے)

۱۱۰/۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَجَعَلَ بَیْنَ عَیْنَیْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِیْصًا مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی اٰدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَآءِ قَالَ ذُرِّیَّتُكَ فَرَاٰی رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِیْصُ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ قَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ دَاوٗدُ فَقَالَ اَیْ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمُرَهٗ قَالَ سِتِّیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْقَضٰی عُمُرُ اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَآءَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اٰدَمُ اَوَلَمْ یَبْقَ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِهَا اِبْنَكَ دَاوٗدَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّیَّتُهٗ وَنَسِیَ اٰدَمُ فَاَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُهٗ وَخَطِئَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو آدم علیہ السلام کی پشت سے وہ تمام روحیں نکل پڑیں جن کو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی ذریت میں قیامت تک پیدا کرنے والے تھے اور ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک ظاہر کی یہ چمک فطرت اسلام کی تھی جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) پھر ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے لایا گیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمہاری اولاد ہیں آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک آپ کو پسند آئی، کہا اے رب یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی عمر کس قدر ہے؟ فرمایا ساٹھ سال۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب میری عمر میں سے چالیس سال داؤد علیہ السلام کی عمر میں زائد فرما دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی عمر میں صرف چالیس سال رہ گئے تو ان کے پاس ملک الموت آئے تو آدم علیہ السلام نے کہا کیا میری عمر سے چالیس برس ابھی باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ نے اپنے فرزند داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر سے ۴۰ سال دے دیئے

اٰدَمُ وَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهٗ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہیں، آدم علیہ السلام نے انکار کیا (یہ انکار نسیان کی وجہ سے تھا نہ کہ عناد کی وجہ سے) تو ان کی ذریت نے بھی انکار کیا اور آدم علیہ السلام بھول گئے اور درخت (ممنوعہ) کو تناول کر لیا تو آپ کی ذریت بھی بھولنے لگی اور آدم علیہ السلام نے خطا کی تو ان کی ذریت بھی خطا کرتی ہے (ترمذی شریف)

۱۱۱/۳۹ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ حِيْنَ خَلَقَهٗ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَآءَ كَاَنَّهُمُ الذَّرُّ وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَآءَ كَاَنَّهُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِيْ وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى اِلَى النَّارِ وَلَا اُبَالِيْ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جس وقت ان کو پیدا کیا تو ان کے سیدھے کندھے پر ایک ضرب لگائی اس سے ان کی نورانی اولاد کو نکالا جو چیونٹیوں کی طرح تھی اور بائیں کندھے پر ایک ضرب لگائی اور سیاہ اولاد کو نکالا جو کوئلہ کی مانند تھے پس اللہ تعالیٰ نے سیدھے طرف والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور بائیں جانب والوں کی نسبت فرمایا یہ جہنمی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ (امام احمد)

۱۱۲/۴۰ وَعَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَخَلَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقَالُوْا لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ اَلَمْ يَقُلْ لَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهٗ حَتّٰى تَلْقَانِيْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ قَبْضَةً وَّاُخْرٰى بِالْيَدِ الْاُخْرٰى وَقَالَ هٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَهٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَلَا اُبَالِيْ وَلَا اَدْرِيْ فِيْ اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ اَنَا۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام ابو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ان کی عیادت کے لیے ان کے چند اصحاب آئے اور وہ رو رہے تھے دوستوں نے کہا کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنی بڑھی ہوئی مونچھوں کو ترشواؤ، اور اس پر قائم رہو مجھ سے ملنے تک ابو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں حضور نے یہ فرمایا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ایک مٹھی اٹھائی اور دوسری مٹھی دوسرے ہاتھ میں اور فرمایا یہ اس کے (یعنی جنت کے) لیے ہے اور یہ اس کے (یعنی دوزخ کے) لیے ہے اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں اور مجھے خبر نہیں کہ میں کس مٹھی میں ہوں (امام احمد)

۱۱۳/۴۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ أَوْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ. (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نعمان یعنے بمیدان عرفہ میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے عہد لیا وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام ذریت کو نکالا جس کو اس نے پیدا فرمایا ہے اور آدم علیہ السلام کے سامنے ان سب کو چیونٹیوں کے مانند پھیلا دیا، پھر ان کے روبرو گفتگو کی اور کہا "کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا۔" (سورۃ اعراف آیت ۱۷۲، ۱۷۳) (امام احمد)

۱۱۴/۴۲ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَأُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ اٰدَمَ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا إِعْلَمُوْا أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا إِنِّيْ سَأُرْسِلُ إِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ وَأُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَإِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ فَأَقَرُّوْا بِذٰلِكَ وَرَفَعَ عَلَيْهِمْ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسورۃ اعراف آیت ۱۷۲) کی اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ترجمہ "اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمع فرمایا اور ان کو مختلف گروہوں میں منقسم کیا (یعنی غنی وفقیر اور نیک وبد) پھر ان کو صورت عطا فرمائی اور ان کو گویا کیا تو انھوں نے کہنا شروع کیا، پھر ان سے عہد وپیمان لیا اور خود ان کو انہی پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا کیوں نہیں! بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ رکھتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی تم پر گواہ بناتا ہوں تاکہ قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کا علم نہ تھا۔ یقین رکھو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ میرے سوا کوئی تمہارا پروردگار ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، میں تمہارے پاس اپنے رسولوں کو بھیجوں گا

آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَرَأَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيرَ وَحَسَنَ الصُّورَةِ وَدُونَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَبِّ لَوْلَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ قَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُشْكَرَ وَرَأَى الْأَنْبِيَاءَ فِيهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّورُ خُصُّوا بِمِيثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كَانَ فِي تِلْكَ الْأَرْوَاحِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَحُدِّثَ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِيهَا.

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

جو تم کو میرا یہ عہد و پیمان یاد دلاتے رہیں گے اور تمہارے لیے اپنی کتابیں نازل کروں گا ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے معبود ہیں آپ کے سوا کوئی ہمارا رب نہیں اور نہ آپ کے سوا کوئی ہمارا معبود ہے، سب نے اس کا اقرار کر لیا اور آدم علیہ السلام کو ان تمام پر بلند فرمایا کہ سب کو دیکھ لیں تو آپ نے دیکھا کہ اس میں کوئی تونگر ہے، کوئی محتاج کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدشکل، آدم علیہ السلام نے کہا اے رب! سب بندوں کو آپ نے برابر کیوں نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ آدم علیہ السلام نے ان میں انبیاء (علیہم السلام) کو چراغوں کے مانند (روشن) دیکھا جن پر نور تھا اور وہ ایک دوسرے سے خصوصی عہد رسالت اور نبوت سے مخصوص کئے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول (احزاب آیت) میں مذکور ہے۔ ترجمہ "اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے انبیاء (علیہم السلام) سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔" اور عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی انہی میں تھی جس کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مریم علیہا السلام کے منہ سے داخل ہوئی (امام احمد)

۱۱۵/۴۳ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَذَاكَرُ مَا يَكُونُ إِذْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ فَصَدِّقُوهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ فَلَا تُصَدِّقُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ إِلَى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ.

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئندہ ہونے والی باتوں کا تذکرہ کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم یہ سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کر دو، اور اگر یہ سنو کہ کوئی شخص اپنے پیدائشی اوصاف سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو، اس لیے کہ وہ پھر اسی طرف لوٹ جائے گا جن (صفات) پر وہ پیدا ہوا ہے۔ (امام احمد)

ف: خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ واقعات عالم گزشتہ فیصلے کے مطابق ہو رہے ہیں اور وہ فیصلے اٹل ہیں جن کی تبدیلی ناممکن

ہے۔ خیال رہے انسان کی دو حالتیں ہیں ذاتی اور وصفی۔ وصفی حالت جیسے دن رات بدلتے رہتے ہیں ایسے ہی انسان کبھی کافر کبھی مؤمن بن جاتے ہیں، فاسق متقی اور بخیل سخی ہو جاتے ہیں۔ بزدل بہادر نیکوکار بدکار اور کبھی بزرگوں کی صحبت سے کبھی علم کی برکت سے کبھی یوں ہی رب کی قدرت سے بدکار نیکوکار ہو جاتے ہیں۔ مگر انسان کی اصلی حالت کبھی نہیں بدلتی۔ جسے حدیث میں فطرت اور جبلت کہا گیا ہے کبھی عارضی طور پر بدل بھی جاتے تو اسے بقا حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے اگر تمہیں کوئی یہ کہے کہ فلاں پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کو مان لو اور اس کو نہ مانو کہ کوئی آدمی اپنی فطرت سے باز آ گیا ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں اصلی حال کا ذکر ہے اور جبلت سے وہ خصلت مراد ہے جو علم الٰہی میں آ چکی ہے جس میں تغیر و تبدل ناممکن ہے۔

۱۱۶/۴۴ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَزَالُ يُصِيْبُكَ فِيْ كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِّنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِيْ اَكَلْتَ قَالَ مَا اَصَابَنِيْ شَيْءٌ مِّنْهَا اِلَّا وَهُوَ مَكْتُوْبٌ عَلَيَّ وَاٰدَمُ فِيْ طِيْنَتِهٖ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہر سال زہر ڈالی ہوئی بکری کی تکلیف ہوتی رہتی ہے جس کا گوشت (ایک یہودیہ نے آپ کو خیبر میں کھلا دیا تھا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمایا تھا۔ فرمایا مجھے اس بکری سے جو کچھ تکلیف پہنچی ہے وہ میرے لیے لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ (ابن ماجہ)

بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ — عذاب قبر کے ثبوت کے بیان میں

ف: قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ یہ دنیا اور آخرت کا درمیانی واسطہ ہے اور وہ ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ صرف قبر ہی سے مختص نہیں۔ بیشتر انسان ڈوب جاتے ہیں بعض کو جانور کھا جاتے ہیں بعض جل جاتے ہیں۔ تو ان کے لیے بھی عالم برزخ ہے اگرچہ قبور میں نہ بھی مدفون ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو بھی عالم برزخ میں عذاب دیتے ہیں۔

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا۔" (مومن ۴۰ آیت ۱۱)

ف: کیونکہ پہلے نطفہ بے جان تھے اس نے انہیں جان دے کر زندہ کیا پھر عمر پوری ہونے پر موت دی پھر بعث کے لیے زندہ کرے گا۔ (خزائن العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ

(۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس

وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۔

دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت ترعذاب میں داخل کر دو۔ (مومن ۴۰ آیت ۴۶)

ف: اس آیت سے عذاب قبر کے ثبوت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ مرنے والے پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے جنتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے تا آنکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کی طرف اٹھائے۔ (خزائن العرفان)

(۳) وَقَوْلُهٗ:

(۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۔

اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر (یعنی کلمۂ اسلام پر) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے کرے۔ (ابراہیم ۱۴ آیت ۲۷)

ف: یعنی قبر کہ اول منازل آخرت ہے جب کہ منکر نکیر اگر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ تو مومن اس منزل میں بفضل الٰہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور یہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ (خزائن العرفان)

۱۱۷/۱ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوگا تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دے گا پس عذاب قبر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔ (اس کا ترجمہ آیت ۳ میں ملاحظہ ہو) اور ایک دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ) عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے (میت سے) کہا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ جواب دے گا میرا رب اللہ ہے، میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (بخاری ومسلم)

۱۱۸/۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کو

قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ ۔

قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے احباب اسے دفن کر کے واپس ہوتے ہیں کہ ابھی ان کے جوتوں کی آہٹ کو سن رہا ہے اتنے میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تو ان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ مؤمن کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جائے گا دیکھو تمہارا مقام دوزخ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت کے مقام سے بدل دیا ہے وہ دونوں مقاموں کو ایک وقت دیکھے گا لیکن منافق اور کافر ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا کہ تو ان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے) اس سے کہا جائے گا تو نے نہ تو کچھ سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا۔ پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اس پر ایسی مار پڑے گی جس سے وہ ایسی آواز سے چلا اٹھے گا کہ جن وانس کے سوا سب اس پاس کی چیزیں اس کی چیخ و پکار کو سن لیتے ہیں (بخاری شریف)

۱۱۹/۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح و شام اس پر اس کا مقام پیش کیا جاتا ہے پس اگر اہل جنت سے ہو تو اس کے لیے اس کی جنت کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اگر دوزخیوں سے ہو تو اس کی دوزخ کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اس وقت کا ٹھکانا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی طرف اٹھائے (بخاری ومسلم)

۱۲۰/۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذاب قبر کا ذکر کیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عذاب قبر سے متعلق دریافت کیا تو آپ

نعم عذاب القبر حق قالت عائشۃ فما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد صلی صلوۃ الا تعوذ باللہ من عذاب القبر متفق علیہ۔

نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی آپ نماز ادا فرماتے تو عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۱ / ۵ وعن زید بن ثابت قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلۃ لہ ونحن معہ اذ حادت بہ فکادت تلقیہ واذا اقبر ستۃ او خمسۃ فقال من یعرف اصحاب ھذہ الاقبر قال رجل انا قال فمتی ماتوا قال فی الشرک فقال ان ھذہ الامۃ تبتلی فی قبورھا فلولا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منہ ثم اقبل علینا بوجھہ فقال تعوذوا باللہ من عذاب النار قالوا نعوذ باللہ من عذاب النار قال تعوذوا باللہ من عذاب القبر قال نعوذ باللہ من عذاب القبر قال تعوذوا باللہ من الفتن ما ظھر منھا وما بطن قالوا نعوذ باللہ من الفتن ما ظھر منھا وما بطن قال تعوذوا باللہ من فتنۃ الدجال قالوا نعوذ باللہ من فتنۃ الدجال۔

(رواہ مسلم)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بنی نجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے کہ وہ یکایک آپ کو لے کر بدک گیا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے اور یکایک وہاں چھ یا پانچ قبریں دکھائی دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی شخص جانتا ہے کہ یہ قبر والے کون ہیں ؟ ایک شخص نے کہا کہ میں جانتا ہوں فرمایا کب مرے ہیں اس شخص نے کہا شرک کی حالت میں، فرمایا ان لوگوں پر قبروں کے اندر عذاب ہو رہا ہے اور فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم آئندہ سے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنا دے ——— جس کو میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ میری جانب متوجہ ہو کر فرمانے لگے اللہ تعالی سے دوزخ کے عذاب کی پناہ مانگو صحابہ کرام نے کہا کہ ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالی کی پناہ میں آتے ہیں۔ فرمایا قبر کے عذاب کی خدا سے پناہ مانگو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ فرمایا ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو اصحاب کرام نے کہا ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں فرمایا دجال کے فتنہ کے لیے خدا سے پناہ مانگو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں۔ (مسلم شریف)

۱۲۲ / ۶ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبر المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدھما المنکر وللاخر النکیر فیقولان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ایک کا نام

مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ
هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ
هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ
ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ
ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى
اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ
الْعُرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ
اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ
مَّضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ
سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا
فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ
كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ
لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ
فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا
مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ
ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۲۳ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ
رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ
مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ
لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ
فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ
فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ
فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ
وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَةَ

منکر ہے دوسرے کا نام نکیر ہے دونوں کہتے ہیں کہ تو ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی شہادت دیتا ہوں، دونوں کہیں گے ہم کو اس کا علم تھا کہ تو یہی کہے گا، پھر اس کی قبر میں ستر گز طول، اور ستر گز عرض میں کشادگی کر دی جاتی ہے پھر اس کے واسطے اس کی قبر روشن کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے (آرام کی) نیند لے، وہ کہے گا کہ میں اپنے تمام اہل وعیال کے پاس جا کر اس کی اطلاع دینا چاہتا ہوں، دونوں کہیں گے اس دولہا (دلہن) کی طرح سو جا جس کو اس کا محبوب ترین اہل بیدار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خواب گاہ سے بروز قیامت اٹھائے گا اور اگر وہ منافق ہو تو کہے گا میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا، میں نہیں جانتا۔ دونوں کہیں گے ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہہ دیا جائے گا اس پر مل جا، تو زمین آپس میں مل جائے گی (یعنی بھینچے گی) اور اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی وہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو ٹھکانے سے اٹھائے گا۔ (ترمذی شریف)

برار بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر دونوں دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے دریافت کرتے ہیں تم کو یہ کیسے معلوم ہوا تو وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ

قَالَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ
عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ
مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ
فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَ
طِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا
الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ
رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ
فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ
لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ
بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ
فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ
فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ
النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ
قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا
قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى
تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ
لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِّنْ
حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا
فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا
بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ
فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤٗدَ

کے اس ارشاد کا "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ
الخ اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے ایک منادی اعلان
کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنت کا فرش کر
دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت
کی جانب ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ دروازہ کھول دیا
جاتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جنت
کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر میں اس کی نظر پہنچنے
کی حد تک وسعت کر دی جاتی ہے اس کے بعد کافر کی موت
کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے
پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت
کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے ہائے ہائے! میں
نہیں جانتا اور وہ فرشتے پھر دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین
کیا ہے؟ اس پر بھی وہ یہی کہتا ہے ہائے ہائے! میں نہیں
جانتا پھر دونوں سوال کرتے ہیں یہ کون حضرت (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں جو تم میں رسول بنا کر بھیجے گئے تھے
تو اس کا جواب بھی وہی ہائے ہائے میں نہیں جانتا دیتا ہے۔
پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ
کہا۔ لہٰذا اس کے لیے آگ کا فرش بچھا دو، آگ کا لباس پہنا دو
اور اس کے لیے دوزخ کی جانب سے دروازہ کھول دو، آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دوزخ کی گرمی کی لو آنے
لگتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ اس پر اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی
جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں
پھر اس پر ایک اندھا گونگا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے جس
کے پاس لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے جس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے
تو وہ خاک ہو جائے پس وہ فرشتہ اس گرز سے اس طرح مارتا
ہے جس کی آواز کو انس و جن کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق
سن لیتی ہے جس سے وہ خاک ہو جاتا ہے، پھر اس میں روح

واپس ڈال جاتی ہے (قیامت تک اسی طرح عذاب میں مبتلا رہتا ہے)۔ (امام احمد و ابوداؤد)

۱۲۴/۸ وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے اپنی داڑھی تر کر دیتے آپ سے کہا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر رو دیتے ہیں، آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر منازل آخرت کی پہلی منزل ہے کسی کو اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد جو کچھ آئے گا وہ آسان تر ہے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو جو چیز اس کے بعد ہے وہ اس سے سخت تر ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی منظر میں نے قبر سے زیادہ ہولناک نہیں دیکھا (ترمذی و ابن ماجہ)۔

۱۲۵/۹ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْئَلُ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے اس بھائی کے لیے مغفرت مانگو اور پھر اس کے لیے منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ اس لیے کہ اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

۱۲۶/۱۰ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا تَنْهَشُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں جو قیام قیامت تک اس کو ڈستے اور کاٹتے رہیں گے اگر ان میں سے ایک اژدھا زمین پر پھنکار دے تو زمین سبزی نہ اگائے۔ (دارمی)

۱۲۷/۱۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِيْ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں گئے جب کہ وہ انتقال کر گئے تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سبحان اللہ فرمایا تو ہم

قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

بھی دیر تک سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھتے رہے پھر آپ نے اللّٰهُ اکبر فرمایا تو ہم نے بھی اللّٰہ اکبر کہا۔ پس اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ کس لیے آپ نے تسبیح پھر تکبیر کہی؟ تو فرمایا کہ تحقیق اس نیک بندے پر زمین تنگ ہو گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرما دیا۔ (امام احمد)

ف: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے میں شرکت کے بعد جب انہیں قبر میں اتار دیا گیا اور مٹی ان پر ڈال دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک ان کی قبر پر کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل سبحان اللہ اور اللہ اکبر پڑھتے رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تسبیح و تہلیل پڑھتے رہے۔ فراغت کے بعد صحابہ کرام نے پوچھا کہ تسبیح و تہلیل میں آپ نے اتنی دیر لگا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر زمین تنگ ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرما دیا ہے۔ اس حدیث سے چند ایک باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے حالات کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کو باخبر رکھا ہے۔ دوسری بات یہ کہ قبر پر کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل پڑھنی جائز ہے۔ اسی حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ کوئی اگر کسی مسلمان کی قبر پر کھڑے ہو کر اذان کہتا ہے تو یہ بھی درست اور صحیح ہے کیونکہ اذان بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل ہے۔ قبر میں جس وقت میت کو رکھا جاتا ہے تو منکر نکیر سوالات کرنے کے لیے آتے ہیں۔ شیطان لعین اس آخری وقت بھی آدمی کو قبر میں گمراہ کرنے کے لیے آجاتا ہے وہ وقت میت پر بہت سخت ہوتا ہے چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ جب بھی شیطان کا کھٹکا محسوس کرو تو فوراً اذان کہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام نامی اسم گرامی سن کر شیطان چھتیس میل دور بھاگ جاتا ہے۔ وہ وقت مؤمن میت کیلئے بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے اس لیے شیطان لعین کے حملے کو رد کرنے کے لیے قبر پر اذان دی جائے تو یہ میت کے لیے بہتر ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو اس کو ایسا دکھائی دے گا گویا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملے گا کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز ادا کر لوں۔" لہٰذا اس وقت تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر اگر اذان پڑھ دی جائے تو یہ اس کے لیے نہایت مفید ہو گا۔ صاحب قبر اپنی قبر کے اندر اپنے عزیز و اقارب کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ تو اذان بطریق اولیٰ اسے فائدہ پہنچائے گی۔ اس مسئلے کی زیادہ وضاحت اور تحقیق کیلئے رسائل ملاحظہ ہوں (۱) ایذان الاجر فی اذان القبر (۲) صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین (۳) جاء الحق و زھق الباطل۔ پہلے دو رسائل میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ احادیث کی روشنی میں مسئلہ اذان قبر کی عمدہ بحث فرمائی ہے۔ تیسرے رسالہ میں مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی نے معترضین کے اعتراضات کا مدلل انداز میں جواب دیا ہے۔

۱۲۸/۱۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَشَهِدَهٗ سَبْعُوْنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جن کے لیے

أَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

۱۲۹/۱۳ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يُفْتَتَنُ فِيهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ هٰكَذَا وَزَادَ النَّسَائِيُّ حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ كَلَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي أَيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ قَوْلِهِ قَالَ قَالَ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۔

۱۳۰/۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ دَعُونِي أُصَلِّي ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

۱۳۱/۱۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِي قَبْرِهِ غَيْرَ فَزِعٍ وَلَا مَشْغُوبٍ ثُمَّ يُقَالُ فِيمَ كُنْتَ فَيَقُولُ كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ رَأَيْتَ اللّٰهَ

عرش ہل گیا آسمان کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی ہے بے شک یہ بھینچے گئے پھر ان کی قبر کشادہ کر دی گئی۔ (نسائی)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور قبر کے فتنہ کا ذکر فرمایا جس میں آدمی آزمایا جاتا ہے جب آپ نے اس کا بیان فرمایا تو مسلمانوں نے آہ و بکا کیا (بخاری) اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہتے ہیں کہ آہ و بکا کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو میں سمجھ نہ سکا جب شور کم ہو گیا تو میں نے اپنے سے قریب شخص سے دریافت کیا خدا تعالیٰ تم کو برکت دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اخیر خطاب میں کیا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بذریعہ وحی معلوم کرا دیا گیا ہے کہ تم قریب قریب فتنہ دجال کی طرح ہی قبر میں آزمائے جاؤ گے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو اس کو ایسا دکھائی دے گا کہ گویا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملے گا اور کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں نماز پڑھ لوں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردہ (یعنی نیک مسلمان) قبر میں داخل ہونے کے بعد قبر میں اٹھ کر بیٹھے گا نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوگی اور نہ وہ خائف ہوگا پھر اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا کہ میں اسلام پر تھا۔ پھر اس سے سوال ہوگا یہ کون حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں؟ وہ کہے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں،

فَيَقُولُ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَرَى اللّٰهَ فَيُفْرَجُ
لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ
بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَا
وَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ
الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا
فَيُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الْيَقِينِ
كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ
اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَجْلِسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِي
قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْغُوْبًا فَيُقَالُ لَهُ فِيْمَ
كُنْتَ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ فَيُقَالُ لَهُ مَا
هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ
يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُهُ فَيُفْرَجُ لَهُ
فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا
وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلٰى مَا
صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ
إِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا
بَعْضًا فَيُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى
الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ
تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ـ

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

آپ ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے واضح دلائل لائے تو
ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے
اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے وہ جواب دے گا کہ کوئی شخص اس لائق
نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے پس اس کے لیے دوزخ کی
جانب سے ایک روشندان کھول دیا جائے گا تو وہ دیکھے گا
کہ اس میں آگ کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں اس
سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس (جگہ) کو جس سے اللہ تعالیٰ نے
تجھ کو بچا لیا ہے پھر جنت کی جانب اس کے لیے
ایک روشن دان کھول دیا جائے گا وہ جنت کی بہار اور جو کچھ
اس میں ہے اس کی طرف دیکھے گا اس سے کہا جائے گا کہ یہ
تیرا ٹھکانا ہے تو یقین پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور
اسی پر تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا اور برا آدمی قبر میں گھبراہٹ
اور خوف کی حالت میں اٹھ بیٹھے گا اس سے سوال ہوگا کہ تو
کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں، پھر سوال ہوگا یہ
کون حضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں؟ تو وہ اس کی بہار
اور جو کچھ اس میں اس کو دیکھے گا اس سے کہا جائے گا تو
اس مقام کو دیکھ جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہٹا دیا ہے
پھر اس کے بعد دوزخ کی جانب ایک دریچہ اس کے لیے
کھولا جائے گا تو وہ اس کو دیکھے گا کہ اس میں شعلے ایک
دوسرے کو توڑ رہے ہیں اس سے کہا جائے گا یہ تیرا مقام ہے،
کیونکہ تو شک پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر
تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا (ابن ماجہ)

كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(کتاب وسنّت پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بیان

ف : اعتصام عصم" سے بنا ہے جس کے معنی منع اور روک کے ہیں۔ پاک دامنی کو اسی لیے عصمت کہتے ہیں کہ وہ گناہوں سے روک دیتی ہے اس کے لغوی معنی ہیں مضبوطی سے پکڑنا۔ اصطلاح شریعت میں حقانیت پر اعتقاد اور اس پر ہمیشہ عمل کرنے کو اعتصام کہا جاتا ہے۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور سنت سے مراد حضور انور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے فرمان اور وہ افعال واحوال ہیں جو مسلمانوں کے لیے قابل عمل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ افعال شریعت کہلاتے ہیں۔ احوال شریف طریقت کہلاتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے حالات شریعت، قلب کے حالات طریقت، روح کے حالات حقیقت اور سر کے حالات معرفت کہلاتے ہیں۔ سنت ان سب کو شامل ہے۔ یہاں مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب اور سنت کا لفظ بولا ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید اور سنت سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے ہیں۔ یاد رہے حدیث اور سنت میں فرق ہے۔ ہر سنت مصطفوی حدیث ہے اور ہر حدیث سنت نہیں ہے اسی لیے ہمیں ہر سنت پر عمل کرنے کا حکم ہے عليكم بسنتي۔ کہ تم پر میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے اور ہر حدیث پر عمل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے چار سے زیادہ عورتوں سے شادی خصوصیت مصطفےٰ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نو یا گیارہ عورتوں سے نکاح فرمایا۔ اونٹ پر طواف کرنا، ممبر پر نماز پڑھنا۔ غائبانہ نماز جنازہ۔ یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات ہیں۔ اسی لیے ہم اہلسنت و جماعت ہیں اہلحدیث نہیں۔

شریعت کے دلائل جن سے مسائل کا استنباط ہوتا ہے چار ہیں۔ قرآن مجید۔ سنت رسول۔ اجماع امت قیاس مجتہد لیکن اس میں کتاب وسنت اصل اصول ہیں اور اجماع و قیاس ان کے بعد کہ اگر کوئی مسئلہ ان دونوں میں نہ مل سکے تو پھر اجماع امت اور قیاس مجتہد کی طرف رجوع کیا جائے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ)

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ترجمہ : "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو سب مل کر"۔ (آل عمران ۳ آیت ۱۰۳)

ف : حبل اللہ کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے۔ مسلم کی حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قرآن پاک حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کرلو کہ وہ حبل اللہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان افعال وحرکات کی بھی ممانعت کی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان تفرق کا سبب ہوں۔ مسلمانوں کا طریقہ مذہب اہلسنت وجماعت ہے۔ اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تفریق پیدا کرنا ہے جو کہ ممنوع

ہے۔ (خزائن العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ،
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (آل عمران ۳ آیت ۳۱)

(۳) وَقَوْلُهٗ،
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔" (الحشر ۵۹ آیت ۷)

(۴) وَقَوْلُهٗ؛
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ۔" (النساء ۴ آیت ۶۹)

ف: اس آیت میں چار قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ انبیاء۔ صدیقین۔ شہداء اور صالحین۔ تو جو انبیاء کے مخلص فرمانبردار ہوں گے ان کو جنت میں انبیاء کی صحبت اور دیدار نصیب ہوگا۔ صدیق انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد ہیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شہداء وہ لوگ ہیں جنہوں نے راہ خدا میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ صالحین وہ دیندار لوگ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو احسن طریقے سے ادا کرتے ہوں ان کے اعمال، احوال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک صاف ہوں۔ (خزائن العرفان)

(۵) وَقَوْلُهٗ،
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔" (النساء ۴ آیت ۸۰)

(۶) وَقَوْلُهٗ،
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔" (الاحزاب ۳۳ آیت ۲۱)

۱۳۲ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے اس (دین) میں ایسی بات پیدا کرے جو

لَيْسَ مِنْهُ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس دین میں نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے (بخاری و مسلم)

۱۳۳ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا واضح رہے کہ سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین سیرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین امور نئی باتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم شریف)

۱۳۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں میں زیادہ مبغوض تین شخص ہیں حرم (مکہ مکرمہ) میں بے دینی کا رواج دینے والا۔ اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والا۔ ناحق کسی مسلم کے خون کا خواہاں کہ اس کی خونریزی کرے (بخاری شریف)

۱۳۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قِيْلَ وَمَنْ أَبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی بجز اس شخص کے جو انکار کرے، دریافت کیا گیا کہ انکار کرنے والے سے مراد کون ہے؟ فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا (بخاری شریف)

۱۳۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوْا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَّجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَّبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چند فرشتے حاضر ہوئے اور آپ نیند میں تھے انھوں نے کہا کہ تمھارے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک مثال ہے اس کو بیان کرو، بعض فرشتوں نے کہا کہ وہ نیند میں ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل بیدار ہے تو پھر وہ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان تعمیر کیا اور مکان میں کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا جس نے دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کیا تو مکان میں

فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرِيْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

داخل ہوا اور کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ کھانا کھایا فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اس کی وضاحت بیان کرو تاکہ وہ اس کو سمجھیں، بعضوں نے کہا وہ تو سو رہے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ بند ہے اور دل بیدار ہے فرشتوں نے اس مثال کی وضاحت یوں کی کہ وہ مکان جنت ہے اور (بلانے والے) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں یعنی مومن و کافر میں فرق کرنے والے ہیں (بخاری شریف)

ف: حضور اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرق کرنے والے ہیں حق اور باطل میں، کافر اور مومن میں، صالح اور فاسق میں کھانے سے مراد بہشت کی نعمتیں ہیں اور شخص سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہ دونوں باتیں بالکل ظاہر تھیں اس لیے فرشتوں نے ان کی وضاحت نہیں کی۔

۱۳۷/۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّى اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تین شخص (یعنی حضرت علی، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیبیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گذاری کے متعلق دریافت کریں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت گذاری کی ان کو تفصیل سنائی گئی تو گویا انھوں نے اس کو کم سمجھا اور انھوں نے کہا ہم کہاں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے ہیں، ان میں سے ایک نے کہا اب میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا اور کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے فرمایا تم ہی وہ لوگ ہو جنھوں نے ایسا ایسا کہا ہے سنو! خدا کی

وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اور سب سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں اور کبھی (نفل) روزے رکھ لیتا ہوں اور کبھی چھوڑ دیتا ہوں رات میں نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو میرے طریقے سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

۱۳۸/۷ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَرَخَّصَ فِیْہِ فَتَنَزَّہَ عَنْہُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّتَنَزَّھُوْنَ عَنِ الشَّیْءِ اَصْنَعُہٗ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُھُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّھُمْ لَہٗ خَشْیَۃً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کے متعلق رخصت دے دی ایک قوم نے اس کے کرنے سے پرہیز کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، پھر فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے کہ ایسی بات سے پرہیز کرتی ہے جس کو میں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں ان تمام کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ واقف اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں (بخاری و مسلم)

۱۳۹/۸ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَھُمْ یُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَصْنَعُہٗ قَالَ لَعَلَّکُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا کَانَ خَیْرًا فَتَرَکُوْہُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور اہل مدینہ (کھجور کے نر درخت کے پھول مادہ درخت میں ڈالا کرتے تھے) آپ نے فرمایا کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم اس طرح کیا کرتے ہیں، فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو اچھا ہے تو ان لوگوں نے (یہ طریقہ) چھوڑ دیا تو کھجور کم نکلے۔ راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں ایک انسان ہوں، اگر میں تم کو تمھارے دین کی کوئی بات کہوں تو تم اس کو لے لو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں ایک انسان ہوں۔ (مسلم شریف)

ف: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو پیوندکاری سے منع فرمایا تھا۔ کہ نر شاخ کو مادہ شاخ کے ساتھ ملا کر نہ لگو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان حضرات نے صبر سے کام نہ لیا بلکہ جلد ہی شکایت کر دی اگر وہ توکل کر کے کچھ روز نقصان برداشت کرتے تو بڑی برکت دیکھتے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رائے بھی مبارک ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ کے اس رمز سے بے خبر نہ تھے بلکہ صحابہ کو توکل کا سبق دیا تھا۔ آپ کی یہ بے خبری کیسے ہوسکتی ہے جبکہ رب تعالیٰ نے آپکو علم الاولین والاخرین سے نوازا ہے۔ مزید تحقیق کے لیے کتاب "جاء الحق و زھق الباطل"۔

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے فرمان دو قسم کے ہیں۔ (۱) شرعی (۲) دنیوی۔ شرعی احکام لازم العمل ہیں کیونکہ وہاں نبوت و نورانیت کا لحاظ ہے مگر رائے مبارک کا قبول کر لینا مستحب ہے۔ نہ ماننے کا بھی اختیار ہے۔ لیکن رائے مبارک مصطفوی کو برا جاننا یا حقیر سمجھنا کفر ہے۔ یہی اہلسنت کا عقیدہ و عمل ہے اور یہی اس حدیث شریف کا مطلب ہے۔ (مراۃ شرح مشکوہ)

۱۴۰ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھَلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْھُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاَھْلَکَھُمْ وَاجْتَاحَھُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور اس دین کی مثال جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس آدمی کے مانند ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے اے قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج کو دیکھا ہے جس سے میں تم کو یقین کے ساتھ ڈراتا ہوں جلد سے جلد یہاں سے نکل جاؤ۔ قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو مان لیا اور آخر رات میں نکل پڑے اور اطمینان سے چلے اور نجات پا گئے اور قوم کے دوسرے حصہ نے اس کو جھوٹا سمجھا وہ اسی جگہ پڑے رہے، فوج نے ان پر صبح صبح حملہ کر دیا اور ان کو پوری طرح ہلاک کر دیا یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی باتوں کی پیروی کی (یعنی نجات پایا) اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور اس حق کی تکذیب کی جس کو لے کر میں آیا ہوں (یعنی عذاب میں گرفتار ہوا)۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۱ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَھَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَھٰذِہِ الدَّوَآبُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْھَا وَجَعَلَ یَحْجُزُھُنَّ وَیَغْلِبْنَہٗ فَیَقْتَحِمْنَ فِیْھَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی جب اس کے اطراف (یعنی چاروں حصے) روشن ہو گئے تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے آگ میں گرنے لگے، ایسا ہی میں تم کو آگ میں گرنے سے بچانے کیلئے تمہاری کمر کو پکڑ رہا ہوں اور تم آگ میں گرتے جا رہے ہو (بخاری شریف)

وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهَا وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهَا قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، فَتَغْلِبُوْنِيْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا۔

۱۴۲/۱۱ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۴۳/۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ وَقَرَاَ اِلٰى وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتِ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمّٰى هُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ۔

اور مسلم میں بھی یہاں تک اسی طرح ہے جس کے آخر میں یوں ہے) پس یہ میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑے ہوئے ہوں کہ تم کو آگ سے بچاؤں میری طرف آؤ آگ سے بچو! میری طرف آؤ آگ سے بچو! مگر تم مجھ پر غالب ہو کر آگ میں گر رہے ہو (یعنی میرا کہنا نہیں سنتے ہو)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ہدایت اور علم کی مثال جس کو دے کر خدا تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے کثیر بارش کے مانند ہے جو کسی زمین پر برسے زمین کا ایک عمدہ حصہ تھا کہ جس نے پانی کو قبول کر لیا اور اس سے خشک گھاس اور تر گھاس کو بکثرت اگایا، اور زمین کا دوسرا حصہ سخت تھا جس نے پانی کو روک رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو نفع پہنچایا، لوگ خود پیتے اور جانوروں کو پلاتے اور کھیتی باڑی کی زمین کا تیسرا حصہ جو چٹیل میدان تھا نہ تو وہ پانی کو روک سکا اور نہ گھاس پات اگائے یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو اس علم و ہدایت سے نفع پہنچایا جس کو مجھے دے کر بھیجا ہے کہ اس نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے اس ہدایت کی جانب توجہ نہیں کی اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (آل عمران ۳، آیت ۷) یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: "وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے"۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ تو دیکھے اور مسلم میں یوں ہے) جب تم ان کو دیکھو کہ جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑ گئے ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے اس آیت میں کج روی کرنے والے رکھا ہے تو تم ایسے لوگوں سے دور رہو (بخاری ومسلم)

۱۴۴/۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَّرْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت کے بارہ میں اختلاف کر رہے تھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار تھے فرمایا تم سے پہلے کے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرلے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں (مسلم شریف)

ف: یہاں اختلاف سے مراد گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے آئمہ مجتہدین کا اختلاف مراد نہیں، ایسا اختلاف تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی منقول ہے، جو باعث رحمت ہے۔ آئمہ مجتہدین کے اختلاف کے بارے میں فرمایا اِخْتِلَافُ أُمَّتِيْ رَحْمَةٌ"۔ لہٰذا آئمہ کے اختلاف کو سمجھنا چاہیے۔ گمراہ فرقوں سے بچنا چاہیے۔

۱۴۵/۱۴ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کا سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کر دی گئی۔ (مسلم شریف اور بخاری شریف کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۱۴۶/۱۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں بہت سے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو (عقائد فاسدہ اور احکام باطلہ ثابت کرنے کے لیے) ایسی حدیثیں

اٰبَآؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

بیان کریں گے جن کو نہ تو تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے۔ ان سے تم دور رہو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ بنا دیں اور فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ (مسلم شریف)

۱۴۷/۱۶ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَةَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اہل کتاب توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھ کر اہل اسلام کے لیے عربی میں اس کی تفسیر کیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یوں کہو" ترجمہ: کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا۔ (پ بقرۃ آیت ۱۳۶) (بخاری شریف)

۱۴۸/۱۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ جو کچھ سن لے (اس کو بلا تحقیق) بولتا پھرے (مسلم شریف)

۱۴۹/۱۸ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهُ فِيْ اُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَّقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا ہے لازماً اس نبی کے لیے اس کی امت میں چند مددگار اور ساتھی رہے ہیں جو اس نبی کے طریقہ پر پابند رہے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے رہے ان کے بعد ان کے برے جانشین آئے جو ایسی باتیں کہتے رہے جو خود نہیں کرتے تھے اور ایسے کام کرتے رہے جن کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا ایسے لوگوں کے ساتھ جس نے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ زبان سے جہاد کیا (یعنی منع کیا) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے (یعنی جس نے دل سے برا جانا تو گویا بری بات پر راضی ہوا پس یہ کفر ہے۔ (مسلم شریف)

۱۵۰/۱۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا

تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

جتنا اس ہدایت پر عمل کرنے والے کو ملے گا اور ان پیروی کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ کرے گا اور جس نے گمراہی کی جانب بلایا تو اس پر اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس گمراہی کے عمل کرنے والوں پر ہوگا اور یہ گناہ اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (مسلم شریف)

۱۵۱/۲۰ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا اور عنقریب لوٹ کر ایسا ہی غریب الوطن بن جائے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا پس خوشی ہو غریب الوطنوں کے لیے (مسلم شریف)

۱۵۲/۲۱ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی جانب سمٹ کر آجائے گا جس طرح کہ سانپ چاروں طرف پھر کر واپس اپنی بل میں آجاتا ہے (بخاری و مسلم)

۱۵۳/۲۲ وَعَنْ رَبِیْعَۃَ الْجُرَشِیِّ قَالَ اُتِیَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ لِتَنَمْ عَیْنُکَ وَلِتَسْمَعْ اُذُنُکَ وَلْیَعْقِلْ قَلْبُکَ قَالَ فَنَامَتْ عَیْنِیْ وَسَمِعَتْ اُذُنَایَ وَعَقَلَ قَلْبِیْ قَالَ فَقِیْلَ لِیْ سَیِّدٌ بَنٰی دَارًا فَصَنَعَ فِیْھَا مَأْدُبَۃً وَاَرْسَلَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ وَرَضِیَ عَنْہُ السَّیِّدُ وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَأْکُلْ مِنَ الْمَأْدُبَۃِ وَسَخِطَ عَلَیْہِ السَّیِّدُ قَالَ فَاللّٰہُ السَّیِّدُ وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِیْ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ وَالْمَأْدُبَۃُ الْجَنَّۃُ۔

(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

حضرت ربیعہ الجرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں چند فرشتے دکھائی دیئے اور آپ سے کہا گیا کہ تمہاری آنکھ سو جائے اور کان سنتے رہیں اور دل سمجھتا رہے، آپ نے فرمایا میری آنکھ سو گئی اور میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرا دل سمجھا (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہ ایک سردار نے مکان بنایا اور اس میں کچھ کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا تو جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی۔ وہ گھر میں داخل نہیں ہوا، اور کھانا بھی نہیں کھایا اور اس سے سردار ناراض ہوا آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ تعالیٰ ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوت پہنچانے والے ہیں اور مکان اسلام ہے اور کھانا جنت ہے۔ (دارمی)

۱۵۴/۲۳ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِیَنَّ

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

کہ ہرگز نہ پاؤں میں تم میں سے کسی کو اس طرح کہ وہ اپنی کرسی پر ٹیک لگائے ہو، اور اس کے پاس میری کوئی حدیث پہنچے جس میں میں نے حکم کیا ہے یا جس میں میں نے منع کیا ہے اور اس پر وہ کہے کہ میں نہیں جانتا (یعنی اس حدیث کو نہیں مانتا) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو کچھ ہم نے پایا ہے اس کی ہم پیروی کریں گے (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منکرین حدیث کے متعلق واضح اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ازراہ جہالت یوں کہا کریں گے کہ کتاب اللہ کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے اور اس کے سوا ہم کسی کی پیروی نہیں کرتے حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس طرح قرآن عطا ہوا ہے اسی طرح حدیث بھی عطا ہوئی ہے اور شریعت کے احکام جس طرح قرآن سے ثابت ہوتے ہیں اسی طرح احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہوتے ہیں اس کے بعد جو حدیثیں آرہی ہیں وہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

۱۵۵ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ
۲۴
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ. رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْقَارِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ الْبَارِيُّ قَوْلُهُ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی طرح سن لو! مجھے قرآن دیا گیا اور اسی کے ساتھ اس کے مماثل حدیث دی گئی سن لو! عنقریب ایک شخص پیٹ بھرا ہوا اپنی کرسی پر تکیہ کئے ہوئے کہے گا کہ اس قرآن کو لے لو، اس میں جو چیز حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو، اور جس چیز کو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو حالانکہ خدا کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ گھریلو گدھا تمھارے لیے حلال نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں کہ اس کا مالک اس راستہ میں گری ہوئی چیز کی پرواہ نہ رکھتا ہو، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان جائے تو اس قوم پر اس کی مہمانی ضروری ہے اگر وہ اس کی مہمانی نہ کرے تو مہمان اس سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کر سکتا ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے کما حرم اللہ تک ایسا ہی روایت کی ہے)۔

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ (قوم کے مہمان کی ضیافت قوم پر ضروری ہے اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو وہ ان سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کر سکتا ہے) یہ حکم ابتداء اسلام میں ضروری تھا اور میزبان سے بقدر میزبانی حاصل کر لینا منجملہ ان واجبات کے ہے جو وجوب زکوٰۃ سے منسوخ ہو چکے ہیں۔

ف۲: اس حدیث میں گھریلو گدھے کی حرمت کا ذکر ہے جو صرف سنت یعنی حدیث سے ثابت ہے، کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ حکم بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ اسی پر انحصار مقصود نہیں، اس کا ذکر طیبی نے کہا ہے اور اسی طرح بہت سی چیزیں حدیث سے حرام کر دی گئی ہیں اور حدیث میں ذمی کی گری ہوئی چیز کا بطور خاص ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس سے معاہدہ کے اہتمام کا اظہار مقصود ہے کیونکہ کافر کی ملک ہونے کی وجہ سے اس کو اٹھا لینے اور اس کو لے لینے کا خیال پیدا ہوتا ہے حالانکہ کافر سے معاہدہ ہونے کے بعد معاہدہ کا لحاظ شریعت میں نہایت ضروری ہے (از مرقات)

ف۳: ”فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ“ راہ خدا کے مجاہد کی مہمانی کے لزوم کا حکم ابتداء اسلام میں تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد کے لیے فوج کے جتھے روانہ فرماتے تھے جن کا گذر عرب کے قبیلوں پر ہوتا تھا، وہاں کے لیے نہ تو کوئی بازار ہوتا کہ کھانا خرید لیں اور نہ فوجیوں کے ساتھ توشہ ہوتا۔ اس لئے قبیلوں پر ان فوجیوں کی مہمانی لازمی قرار دی گئی تاکہ ان کا سفر منقطع نہ ہو جائے مگر جب اسلام قوی ہو گیا تو عام طور سے رحم و کرم کا سلوک بھی عام کر دیا گیا اور میزبانی کا لزوم منسوخ کر دیا گیا البتہ صرف جواز اور استحباب باقی رہ گیا۔ (از مرقات)

۱۵۶ / ۲۵ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنی کرسی پر تکیہ لگائے یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے ان چیزوں کے کسی کو حرام نہیں فرمایا جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ سنو! خدا کی قسم میں نے حکم بھی دیا ہے وعظ بھی کہا ہے اور کئی ایسی چیزوں سے منع کیا ہے جو قرآن کی ممنوعہ چیزوں کے مثل ہیں یا ان سے زائد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ جائز قرار نہیں رکھا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ اور نہ اس کی اجازت دی ہے کہ تم ان کی عورتوں کو مار پیٹ کرو، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کے پھلوں کو کھاؤ، جبکہ وہ اس رقم کو ادا کریں جس کی ادائگی

۱۵۷/۲۶ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرِ الصَّلٰوةَ۔

۱۵۸/۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَّدْعُوْ إِلَيْهِ وَقَرَأَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الْاٰيَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۵۹/۲۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان پر واجب ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ایسا بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ آنسو نکل پڑے اور دل خوف سے لرز گئے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ وعظ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک رخصت کرنے والے شخص کا وعظ ہے لہٰذا آپ ہم کو کچھ وصیت فرمایئے ارشاد ہوا میں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے اور (حاکم کی) اطاعت اور تابعداری کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تمھارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے میرے بعد جو بھی تم میں زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا ایسی حالت میں تم پر میری سنت اور نیک ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ اختیار کرنا ضروری ہوگا، ان طریقوں کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو، اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہو، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) (ترمذی اور ابن ماجہ میں نماز پڑھانے کا ذکر نہیں ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا یہ خدا کا راستہ ہے، پھر اس خط کے سیدھے اور بائیں جانب چند خطوط کھینچے اور فرمایا یہ چند راستے ہیں ان میں سے ہر ایک راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورۃ انعام آیت ۱۵۳) تلاوت فرمائی۔ ترجمہ "اور کہہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو" (امام احمد، نسائی اور دارمی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ أَرْبَعِيْنِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کی تابع نہ بن جائے جس کو میں لایا ہوں (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے اور امام نووی نے اپنی اربعین میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو ہم نے کتاب الحجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے)

۱۶۰/۲۹ وَعَنْ بِلَالِ ابْنِ الْحٰرِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ أُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَإِنَّ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہوگئی تھی (یعنی اس پر خود عمل کیا اور لوگوں کو اس پر عمل کرایا) تو اس کو اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کی طرح بھی ثواب ملے گا اور اس سے ان کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی اور جس نے کوئی نئی گمراہ کن بات ایجاد کی جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے ہیں تو اس کو اس کے عمل کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا اور اس سے ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ (ترمذی شریف)

۱۶۱/۳۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین حجاز میں سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ چاروں طرف گھوم کر واپس اپنی بل میں آجاتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح پناہ گزیں ہوگا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی میں پناہ گزیں ہوتی ہے اور دین کی ابتدا غریب الوطنی سے ہوئی ہے اور عنقریب پھر اس کی یہی حالت ہوگی جس طرح کہ اس کی ابتداء ہوئی تھی پس غریب الوطنوں کو خوشخبری ہو، اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو میری سنت کو درست کریں گے جس کو میرے بعد لوگوں نے بگاڑ دیا تھا۔ (ترمذی شریف)

۱۶۲/۳۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ كَمَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور میری امت میں وہ تمام باتیں اس طرح پوری پوری ہوں گی جو بنی اسرائیل میں ہوئی ہیں حتیٰ کہ اگر ان

مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاؤُدَ عَنْ مُعَاوِیَۃَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ وَاِنَّہٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ بِصَاحِبِہٖ لَا یَبْقٰی مِنْہُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ۔

میں سے کسی شخص نے علانیہ اپنی ماں سے زنا کا ارتکاب کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو ایسا ہی کرے گا اور بنی اسرائیل (۷۲) بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت (۷۳) تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں جائیں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ ایک نجات پانے والا فرقہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا وہی فرقہ نجات پانے والا ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں ترمذی اور امام احمد اور ابوداؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے (۷۲) بہتر فرقے آگ میں اور ایک فرقہ جنت میں ہوگا اور وہ ایسی جماعت (یعنی سواد اعظم ہوگی) جو کتاب وسنت پر قائم رہے گی اور عنقریب میری امت میں چند ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں ہوا (یعنی نفسانی خواہشات) اس طرح سرائت کر جائیں گے جس طرح کہ کسی مریض میں مرض کلب (کتے کا ٹنے کی بیماری) سرائت کر جاتی ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ بیماری سرایت نہ کرتی ہو۔

ف: بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے تو فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک ہدایت پر ہوگا باقی سب گمراہ ہوں گے۔ خیال رہے جیسے بعض بنی اسرائیل نبیوں کے دشمن ہیں ایسے ہی مسلمانوں میں بعض فرقے سید الانبیاء کے دشمن ہیں اور جیسے بعض بنی اسرائیل انبیاء کو خدا کا بیٹا مان بیٹھے تھے ایسے ہی مسلمانوں میں بعض جاہل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عین خدا اور خدا تعالیٰ کی جز مانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کسی طرح کی بھی جائز نہیں۔ چاہے تنقیص شان کرے یا جزء باری تعالیٰ بنا کر۔ یہ دونوں ناجائز ہیں۔

دوسری بات جس مسئلے میں اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں وہی حق ہے اور عین سنت بھی۔ صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان سا ہوگا وہی مؤمن جیسا کہ قرآن میں ہے "تو اگر وہ ایمان لائیں ایسا جیسا کہ (اے صحابہ) تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا جائیں گے" تو یہاں ایمان سے مراد عقیدے ہیں مطلب یہ ہوا جس کا عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدے کے مطابق ہوگا وہ مؤمن ہے اور ان کے اعمال کی کی اصل عہد صحابہ میں موجود ہو۔ تو وہ مؤمن۔ فروعی اعمال میں آج لاکھوں ایسے مسائل ہیں جو زمانہ صحابہ میں موجود نہیں تھے آج ان کے کرنے والے دوزخی نہیں ہیں۔ صحابہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی قادری نقشبندی نہ تھے انہوں نے بخاری ومسلم حدیث کی کتابیں نہ پڑھی تھیں۔ آج کل کی طرح مدارس اسلامی نہ بنائے تھے۔ ہوائی جہازوں راکٹوں میزائلوں اور ریمو کنٹرول سے حملے کرنے کے لیے یہ آلات موجود نہ تھے۔ لہٰذا یہ حدیث وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی کہ یہ

بدعت سے ہے وہ بدعت ہے۔ ہر نئی چیز بدعت نہیں بلکہ بدعت وہ ہے جو دین میں فساد پیدا کرے۔ جو نئی ایجاد طریقہ صحابہ کرام کے مطابق ہو درست ہے بدعت کی بحث کے لیے جاء الحق کا مطالعہ مفید ہے۔

۱۶۳/۳۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِيْ أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَّيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یوں فرمایا کہ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے تو جو جماعت سے الگ ہوا وہ (جنتیوں کی جماعت سے الگ کر کے) دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

۱۶۴/۳۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جماعت کا اتباع کرو، اس لیے کہ جو جماعت سے جدا ہوا وہ تنہا آگ میں ڈال دیا جائے گا (ابن ماجہ)

ف: جنتی ہونے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) سنت کی پیروی (۲) جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا اسی لیے ہمارے مذہب کا نام اہلسنت و جماعت ہے۔ جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جس میں صحابہ تابعین تبع تابعین آئمہ دین فقہا، محدثین علماء صوفیاء اور اولیاء اللہ شامل ہوں یہ جماعت اہلسنت ہی ہے جس میں سب ہستیاں موجود ہیں۔ اس لیے ہمیشہ وہ عقائد اختیار کرنے چاہییں جو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ہوں اور مسلمانوں کی بڑی جماعت نے آیات قرآنی واحادیث نبوی کے جو معانی سمجھ کر بیان فرمائے ہیں وہی حق ہیں جیسے خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کا معنی و مفہوم مروجہ نماز و مروجہ زکوٰۃ ہے تو جو یہ کہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ اصلی نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد میں آپ کی وساطت سے نبی آسکتے ہیں وہ جھوٹا اور جماعت مسلین کا منکر ہے اسی طرح صلوٰۃ و زکوٰۃ سے کچھ اور مراد لے تو یہ بھی غلط ہے۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ)

۱۶۵/۳۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ اے پیارے بیٹے! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تیری صبح و شام ایسی گذرے کہ تیرے دل میں کسی کی نسبت کوئی برائی نہ آئے تو اس طرح گذار دے، پھر ارشاد ہوا اے بیٹے یہ میرا طریقہ ہے، جس نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا (ترمذی شریف)

۱۶۶/۳۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ لَهٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری امت کے بگڑجانے کے زمانہ میں میری سنت کا پابند رہے تو اس کو (۱۰۰) شہیدوں کا اجر ملے گا (امام بیہقی نے اس کی روایت اپنی کتاب الزہد میں کی ہے)۔

۱۶۷/۳۶ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَّهُوْدٍ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰى اَنْ نَّكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہم یہود سے چند باتیں سنتے ہیں جو ہم کو پسند آتی ہیں، کیا آپ کی اجازت ہے کہ ہم اس کو قلم بند کریں، ارشاد ہوا کیا تم یہود و نصاریٰ کی طرح حیران و سرگرداں ہو جس طرح کہ یہود و نصاریٰ حیران ہوئے ہیں، میں تمہارے پاس روشن اور واضح اور پاک و صاف دین لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا (اسے امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہے)

۱۶۸/۳۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ قَالَ وَسَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاک[1] (یعنی حلال) غذا کھائے اور سنت[2] پر عمل کیا کرے اور لوگ اس کے شر[3] سے محفوظ رہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج ایسے لوگ بہت ہیں فرمایا میرے بعد کے زمانوں میں بھی ایسے لوگ رہیں گے۔ (ترمذی شریف)

۱۶۹/۳۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَّنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص بھی ان باتوں کا دسواں حصہ ترک کردے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہوگا، پھر ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانہ میں جو شخص ان باتوں کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ نجات پائے گا۔ (ترمذی شریف)

۱۷۰/۳۹ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی ہے وہ صرف دین میں جھگڑنے کی وجہ سے گمراہ ہوئی ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورۃ زخرف پ۲۵ آیت ۵۷) کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ "انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق کے جھگڑنے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ"۔ (امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۷۱/۴۰ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَيُشَدِّدُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (دین کے بارے میں) اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا۔ چنانچہ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کرلی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر اس کو سخت ہی کر دیا۔ چنانچہ گرجوں میں اور یہود کے عبادت خانوں میں ان کے باقیماندہ لوگ ہی تو ہیں کہ انھوں نے رہبانیت، (دنیا سے بے تعلقی) کو خود ایجاد کرلیا جس کو ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا۔ (ابوداؤد شریف)

۱۷۲/۴۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حَلَالٌ وَّحَرَامٌ وَّمُحْكَمٌ وَّمُتَشَابِهٌ وَّاَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَلَفْظُهٗ فَاعْمَلُوْا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا نزول پانچ طرح پر ہوا ہے۔ حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال۔ حلال کو حلال سمجھو، اور حرام کو حرام، محکم آیتوں پر عمل کرو، اور متشابہ آیتوں پر ایمان لاؤ اور امثال (یعنی گذری ہوئی امتوں کے قصوں) سے عبرت حاصل کرو (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ حلال پر عمل کرو، اور حرام سے بچو اور محکم کی اتباع کرو)

ف محکم سے مراد قرآن کریم کی ایسی آیتیں ہیں جن کے معانی میں کوئی اشتباہ نہ ہو جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (نماز پابندی سے باقاعدہ پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو) متشابہ وہ آیات ہیں جن کے معانی خوب واضح نہ ہوں اور ان کے کئی معانی ہوسکتے ہوں جیسے وَجَاءَ رَبُّكَ (تمہارا پروردگار آیا)۔

۱۷۳/۴۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَمْرُ ثَلَاثَۃٌ اَمْرٌ بَیِّنٌ رُشْدُہٗ فَاتَّبِعْہُ وَاَمْرٌ بَیِّنٌ غَیُّہٗ فَاجْتَنِبْہُ وَاَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِیْہِ فَکِلْہُ اِلَى اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ حکم جس کی ہدایت ظاہر ہے تو اس کی پیروی کیا کرو (جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم) دوسرے وہ حکم جس کی گمراہی ظاہر ہے تو اس سے بچتے رہو، (جیسے زنا) تیسرے وہ حکم جس میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس کو اللہ عزوجل کے سپرد کردو، (جیسے قیامت کے دن کا تعین) وغیرہ (امام احمد)

۱۷۴/۴۳ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ وہ اکیلی دور رہنے والی اور کنارے پر چرنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے تو تم تنہا راہ اسلام کو چھوڑ کر گمراہی کی گھاٹیوں سے بچو، اور تم لازم کرو جماعت کو اور جمہور کو (یعنی چھوٹے چھوٹے فرقوں میں نہ بٹ جاؤ) (امام احمد)

۱۷۵/۴۴ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بالشت بھی جماعت سے جدا ہو جائے تو اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا۔ (امام احمد و ابوداؤد)

۱۷۶/۴۵ وَعَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ کَذَا فِی الْمُوَطَّا۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرسل روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ایسی دو باتیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب دوسرے اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سنت۔ (موطا)

۱۷۷/۴۶ وَعَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ

حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کبھی کسی قوم نے دین میں نئی بات

مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

نکال لی تو اتنی ہی سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت پر عمل کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔ (امام احمد)

۱۷۸/۴۷ وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب کبھی کسی قوم نے اپنے دین میں نئی بات ایجاد کرلی تو اللہ تعالیٰ اتنی سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں، جس کو پھر قیامت تک ان کے پاس واپس نہیں پھیرتے۔ (دارمی)

۱۷۹/۴۸ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ مُرْسَلًا ۔

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد کی (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت بطور مرسل کی ہے۔

۱۸۰/۴۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيهِ هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوءَ الْحِسَابِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ مَنِ اقْتَدَى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى ۔ (رَوَاهُ رَزِينٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم پائی پھر اس کے احکام کی تعمیل کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو گمراہی سے بچائیں گے اور قیامت میں اس کو برے حساب سے محفوظ رکھیں گے اور ایک دوسری روایت میں (الیسا بھی) آیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی پیروی کی تو وہ دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں بدنصیب نہ ہوگا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورۃ طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۲۳) کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: "تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا وہ نہ بھٹکے اور نہ بدبخت ہو" (رزین)

۱۸۱/۵۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُورَانِ فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُرْخَاةٌ وَعِنْدَ رَأْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ اسْتَقِيمُوا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوا وَفَوْقَ ذٰلِكَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ایک مثال اس طرح بیان کی ہے کہ ایک سیدھی راہ ہے، اور اس کے ہر دو جانب دو دیواریں ہیں جس میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں سر راہ ایک پکارنے والا پکار رہا ہے کہ سیدھی راہ پر قائم رہو، اور ٹیڑھی راہ نہ

دَاعٍ يَدْعُو كُلَّمَا هَمَّ عَبْدٌ أَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ ثُمَّ فَسَّرَهُ فَأَخْبَرَ أَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْإِسْلَامُ وَأَنَّ الْأَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللهِ وَأَنَّ السُّتُورَ الْمُرْخَاةَ حُدُودُ اللهِ وَأَنَّ الدَّاعِيَ عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ هُوَ الْقُرْآنُ وَأَنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهِ هُوَ وَاعِظُ اللهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ رَزِينٌ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَخْصَرَ مِنْهُ۔

چلو (یعنی دائیں اور بائیں جو دروازے ہیں ان کا رخ نہ کرو) اور اس سیدھے راستے پر ایک اور پکارنے والا اوپر بھی پکار رہا ہے جب کبھی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے (وہی پکارنے والا کہتا ہے) افسوس اس کو نہ کھول، اگر تو اس کو کھول دے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اس کی آپ نے تفسیر یوں فرمائی اور فرمایا کہ صراط سے مراد اسلام ہے، اور کھلے دروازے اللہ تعالیٰ کے محارم (یعنی حرام کردہ چیزیں) ہیں اور لٹکے ہوئے پردے۔ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ راستہ پر کھڑا ہو کر پکارنے والا قرآن ہے اور اس کے اوپر جو دوسرا پکارنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے (جو ہر برائی کے وقت اس کو اس سے روکتا ہے مگر یہ اس کی نہ سن کر اس میں مبتلا ہو جاتا ہے) رزین، امام احمد، بیہقی، اور ترمذی میں اسی کا اختصار ہے)

۱۸۲/۵۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ۔

(رَوَاهُ رَزِينٌ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جو شخص کسی طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں کے طریقہ پر چلے جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں کیونکہ زندہ شخص کو فتنہ سے بچنا دشوار ہے اور یہ لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں جو اس امت میں افضل تھے جن کے دل نہایت نیک اور جن کا علم بہت وسیع تھا اور جو تکلف سے دور تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت اور دین کے قیام کے لیے منتخب فرمایا تھا ان کی فضیلت کو سمجھو، ان کے نقش قدم پر چلو اور جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق وسیرت کو اختیار کرو کہ وہ حضرات راہ راست اور ہدایت مستقیم پر تھے۔ (رزین)

۱۸۳/۵۲ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا ایک

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَّاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۱۸۴/۵۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامِيْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِيْ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

وَقَالَ الشَّيْخُ فِي اللَّمَعَاتِ وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ اَنَّ الْحَدِيْثَ يَكُوْنُ نَاسِخًا لِّلْكِتَابِ فَالْمُرَادُ بِكَلَامِيْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْ مَا اَقُوْلُهٗ اِجْتِهَادًا اَوْ رَأْيًا وَلَوْ حُمِلَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ فِي الْحَدِيْثِ الْاٰتِيْ عَلٰى مَعْنٰى نَسْخِ الْاَحَادِيْثِ الْقُرْاٰنَ بِاِضَافَةِ الْمَصْدَرِ اِلَى الْمَفْعُوْلِ لَثَبَتَ الْحَدِيْثُ نَاسِخًا لِّلْكِتَابِ.

لے کر جا کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ تورات کا ایک نسخہ ہے تو آپ نے سکوت فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہو رہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعجب ہے۔ "ثکلتک الثواکل" (یہ جملہ مقام تعجب میں کہا جاتا ہے) کیا تم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے تغیر کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور کہا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام تم میں ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم راہ راست سے گمراہ ہو جاتے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی صرف میری پیروی کرتے۔ (دارمی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ کا بعض کلام بعض کو منسوخ کرتا ہے۔ (دار قطنی)

ف: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لمعات میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے کہ حدیث بھی کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہے لہذا اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کلامی (میرے کلام سے) مراد وہ قول ہے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر وحی کے اپنے اجتہاد اور رائے سے کہا ہے یعنی میرا ایسا کلام کلام اللہ کا ناسخ نہیں ہوتا۔

البتہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "کنسخ القرآن" جو اس کے بعد والی حدیث میں مذکور ہے اگر اس کے معنی مصدری کو مفعول کی طرف مُضاف کر دیں تو اس معنی کے لحاظ سے حدیث کا ناسخ قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس صورت میں "کنسخ القرآن" کے معنی کنسخ الاحادیث القرآن "یعنی" احادیث کا قرآن کو منسوخ کرنا ہوں گے "

کتاب وسنت میں نسخ کی چار صورتیں

احناف کے نزدیک کتاب اور سنت میں نسخ کی چار صورتیں ہیں (۱) پہلی یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ کتاب اللہ سے ہو (۲) دوسرے یہ کہ ایک سنت کی تنسیخ دوسری سنت سے ہو (۳) تیسرے یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ سنت سے ہو (۴) چوتھے یہ کہ سنت کی تنسیخ کتاب اللہ سے ہو۔

شوافع کے نزدیک نسخ کی دو صورتیں

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختلاف کی صورت میں خلاف کیا ہے لہٰذا ان کے پاس دو ہی صورتیں نسخ کی جائز ہوں گی۔ (۱) ایک یہ کہ کتاب اللہ کی ایک آیت کتاب اللہ کی دوسری آیت کو منسوخ کر دے (۲) دوسری صورت نسخ کی یہ ہو گی کہ ایک حدیث کے ذریعہ سے دوسری حدیث منسوخ قرار پائے۔

کلامی لاینسخ کلام اللہ سے کیا مراد ہے

حنفیہ کی دلیل یہ ہے چونکہ نسخ کے معنی حکم مطلق کی مدت کو بیان کرنا ہے کہ اس حکم کی مدت اتنی تھی پس یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے کلام کی مدت بیان فرما دیں یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے کلام کی مدت بیان کر دیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ۔

(میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا) گو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بظاہر تائید کرتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ منشاء ہے کہ جس چیز کو آپ بغیر وحی بطور اجتہاد یا بطور رائے فرما رہے ہوں وہ ناسخ قرآن نہیں ہے لیکن وہ احادیث جو وحی کے ذریعہ سے ثابت ہو رہی ہیں وہ کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہیں اور اس کی تائید ارشاد نبوی "کنسخ القرآن" سے ہوتی ہے اس حدیث کے بعد والی حدیث نمبر ۱۸۵۔ (اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ الخ) کا مطلب یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بعض احادیث کو اس طرح منسوخ کر دیتی ہیں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض احادیث بعض قرآن کو منسوخ کرتی ہیں۔ کنسخ القرآن میں (نسخ) مصدر کی اضافت قرآن کی جانب جاتی ہے جو مفعول ہے اور فاعل احادیث ہے یعنی حدیث کو قرآن کے لیے ناسخ کہا جائے گا۔

حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی بحث

نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی مثال یہ ہے۔ والدین اور قرابتداروں کے لیے وصیت کا حکم قرآنی حکم تھا جو حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم " لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ (وارث کے لیے وصیت نہیں کرنا چاہیے) سے منسوخ ہو گیا۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث سے وصیت والی آیت کو جو منسوخ قرار دیا جا رہا ہے اس کی ناسخ تو دراصل آیت میراث ہے نہ کہ یہ حدیث اس کا جواب یہ ہے کہ منسوخ آیت میں صرف وصیت کا ذکر ہو۔ البتہ وہی حدیث جس میں صرف وصیت کا ذکر ہے منسوخ آیت کی ناسخ ہو سکتی ہے۔

اس کی دوسری مثال قول نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم " نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ " ہے (ہم انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتے) یہ حدیث بھی آیت میراث کے ایک خاص حصہ کی جو نبیوں سے متعلق ہے ناسخ ہوتی ہے اور باقی آیت اپنے حال پر رہے گی۔ اس دوسری مثال سے بھی حدیث کا کلام اللہ کے لیے ناسخ ہونا ثابت ہوتا ہے، واضح رہے کہ یہ نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث کے ناسخ قرآن ہونے کی مثالیں ہیں۔

قرآن سے حدیث کا منسوخ ہونا

نسخ کی دوسری قسم " وَكَلَامُ اللهِ يَنْسَخُ كَلَامِي " ہے یعنی اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔ اور نسخ کی اس دوسری قسم کی مثال یہ ہے۔ بیت المقدس کی جانب رخ کرنے کا حکم یوں منسوخ ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔ بعد ازاں بیت المقدس کی جانب متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اس پر قرآن کا کوئی حکم موجود نہیں تھا اور پھر یہ عمل قول باری تعالیٰ " فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ " (آپ اپنے رخ کو مسجد حرام کی جانب کر دیجئے) سے منسوخ ہوا۔

قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت کو نسخ کرنا

نسخ کی تیسری قسم کی مثال " وَكَلَامُ اللهِ يَنْسَخُ بَعْضُهُ بَعْضًا " (کلام اللہ کی بعض آیتیں بعض آیات کو منسوخ کر دیتی ہیں) اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کی مثال صلح کی آیات ہیں جو جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہو گئیں۔

ایک حدیث سے دوسری حدیث کو منسوخ کرنے کی بحث

اب رہ گئی چوتھی قسم وہ نسخ السنۃ بالسنت ہے یعنی ایک حدیث سے دوسری حدیث منسوخ قرار پائے اور اس کے جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس کی مثال حدیث شریف كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا " ہے (یعنی میں نے تم کو زیارتِ قبور کی ممانعت کی تھی اب زیارت کیا کرو) اس حدیث

شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہیں اور حدیث "اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَعْضًا" کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حدیثیں ایک دوسرے کو منسوخ کر دیتی ہیں (یہ مضامین نور الانوار، قمر الاقمار، لمعات اور مرقات سے اخذ کئے گئے ہیں) ۱۲

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کس قسم کا تھا؟

رد المحتار میں لکھا ہے کہ فرشتوں کے سجدہ کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی جانب صرف رُخ اور توجہ تھی، اور رُخ کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی ثابت ہو، اور یہ حکم کعبہ کی طرف رُخ کرنے کی طرح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا لیکن یہ سجدۂ تعظیمی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد "لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا" سے منسوخ ہے (یعنی اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے) (ماخوذ از تاتارخانیہ) تبیین المحارم میں صراحت کی گئی ہے کہ فرشتوں کا سجدہ آدم علیہ السلام کو بطور عبادت نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیمی اور توقیری تھا اور اسی لیے اس سجدہ سے ابلیس نے انکار کیا اور یہ سجدۂ تعظیمی پہلے زمانہ میں جائز تھا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا سجدۂ تعظیمی تھا۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصوں میں سجدۂ تعظیمی کا جو جواز معلوم ہوتا تھا وہ مذکور الصدر حدیث "لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا" سے منسوخ ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے ۱۲

۱۸۵/۵۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُھَا بَعْضًا کَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ۔ (رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بعض حدیثیں بعض کو منسوخ کر دیتی ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح میری حدیثیں قرآن کو منسوخ کر دیتی ہیں

۱۸۶/۵۵ وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کئی فرائض فرض کیے ہیں پس تم ان کو ضائع نہ کرو۔ اور کئی چیزیں حرام کی ہیں ان کا ارتکاب نہ کرو اور چند حدود مقرر فرمائی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور

غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا ۔ (رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ)

چند باتوں کے بارے میں بلا کسی بھول کے سکوت فرمایا ہے ان میں کرید نہ کرو۔ (دار قطنی)

كِتَابُ الْعِلْمِ

یہ کتاب علم کے بیان میں ہے

(۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: "تو کیوں نہ ہو ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں"۔ (سورۂ توبہ ۹ آیت ۱۲۲)

ف: علم دین حاصل کرنا فرض ہے جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لیے ممنوع و حرام ہیں ان کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔ فقہ افضل ترین علوم میں سے ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہہ بنا دیتا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ دینے والا ہے حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لوگ حاضر ہوتے تو تھوڑے ہی عرصہ میں انہیں علم و حکمت اور فقہ سے نواز دیتے۔ (خزائن العرفان)

(۲) وَقَوْلُهٗ:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اور جسے حکمت ملی اسے بھلائی ملی"۔ (سورہ بقرہ ۲ آیت ۲۶۹)

(۳) وَقَوْلُهٗ:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ۔ "تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان" (یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں) (سورۃ الزمر ۳۹ آیت ۹)

(۴) وَقَوْلُهٗ:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ۔ "اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا"۔ (سورۃ المجادلہ ۵۸ پ ۲۸ آیت ۱۱)

(۵) وَقَوْلُهٗ:

رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے"۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰ آیت ۱۱۴)۔

۱۸۷/۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری جانب سے ایک آیت بھی ہو تو پہنچا دو اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان کر سکتے ہو، اور اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے میری جانب عمداً جھوٹ کی نسبت کی (یعنی جو بات میں نے نہیں کہی اس کو میری کہہ کر بیان کرے) تو وہ اپنا مقام جہنم میں بنا لے۔ (بخاری شریف)

۱۸۸/۲ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى أَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت سمرۃ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری جانب نسبت کرتے ہوئے کوئی حدیث بیان کی، اور وہ گمان رکھتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم شریف)

۱۸۹/۳ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے، میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ بخاری ومسلم۔

۱۹۰/۴ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ معدن (یعنی کان) ہیں (یعنی صفات و اخلاق کے اعتبار سے کمی وبیشی کا درجہ رکھتے ہیں) جیسے سونے اور چاندی کے کان (معادن ہیں)، جاہلیت میں جو نیک تھے وہ اسلام میں بھی نیک ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کر لیں۔ (مسلم شریف)

۱۹۱/۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عنایت کیا اور اس نے مال کو حق میں

الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بموجب حکم شرع خرچ کیا، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور وہ علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۹۲/۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے ثواب کے سوا اس کے جملہ عمل کا ثواب ختم ہو جاتا ہے (۱) ایک صدقہ جاریہ ہے (۲) دوسرے وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جا رہا ہے (۳) تیسرے نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے (یہ تین کام ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی انسان کو ملتا رہتا ہے)۔ مسلم شریف

۱۹۳/۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن کی کسی تکلیف کو دنیا میں دور کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی سختیوں میں سے کسی سختی کو دور کر دے گا، اور جس نے کسی تنگ حال پر آسانی کر دی تو اللہ تعالیٰ اس کی دینی اور دنیوی تنگیوں کو دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، اور جو شخص کوئی راستہ علم (دین) کی طلب میں طے کرتا ہے تو طلب علم کی جزا میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے اور جو قوم خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور باہم اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر تسکین اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان (فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں اور جس کسی کا عمل اس کو پیچھے ڈال دے گا

۱۹۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ

وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ

تو اس کا نسب اس کو تیزی سے آگے نہیں بڑھائے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے)۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا شخص جس کا قیامت میں فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا اس کو دربار الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اور اس کو ان نعمتوں کی یاد دلائی جائے جو اس پر کی گئی تھیں تو وہ ان کا اقرار کرے گا پس کہا جائے گا کہ تو نے ان احسانات کے مقابلہ میں کیا عمل کیا، کہے گا میں نے تیرے لیے جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے جہاد اس لیے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تم اس کو لے جاؤ تو اس کو چہرے کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور (دوسرا) وہ شخص جس نے علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھا وہ پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے ان احسانات کو بتلائے گا جو اس پر کئے گئے ہیں پس وہ ان کا اقرار کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان احسانات کے مقابلے میں تو نے کیا عمل کیا جواب دے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری خوشنودی کے لیے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، چنانچہ تجھے (عالم وقاری) کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تو وہ چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا اور دوزخ میں جھونک دیا جائے گا اور (تیسرا وہ) شخص (ہوگا) جس کو اللہ تعالیٰ نے تونگر بنایا اور ہر طرح کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان احسانات وعنایات کو یاد دلائے گا جو اس پر کیا ہے، وہ ان کا اقرار کرے گا تو باری تعالیٰ سوال فرمائے گا کہ اس دولت سے کیا کام انجام دیا جواب

عَلٰی وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹۵/۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۹۶/۱۰ وَعَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِیْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّیْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۹۷/۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

۱۹۸/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ

دے گا، میں نے مال خرچ کیا ہر اس راستہ میں جس میں مال کا خرچ کیا جانا تجھے پسند تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے مال و دولت اس لیے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے، چنانچہ تجھے سخی کہا گیا، پھر اُس کے متعلق حکم ہوگا، پس وہ چہرے کے بل جہنم میں ڈال دیا جائے گا (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے علم چھین لے بلکہ علم کے اٹھا لینے کی یہ صورت ہوگی کہ علماء اٹھا لئے جائیں گے تو جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہل سرداروں کو منتخب کرلیں گے اور مسائل دریافت کئے جائیں گے تو وہ بے علمی سے فتویٰ دیں گے نتیجۃً خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ (بخاری اور مسلم)

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پنجشنبہ (جمعرات) کو وعظ کیا کرتے تھے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! میری آرزو ہے کہ آپ ہم کو ہر دن وعظ فرمایا کریں، آپ نے فرمایا کہ میں ہر دن اس لیے وعظ کہنا پسند نہیں کرتا کہ تمھیں روزانہ وعظ سے تنگ کروں اور میں وعظ کے لیے تمہارا ایسا ہی خیال رکھتا ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے اکتانے کے اندیشہ سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی بات اہتمام سے فرمانا چاہتے تو اس کو تین مرتبہ فرماتے تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین دفعہ سلام فرماتے (پہلا سلام اجازت کا۔ دوسرا ملاقات کا تیسرا سلام رخصتی کا) بخاری شریف

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي فَقَالَ مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱۹۹ / ۱۳ وَعَنْ جَرِيرٍ قَالَ كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ

روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری سواری چل نہیں سکتی ہے لہٰذا میرے لیے سواری کا انتظام فرما دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس نہیں ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کو ایسے شخص کے متعلق بتا دوں جو ان کے لیے سواری کا انتظام کر دے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھلائی کی جانب رہبری کی تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب اس خیر کے کرنے والے کو ملے گا (مسلم)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کی خدمت میں چند اشخاص برہنہ بدن، دھاری داربال، لنگی باندھے، عبا پہنے ہوئے گلے میں تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے، اکثر بلکہ کل قبیلہ مضر کے تھے ان کی حالتِ فاقہ کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک غم کے آثار سے متغیر ہو گیا، فوراً آپ مکان میں تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی اور اقامت کہی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ تا آخر آیت قرآن مجید اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۔ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمھیں دیکھ رہا ہے" (سورۃ النساء ۴ آیت ۱ اور سورۃ الحشر ۵۹ آیت ۱۸) یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَھَلَّلُ کَاَنَّہٗ مُذْھَبَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَّ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اور ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے دینار، اپنے درہم، اپنے پارچہ اور اپنے گیہوں اور کھجور کے باغ میں سے خیرات کرے، یہاں تک کہ فرمایا کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک انصاری ایک تھیلی درہم یا دینار کی اٹھا لایا جس کو اٹھانا مشکل ہو رہا تھا بلکہ اس کا ہاتھ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گیا اس کے بعد فوراً لوگ یکے بعد دیگرے خیرات لانا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ میں (یعنی جریر رضی اللہ عنہ) نے کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے سونے کی طرح چمکتا نظر آنے لگا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس کا اجر اور ان لوگوں کا بھی اجر ملے گا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس پر اس کے رواج دینے کا عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل کریں گے اور اس سے عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ مسلم شریف

۲۰/۱۴ **وَعَنِ** ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِّنْ دَمِھَا لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خون ناحق اور ظلم کے طور پر جو بھی جان لی جاتی ہے تو اس کے خون کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے لڑکے (یعنی قابیل) کو پہنچتا ہے اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ نکالا ہے (جو کوئی کسی کو ظلماً قتل کرتا ہے تو جتنا گناہ قاتل پر لکھا جاتا ہے۔ اتنا ہی گناہ قابیل پر بھی لکھا جاتا ہے اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا، اور دوسرے قاتلوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں ہوتی (بخاری و مسلم)

۲۱/۱۵ **وَعَنْ** کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَّعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد دمشق میں حضرت ابو درداء

فَجَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحِيْتَانِ فِيْ جَوْفِ الْمَآءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَآءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهٗ أَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا اے ابو درداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تمھاری خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جس کی مجھے اطلاع ملی کہ آپ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ہوں، حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی راستہ پر علم (دین) کی طلب میں چلتا ہے تو اس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں، اور عالم کے لیے آسمان اور زمین کی پوری مخلوق مغفرت طلب کرتی ہے اور مچھلی پانی میں اس کے لیے مغفرت چاہتی ہے اور اس کے لیے دعا کرتی ہے اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام تاروں پر ہوتی ہے اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیا نے دینار اور درہم کا ترکہ نہیں چھوڑا بلکہ انھوں نے علم کو ترکہ میں چھوڑا پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بڑا نصیبہ پایا (امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارمی)۔

۲۰۲/۱۶ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَأَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ایک عابد، دوسرا عالم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے سب سے معمولی شخص پر ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی سب کے سب اس شخص کے لیے دعا کرتے ہیں جو لوگوں کو خیر یعنی

الْخَيْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مَكْحُولٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ رَجُلَانِ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ وَسَرَدَ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ۔

علم دین) کی تعلیم دینے والا ہے اسکی روایت ترمذی نے کی ہے اور دارمی نے مکحول سے مرسلاً روایت کی ہے (اور دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ بیان کیا ہے کہ "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ" (عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے معمولی شخص پر ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورہ فاطر پ ۲۲ آیت ۲۸) اس آیت کی تلاوت فرمائی اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (اللہ تعالیٰ) سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں پھر اس کے بعد اخیر تک کا باقی حدیث کو بیان فرمایا۔

۲۰۳/۱۷ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہیں اور اطراف زمین سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے کہ دین میں سمجھ حاصل کریں، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اور انھیں علم دین کی تعلیم دیا کرو (ترمذی شریف)

۲۰۴/۱۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْحَكِيمِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِبْرَاهِيمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بات جو (سراپا) حکمت (اور عقلمندی) ہو حکیم (یعنی مومن کی) گم شدہ چیز ہے، اس لیے اس کو جہاں پائے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے (ترمذی و ابن ماجہ)

۲۰۵/۱۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے (ترمذی و ابن ماجہ)

۲۰۶/۲۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے

عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ مُسْلِمٍ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مَتْنُهٗ مَشْهُوْرٌ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ اَوْجُهٍ كُلُّهَا ضَعِيْفٌ۔

والے کی مثال خنزیر کے گلے میں جواہر، موتیوں اور سونے کا مالا ڈالنے والے کی ہے (مثلاً عوام کے آگے تصوف وغیرہ کی باریکیاں بیان کرنا، کیونکہ اس سے ان کے گمراہ ہوجانے کا اندیشہ ہے اور ایسا بے محل علم ان کے لیے سراسر ظلم ہے) ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں صرف (طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ) تک روایت کی ہے)۔

۲۰۷/۲۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ۔ (ترمذی شریف)

۲۰۸/۲۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم دین کی طلب میں نکلے وہ واپس ہونے تک راہ خدا (یعنی جہاد) میں ہے۔ (ترمذی اور دارمی)

۲۰۹/۲۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَمْ اَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ بِكُمُ الْخَيْرَ اِذْهَبُوْا اِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام علماء کو جمع فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا میں نے تمہارے دلوں میں حکمت محض اس لیے ڈال دی تھی کہ تم سے میرا ارادہ بھلائی کا تھا، تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ پس میں نے تم سب کو بخش دیا خواہ تم میں سے کچھ بھی ہوا ہو (ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)

۲۱۰/۲۴ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خیر کی بات سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھرتا (یعنی ہمیشہ سنتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی انتہا بہشت ہوتی ہے (ترمذی شریف)

۲۱۱/۲۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَنَسٍ۔

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے علم کی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہو، پھر وہ اس کو چھپا دے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے)۔

۲۱۲/۲۶ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم اس غرض سے سیکھا کہ علماء سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے بحث اور جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ (ترمذی نے اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے)

۲۱۳/۲۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِّمَّا يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وہ علم سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے مگر اس کا مقصد دنیا کا فائدہ حاصل کرنا تھا۔ تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ)۔

۲۱۴/۲۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ إِلَّا أَنَّ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوشحال رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد رکھا اور یاد رکھ کر لوگوں تک اس کو پہنچایا کیونکہ بہت سے فقہ کا سرمایہ رکھنے والے فقیہ اور بہت سے لوگ فقہ کا علم ان لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زائد سمجھدار ہوتے ہیں تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں مسلمانوں کا دل خیانت نہیں کرتا (یعنی یہ باتیں مومن میں ضرور پائی جاتی ہیں اور جب تک وہ ان پر عمل پیرا رہتا ہے تو اس کے دل میں کینہ نہیں پیدا ہوتا کہ اس کو حق سے پھیر دے) ایک یہ کہ عمل میں اخلاص اور رضاء الٰہی مقصود ہو، دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی کرے تیسرے مسلمانوں کی جماعت کا (عقائد اور عمل) میں ساتھ دے۔

التِّرْمِذِيُّ وَأَبَادَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ إِلَى آخِرِهِ۔

اس لیے کہ مسلمانوں کی دعا کی برکت سب کو گھیرے رہتی ہے (یعنی دعا ان کو شیطان کے مکر اور گمراہی سے بچائے رکھتی ہے اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکل جاتا ہے اس کو مسلمانوں کی دعا اور دعا کی برکت نہیں پہنچتی) (امام شافعی اور بیہقی نے مدخل میں اور امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے البتہ ترمذی اور ابوداؤد سے (وَثَلٰثٌ لَا یُغَلُّ عَلَیْهِنَّ) سے آخر تک مروی نہیں ہے)۔

۲۱۵/۲۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى لَهُ مِنْ سَامِعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش و خرم رکھے جس نے ہماری حدیث سن کر یاد رکھ لی، پھر جس طرح اس نے سنا اسی طرح دوسرے تک پہنچا دیا کیونکہ بہت سے لوگ جن کے پاس پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے ہی پہنچانے والے سے بہتر سمجھ والے ہوتے ہیں (ترمذی اور ابن ماجہ) اور دارمی نے اس کو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ف: اس قسم کی حدیثوں سے مجتہدین امت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۲۱۶/۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ إِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو اور اسی حدیث کو بیان کرو جس کی تحقیق تم کو ہو کہ وہ حدیث میری ہی ہے پس جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ کہا وہ اپنے لیے دوزخ کا ٹھکانا بنالے (ترمذی شریف) و ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابن مسعود اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے جس میں (اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ) کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲۱۷/۳۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس

بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے قرآن کی تفسیر بغیر سند کے اپنی عقل سے کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر بغیر علم (دین) کے بیان کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (ترمذی شریف)

۲۱۸/۳۲ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کی اور صحیح بیان کی تب بھی اس نے غلطی کی۔ (ترمذی اور ابوداؤد)

۲۱۹/۳۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں جھگڑا کفر ہے۔ (امام احمد اور ابوداؤد)

ف: جھگڑنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیت سے جھٹلایا جائے، مناسب یہ ہے کہ قرآن کی آیتوں میں موافقت کی کوشش کرے اگر موافقت دشوار معلوم ہو تو یہ عقیدہ رکھے کہ یہ میری کج فہمی ہے اور اس کے علم کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سونپ دے۔

۲۲۰/۳۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا يَتَدَارَءُوْنَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جماعت کو قرآن میں جھگڑتے ہوئے سنا تو فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اسی قسم کے جھگڑوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے انھوں نے رد کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے تو اس کے ایک حصہ کو اس کے دوسرے حصہ سے مت جھٹلاؤ جس کو تم جانتے ہو وہ کہو اور جس بات کو نہیں جانتے ہو اس کو جاننے والے کے سپرد کردو۔ (امام احمد و ابن ماجہ)

۲۲۱/۳۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِكُلِّ اٰيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن نازل کیا گیا سات طرح (کے قراءات یا احکام پر) ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے

شَرْحِ السُّنَّةِ۔

اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی ایک حد ہے جس کے لیے فہم کی ضرورت ہے (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے)۔

ف: ظاہر آیت کے لیے علوم عربیہ اور باطن کے لیے تزکیۂ نفس و ریاضت، اکل حلال اور صحبت کامل کی ضرورت ہے۔

۲۲۲/۳۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم تین ہیں آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ۔ ان کے سوا قابلِ اعتبار نہیں (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)

ف: آیت محکمہ یعنی غیر منسوخ آیت جو ایک معنی کے سوا دوسرے معنیٰ کا احتمال نہ رکھے سنت قائمہ وہ احادیث ہیں جو متن و اسناد کے ساتھ ثابت ہیں۔ فریضۂ عادلہ سے مراد اجماع اور قیاس ہے جس کا ماخذ کتاب و سنت ہو، اجماع اور قیاس کو فریضہ اس لیے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے کیوں کہ لفظ عادلہ سے یہی مراد ہے اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اصول دین چار ہیں۔ کتاب و سنت و اجماع اور قیاس، اور جو علم ان کے سوا ہیں وہ زائد اور بے معنی ہیں۔

۲۲۳/۳۷ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَاْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ اَوْ مُرَاءٍ بَدَلَ اَوْ مُخْتَالٌ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی وعظ کہے گا وہ یا تو حاکم ہو گا یا مقرر کردہ شخص ہو گا یا متکبر ہو گا (ابوداؤد) اور دارمی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، اور ایک روایت میں متکبر کی جگہ ریاکار کا ذکر ہے)

ف: مطلب یہ ہے کہ یہ فعل صرف تین شخصوں سے صادر ہوتا ہے ان میں سے دو حق پر ہیں یعنی امیر اور مامور کہ ان دونوں کو وعظ بیان کرنا چاہیے البتہ متکبر یا ریاکار کو وعظ نہ کہنا چاہیے وعظ بیان کرنے کا حق اولاً حاکم کا ہے کیونکہ وہ رعیت پر مہربان ہوتا ہے اور ان کی اصلاح اور فلاح کو خوب جانتا ہے اور اگر خود نہ کہے گا تو علماء میں جو صاحب تقویٰ اور بے طمع ہوں ان کو مقرر کر دے گا۔

۲۲۴/۳۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی

فِی غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ۔
(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ایسا مشورہ دیا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ اس کے خلاف دوسرے امر میں بھلائی ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔
(ابو داؤد شریف)

۲۲۵ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ۔
(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داؤد شریف)

۲۲۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں (دنیا سے) اٹھائے جانے والا ہوں۔ (ترمذی شریف)

ف: فرائض سے مراد علم فرائض ہے یا وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے جو احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

۲۲۷ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِہٖ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا اَوَانُ یُخْتَلَسُ فِیْہِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی لَا یَقْدِرُوْا مِنْہُ عَلٰی شَیْءٍ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں آسمان کی جانب آپ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا وہ وقت آگیا ہے کہ لوگوں سے علم (وحی امیری وفات کی وجہ سے) چھین لیا جائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ علم وحی کی کسی شئی پر قادر نہ ہوں گے، (اس وجہ سے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔ (ترمذی شریف)

۲۲۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رِوَایَۃً یُوْشِکُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ جَامِعِہٖ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ اَنَّہٗ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَمِثْلُہٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰی وَسَمِعْتُ ابْنَ عُیَیْنَۃَ اَنَّہٗ قَالَ ھُوَ الْعُمَرِیُّ الزَّاھِدُ وَاسْمُہٗ عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں کو بھگا بھگا کر دور دراز کا سفر کریں گے پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑھ کر (علم میں) کسی کو نہ پائیں گے۔ ترمذی شریف اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عالم مدینہ سے مراد امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور عبد الرزاق سے بھی اسی طرح وضاحت ہے۔ البتہ اسحٰق بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ عالم مدینہ سے مراد عمری زاہد ہیں جن کا نام عبد العزیز بن عبد اللہ ہے)۔

٢٢٩ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بَدَلَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ وَقَالَ الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ اَصْلٌ صَحِيْحٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الْاِشَارَةِ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ وَفِيْ حَاشِيَةِ الشَّبْرَامَلْسِيِّ عَلَى الْمَوَاهِبِ عَنِ الْعَلَّامَةِ الشَّامِيِّ تِلْمِيْذِ الْحَافِظِ السُّيُوْطِيِّ قَالَ مَا جَزَمَ بِهٖ شَيْخُنَا مِنْ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ هُوَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ ظَاهِرٌ لَا شَكَّ فِيْهِ لِاَنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ فِي الْعِلْمِ مَبْلَغَهٗ اَحَدٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ (قدرت) میں میری جان ہے اگر دین ثریا (یعنی ستارہ پروین) کے پاس معلق ہو تو اس کو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرے گا (بخاری اور مسلم) اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ان کی روایت میں "دین" کی جگہ علم کا لفظ ہے۔ حافظ سیوطی نے فرمایا کہ یہ حدیث جس کو بخاری و مسلم نے بالاتفاق روایت کیا ہے اصل صحیح ہے اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب اشارہ ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اور اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ مواہب پر شبراملسی کے حاشیہ میں علامہ شامی جو حافظ سیوطی کے شاگرد ہیں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ یقین ہے کہ اس حدیث سے مراد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں بالکل واضح بات ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں اس لیے کہ اہل فارس سے کوئی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجۂ علم کو نہ پہنچ سکا۔

٢٣٠ وَعَنْهُ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (وہ کہتے ہیں) منجملہ ان چیزوں کے جن کا مجھے علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملا ہے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو سال کے بعد ایک ایسا مجدد پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔

ف: اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء ہوتے رہیں گے لیکن ہر صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے جو سنتوں کو پھیلائیں گے بدعتوں کو مٹائیں گے غلط تاویلوں کو دور کر کے صحیح تبلیغ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بناء پر بہت لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مجدد گنائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں دوسری میں فلاں بہت مفسدوں نے بھی اپنے آپ کو مجدد کہا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس حدیث پاک سے نہ تو کوئی خاص شخص مراد ہے نہ کوئی خاص جماعت۔ کبھی مجدد بادشاہوں سے ہوتا ہے، کبھی فقہاء، کبھی محدثین کبھی صوفیاء کبھی اغنیاء سے جو دین کی منفرد اور خصوصی خدمت کرے۔ مجدد کی آمد کے دوران دین پر کئی طرح کے گرد و غبار، غلط قسم کے رسم و رواج، دین اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ بد عقیدگی، بدعملی، شرک و بدعت کا عروج۔ اس قسم کی تمام خرافات سے مجدد دین کو صیقل کرتا ہے۔ اس مقصد جلیل کے لیے رب کائنات امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ میں ایک

مجدد کبھی مجددین کی جماعت پیدا کرتا ہے۔ جیسے ایک زمانے میں حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا قرآن وسنت کا نچوڑ اور ہزار ہا نئے مسائل کا مجموعہ فتاویٰ عالمگیری کی صورت میں مرتب کروایا۔ اسی طرح قطب الوقت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکبری بدعقیدگی بداعمالی اور بدمذہبی کے سیلاب کے آگے بند باندھا۔ شہنشاہ جہانگیر کو راہ راست دکھلایا۔ اسی طرح چودھویں صدی کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں کہ آپ نے اپنی زبان اور قلم سے حق اور باطل کو چھانٹ کر رکھ دیا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ایک طرف تو کفر ہی کفر کی حکمرانی تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں میں تنقیص شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کر کے لوگوں میں بدعقیدگی پھیلائی جارہی تھی۔ توحید کی آڑ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو بجھایا جارہا تھا۔ سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو ضعیف کہہ کر چھوڑا جارہا تھا۔ کفر کے پاؤں کو مضبوط کیا جارہا تھا۔ اولیاء کاملین کی محبت نفرت وکدورت میں تبدیل کی جارہی تھی۔ اس دوران رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حبیب لبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کے لیے مجدد برحق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت کفر وشرک، رد بدعت، گمراہی وبدعقیدگی کے پردوں کو چاک کیا۔ حق وباطل میں صاف صاف فرق ڈال دیا۔ آپ نے اپنی دن رات کی مصروفیت کی بناء پر بیک وقت کئی محاذوں پر کام کیا۔ تدریس، تصنیف، فتویٰ نویسی، ترجمہ قرآن، مناظرہ، حدیث، تفسیر اور فقہ جیسے اہم موضوعات پر کام کیا۔ آپ کو تقریباً استی سے زائد علوم وفنون پر عبور حاصل تھا۔ ایک ہزار کے قریب تحقیقی کتابوں کا ذخیرہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افادہ کے لیے چھوڑا ہے۔ جن میں فتاویٰ رضویہ جو تقریباً بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے جو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں روزمرہ کے مسائل کا مجموعہ اہل اسلام کی راہنمائی کے لیے چھوڑا ہے۔ ترجمہ قرآن اپنے زمانے کا واحد اور منفرد ترجمہ ہے یہی مجدد برحق کی خصوصیت ونشانی ہے۔

۲۳۱/۴۵ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمَدْخَلِ۔

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس علم (کتاب وسنت) کو ہر بعد میں آنے والوں میں سے ایسے ثقہ اور عادل لوگ اٹھائیں گے جو تحریف اور تغیر کرنے والوں کی تحریف اور زیادتی اور اہل باطل کے جھوٹ باندھنے کو اور جاہلوں کی تاویلوں کو دور کریں گے (اس کی روایت بیہقی نے کتاب المدخل میں کی ہے)

۲۳۲/۴۶ وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَآءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور ارسال روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو موت ایسی حالت میں آجائے کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام زندہ کرے تو اس کے اور

وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق رہے گا۔

۲۳۳ وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَالْآخَرُ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِي يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور ارسال روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے ایک تو عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں میں دین اور علم کی تعلیم کے لیے بیٹھ جاتا تھا اور دوسرا شخص ہمیشہ دن میں روزہ رکھتا اور تمام رات نماز میں گذارتا، ان میں سے کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس عالم کی فضیلت جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو دین اور علم سکھانے کے لیے بیٹھتا ہے اس عابد پر جو دن میں روزے رکھتا اور رات میں نمازیں پڑھتا ہے ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر۔

۲۳۴ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيهُ فِي الدِّينِ إِنِ احْتِيجَ إِلَيْهِ نَفَعَ وَإِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ أَغْنَى نَفْسَهُ۔
(رَوَاهُ رَزِينٌ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جو دین میں سمجھ رکھتا ہے اگر اس کی طرف احتیاج ہو تو وہ دوسروں کو دینی نفع پہنچائے اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ دوسروں سے اپنے کو بے نیاز رکھے۔ (رزین)

ف: حاصل حدیث یہ ہے کہ عالم کے لیے سزاوار یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو عوام پر پیش نہ کرے اور ان سے طمع بھی نہ رکھے اور اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں کہ عوام سے مطلقاً بے تعلق ہو جائے اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ بغرض استفادہ اس سے رجوع ہوں تو علم سے ان کو برابر فائدہ پہنچاتا رہے اور اگر عوام استفادہ نہ کریں تو وہ عبادت مولیٰ اور خدمت علم کے لیے مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جائے۔

۲۳۵ وَعَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہر جمعہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو وعظ کیا کرو، اگر تم کو یہ پسند نہیں تو دو مرتبہ، اگر اس سے زائد چاہتے ہو تو تین مرتبہ اور لوگوں کو اس قرآن سے تنگ مت کرو (کہ وہ اکتا جائیں) میں تم کو اس طرح دیکھنا نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور

فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم ان کے سامنے وعظ کرنا شروع کر دو، اور ان کی بات کاٹ دو، جس سے وہ تنگ ہو جائیں، بلکہ تم اس وقت خاموش رہو۔ پس جب وہ تم سے خواہش کریں تو تم ان کو وعظ سناؤ (اور ایسی حالت میں وعظ ختم کرو کہ ان کا شوق ابھی باقی ہے) اور دعا میں سجع (یعنی قافیہ دار عبارت) سے احتیاط کرو، اس لیے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ اس طرح قافیہ بند دعا نہیں کیا کرتے تھے (کیونکہ تکلف سے رقت قلبی باقی نہیں رہتی ہے۔

۲۳۶/۵۰ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهٗ كَانَ لَهٗ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَّمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهٗ كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم دین طلب کیا اور اس کو حاصل کر لیا تو اس کے لیے دو اجر ملیں گے اور اگر وہ حاصل نہ کر سکا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ (دارمی شریف)

۲۳۷/۵۱ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَّرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِّابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منجملہ ان اعمال اور نیکیوں کے کہ جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ان میں سے ایک علم ہے جس کو اس نے سیکھا اور اس کی اشاعت کی، اور نیک اولاد چھوڑا یا وارثوں کے لیے قرآن مجید چھوڑ گیا، یا مسجد بنا کر گیا، یا مسافر خانہ بنا کر چھوڑا، یا نہر جاری کیا یا وہ خیرات جس کو اس نے اپنی زندگی اور صحت میں اپنے مال سے کیا ہو جس کا اجر مرنے کے بعد اس کو ملتا رہے (اسکی روایت ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۲۳۸/۵۲ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَسَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ جو شخص علم دین کی طلب میں کوئی راستہ چلے گا تو میں اس کے لیے جنت کا راستہ سہل کر دوں گا اور میں نے جس کی دونوں

أَتَيْتُهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

آنکھیں لے لیں (یعنی وہ نابینا ہو گیا) تو ان کے عوض اس کو جنت دوں گا اور علم میں زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے اور دین کا دار و مدار پرہیزگاری پر ہے (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

۲۳۹/۵۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ إِحْيَائِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا اور تصنیف و تالیف کرنا تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (دارمی)

۲۴۰/۵۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَأَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ أَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ إِلَيْهِ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ أَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر اپنی مسجد کی دو مجلسوں پر ہوا، ارشاد ہوا کہ یہ دونوں خیر پر ہیں لیکن ایک جماعت نیکی میں دوسرے سے افضل ہے یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں اور دعا میں مشغول ہیں اور اسی کی طرف متوجہ ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور نہ چاہے تو عطا نہ کرے، لیکن یہ دوسری جماعت جو فقہ سیکھ رہی ہے یا علم حاصل کر رہی ہے اور جاہل کو علم سکھلاتی رہتی ہے تو یہ پہلی جماعت سے افضل ہے اور میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دوسری جماعت میں (جو علم کی تھی) بیٹھ گئے۔ (دارمی)

۲۴۱/۵۵ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِيْ إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِيْدًا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ کونسی حد ہے جس تک پہنچنے سے آدمی فقیہ ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت کے نفع کے لیے دینی امور کی چالیس حدیثیں حفظ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائے گا (یعنی اس کا حشر علماء کے زمرہ میں ہوگا) اور میں اس کے لیے قیامت میں شفیع اور گواہ ہوں گا

۲۴۲/۵۶ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِيْ اٰدَمَ وَ اَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِيْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمِيْرًا وَّحْدَهٗ اَوْ قَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔

کیا تم کو معلوم ہے کہ کون سب سے زیادہ سخی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہیں۔ پھر میں بنی آدم میں سب سے بڑھ کر سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زائد سخی وہ مرد عالم ہے جس نے علم سیکھا اور اس کی اشاعت کی، ایسا شخص قیامت کے دن تنہا امیر کی طرح آئے گا یا امت واحدہ کی طرح آئے گا۔

ف: امیر واحدہ یا امت واحدہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک امیر کی حیثیت سے آئے گا یعنی وہ کسی کے تابع نہیں ہو گا بلکہ اس کے ساتھ کئی تابع اور خادم ہوں گے مقصود یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن معزز اور مکرم باشوکت وحشمت آئے گا۔

۲۴۳ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَ مَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُوْرٌ فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ لَهٗ [illegible]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو حرص کرنے والے ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک علم کا بھوکا جو علم سے سیر نہیں ہوتا دوسرے دنیا کا بھوکا جس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔

(مذکورہ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)

۲۴۴ وَعَنْ عَوْنٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ اَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ وَاَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادٰى فِي الطُّغْيَانِ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى قَالَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

(رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ)

حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو حریص ایسے ہیں کہ سیر نہیں ہوتے ایک صاحب علم اور دوسرا دنیا دار، اور دونوں برابر نہیں ہیں، صاحب علم تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ ۹۶ علق پ ۳۰ کی) یہ آیت ۶، ۷ تلاوت فرمائی "كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ" ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔ اور حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا دوسرے یعنی (صاحب علم) کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ ۳۵ فاطر پ ۲۲ کی آیت ۲۸

اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا تلاوت فرمائی کہ اللہ (تعالیٰ) سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (دارمی شریف)

۲۴۵/۵۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِيْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَيَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ يَقُوْلُوْنَ نَاْتِي الْاُمَرَاءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَاَنَّهٗ يَعْنِي الْخَطَايَا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امراء (یعنی دولت مندوں) کے پاس جاتے ہیں کہ ان کی دنیا سے کچھ حاصل کریں اور ان سے اپنے دین کو بچائے رکھیں گے حالانکہ ایسا نہ ہو سکے گا کیونکہ جس طرح خاردار درخت سے صرف کانٹے کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، اسی طرح امرا کی نزدیکی سے اسی چیز کو حاصل کریں گے۔ (امام بخاری کے استاد) محمد بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے اور انکی مراد اس سے گناہ تھی (یعنی امرا کی ہم نشینی سے گناہ ہی حاصل ہوں گے)۔ (ابن ماجہ)

۲۴۶/۶۰ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ اَحْوَالُ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا اگر اہل علم، علم کی حفاظت کرتے اور علم کو اس کے اہل تک ہی پہنچاتے تو علم کے ذریعہ سے زمانے کے سردار بن جاتے لیکن انھوں نے علم کو اہل دنیا کے لیے استعمال کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کریں تو دنیا داروں کی نظر میں ذلیل ہو گئے میں نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے تمام فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا کی تمام فکروں کے لیے کافی ہو جاتے ہیں اور جس کو دنیا کی فکریں اور احوال پراگندہ کر دیں (یعنی کبھی کسی فکر میں لگا اور کبھی کسی میں) تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کے کسی جنگل میں ہلاک ہو جائے (ابن ماجہ) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ)

سے تا آخر روایت کی ہے)

۲۴۷/۶۱ وَعَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاِضَاعَتُهٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَيْرَ اَهْلِهٖ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا)

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی آفت بھول جانا ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ تو اس کو نااہل کے سامنے بیان کرے (اس کی روایت دارمی نے بطریق ارسال کی ہے)

۲۴۸/۶۲ وَعَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ علم والے کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ کیا چیز ہے جو علماء کے دل سے علم کو نکال دیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا طمع (دارمی)

ف: حرص اور طمع علماء کے دلوں سے علم کی برکت، ہیبت اور نور کو دور کر دیتی ہے۔

۲۴۹/۶۳ وَعَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِيْ عَنِ الْخَيْرِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حکیم سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد حکیم) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شر کی نسبت دریافت کیا ارشاد ہوا مجھ سے شر کی نسبت نہ پوچھو بلکہ مجھ سے خیر سے متعلق سوال کرو، اس کو تین مرتبہ فرمایا پھر ارشاد ہوا سنو! بروں میں سب سے برے، برے علماء ہیں اور بھلوں میں سب سے بہتر (بھلے) علماء ہیں۔ (دارمی)

۲۵۰/۶۴ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین شخص وہ عالم ہے جس نے اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔ (دارمی)

۲۵۱/۶۵ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَ

حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ اسلام کو کیا چیز تباہ کرتی ہے؟

جِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا عالم کی لغزش، منافق کا کتاب اللہ سے (تاویلات باطلہ کے ذریعہ) جھگڑنا اور گمراہ حکام کے فیصلے (یہ سب اسلام کو) تباہ کردیتے ہیں۔ (دارمی شریف)

۲۵۲/۶۶ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَاكَ حُجَّةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ابْنِ آدَمَ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ علم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہی علم کار آمد ہے، ایک علم زبان پر ہوتا ہے اور ایسا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر حجت ہے (یعنی یہ الزام دے گا کہ تم کو ہم نے علم دیا تھا تو پھر کیوں تم نے اس پر عمل نہیں کیا۔ (دارمی شریف)

۲۵۳/۶۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ فِيْكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِي الْمَجْرَى الطَّعَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم محفوظ کئے ہیں ایک علم کی تو میں نے تم میں اشاعت کی ہے، اگر دوسرے علم کی اشاعت کردوں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے گا (بخاری شریف)

ف : مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو قسم کے علوم ملے ہیں ایک علم شریعت جو میں نے تمھیں بتا دیا دوسرا علم اسرار وطریقت وحقیقت کہ اگر وہ ظاہر کردوں تو عوام نہ سمجھیں گے اور مجھے بددین سمجھ کر قتل کردیں گے یا اس سے مراد ہے علم احکام وعلم اخبار جس میں ظالم حاکموں اور بے دین سرداروں کے نام موجود ہیں اگر میں بتاؤں تو ان کی ذریت مجھے ہلاک کردے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کنایۃً واشارۃً اس علم اسرار کے متعلق بیان فرما دیتے تھے چنانچہ آپ دعا مانگا کرتے تھے کہ خدایا مجھے ۶۰ھ کے فتنوں اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ دے۔ چنانچہ ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ یزید پلید تخت نشین ہوا اس دعا میں ان دو واقعات کی طرف اشارہ تھا آپ کی دعا قبول ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف سے ایک سال پہلے آپ کا وصال شریف ہوا۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ شرعی مسئلے بے دھڑک بیان کئے جائیں مگر تصوف کے اسرار نا اہل کو نہ بتلائے جائیں۔ دوسرے یہ کہ غیر ضروری چیزیں جن کے اظہار سے فتنہ پھیلتا ہو ہرگز ظاہر نہ کی جائیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا ہوئے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابی ہیں ان کے علوم کا یہ حال ہے تو حضرات خلفاء راشدین کے علوم تو ہماری سمجھ سے بالا ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ)

۲۵۴/۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اے لوگو! جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو تو اس کو بیان کردے اور جو کسی چیز کا علم نہ

اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

رکھتا ہو تو کہہ دیا کرے اَللّٰہُ اَعْلَمُ (اللہ زیادہ جاننے والے ہیں) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (سورۂ ص ۳۸ پ ۲۳ آیت ۸۶ میں) فرمایا "قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ" (تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں) (بخاری و مسلم)

۲۵۵/۶۹ وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یہ علم (کتاب وسنت) دین ہے تو تم غور کرلو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔؟

ف: غیر ثقہ، بے دین، جاہل اور بدعتی سے علم حاصل نہ کیا جائے۔

۲۵۶/۷۰ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اِسْتَقِیْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِیْدًا وَّاِنْ اَخَذْتُمْ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِیْدًا۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا اے علماء کے گروہ راہ راست پر قائم رہو کیونکہ (راہ راست پر استقامت ہیں) تمھارے اسلاف تم پر سبقت پا چکے ہیں اور اگر تم (سلف صالح کی اتباع کو چھوڑ کر) دائیں بائیں چلو گے (یعنی نئے نئے طریقے ایجاد کر دگے تو راہ راست سے) بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑو گے (بخاری شریف)

۲۵۷/۷۱ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَھَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْہُ جَھَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَمِائَۃِ مَرَّۃٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّدْخُلُھَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِھِمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَکَذَا ابْنُ مَاجَۃَ وَزَادَ فِیْہِ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ قَالَ الْمُحَارِبِیُّ یَعْنِی الْجَوَرَۃَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے جب الحزن (غم کے کنویں) کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر دن چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں کون داخل ہوگا؟ ارشاد فرمایا وہ علماء اور قاری جو اپنے عمل میں ریاکاری کرتے ہیں (ترمذی شریف) امام ابن ماجہ نے اتنا اضافہ اور کیا ہے "وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ" (اللہ کے نزدیک مبغوض ترین قاری اور عالم وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں)

محاربی نے کہا کہ امراء سے یہاں ظالم امراء مراد ہیں۔

۲۵۸/۲۷ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَّهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَآؤُهُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک ایسا زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رسم (یعنی قرآن کی تجوید اور درستگی الفاظ کی طرف تو توجہ کریں گے لیکن عمل سے دور رہیں گے) ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت اور یادِ الٰہی سے خالی ہوں گے اور ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے بدتر ہوں گے انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں یہ فتنے لوٹیں گے۔ (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۲۵۹/۲۸ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَالَ ذَاكَ عِنْدَ اَوَانِ ذِهَابِ الْعِلْمِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَنُقْرِئُهٗ اَبْنَآءَنَا وَيُقْرِئُهٗ اَبْنَآؤُنَا اَبْنَآءَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ زِيَادُ اِنْ كُنْتُ لَاَرَاكَ مِنْ اَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ اَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِّمَّا فِيْهِمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ نَحْوَهٗ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ۔

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر فرمایا کہ یہ چیز علم کے اٹھائے جانے کے وقت ہوگی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم کیسے اٹھ جائے گا ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو قیامت تک پڑھاتے ہی رہیں گے ارشاد ہوا اے زیاد! تم پر تعجب ہے میں تو تم کو مدینہ کے نہایت سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا کیا یہ یہود و نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھا کرتے ہیں مگر وہ ان ہر دو کتابوں کی کسی چیز پر عمل نہیں کرتے (امام احمد اور ابن ماجہ) اور ترمذی نے حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور دارمی کی روایت ابوامامہ سے بھی ایسی ہی ہے)

۲۶۰/۲۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَآئِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ اِنِّيْ امْرُؤٌ مَّقْبُوْضٌ وَالْعِلْمُ سَيُقْبَضُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علم دین سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ۔ قرآن پڑھو اور اسے لوگوں کو پڑھاؤ۔ اس لیے کہ میں وفات پانے والا ہوں اور

وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ اِثْنَانِ فِيْ فَرِيْضَةٍ لَا يَجِدَانِ اَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ

علم عنقریب اٹھا لیا جائے گا اور فتنے پھوٹ پڑیں گے حتیٰ کہ دو آدمی کسی مسئلہ میں اختلاف کریں گے تو کسی کو بھی علم کی قلت کی وجہ سے) ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان میں فیصلہ کر سکے۔ (دارمی اور دار قطنی)

۲۶۱/۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس علم کی مثال جس سے دوسرے کو فائدہ نہ پہنچے اس خزانہ کی ہے جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔ (امام احمد اور دارمی)

كِتَابُ الطَّهَارَةِ — کتاب طہارت کے احکام میں

ف: نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز پڑھنے کو علماء کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکم عدولی کی ہے اس لیے جب بغیر کامل طہارت کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والوں میں شامل ہوتا ہے تو طہارت کے مسائل سیکھنا اس پر نہایت ضروری ہیں۔ کیونکہ حدیث میں طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔

اقسام طہارت اور ان کی تعریف۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طہارت صغریٰ (۲) طہارت کبریٰ

طہارت صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

تنبیہ۔ چند ضروری اصطلاحات قابل ذکر ہیں جن کی ہر جگہ پر (طہارت، عبادات، احکام، معاملات اور روزمرہ کے مسائل میں) ضرورت رہتی ہے۔

(۱) فرض اعتقادی

جو مسئلہ دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا آئمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص ہر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر

پر اجماع قطعی ہے ایسا کفر کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ بہرحال جو کسی عذر صحیح شرعی کو قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، روزہ، بقدر استطاعت حج و صاحب نصاب پر زکوٰۃ۔

۲۔ فرض عملی

فرض عملی وہ ہے جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہدین بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بغیر اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت اس کے بغیر باطل و کالعدم ہوگی اس کا بغیر کسی وجہ کے انکار فسق و گمراہی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص دلائل شرعیہ میں نظر و غور و فکر کا اہل ہے اور دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ جیسے کہ آئمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام ایک چیز کو فرضیت کا حکم دیتے ہیں اور دوسرے امام اختلاف کرتے ہوئے دلائل شرعیہ سے فرضیت کا حکم نہیں دیتے اسی چیز کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ " کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ مثلاً حنفیہ کے نزدیک سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا وضو میں فرض ہے پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا مسح کرنا وضو میں فرض ہے۔ مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض ہے۔ حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت وضو کرنا سنت ہے۔ حنبلیہ اور شافعیہ کے نزدیک فرض ہے اس کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اس امام کی پیروی کرے جس کا وہ مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورتِ شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

۳۔ واجب اعتقادی

واجب اعتقادی وہ ہے کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو فرض عملی اور واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں۔

۴۔ واجب عملی

واجب عملی وہ واجب اعتقادی ہے کہ اس کے کئے بغیر کوئی بھی بری الذمہ نہیں ہوگا۔ مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے۔ اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت اس کے بغیر ناقص رہے گی مگر ادا ہو جائے گی مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی بھی واجب کا ایک بار قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۵۔ سنت مؤکدہ

سنت مؤکدہ وہ حکم ہے جس کو حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ حکم ہے کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو اس کا ترک اساءت (برا) اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر مستحق عذاب ہے۔

۶۔ سنت غیر مؤکدہ

سنت غیر مؤکدہ وہ حکم شرعی ہے کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور انور سید عالم ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں۔

۷۔ مستحب

مستحب وہ حکم شرعی ہے کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا ہو، اس کی ترغیب دی ہو۔ یا علمائے کرام نے پسند فرمایا ہو۔ اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں

۸۔ مباح

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہوں۔

۹۔ حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے۔ اور بچنا فرض وثواب ہے۔

۱۰۔ مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کے کرنے کا گناہ حرام سے کم درجے کا ہے اور چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اسارت

جس کا کرنا برا ہو اور نادرا کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب۔ یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے

۱۲۔ مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

۱۳۔ خلاف اولیٰ

خلاف اولیٰ وہ حکم ہے کہ نہ کرنا بہتر تھا اگر کرلیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔

ان احکام کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر و تحقیق ہے (ماخوذ از بہار شریعت و فتاویٰ رضویہ)
ان شرعی و فقہی اصطلاحات کی مزید تفصیل و توضیح کے لیے دیکھئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "بسط الیدین فی السنۃ والمستحب والمکروہین"

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔

ترجمہ: "اور اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔" (التوبہ ۹ آیت ۱۰۸)

۲۶۲ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت اور وضو ہے) اور اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے (ابو داؤد، ترمذی اور دارمی)

ف: تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور ساری حلال چیزیں یعنی کھانا پینا اور وہ سارے افعال جو نماز کے منافی ہیں حرام ہو جاتے ہیں اور سلام پھیرنے سے یہ تمام چیزیں پھر حلال ہو جاتی ہیں۔

۲۶۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت اور وضو ہے (امام احمد)

ف: اس حدیث میں جنت کی کنجی سے مراد جنت کے درجات کی کنجی ہے اس سے قبل حدیث میں یہ گزر چکا ہے کہ درحقیقت کلمۂ توحید جنت کی کنجی ہے (ماخوذ از مرقات)۔

۲۶۴ وَعَنْ شَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَقَرَاَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ وَاِنَّمَا يُلَبِّسُ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ اُولٰٓئِكَ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت شبیب بن ابی روح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جس میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی تو آپ کو تشابہ ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، یہی لوگ ہم کو قرآن کے پڑھنے میں تشابہ ڈال دیتے ہیں (نسائی)

بَابُ فَضَائِلِ الْوُضُوْءِ

یہ باب ہے وضو کی فضیلتوں کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اللہ (تعالیٰ) نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمھیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو۔"
(المائدہ ۵ پ۶ آیت ۶)

۲۶۵ عَنْ اَبِيْ مَالِكِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَّفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَمْلَاٰنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت اور وضو نصفِ ایمان ہے اور الحمد للہ کا ثواب میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے اور دونوں کلمے سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب یا فرمایا ان میں سے ہر ایک کلمہ کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور خیرات (ایمان کی صداقت پر) دلیل ہے اور صبر روشنی ہے (یعنی گناہوں سے باز رہنا، طاعتوں پر مستعد رہنا اور مصیبتوں پر جزع و فزع نہ کرنا یہ سب قبر میں روشنی کا سبب ہیں) اور قرآن تمھارے حق میں دلیل ہے یا تمھارے خلاف حجت ہے (یعنی اگر قرآن پر عمل کیا ہے تو وہ نفع دے گا اور اگر عمل نہیں کیا ہے تو وہ نقصان پہنچائے گا اور جھگڑے گا) اور ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچ ڈالتا ہے اب اس کو آزاد کرا دے گا یا اس کو تباہ اور برباد کر دے گا (یعنی جب صبح ہوتی ہے تو عمل کے اعتبار سے انسان کی دو حالتیں ہوتی ہے اگر اس نے اچھے عمل کیے تو اپنے کو عذاب سے محفوظ کر لیا ورنہ برے اعمال کر کے اپنے کو ہلاک کر ڈالا) اور ایک روایت میں ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر

ان دونوں کلموں کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے۔

ف: طہارت اور وضو نصف ایمان ہے، ایمان کا نصف اس لیے ہے کہ ایمان سے کبیرہ اور صغیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں اور وضوء سے صرف صغیرہ گناہ دور ہوتے ہیں اور اس وضو کو احناف کے نزدیک بھی نیت سے مشروط کرنا ضروری ہے تاکہ وضو ایسی عبادت قرار پائے جس سے گناہ دور ہوتے ہوں اور یہ بغیر نیت کے ایسی عبادت نہیں کیونکہ بغیر نیت کے وضو عبادت کے لیے صرف وسیلے اور ذریعے کا کام دیتا ہے جس سے نماز تو صحیح ہو جاتی ہے مگر ایسے وضو پر اجر و ثواب نہیں ملتا (از مرقات)

۲۶۶ وَعَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِيْ اَوْ فِيْ يَدِهٖ قَالَ التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهٗ وَالتَّكْبِيْرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ یا اپنے دست مبارک (کی پانچوں انگلیوں پر ذیل کی ان پانچوں باتوں کو) شمار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کہنے کا ثواب نصف میزان کو اور الحمد للہ پڑھنے کا ثواب پورے میزان کو بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے اور روزہ رکھنا نصف صبر ہے (پورا صبر یہ ہے کہ نفس کو طاعتوں پر لگانے اور گناہوں سے بچانے پر روک رکھے چونکہ روزہ نفس کو طاعتوں پر لگائے رکھتا ہے اس لیے یہ آدھا صبر ہے) اور طہارت و وضو نصف ایمان ہے۔ (ترمذی شریف)

۲۶۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَيْنِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو مٹا دے اور جس کے ذریعہ سے درجات بلند فرمائے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور بتلایئے ارشاد فرمایا مشقت (یعنی شدت سردی یا تکلیف کے اوقات) میں کامل طور پر وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف (باوجود دور ہونے کے) بار بار جانا (اور مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا

وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ ثَلَاثًا

اور یہی رباط ہے اس کو دو مرتبہ فرمایا (مسلم شریف) اور ترمذی کی دوسری روایت میں تین دفعہ کا ذکر ہے)

ف: سرحد اسلام پر دشمنانِ دین کے مقابلہ میں نگہبانی کرنے کو رباط کہتے ہیں تاکہ وہ سرحد کو پار نہ کریں اور اس کا بہت ثواب آیا ہے اسی طرح سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کو بھی رباط قرار دیا کہ جیسے وہاں کفار کے مقابلہ میں بیٹھتے ہیں یہاں شیطان کے مقابلہ میں بیٹھنا ہے کہ وہ دین کا کھلا دشمن ہے

۲۶۸/۴ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِہٖ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا تو اس کے (صغیرہ) گناہ جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی خارج ہو جاتے ہیں (مسلم شریف)

۲۶۹/۵ وَعَنْ أَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْہَہٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْہِہٖ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ نَظَرَ إِلَیْہَا بِعَیْنَیْہِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَ مِنْ یَّدَیْہِ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ کَانَ بَطَشَتْہَا یَدَاہُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ مَشَتْہَا رِجْلَاہُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھولیتا ہے تو اس نے اپنی آنکھوں سے جن گناہوں کی طرف دیکھا تھا وہ تمام گناہ اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جو اس نے پکڑ کر کئے ہوتے ہیں ہاتھوں سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ بہہ کر نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف پاؤں سے چلا تھا وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا آخری قطرۂ وضو کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲۷۰/۶ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلَاۃٌ مَّکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَہَا وَخُشُوْعَہَا وَرُکُوْعَہَا إِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا قَبْلَہَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ کَبِیْرَۃً وَّذٰلِکَ الدَّہْرُ کُلَّہٗ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کا وقت آنے پر جو کوئی مسلمان نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرے اور نماز کو خشوع کے ساتھ ادا کرے اور رکوع عمدہ طریقے سے کرے تو گناہ کبیرہ کے سوا جس قدر گناہ اس سے ہوتے ہیں وہ تمام مٹا دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲۷۱/۷ وَعَنْہُ أَنَّہٗ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰی

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ ۔

آپ نے وضو کیا تو دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر سیدھا ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر سیدھا پاؤں اس کے بعد بایاں پاؤں تین تین مرتبہ دھویا، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا تھا (اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا) آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور ان دونوں رکعتوں میں اپنے دل میں وسوسہ نہ لائے (اگر خود بخود وسوسہ آئے تو کچھ مضر نہیں) تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم) (اور الفاظ حدیث بخاری کے ہیں ۔

۲۷۲ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز دلی توجہ اور خشوع کے ساتھ ادا کرے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (روایت مسلم شریف)

۲۷۳ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا وَفِيْ رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو بھی وضو میں پانی کو اعضاء کی اس مقدار تک پہنچائے جہاں تک پہنچانا ضروری ہے پھر یوں فرمایا کہ وضو میں پوری سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے (مسلم شریف) اور ترمذی نے یہ زائد کیا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (خدایا تو مجھے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں میں بنا دے)

ف:- حدیث پاک میں حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو میں پانی کے استعمال کی کوئی حد نہیں لگائی ہے بلکہ حد یہ لگائی ہے کہ وضو میں پانی کو اعضاء کی اس مقدار تک پہنچا دے جہاں تک پہنچانا ضروری ہے فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تقدیر شرعی سے وضو میں زیادہ پانی ڈالنا سہوا ہوگا یا بحالت شک یا

دیدہ دانستہ۔ سہو یعنی بھول جانے کی صورت میں تین بار استنجا ہو گیا تھا مگر یاد رہا کہ دو ہی بار ڈالا ہے۔ دوسری صورت کہ تین مرتبہ ڈالنے کا شبہ ہو گیا۔ تو دونوں صورتیں یقیناً ممانعت سے خارج ہیں۔ احادیث کریمہ میں وضو میں تین مرتبہ پانی ڈالنے کو سنت قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے زائد مرتبہ پانی ڈالنا یقیناً ممنوع ہے اگر اس سے کم میں شک ہو جائے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ۔ میری امت سے خطاء و نسیان کو اٹھا لیا گیا ہے (یعنی بھولے سے جو کام ہو جاتے اس میں رخصت دے دی گئی ہے) وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دع مایریبک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کے بارے میں تجھے شک ہو جائے اسے چھوڑ دے۔ لہٰذا تین سے کم میں سہو یا شک ہو جائے تو جس پر پختہ عزم ہو جائے اس کو کرے۔ تیسری وجہ کہ پانی کو جان بوجھ کر زیادہ استعمال کیا جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ کسی جائز و صحیح غرض کے لیے پانی زیادہ استعمال کیا ہے دوسری وجہ یہ کہ کسی ممنوع و فاسد غرض کے لیے پانی زیادہ استعمال کیا ہے یا محض بلا وجہ نہ کسی صحیح و جائز غرض کے لیے اور نہ کسی فاسد و ممنوع غرض کے لیے تو صورت اول جائز و صحیح غرض کے لیے زیادہ پانی کا استعمال کرنا کسی طرح بھی اسراف نہیں ہو سکتا جیسے منہ کی بدبو کے ازالہ کے لیے کلی وغیرہ کرنا یا پان چھالیہ کے ریزوں کو باہر نکالنے کے لیے تین مرتبہ سے زائد کلی کرنا یا وضو علی الوضو کی نیت سے پانی استعمال کرنا یا جسم سے میل کے ازالہ کے لیے غسل کرنا یا شدت گرمی سے جسمانی ٹھنڈک کے لیے غسل کرنا۔ یہ سب جائز ہیں ممنوع و ناجائز نہیں ہیں۔ صورت ثانیہ میں یعنی کسی ناروا ممنوع اور فاسد غرض کے لیے تقدیر شرعی پر زیادت مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے۔ اگرچہ پانی بالکل ہی ضائع نہ ہو۔ تیسری صورت بلا وجہ پانی زیادہ استعمال کرنا تو اگر پانی ضائع نہیں ہوا مثلاً زمین میں بہہ گیا۔ درخت یا پودوں کو مل گیا تو ایسی صورت میں گناہ نہیں ناروا ضرور ہے کہ زیادہ پانی استعمال کرنے کی حاجت نہ تھی۔ فتاویٰ رضویہ ج اص ۱۶-۲۱۵۔

تمام لوگوں کے لیے وضو و غسل میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی کیونکہ جسم کی جیسی ساخت ہو گی ویسے ہی طریقے سے پانی کا استعمال ہو گا۔ فربہ اور جسیم آدمی کے لیے پانی زیادہ استعمال ہو گا نحیف اور کمزور کے لیے کم۔ کچھ لوگ تو ویسے ہی پانی زیادہ ضائع کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ نلکے کی ٹوٹی کھول کر کتنی دیر تک پانی ضائع کرنے کے بعد وضو یا غسل کرتے ہیں اور اس میں بھی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں یہ نامناسب اور ممنوع ہے۔

۶۷۴ ‏/ ۱۰ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنْ وُضُوْئِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ كُتِبَ فِیْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِیْ طَابَعٍ فَلَمْ یُكْسَرْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاكِمُ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ"، تو اس کو ایک کاغذ میں لکھ لیا جاتا ہے، پھر مہر کر دی جاتی ہے اور قیامت تک مہر نہیں توڑی جاتی (نسائی، و حاکم)

۶۷۵ ‏/ ۱۱ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے

الْوُضُوْءَ ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس میں چاہے وہ داخل ہو جائے (نسائی شریف)

۲۷۶/۱۲ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِىْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو قیامت کے دن اعضاء وضو کے منور ہونے کی وجہ سے، اے روشن پیشانی والو! اے روشن ہاتھ پیر والو! کہہ کر پکارا جائے گا پس تم میں جو شخص اپنے اس وضو کے نور کو بڑھا سکتا ہے تو بڑھائے (بخاری و مسلم)

۲۷۷/۱۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا زیور (بروز قیامت) وہاں تک ہوگا جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچا ہوگا۔ (مسلم شریف)

۲۷۸/۱۴ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال خیر کے ہمیشہ پابند رہو (اور راہِ راست سے مت ہٹو) اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے (کیونکہ اعمال خیر کی پابندی اور راہ راست پر استقامت بہت مشکل ہے) اور یقین رکھو کہ تمہارے سب اعمال میں سب سے بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی محافظت صرف مومن ہی کر سکتا ہے (امام مالک، امام احمد، ابن ماجہ اور دارمی)

۲۷۹/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ عَلٰى طُهْرٍ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ترمذی شریف)

ف: مستحبات وضو سے یہ ہے کہ باوضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرلے یہ منیہ میں مذکور ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دوبارہ وضو کرنا اس وقت مستحب ہے کہ پہلے وضو سے نماز پڑھی ہو یا کوئی ایسا عمل کیا ہو جس کا شمار عبادت

مقصود ہیں سے جیسے سجدہ تلاوت اور مس مصحف وغیرہ، تو اس قسم کا عمل کئے بغیر وضو کرنا مستحب نہیں ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ فتاوے رضویہ میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر حدث کے بعد فوراً وضو کرنا مستحب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بعض آئمہ کے نزدیک ہر وقت باوضو رہنا سنت ہے۔ اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ سُنَّةُ الْاِسْلَامِ۔

۲۸۰/۱۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ وَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ وَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهٗ نَافِلَةً لَّهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

حضرت عبد اللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ منہ سے نکل جاتے ہیں اور جب ناک چھینکتا ہے تو اس کی ناک سے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں جب وہ مسح کرتا ہے تو اس کے دونوں کانوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اسکے دونوں پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اسکے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑنے لگتے ہیں پھر اسکے مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اسکے علاوہ رہا (امام مالک نے اس کی روایت بطور ارسال کی ہے)

ف: حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ وضو کرنے سے بندے کے گناہ دھل جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اولیاء صالحین اپنی آنکھوں سے وضو کے دھوون میں لوگوں کے گناہ دیکھتے ہیں۔ امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ کہ اکابر علمائے شافعیہ سے ہیں۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار حضرت علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (کہ وہ بھی شافعی ہیں) فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدارک باریک ہیں قریب ہے کہ ان پر مطلع نہ ہوں مگر اکابر اولیاء اور اہل مشاہدہ۔ اور فرمایا کہ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حوض میں وضو کا پانی دیکھتے تو لوگوں کے وضو کرنے میں گناہ کبیرہ، گناہ صغیرہ و مکروہ اور جو کچھ دھل کر اس میں گرا ہوتا سب پہچان لیتے۔ اسی لیے امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مائے مستعمل (یعنی استعمال شدہ پانی) کے تین حکم رکھے ہیں۔ ایک یہ کہ پانی نجاست غلیظہ ہے یہ اس صورت میں ہے کہ پانی استعمال کرنے والے نے کوئی گناہ کبیرہ کیا ہو۔ دوم نجاست خفیفہ ہے یہ اس صورت میں ہے کہ گناہ صغیرہ کا دھوون ہو۔ سوم۔ استعمال شدہ پانی پاک

ہے مگر دوسرے کو پاک نہیں کر سکتا ہے۔ کہ یہ مکروہ کا غسالہ ہو۔ ماخوذ از فتاوے رضویہ ص ۲۶۹ ج ۱۔

۲۸۱ / ۱۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَىْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ) سلام ہو تم پر اے مسلمانوں کی جماعت یقیناً ہم تم سے ملنے والے ہیں ان شاء اللہ (اس کے بعد پھر فرمایا) مجھے آرزو تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ ارشاد ہوا تم میرے صحابہ ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ تم بتلاؤ کہ کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پیر سفید ہوں اور وہ سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ ضرور پہچان لے گا ارشاد ہوا میری امت (قیامت میں) وضو کے نور کی وجہ سے روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئے گی۔ (اس علامت سے میں ان کو پہچان لوں گا اور میں حوض (کوثر) پر ان سے پہلے پہنچ جاؤں گا اور ان کیلئے راحت و آرام کا سامان مہیا کرتا رہوں گا (مسلم شریف)

۲۸۲ / ۱۸ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاَنْظُرُ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَيَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ شِمَالِيْ

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی اور سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت بھی مجھے ہوگی پس میں اپنے روبرو دیکھوں گا اور اپنی امت کو تمام امتوں میں پہچان لوں گا میں اپنے پیچھے دائیں اور بائیں بھی۔ اسی طرح اپنی امت کو پہچان لوں گا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ حضرت نوح علیہ السلام

مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى أُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ أَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ تَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

سے لے کر آپ کے زمانہ تک کی درمیانی امتوں میں اپنی امت کیسے پہچان سکیں گے؟ ارشاد فرمایا میری امت وضو کے نور کی وجہ سے روشن ہاتھ پاؤں والی ہوگی اور یہ بات کسی اور میں نہ ہوگی اور ان کو اس وجہ سے بھی میں پہچان لوں گا کہ ان کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ ان کو سب سے پہلے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا یا ان کے اعمال نامہ دینے کی کوئی خاص صفت ہوگی اور اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چھوٹے بچے (جو چھوٹی عمر میں انتقال کر گئے ہیں ان کی مغفرت کی کوشش میں) ان کے آگے دوڑتے ہوں گے (امام احمد)

بَابُ مَا يُوجِبُ الْوُضُوْءَ

یہ باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے وضو کرنا واجب ہوتا ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ۔ "یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو۔"
(النساء ۴ پ ۵ آیت ۴۳)

۲۸۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز جس کا وضو نہ ہو بغیر وضو کے قبول نہیں ہوتی (بخاری و مسلم)

۲۸۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بغیر طہارت اور وضو کے نماز قبول نہیں کی جاتی اور

غُلُوْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مال حرام سے خیرات بھی قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم شریف)

۲۸۵ وَعَنْ مُنْذِرٍ اَبِیْ یَعْلَی الثَّوْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ سَمِعْتُہٗ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كُنْتُ اَجِدُ مَذْیًا فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ یَّسْاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ وَاسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ لِاَنَّ ابْنَتَهٗ عِنْدِیْ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنَّ كُلَّ فَحْلٍ یُمْذِیْ فَاِذَا كَانَ الْمَنِیُّ فَفِیْهِ الْغُسْلُ وَاِذَا كَانَ الْمَذْیُ فَفِیْهِ الْوُضُوْءُ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَهٗ۔

حضرت منذر ابو یعلی ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، منذر کہتے ہیں محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے والد (سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ ان کے والد یعنی (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا مجھے مذی کثرت سے آیا کرتی تھی تو میں نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کریں اور مجھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرنے میں شرم محسوس ہوئی تھی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں، اس لیے کہ (مذی اس رقیق پانی کو کہتے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مذاق کرنے یا ان کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے نکلتا ہے) حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ ہر جوان مرد کو مذی آتی ہے اگر منی خارج ہو تو غسل واجب ہے اور اگر مذی نکلے تو اس سے صرف وضو واجب ہے غسل واجب نہیں ہے (طحاوی) و (بخاری اور مسلم)

ف: مرد سے جب مذی نکلے تو اس پر وضو ضروری ہے اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولاً ایک جماعت کے مسلک کو نقل کیا ہے جو حنفیوں کے خلاف ہے جن کا قول یہ ہے کہ مرد کو جب مذی نکلے تو اس پر شرمگاہ کا دھونا واجب جس طرح پیشاب کرنے کے بعد شرمگاہ کا دھونا ضروری ہے لیکن احناف نے ان کی مخالفت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض حدیثوں سے مذی نکلنے پر شرمگاہ کا جو دھونا معلوم ہوتا ہے اس سے شرمگاہ کے دھونے کا واجب کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی غرض مذی کی آمد کا بند کرنا ہے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں شرمگاہ کے دھونے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ صرف وضو کرنے کا ذکر ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں، امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا یہی ارشاد ہے۔ ۱۲

۲۸۶ وَعَنْ عَائِشِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَرَدْتُ اَنْ اَسْاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْیَیْتُ مِنْهُ

حضرت عائش بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں ایسا شخص تھا کہ مجھ سے مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی تو میں اس بارے میں

لِاَنَّ اِبْنَتَہٗ کَانَتْ تَحْتِیْ فَاَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَاَلَہٗ فَقَالَ یَکْفِیْ مِنْہُ الْوُضُوْءُ۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرنا چاہا مگر آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے مجھے شرم محسوس ہوئی تو میں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافت کرنے کے لیے کہا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اس کے لیے وضو کافی ہے (امام طحاوی)

---

۲۸۷ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذِیِّ فَقَالَ مِنَ الْمَذِیِّ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِیِّ الْغُسْلُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مذی کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مذی کے نکلنے سے وضو لازم آتا ہے اور منی کے نکلنے سے غسل۔ (ترمذی شریف)

۲۸۸ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اِذَا اَمْذَی الرَّجُلُ غَسَلَ الْحَشَفَۃَ وَتَوَضَّاَ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب مرد سے مذی خارج ہوجائے تو حشفہ یعنی شرمگاہ کو دھوڈالے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے۔ (طحاوی شریف)

۲۸۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ کَتِفَ شَاۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ مِثْلَہٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کا دست تناول فرمایا اور اس کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم) (اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۲۹۰ وَعَنْہُ قَالَ اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ یَدَہٗ بِمِسْحٍ کَانَ تَحْتَہٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر اس ٹاٹ سے ہاتھ صاف فرمایا جس پر آپ تشریف فرما تھے، پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی (گوشت تناول فرمانے کی وجہ سے وضو نہیں فرمایا) (ابوداؤد اور ابن ماجہ)

---

۲۹۱ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ قَرَّبْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِیًّا فَاَکَلَ مِنْہُ ثُمَّ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنے ہوئے پہلو کا گوشت پیش کیا تو آپ

قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔
(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں فرمایا۔ (امام احمد)

۲۹۲ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ حَدِّثِيْنِيْ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ فَقَالَتْ قَدْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنَا إِلَّا قَلَيْنَا لَهُ حَبَّةً تَكُوْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَأْكُلُ مِنْهَا وَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں سے ایک کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس چیز کے متعلق کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آگ سے پکائی گئی ہو، انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کبھی پاس تشریف لاتے تو اکثر ہم آپ کے لیے ایک غلہ کی دانہ دار قسم کی چیز جو مدینہ میں پائی جاتی ہے تل دیا کرتے تو آپ اس کو تناول فرماتے اور نماز پڑھتے اور (تازہ) وضو نہیں فرماتے (طحاوی شریف)

۲۹۳ وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ أَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بکری کا دل اور کلیجی بھونتا آپ اس کو تناول فرما کر نماز ادا فرماتے اور (تازہ) وضو نہیں فرماتے تھے (مسلم) اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

۲۹۴ وَعَنْهُ قَالَ أُهْدِيَتْ لَهُ شَاةٌ فَجَعَلَهَا فِي الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ شَاةٌ أُهْدِيَتْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَطَبَخْتُهَا فِي الْقِدْرِ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ الْآخَرَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِيْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ابو رافع کے پاس بکری کا گوشت بطور ہدیہ بھیجا گیا تو انھوں نے اس کا گوشت پکانے کے لیے ہنڈیا چڑھائی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ابو رافع یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بکری کا گوشت ہے جو ہمارے ہاں تحفہ میں آیا ہے جس کو میں نے ہنڈیا میں پکا لیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو رافع اس کا ایک دست مجھے دو، پس میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دست پیش کر دیا، ارشاد ہوا مجھے دوسرا دست دو، میں نے دوسرا دست بھی پیش کر دیا، پھر ارشاد فرمایا ایک اور دست لا دو حضرت ابو رافع نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ فَاهُ وَغَسَلَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ عَادَ اِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَاَكَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

تعالیٰ علیہ وسلم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابورافع تم اگر خاموش رہتے تو تم دست پر دست دیتے جاتے جب تک تم خاموش رہتے پھر آپ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی اور انگلیوں کے سروں کو دھو ڈالا، پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے ہاں ٹھنڈا گوشت موجود پایا پھر اس کو تناول فرمایا اور پھر مسجد میں جا کر نماز ادا فرمائی اور پانی استعمال نہیں کیا۔ (امام احمد) اور دارمی نے اس کو ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں پانی منگوانے سے لے کر آخر تک کا واقعہ مذکور نہیں ہے)

۲۹۵ / ۱۳ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُبَيٌّ وَاَبُوْ طَلْحَةَ جُلُوْسًا فَاَكَلْنَا لَحْمًا وَّخُبْزًا ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوْءٍ فَقَالَا لِمَ تَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لِهٰذَا الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْنَا فَقَالَ اَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اور ابی ابن کعب اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ہم نے گوشت اور روٹی کھائی پھر میں نے وضو کے لیے پانی منگوایا تو دونوں نے کہا وضو کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا اس کھانے کی وجہ سے جس کو ہم نے کھایا ہے تو ان دونوں نے کہا کیا پاکیزہ چیزیں کھا کر وضو کرتے ہو حالانکہ جو تم سے بہتر یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے انھوں نے تو پکی ہوئی چیز کھا کے وضو نہیں فرمایا (امام احمد)

۲۹۶ / ۱۴ وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا السَّوِيْقَ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَمُحَمَّدٌ مِّثْلَهٗ۔

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتح خیبر کے سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور جب مقام صہباء پر پہنچے جو خیبر سے قریب تر ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ نے توشے طلب فرمائے، صرف ستو حاضر کیا گیا، ستو کے متعلق فرمایا کہ بھگو دیا جائے، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا اور ہم نے بھی پھر آپ نماز مغرب کے لیے اٹھے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا (اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور امام طحاوی اور امام محمد نے بھی اسی کے مثل روایت

کی ہے)

۲۹۷/۱۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ ثُمَّ صَلّٰى رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شوربا گوشت کے ساتھ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی (اس کو ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے)

۲۹۸/۱۶ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ اِلصِّدِّيْقَ اَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ۔

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے گوشت تناول فرمایا۔ پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۲۹۹/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۳۰۰/۱۸ وَعَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ لَحْمًا وَخُبْزًا فَتَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَهُمَا بِوَجْهِهٖ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت اور روٹی تناول فرمائی پھر کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل دیا۔ اس کے بعد نماز ادا فرمائی اور وضو نہیں کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۳۰۱/۱۹ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا تَقُوْلُ فِي الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ قَالَ تَوَضَّأْ مِنْهُ قَالَ فَمَا تَقُوْلُ فِي الدُّهْنِ وَالْمَاءِ الْمُسَخَّنِ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقَالَ اَنْتَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَاَنَا رَجُلٌ مِنْ دَوْسٍ قَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَعَلَّكَ تَلْتَجِئُ

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وہ چیز کھا کر وضو کرنے کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کو آگ نے پکایا ہے فرمایا وضو کیجیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا آپ چکنی چیز اور گرم پانی کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ آیا ان

اِلٰی هٰذِهِ الْاٰيَةِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

کے استعمال سے وضو کیا جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم قریشی ہو، اور میں قبیلہ دوس کا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید آپ (سورۂ زخرف ۴۳ آیت ۵۸ کی) اس آیت سے استدلال کر رہے ہیں "بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ" (بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ)۔ (طحاوی شریف)

۳۰۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل آگ سے پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضو نہ کرنا تھا (طحاوی اور نسائی) (اور شرح مسلم میں امام نووی نے کہا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے)

۳۰۳ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّاْ قَالَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مُبَارَكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد ہم وضو کریں ارشاد ہوا اگر تم چاہو تو وضو کرلو اور اگر نہیں چاہتے ہو تو مت کرو، کیا اونٹ کا گوشت کھائیں تو وضو کریں فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرلیا کرو (اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم بطور استحباب ہے واجب نہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی صراحت کی ہے) میں نے عرض کیا کہ بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز ادا کرسکتا ہوں ارشاد ہوا ہاں، عرض کیا کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں فرمایا نہیں۔ (مسلم شریف)

۳۰۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهُ دَسَمًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ پینے کے بعد کلی کی اور فرمایا اس میں چکنا ہوتی ہے (بخاری اور مسلم)

۳۰۵ وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتح مکہ کے روز کئی نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں اور موزوں پر

لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

مسح کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسی بات کی ہے جس کو آپ نے اس سے قبل نہیں کیا ہے (یعنی ایک ہی وضو سے جملہ نمازیں ادا کیں) ارشاد ہوا، اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے قصداً ایسا کیا ہے (تاکہ اس کا جواز معلوم ہو) (مسلم شریف)

۳۰۶/۲۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهٖ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ (حرکت) پائے اور اس پر شبہ ہو کہ اس سے کچھ ہوا خارج ہوئی یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے جب تک کہ آواز سن لے یا ہوا نہ محسوس کرلے (مسلم شریف)

ف: درمختار اور ردمختار میں ہے کہ اگر وضو رہنے پر یقین ہو، اور وضو کے ٹوٹنے پر شک ہو تو یا اس کے برعکس ہو یعنے وضو ٹوٹنے پر یقین ہو اور وضو قائم رہنے پر شک ہو تو جس پر یقین ہو اس پر عمل کرے۔

۳۰۷/۲۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيْحٍ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آواز سے ہوا خارج ہو، یا بدبو (ظاہر ہونے) سے وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے البتہ صرف شک کی وجہ سے وضو لازم نہیں ہوتا (امام احمد و ترمذی)

۳۰۸/۲۶ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت علی بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص سے (بلا آواز کے) ہوا خارج ہو تو وضو کرلے اور تم اپنی عورتوں سے لواطت مت کرو (ترمذی اور ابوداؤد)

۳۰۹/۲۷ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں سرین کی بندش ہیں جب آنکھیں نیند سے بند ہو جائیں تو سرین کی گرہ کھل جاتی ہے (یعنی نیند میں اعصاب ڈھیلے ہو جاتے اور ہوا خارج ہو جاتی ہے) تو وضو ٹوٹ جاتا ہے (دارمی)

۳۱۰/۲۸ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ غَيْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُوْنَ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ يَنَامُوْنَ بَدَلَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا فِيْ غَيْرِ الْقَائِمِ وَالسَّاجِدِ وَالرَّاكِعِ أَيْضًا لِمَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلٰى مَنْ نَامَ جَالِسًا أَوْ قَائِمًا أَوْ سَاجِدًا حَتّٰى يَضَعَ جَنْبَهٗ فَإِنَّهٗ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهٗ مَوْقُوْفًا وَإِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرین کا بند دونوں آنکھیں ہیں تو جو شخص سو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرلے (ابوداؤد شریف) اور شیخ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حکم بیٹھے ہوئے سو جانے والوں کے لیے نہیں ہے (کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کے سر نیند کی وجہ سے نماز عشاء کے انتظار میں جھک جاتے تھے پھر وہ نماز ادا فرماتے اور دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے (ابوداؤد شریف) اور ترمذی نے اپنی روایت میں يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ کی بجائے يَنَامُوْنَ (یعنی بیٹھے ہوئے بغیر کسی چیز کے سہارے کے) سو جایا کرتے تھے نقل کیا ہے اور شیخ امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ وضو نہ ٹوٹنے کا حکم اس شخص سے بھی متعلق ہے جو بیٹھے ہوئے یا سجدہ یا رکوع کی حالت میں سو جائے جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (دوبارہ) وضو کرنا اس شخص پر واجب نہیں جو بیٹھنے کی حالت میں یا کھڑے ہوئے یا سجدے میں سو جائے بشرطیکہ وہ کروٹ لے کر نہ سویا ہو، کیونکہ زمین پر کروٹ کے بل لیٹ جائے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (اور ہوا نکلنے کا شبہ ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے (بیہقی) اور بیہقی نے دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً کی ہے جس کی سند جید ہے)

۳۱۱/۲۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ حَتّٰى غَطَّ أَوْ نَفَخَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ قَالَ إِنَّ الْوُضُوْءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهٗ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے کی حالت میں سوتے دیکھا یہاں تک کہ آپ زور سے سانس لے رہے تھے پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سو گئے تھے ارشاد ہوا کہ وضو اس شخص پر واجب ہے جو کروٹ کے بل سو جائے اس لیے

رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

کہ جب وہ کروٹ پر سوجاتا ہے تو اس کے جوڑ بند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (جس سے ہوا نکلنے کا شبہ ہوجاتا ہے اور ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے) ابوداؤد و ترمذی

۳۱۲ (۳۰) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلٰی مَنْ نَامَ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰی یَضْطَجِعَ جَنْبَہٗ اِلَی الْاَرْضِ۔

(رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص پر وضو واجب نہیں جو کھڑے رہ کر یا بیٹھ کر سوجائے یہاں تک کہ وہ زمین پر پہلو رکھ کر نہ سو جائے (تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔

(ابن عدی)

۳۱۳ (۳۱) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ اَخْفِقُ فَاحْتَضَنَنِیْ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَجَبَ عَلَیَّ وُضُوْءٌ قَالَ لَا حَتّٰی تَضَعَ جَنْبَکَ عَلَی الْاَرْضِ۔

(رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں کہ میں مدینہ (منورہ) کی مسجد میں اونگھتے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایک حضرت نے مجھے پیچھے سے گود میں لے لیا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے وضو کرنا ضروری ہے فرمایا نہیں، جب تک تم اپنے پہلو کو زمین پر رکھ کر نہ سو جاؤ

(ابن عدی)

۳۱۴ (۳۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰی مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّہٗ اِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضو اس شخص پر واجب ہے جو لیٹے ہوئے سو جائے، کیوں کہ جب وہ لیٹ کر سوجاتا ہے تو اس کی جوڑیں ڈھیلی ہوجاتی ہیں (ترمذی و ابوداؤد)

۳۱۵ (۳۳) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَکَرَہٗ بَعْدَ مَا یَتَوَضَّأُ قَالَ وَہَلْ ہُوَ اِلَّا بِضْعَۃٌ مِنْہُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَمُحَمَّدٌ فِی الْمُوَطَّا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُسْتَقِیْمُ الْاِسْنَادِ غَیْرُ

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آدمی وضو کر لینے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگا دے تو (کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے) اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی آدمی کے جسم کا ایک حصّہ ہے (یعنی اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، جیسے اور عضو کو ہاتھ لگ جانے سے وضو نہیں جاتا) ابوداؤد، ترمذی

مُضْطَرِبٌ فِيْ إِسْنَادِهٖ وَمَتْنِهٖ وَأَسْنَدَ إِلَى ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ أَنَّهٗ قَالَ حَدِيْثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو أَحْسَنُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ أَنَّهٗ قَالَ حَدِيْثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا أَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ ۔

نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام محمد نے اپنی موطا میں اسکی روایت کی ہے اور ترمذی نے صراحت کی ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ان تمام حدیثوں میں جو اس مسئلے کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، ان سب میں زیادہ صحیح ہے اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سند نہایت مستقیم ہے جس کے اسناد اور متن دونوں میں کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے ___

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس کی سند میں ملازم بن عمرو ہیں۔ بسرۃ بنت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث (جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو کا ٹوٹنا ثابت ہوتا ہے) سے زیادہ قوی ہے

وَقَوْلُ مُحْيِي السُّنَّةِ وَغَيْرِهٖ حَدِيْثُ بُسْرَةَ نَاسِخٌ لِأَنَّ طَلْقًا قَدِمَ فِيْ أَوَّلِ سَنَةِ الْهِجْرَةِ وَمَتْنُ حَدِيْثِ بُسْرَةَ رَوَاهُ أَبُوْهُرَيْرَةَ وَهُوَ مُتَأَخِّرُ الْإِسْلَامِ ۔

امام محی السنۃ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ بسرۃ کی حدیث ناسخ ہے اور انھوں نے ناسخ ہونے کی یہ وجہ بتلائی ہے کہ طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے پہلے سال آئے ہیں اور حدیث بسرۃ کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے اس وجہ سے حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو اسلام لانے میں پہلے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ناسخ ہوتی ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ إِنَّمَا يَصِحُّ أَنْ لَوْ أَثْبَتُوْا أَنَّ طَلْقًا تُوُفِّيَ قَبْلَ إِسْلَامِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَوْ رَجَعَ إِلَى أَرْضِهٖ وَلَمْ تَبْقَ لَهٗ صُحْبَةٌ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَيْسُوْا بِقَادِرِيْنَ عَلٰى ذٰلِكَ كَيْفَ وَهُمْ قَدْ رَوَوْا عَنْهُ حَدِيْثًا ضَعِيْفًا مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ وَقَالُوْا سَمِعَ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّاسِخَ وَالْمَنْسُوْخَ

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو کا باقی رہنا ثابت ہوتا ہے اس وقت منسوخ قرار پاتی جبکہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے قبل وفات پاتے یا اس بات کا ثبوت مل جاتا کہ وہ اپنے وطن واپس گئے جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا موقع ان کو پھر حاصل نہ ہوسکا اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عَلٰى اَنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا لِاَنَّ فِيْ سَنَدِهٖ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ثُمَّ حَدِيْثُ طَلْقٍ مُرَجَّحٌ بِمَا تَقَدَّمَ عَنِ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرِهٖ وَبِاَنَّ حَدِيْثَ الرِّجَالِ اَقْوٰى لِاَنَّهُمْ اَحْفَظُ وَاَضْبَطُ وَلِهٰذَا جُعِلَتْ شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَّبِاَنَّ اَمْرَ النَّوَاقِضِ مِمَّا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَاَبِي الدَّرْدَآءِ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اِنَّهُمْ لَا يَرَوْنَ النَّقْضَ مِنْهُ فَخِفَآءُهٗ عَنْ هٰؤُلَآءِ مَعَ احْتِيَاجِهِمْ اِلَيْهِ وَظُهُوْرُهٗ لِامْرَاَةٍ غَيْرُ مُحْتَاجَةٍ اِلَيْهِ فِيْ غَايَةِ الْبُعْدِ مَعَ فِيْهِ مِنْ مُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ فَفِيْهِ الْاِنْقِطَاعُ الْبَاطِنُ مِنْ وُجُوْهٍ اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا هٰكَذَا فِي الْحَلَبِيِّ۔

کے اسلام سے قبل وفات پا جانا یا وطن واپس ہو کر پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کو نہ پانا ان دونوں باتوں کو حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو منسوخ ماننے والے ثابت نہیں کر سکتے اور یہ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ خود انھوں نے حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضعیف حدیث "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ" (جس نے اپنی شرمگاہ کو چھو لیا تو وہ وضو کرلے) کی روایت کی ہے اور یہ قول بھی انہی کا ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ناسخ و منسوخ کو سنا ہے تو ظاہر ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وفات پانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا نہ ملنا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا، علاوہ بریں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ ان کی سند میں یزید بن عبدالملک ہیں جو ضعیف ہیں اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس وجہ سے بھی مرجح ہے جس کو ابن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے شروع میں نقل کیا گیا ہے اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس وجہ سے بھی مرجح ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرد ہیں اور بسرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت ہیں اور مردوں کی حدیث قوی تر ہوتی ہے کہ وہ زیادہ حافظ اور ضابطہ ہوتے ہیں، اسی وجہ سے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دی گئی ہے نیز نواقض وضو کا حکم خاص و عام سے متعلق ہے بسرۃ رضی اللہ عنہا پر وضو ٹوٹنے کا حکم تو ظاہر ہو جائے اور ان حضرات سے پوشیدہ رہے جن کا ذکر ذیل میں آتا ہے چنانچہ حضرت علی، عمار بن یاسر عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، حذیفہ بن یمان عمران بن حصین، ابوالدرداء، اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک شرمگاہ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لہٰذا ان حضرات سے اس مسئلہ کا حکم باوجودیکہ اس کی ان کو زیادہ ضرورت ہے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور صرف بسرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ظاہر ہونا کہ جس حکم کی ان کو ضرورت نہیں قیاس کے خلاف ہے

پس حدیث بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کئی وجوہ سے انقطاع باطن ہے، یہ تمام تفصیل حلبی میں مذکور ہے

۳۱۶/۳۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وَاَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ مَا اُبَالِيْ مَسَسْتُهٗ اَوْ مَسَسْتُ اَنْفِيْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر آپ نماز میں ہوں اور آپ کا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے تو (کیا وضو ٹوٹ جائے گا) تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میرا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے یا ناک کو (یعنی وضو کے نہ ٹوٹنے میں دونوں مساوی ہیں) (امام محمد اور طحاوی)

۳۱۷/۳۵ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ عَنِ الرَّجُلِ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ كَمَسِّهٖ رَاْسَهٗ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

حضرت براء بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرمگاہ کے چھونے کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (وضو کے نہ ٹوٹنے میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانا) ایسا ہے جیسا اپنے سر کو ہاتھ لگ جائے (امام محمد و طحاوی اور ابن ابی شیبہ)۔

۳۱۸/۳۶ وَعَنْ قَيْسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنِّيْ مَسَسْتُ ذَكَرِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَفَلَا قَطَعْتَهٗ ثُمَّ قَالَ وَهَلْ ذَكَرُكَ اِلَّا كَسَائِرِ جَسَدِكَ۔
(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ)

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا میں نے نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) تو تم نے اسے کیوں نہ کاٹ دیا، پھر فرمایا تیری شرمگاہ تیرے جسم کے دیگر عضو کے مانند ہے۔ (امام محمد)

۳۱۹/۳۷ وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اَيَحِلُّ لِيْ اَنْ اَمَسَّ ذَكَرِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِنْ عَلِمْتَ اَنَّ مِنْكَ بِضْعَةً نَجِسَةً فَاقْطَعْهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ نَحْوَهٗ وَرِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ قَالَهٗ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ آیا میرے لیے بحالت نماز شرمگاہ کو ہاتھ لگانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے جسم کا ایک نجس ٹکڑا سمجھتے ہو تو کاٹ ڈالو تمہارا یہ خیال صحیح نہیں کہ بحالت نماز اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (اس کی روایت امام محمد اور طحاوی نے کی ہے اور طبرانی کی کبیر میں اسی طرح روایت ہے اور

مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے تمام رجال (یعنی راوی) قابلِ بھروسہ ہیں۔

۳۲۰/۳۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا بِحَالِ إِسْنَادِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الطِّيْبِيُّ هٰذَا كَلَامٌ لَا يَصِحُّ بِحَالٍ لِأَنَّ فِي الصَّحِيْحَيْنِ سِمَاعُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُحْصٰى فَإِنَّهُ كَانَ تِلْمِيْذَهَا انْتَهٰى وَأَيْضًا قَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ لَا يَصِحُّ إِسْنَادُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْهَا وَقَالَ أَبُوْدَاوُدَ هٰذَا مُرْسَلٌ وَإِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ عَائِشَةَ لٰكِنْ لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَرَوَى الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ مِثْلَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بعض بیبیوں کا بوسہ لیتے پھر نماز ادا فرماتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) صاحب مشکوٰۃ نے کہا کہ ترمذی کا یہ قول ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث کی روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ طیبی نے اس کا جواب دیا ہے کہ حضرت عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نہ کرنا کس طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاری اور مسلم میں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد تھے۔ صاحب مشکوٰۃ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم تیمی کی سند حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درست نہیں، اور ابوداؤد نے بھی اسی کی تائید میں کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سُنا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ مرسل نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ جمہور کے نزدیک حجت ہے اور بزار نے اپنی سند میں اسناد حسن کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۲۱/۳۹ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ رَوَاهُ مُحْيِي السُّنَّةِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ وَإِسْنَادُ النَّسَائِيِّ عَلٰى

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سوتی رہتی تھی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے سامنے قبلہ کی طرف رہتے جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے ہاتھ سے ٹٹولیا دیتے اور میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں اپنے پاؤں دراز کر دیتی آپ فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے (اس کی روایت امام محی السنۃ نے کی ہے) اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی

شَرْطِ الصَّحِيحِ۔

ہے اور زیلعی نے کہا ہے کہ نسائی کے اسناد شرط صحیح کے مطابق ہیں)

۳۲۲ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ بِيَدِي فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُولُ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ رَوَاهُ مُحْيِي السُّنَّةِ وَرَوَى مُسْلِمٌ نَحْوَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں سو رہی تھی کہ رات میں آپ کو موجود نہ پایا میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا آپ سجدے میں تھے اور یہ فرما رہے تھے "أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ" (میں آپ کی رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کی ناراضی سے اور آپ کی معافی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے عذاب سے اور میں آپ کی رحمت کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے غضب سے، میں آپ کی پوری تعریف نہیں کر سکتا ہوں جس طرح کہ خود آپ نے اپنی تعریف کی ہے) اس کی روایت محی السنۃ نے کی ہے اور مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے)۔

---

۳۲۳ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَبَّلَتْهُ امْرَأَتُهُ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے نکلے تو ان کی بیوی نے ان کا بوسہ لیا اور آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا (عبد الرزاق)

۳۲۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا أُبَالِي قَبَّلْتُهَا أَوْ شَمَمْتُ رَيْحَانًا۔ (رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ عورت کا بوسہ لوں یا کسی پھول کو سونگھ لوں وضو کے نہ ٹوٹنے میں دونوں برابر ہیں (اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے) ایسے ہی اُوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے مس کر لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

---

۳۲۵ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ اللَّمْسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَلٰكِنَّ اللهَ كَنَى عَنْهُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيرٍ وَرَوَى مُحْيِي السُّنَّةِ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ لمس (جس کا ذکر قرآن میں آیا اس سے مراد) جماع ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بطور کنایہ جماع کے لیے لمس کا ذکر فرمایا ہے (ابن ابی شیبہ اور ابن جریر

مِثْلَهٗ۔

(اور امام محی السنۃ کی روایت مجاہد اور قتادۃ سے اسی طرح کی ہے)

۳۲۶ / ۴۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ قَالَ هُوَ الْجِمَاعُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ "اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ" کی تفسیر میں (لمس کا جو ذکر ہے) اس سے جماع مراد ہے (ابن ابی شیبہ اور ابن جریر)

۳۲۷ / ۴۵ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمُلَامَسَةُ الْجِمَاعُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ملامسۃ سے مراد جماع ہے۔

۳۲۸ / ۴۶ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے اور وہ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بہنے والے خون سے (وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لیے پھر وضو کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ (دار قطنی)

قَالَ الدَّارُ قُطْنِيُّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ وَلَا رَاٰهُ۔

صاحب مشکوٰۃ نے دار قطنی سے دو اعتراض نقل کیے ہیں جن میں پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ تو سنا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے

قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ لَا بَاْسَ بِهٖ لِاَنَّ الْمُرْسَلَ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ اِنْتَهٰى۔

شیخ ابن ہمام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے اور جمہور کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے

ثُمَّ قَالَ الدَّارُ قُطْنِيُّ فِيْهِ يَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَّيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُوْلَانِ وَالْجَوَابُ عَنْهُ اَنَّهٗ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ يُقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا فَارْتَقٰى اِلٰى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ فِيْ كَامِلِهٖ عَنْ زَيْدٍ مِثْلَهٗ مَرْفُوْعًا۔

دار قطنی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں یزید ابن خالد اور یزید بن محمد مجہول ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے جن میں بعض کو بعض سے تقویت پہنچتی ہے اور اس طرح سے یہ حدیث مرتبہ حسن تک پہنچ جاتی ہے، علاوہ ازیں ابن عدی کامل میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مرفوعًا روایت ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ الدِّهْلَوِيُّ فِيْ فَتْحِ الْمَنَّانِ يَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَدِ اخْتُلِفَ فِيْهِمَا وَقَدْ وَثَّقُوْهُ كَمَا فِي الْكَاشِفِ لِلذَّهَبِيِّ وَالْمَجْهُوْلُ مَجْهُوْلُ الْعَيْنِ

شیخ دہلوی نے فتح المنان میں صراحت کی ہے کہ یزید بن خالد اور یزید بن محمد کی نسبت اختلاف ہے لیکن بعض علماء نے ان میں سے ایک کی توثیق کی ہے چنانچہ ذہبی کی کاشف میں اسی طرح مذکور ہے اور مجہول سے مراد مجہول العین ہے

وَهُوَ مَنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يُوَثَّقْ وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ اِثْنَانِ اَوْ اَكْثَرُ فَهُوَ لَيْسَ بِمَجْهُوْلٍ۔

کہ جس سے صرف ایک شخص روایت کرے اور وہ قابل بھروسہ نہ ہو اور جس شخص سے دو یا دو سے زیادہ راوی روایت کریں وہ مجہول نہیں، اور چونکہ ان دونوں راویوں یزید بن خالد اور یزید بن محمد سے کئی حضرات نے روایت کی ہے اس وجہ سے یہ مجہول نہیں ہو سکتے۔ ۱۲

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ زخم اگر جسم کے اندر دور تک پھیلا ہو صرف منہ ظاہر ہے اور اس کے گہراؤ میں خون وغیرہ بہتے رہیں کچھ حرج نہیں جب زخم کے منہ پر آکر ڈھلے گا تب وضو جاتا رہے گا۔ اگرچہ زخم کی سطح سے آگے نہ بڑھے۔

اسی طرح زخم اگر ظاہر جسم ہی پر دور تک پھیلا ہے مگر ایک خط یا ڈورے کی طرح دراز و باریک ہے کہ اس کی اندرونی سطح باہر سے نظر نہیں آتی تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی اسی محل اندرونی زخم کی طرح ہوگا کہ خون اندر دورہ کرے تو مضائقہ نہیں اور اگر اس کے کناروں تک آجائے تو بھی مضائقہ نہیں جب تک ڈھلکے نہیں اور اگر اس کے باہر کے کنارے پر اُبل کر بدن کی جلد پر ڈھلکا تو وضو نہ رہے گا اگرچہ زخم کی حد سے آگے نہ بڑھے۔

۳۲۹/۴۷ وَعَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ بِسَنَدِهٖ اِلٰى مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّاَ قَالَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ اَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْءَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هُوَ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ هُوَ عَلٰى شَرْطِهِمَا۔

حضرت حسین معلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کی سند معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قے فرمائی اور وضو کیا۔ حضرت معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ذکر ان کے سامنے کیا تو حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا میں ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وضو کا پانی ڈال رہا تھا (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) (ترمذی نے صراحت کی ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فتاویٰ رضویہ ج اص ۵۲ میں اپنے ایک رسالہ الطراز المعلم فیما ھو حدث من احوال الدم میں فرماتے ہیں کہ قے اگر منہ بھر کر ہو تو ناقض وضو ہے۔ پھر اگر چند بار میں تھوڑی تھوڑی آئے کہ سب ملانے سے منہ بھر کر ہو جائے تو اگر ایک ہی متلی سے آئی ہے وضو جاتا رہے گا اگرچہ مختلف مجلسوں میں آئی ہو اور اگر متلی تھم گئی پھر دوسری متلی سے قے آئی تو پہلے متلی کی قے کے ساتھ اس کو ملایا نہیں جائے گا اگرچہ دونوں متلیاں ایک ہی مجلس میں آئی ہوں۔

۳۳۰/۴۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ فِي الصَّلٰوةِ قَهْقَهَةً فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا قَهْقَهَ فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الْوُضُوْءَ وَاَعَادَ الصَّلٰوةَ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے وہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے اور دارقطنی کی ایک روایت میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب نماز میں کوئی قہقہہ لگائے تو نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے۔

۳۳۱/۴۹ وَعَنْ مَعْبَدِ بْنِ اَبِيْ مَعْبَدٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الصَّلٰوةِ اِذْ اَقْبَلَ اَعْمٰى يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَوَقَعَ فِيْ زُبْيَةٍ فَاسْتَضْحَكَ الْقَوْمُ فَقَهْقَهُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ قَهْقَهَةً فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ عَدِيٍّ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهٖ نَحْوَهٗ وَرِجَالُ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ رِجَالُ الصَّحِيْحَيْنِ كَذَا فِيْ نَصْبِ الرَّايَةِ ۔

حضرت معبد بن ابی معبد الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا نماز پڑھنے کے لیے آیا اور ایک گڑھے میں گر گیا قوم کو ہنسی آگئی اور قہقہہ لگایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضو اور نماز ہر دو کا اعادہ کرے (اس کی ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور اس کی روایت دارقطنی، طبرانی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اپنے مراسیل میں اسی طرح روایت کی ہے اور عبدالرزاق کی روایت کے رجال بخاری اور مسلم کے رجال ہیں نصب الرایہ میں یہی مذکور ہے)

ف: یہ حدیث مسند امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں مسند اور مرسل ہر دو طرح سے مروی ہے اور کتاب الآثار میں بھی یہ حدیث موجود ہے، اور کتاب الآثار کے رجال سب کے سب ثقہ اور مشہور ہیں اور حضرت معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ ۱۲

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی بہاری نے جامع الرضوی، صحیح البہاری جو کہ فقہ حنفی کی احادیث میں بہترین اور نادر ضخیم کتاب ہے اس میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قہقہہ لگا کر ہنسنے پر گیارہ احادیث کو مختلف صحابہ کرام سے جن میں حضرت عمر فاروق اعظم حضرت انس بن مالک، حضرت جابر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عمران بن حصین۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ذکر کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے جو کہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد سے اور انہوں نے ابراہیم سے روایت کیا ہے۔
فِي الرَّجُلِ يُقَهْقِهُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ وَيَسْتَغْفِرُ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ الْحَدَثِ (رواہ الامام محمد فی کتاب الآثار) اس

آدمی کے بارے میں جو نماز میں قہقہہ لگائے تو فرمایا کہ وہ وضو اور نماز کو لوٹائے اور استغفار کرے کیونکہ یہ بہت ہی شدید قسم کا حدث ہے۔ امام صاحب یہی مسئلہ نکالتے ہیں کہ قہقہہ ناقض وضو اور ناقض صلوٰۃ ہے۔

۲۳۲ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَءَیْتَ رَجُلًا لَقِیَ امْرَاَۃً وَلَیْسَ بَیْنَھُمَا مَعْرِفَۃٌ فَلَیْسَ یَأْتِی الرَّجُلُ اِلٰی امْرَاَتِہٖ شَیْئًا اِلَّا قَدْ اَتٰی ھُوَ اِلَیْھَا اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یُجَامِعْھَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ وَیُصَلِّیَ قَالَ مُعَاذٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَھِیَ لَہٗ خَاصَّۃٌ اَمْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّۃً قَالَ بَلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّۃً رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ قَالَ صَاحِبُ الْبَدَائِعِ ھٰذَا حَدِیْثٌ فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْمُبَاشَرَۃَ الْفَاحِشَۃَ تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلایئے کہ ایک شخص کی ایک عورت سے ملاقات ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اس شخص نے اس اجنبی عورت کے ساتھ جماع تو نہیں کیا مگر باقی تمام ایسی چیزیں کیں جس کو ایک مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے (تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر (سورۂ ہود ۱۲ آیت ۱۱۴ کی) یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ۔ ترجمہ "اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کنارے[1] اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔" تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا یہ حکم اسی شخص کے لیے خاص ہے یا تمام ایمان والوں کے لیے ہے ارشاد فرمایا بلکہ تمام ایمان والوں کے لیے عام ہے (ترمذی شریف) صاحب البدائع کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مباشرت[2] فاحشہ وضو توڑ دیتی ہے۔

---

[1]: دونوں کناروں سے مراد فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور کچھ رات کے حصوں سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں اس آیت کریمہ سے پانچ وقت کی نمازوں کا اشارہ ملتا ہے۔

[2]: مباشرت فاحشہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت برہنہ ہو کر بغیر کپڑوں کے ایک دوسرے کے بدن کو مس کریں اور آلۂ تناسل میں انتشار ہو اور دونوں اپنی شرمگاہوں کو ملا دیں۔ (شرح وقایہ میں اسی طرح مذکور ہے) ۱۲۔

بَابُ اٰدَابِ الْخَلَاءِ

آداب بیت الخلاء کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اُس میں (یعنی مسجد قبا میں) وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ (تعالیٰ) کو پسند ہیں۔"
(سورہ توبہ ۹ آیت ۱۰۸)

۳۳۳ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ کی جانب رخ کرے نہ پشت، بلکہ مشرق کی طرف یا مغرب کی جانب رخ کرے (بخاری و مسلم) (یہ مسئلہ خاص مدینہ والوں کے لیے ہے اس لیے کہ ان کا قبلہ رخ جنوب کی جانب ہے)

قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ صَدْرُ الشَّرِيْعَةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَنَا عَلٰى عُمُوْمِهٖ يَسْتَوِي الصَّحْرَآءُ وَالْبُنْيَانُ فِيْ حُرْمَةِ الْاِسْتِقْبَالِ وَالْاِسْتِدْبَارِ بِمَا رُوِيَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ.

شیخ امام صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک عام ہے کہ جنگل اور آبادی دونوں جگہ قبلہ کی جانب رخ اور پیٹھ کرنا حرام ہے، اس لیے کہ حضرت عطاء بن یزید لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ملک شام کو آئے تو بیت الخلاء ایسے بنے ہوئے پائے کہ جن کا رخ قبلہ کی طرف تھا ہم قبلہ کی طرف سے رخ پھیر لیتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔ (بخاری و طحاوی)

لہ بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں حرام ہیں خواہ گھروں کے اندر بیت الخلاء ہوں یا جنگل میں حاجت کے لیے بیٹھ رہے ہوں دونوں کا حکم ایک ہے۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب رخ کرنا اور اسی طرح پیٹھ کرنا جائز ہے جب کہ بیت الخلاء گھروں کے اندر ہو، البتہ اگر جنگل میں رفع حاجت کے لیے بیٹھیں تو قبلہ کی جانب رخ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں اس حالت میں جائز نہیں ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے گھروں کے بیت الخلاء میں ہو یا جنگل میں، رہا قبلہ کی طرف رخ کرنا کسی حالت میں ان کے نزدیک جائز نہیں ہے لیکن درحقیقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے یا پیٹھ کرنے کی ممانعت گھروں یا جنگل دونوں صورتوں میں عام نہ ہوتی تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت الخلاء میں جو قبلہ رخ تھے رفع حاجت کے لیے بیٹھتے وقت قبلہ سے نہ تو اپنے رخ کو

پھیرتے اور نہ استغفار ہی کرتے واضح ہو کہ استغفار دل سے ہوتا تھا کیونکہ ان مقامات میں زبان سے استغفار نہیں کیا جا سکتا یا یوں ہوتا تھا کہ بیت الخلاء میں دل سے استغفار کرتے اور نکلنے کے بعد زبان سے استغفار کرتے ۔ ۱۲

۳۳۴ وَعَنْ نَافِعِ بْنِ إِسْحٰقَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَايِيْسِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ۔

حضرت رافع بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو انھوں نے مصر میں یہ کہتے سنا کہ بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بیت الخلاؤں کو کیا کروں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء یا پیشاب کو جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو منہ کرے اور نہ پیٹھ۔ (النسائی و طحاوی)

ف : قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کے بارہ میں آئمہ مجتہدین کے حسب ذیل مسالک ہیں

(۱) امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک یہ ہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ اور نہ ہی پیٹھ کرنا جائز ہے ۔ نہ جنگل میں نہ بیت الخلاء میں یعنی کسی بھی مقام پر جانب قبلہ ایسا نہیں کر سکتے ۔

(۲) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ بوقت قضائے حاجت قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ کرنا جنگل میں ناجائز البتہ بیت الخلاء میں دونوں جائز ہیں ۔

(۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ایک روایت میں امام شافعی کے ساتھ ہے اور دوسری روایت امام احمد کی یہ ہے کہ قبلہ کی جانب منہ کرنا جنگل اور بیت الخلاء دونوں میں ناجائز ہے اور پیٹھ کرنا دونوں میں جائز ہے ۔

ان تمام مسالک میں احادیث کے مطابق صحیح ترین مسلک امام اعظم امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگل یا گھر کی قید لگائے بغیر مطلق قضاء حاجت کے وقت قبلہ شریف کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی)

۳۳۵ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِيْنَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهُ ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا قضاء حاجت کے وقت ہم کو قبلہ رخ ہونے کی ممانعت کی گئی ہے ۔ (اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۳۳۶ وَعَنْ أُسَامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت قبلہ رخ رہنے سے منع فرمایا ہے (بزار اور سعید بن منصور)

۳۳۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِيْنِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالطَّحَاوِيُّ۔

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں کہ تمھاری تعلیم اور تربیت کرتا ہوں پس جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور داہنے ہاتھ سے طہارت نہ کرے (امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور طحاوی)

۳۳۸ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَنَّهُ لَيُعَلِّمُكُمْ كَيْفَ تَأْتُوْنَ الْغَائِطَ فَقَالَ لَهُ أَجَلْ وَإِنْ شَجَرْتَ أَنَّهُ لَيَفْعَلُ أَنَّهُ لَيَنْهَانَا إِذَا أَتَى أَحَدُنَا الْغَائِطَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ نَحْوَهُ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو تعلیم دیتے ہیں یہاں تک کہ تم کو اس بات کی بھی تعلیم دی گئی کہ تم بیت الخلاء کو کس طرح جاؤ ان صحابی نے اس شخص سے کہا کہ ہاں اگرچہ تم اعتراض کرتے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں آپ نے ہم کو منع فرمایا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ رخ نہ رہے (طحاوی اور مسلم اور امام احمد)

۳۳۹ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَمْ يَسْتَدْبِرْهَا فِي الْغَائِطِ كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ وَمُحِيَ عَنْهُ سَيِّئَةٌ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَسَنَدُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب نہ رخ کرے اور نہ پیٹھ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے (طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں کی ہے اور اس کی سند حسن ہے)

۳۴۰ وَعَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّبَالَ فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهِ مُرْسَلًا۔

حضرت ابو مجلز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کی جانب پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل[1] کی ہے)

[1] مرسل حدیث: وہ جس کی سند کے آخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے مثلاً تابعی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔ ایسی حدیث امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک معتبر ہے۔

۳۴۱ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ بِاَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِىْ مَرَاسِيْلِهٖ مُرْسَلًا۔

۳۴۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۳۴۳ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۴۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِىْٓ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِيٍّ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَمَعَ هٰذَا يُعْمَلُ بِهٖ فِىْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ [illegible] اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ [illegible]

۳۴۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۴۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَذْهَبَ عَنِّى الْاَذٰى وَعَافَانِىْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۳۴۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مساجد کے دروازوں پر پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے۔)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ" اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پاخانے ایسے ہیں جن میں شیاطین حاضر رہتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو یہ دعا پڑھے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ" میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے (ابوداؤد و ابن ماجہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہ کے درمیان پردہ بسم اللہ کہنے سے پڑتا ہے جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو بسم اللہ کہے (امام احمد، نسائی و طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرمایا کرتے غُفْرَانَكَ اے اللہ تیری مغفرت چاہتا ہوں (ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَذْهَبَ عَنِّى الْاَذٰى وَعَافَانِىْ" سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کو دور فرمایا اور مجھے عافیت دی۔ (ابن ماجہ شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا گذر دو قبروں پر سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے جس کا کرنا دشوار تھا (کیونکہ اگر وہ بچنا چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے) ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا (یعنی اس بات کی احتیاط نہ کرتا تھا کہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں) و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز شاخ منگوا کر اس کے دو حصے کئے اور ہر ایک ٹکڑا ہر قبر پر لگا دیا لوگوں نے عرض کیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد ہوا امید ہے کہ ان کے سوکھنے تک عذاب میں تخفیف ہو جائے گی (بخاری اور مسلم)

۳۴۸/۱۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي يَتَخَلّٰى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسی دو چیزوں کے بارے میں احتیاط کرو جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ دو چیزیں کیا ہیں جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جو پیشاب یا پاخانہ پھرتا ہے لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ لینے کی جگہ میں (مسلم شریف)

۳۴۹/۱۷ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَالظِّلِّ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان تین چیزوں سے بچو جن کے سبب لعنت کی جاتی ہے پاخانہ پھرنا نہر اور چشموں کے گھاٹ پر یا سڑکوں پر اور سایہ کی جگہ پر (ابوداؤد و ابن ماجہ)۔

۳۵۰/۱۸ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پی رہا ہو تو برتن میں سانس نہ لے (بلکہ برتن کو منھ سے علیحدہ کر کے سانس لے) اور جب بیت الخلاء کو جائے تو داہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اپنے داہنے ہاتھ سے طہارت کرے (بخاری و مسلم)

قضاء حاجت کے آداب

جب کوئی شخص قضاء حاجت کرنا چاہے تو اگر صحرا میں ہو تو دور کسی جگہ میں چلا جائے جہاں لوگ اسے نہ دیکھیں اگر آبادی میں ہو تو پردہ کرے یا کسی گڑھے وغیرہ میں چلا جائے اور زمین سے قریب ہو کر شرم گاہ سے کپڑا اٹھائے جیسا کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے ننگے سر قضاء حاجت نہ کرے اور نہ ہی اس وقت کوئی بات کرے۔ بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ بعد فراغت استنجاء مٹی یا صابن سے ہاتھ دھوئے۔ استنجاء کے لیے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرے۔ ہڈی اور گوبر وغیرہ سے استنجاء نہ کرے کہ جنات کی خوراک ہیں۔ غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی جگہ پر وضو نہ کرے کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص غسل خانہ میں پیشاب کر کے پھر وہاں پر غسل نہ کرے۔ یعنی غسل خانہ میں جہاں غسل کا پانی گرتا ہے اس جگہ پر پیشاب نہ کیا جائے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے اکثر وسواس اسی وجہ سے ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام والی انگوٹھی یا کوئی اور چیز پہن کر بیت الخلاء میں نہ جائے۔ سورج چاند کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرے اور نہ ہی کھڑے ہو کر کرے۔ نہ راستہ میں، نہ سایہ کی جگہ میں، نہ کھڑے پانی میں، نہ پھلوں کے گرنے کی جگہ میں اور نہ ہی نہروں کے کناروں پر پیشاب کرے۔ قضاء حاجت کے وقت بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ پیشاب کی شرمگاہ کو تین بار حرکت دے کر صاف کرے۔ قضائے حاجت کے وقت اپنی سُرین زمین سے اٹھائی رکھے تاکہ پشت کو گندگی نہ لگ جائے۔ ۱۲

(تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری از غلام رسول رضوی مولانا)

۳۵۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْسِكَنَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَهُوَ يَبُوْلُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِى الْاِنَاءِ۔ ۱۹

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کرتے وقت تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنی شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ سیدھے ہاتھ سے طہارت کرے اور نہ پانی پیتے وقت پانی کے برتن میں سانس چھوڑے (مسلم شریف)

۳۵۲ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَطَابَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِيْنِهٖ لِيَسْتَنْجِ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔ ۲۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے طہارت کرے تو سیدھے ہاتھ سے طہارت نہ کرے (بلکہ) بائیں ہاتھ سے طہارت کرے (ابن ماجہ)

۳۵۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى۔ ۲۱

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدھا ہاتھ پاک کاموں اور کھانے کے لیے مخصوص تھا اور بایاں ہاتھ طہارت اور دیگر ایسی چیزوں کے لیے مخصوص تھا جس سے طبیعت کو ناگواری

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ہوتی ہے رجیسے ناک صاف کرنا وغیرہ) (ابوداؤد شریف)

ف مسلمانوں کو چاہیے کہ آداب شریعت سے واقف ہوں ان کی رعایت رکھیں اور ان سے غفلت نہ برتیں، اس زمانہ میں لوگوں نے بعض عجیب اطوار اختیار کر رکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کتاب بائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور جوتی دائیں ہاتھ میں، حالانکہ یہ خلاف سنت ہے ۱۲

۳۵۴ ۲۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اکْتَحَلَ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا وَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَکَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْیَلْفِظْ وَمَا لَاکَ بِلِسَانِہٖ فَلْیَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَتَی الْغَائِطَ فَلْیَسْتَتِرْ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اِلَّا اَنْ یَّجْمَعَ کَثِیْبًا مِّنْ رَّمْلٍ فَلْیَسْتَدْبِرْہُ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِیْ اٰدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سرمہ لگائے تو طاق مرتبہ لگائے اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے (امر) مستحب ادا کیا اور جس نے طاق مرتبہ نہ لگایا تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو شخص طہارت کے لیے ڈھیلے لے تو طاق عدد ڈھیلے لے اور جس نے طاق عدد ڈھیلے لیے تو اس نے مستحب (امر) ادا کیا اور جس نے طاق عدد ڈھیلے نہ لیے تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو شخص کھانا کھائے اور خلال کے ذریعہ دانتوں کے درمیان سے کچھ نکالے تو اسے پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعہ سے نکالے تو اسے نگل جائے جس نے ایسا کیا تو اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو پردہ کرے اگر کوئی دیوار وغیرہ پردے کے لیے نہ پائے تو وہ ریت کا تودہ پیٹھ کے پیچھے (ستر کے لیے) جمع کرے، کیونکہ شیطان انسان کی شرمگاہوں سے کھیلتا ہے (کہ اگر وہ رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ وہ شرمگاہوں کو دیکھیں) جس نے اس طرح کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی)

۳۵۵ ۲۳ وَعَنْ سَلَمَۃَ بْنِ قَیْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَاَوْتِرْ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَقَالَ فِیْہِ الرُّخْصَۃُ فِی الْاِسْتِطَابَۃِ بِحَجَرٍ وَّاحِدٍ۔

حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم طہارت کے لیے ڈھیلے لیتے ہو تو طاق عدد لیا کرو (نسائی شریف) نسائی نے کہا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک پتھر یا ڈھیلے سے طہارت کرنے کی اجازت ہے)۔

۳۵۶/۲۴ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَهٗ بِثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْهُ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَيْتُ بِهِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذِهٖ رِكْسٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ فِيْهِ الرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِطَابَةِ بِحَجَرَيْنِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلَهٗ وَقَالَ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ لِلْغَائِطِ فِيْ مَكَانٍ لَيْسَ فِيْهِ اَحْجَارٌ لِقَوْلِهٖ لِعَبْدِ اللّٰهِ نَاوِلْنِيْ ثَلٰثَةَ اَحْجَارٍ وَلَوْ كَانَ بِحَضْرَتِهٖ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ لَمَا احْتَاجَ اِلٰى اَنْ يُّنَاوَلَهٗ مِنْ غَيْرِ ذٰلِكَ الْمَكَانِ فَلَمَّا اَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بِحَجَرَيْنِ وَعَلٰى اَنَّهٗ قَدْ رَاٰى اَنَّ الْاِسْتِجْمَارَ بِهِمَا يُجْزِئُ مِمَّا يُجْزِئُ مِنْهُ الْاِسْتِجْمَارُ بِالثَّلٰثِ لِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ لَا يُجْزِئُ الْاِسْتِجْمَارُ بِمَا دُوْنَ الثَّلٰثِ لَمَا اكْتَفٰى بِالْحَجَرَيْنِ وَلَاَمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ اَنْ يَّبْغِيَهٗ ثَالِثًا فَفِيْ تَرْكِهٖ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلَى اكْتِفَائِهٖ بِالْحَجَرَيْنِ۔

حضرت عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے نکلے اور مجھے حکم دیا کہ تین پتھر لے آؤ مجھے دو پتھر ملے ہیں نے تیسرا پتھر تلاش کیا تو نہیں ملا تو ہیں خشک لید لے آیا اور تینوں کو لے کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پتھر لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا یہ نجس ہے (نسائی شریف) اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دو پتھر سے طہارت کرلے کی اجازت ملی ہے طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی جگہ قضاء حاجت کے لیے تشریف رکھے تھے کہ جہاں پتھر نہ تھے اس لیے آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری جگہ سے تین پتھر لانے کے لیے فرمایا تھا اور اگر اس جگہ پر کچھ پتھر ہوتے تو آپ کو اس کی احتیاج نہ ہوتی کہ دوسری جگہ سے پتھر منگوائیں اور جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خشک لید لے آئے تو لید کو پھینک دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے دو ہی پتھر استعمال فرمائے اور جس طرح تین پتھر سے طہارت ہو جاتی ہے اسی طرح دو سے بھی ہو جاتی ہے اور اگر دو پتھر سے طہارت کرنا کافی نہ ہوتا اور تین کا لینا ضروری ہوتا تو آپ دو پر اکتفا نہ فرماتے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیتے کہ تیسرا پتھر تلاش کریں جب آپ نے تیسرے کی تلاش کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ دو پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

ف: ڈھیلوں کی کوئی تعداد معین سنت نہیں بلکہ جتنے ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے۔ اگر ایک ڈھیلے سے صفائی ہوگئی تو سنت ادا ہوگئی اور اگر دو یا تین ڈھیلوں سے بھی صفائی نہ ہوئی تو سنت ادا نہ ہوئی البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم از کم تین ہوں اگر ایک یا دو سے صفائی ہوگئی تو تین کی گنتی پوری کر لے اور اگر چار سے صفائی ہو۔

ایک اور لے تا کہ طاق ہو جائیں۔

کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں ان سے بھی صفائی کر لینا بلا کراہت جائز ہے جس طرح ہڈی، کھانا گوبر، پکی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، جلد، کوئلہ، جانور کے چارہ سے اور ایسی چیز سے جس کی قیمت ہو اگرچہ ایک آدھ پیسہ ہی سہی ان چیزوں سے استنجا منع ہے اسی طرح کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے اگرچہ اس پر کچھ نہ لکھا ہو یا کسی کافر کا نام لکھا ہو ان سب صورتوں میں استنجا کرنا منع ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت۔ علامہ امجد علی اعظمی)

۳۵۷/۲۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت مت کرو، اس لیے کہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے (ترمذی، نسائی) اور نسائی نے "زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ" یعنی تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے) کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

۳۵۸/۲۶ وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وِتْرًا أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيْءٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَسَنَدُهُ حَسَنٌ۔

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے رویفع میرے بعد تمہاری زندگی دراز ہو تو تم لوگوں سے کہہ دینا کہ جس نے اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائی (یعنی اس کو تکلیف سے گھونگر والے بنائے یا ڈاڑھی چڑھائی) یا (گھوڑوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے) ان کے گلوں میں تانت ڈالے یا کسی جانور کے پاخانہ سے یا ہڈی سے طہارت کرے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں (ابوداؤد و نسائی) (اور نسائی کی سند حسن ہے)

۳۵۸/۲۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْهَ أُمَّتَكَ أَنْ يَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حُمَمَةٍ فَإِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب جنوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان جنوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنی امت کو فرما دیجیے کہ وہ ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت نہ کریں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے، اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ان کے استعمال سے منع

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ)

فرما دیا۔ (ابوداؤد شریف)

۳۶۰/۲۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَسْتَنْجِيَ بِبَعْرَةٍ اَوْ عَظْمٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مینگنیوں یا ہڈیوں کے ذریعہ طہارت لینے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی)

۳۶۱/۲۹ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَالَ ثُمَّ مَسَحَ ذَكَرَهٗ بِالتُّرَابِ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ هٰكَذَا عُلِّمْنَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور اس کے بعد مٹی سے طہارت کی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا ہم کو ایسی ہی تعلیم دی گئی ہے (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے)

ف: نیل الاوطار میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو جائے تو تین پتھروں سے طہارت کرے اور یہ تین پتھر اس کے لیے پانی کے بدلے کافی ہیں (امام احمد، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی) اور نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد صحیح حسن ہے) نیل الاوطار نے مزید صراحت کی ہے کہ اس حدیث کے اس قول (فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ اَيْ تَكْفِيْهِ) طہارت کے لیے پانی کے بدلے میں تین پتھر کافی ہیں) حنفی اور شافعی حضرات کی دلیل ہے کہ ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے اور پانی سے طہارت کرنا ضروری نہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے، جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ پاخانہ کے لیے بعض اوقات صرف ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے تو بالکل اسی طرح پیشاب سے طہارت کے لیے صرف ڈھیلے کا استعمال کافی ہو جاتا ہے کیونکہ ارشادِ گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے (اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ) پیشاب کے بعد طہارت کیا کرو) جب آپ نے پیشاب کے بعد پانی سے طہارت نہیں فرمائی اور صرف ڈھیلوں پر اکتفا کیا تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ پیشاب کی طہارت کے لیے ڈھیلا کافی ہے۔ ۱۲

واضح رہے کہ یہ بحث پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لیے پانی کے بدلے صرف ڈھیلوں کے کافی ہونے کے ثبوت میں تھی اور مزید پانی سے طہارت کرنے کا تفصیلی بیان آئندہ حدیثوں میں آرہا ہے۔

۳۶۲/۳۰ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَبُوْلُ ثُمَّ يَمْسَحُ ذَكَرَهٗ بِحَجَرٍ اَوْ بِغَيْرِهٖ ثُمَّ اِذَا تَوَضَّاَ لَمْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ الْمَاءَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرمگاہ کی پتھر یا کسی اور چیز سے طہارت کرتے اور جب وضو کرتے تو شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے (عبدالرزاق)

۳۶۳/۳۱ وَعَنْ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ

حضرت مولیٰ عمر یسار بن نمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

قَالَ كَانَ عُمَرُ اِذَا بَالَ قَالَ نَاوِلْنِيْ شَيْئًا اَسْتَنْجِيْ بِهٖ فَنَاوَلَهُ الْعُوْدَ اَوِ الْحَجَرَ اَوْ يَأْتِيْ حَائِطًا يَتَمَسَّحُ بِهٖ اَوْ يُمِسُّهُ الْاَرْضَ وَلَمْ يَكُنْ يَغْسِلُهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ اِنَّهُ اَصَحُّ مَا فِي الْبَابِ نَقَلَهُ فِيْ رَسَائِلِ الْاَرْكَانِ وَكَذَا نَقَلَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ۔

روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیشاب سے فارغ ہوتے تو مجھے فرماتے کہ کوئی چیز دو کہ میں اس سے طہارت کروں تو میں ان کو لکڑی یا پتھر دیتا وہ دیوار کے پاس آتے اور اس سے طہارت حاصل کرتے یا زمین سے طہارت لیتے اور اپنی شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے (بیہقی) اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح یہی حدیث ہے اس کو رسائل الارکان میں نقل کیا ہے اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

---

۳۶۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۳۲ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھی لے جاتے (تاکہ زمین کو برچھی سے نرم کیا جائے اور پیشاب کے چھینٹیں نہ اڑنے پائیں) اور آپ پانی سے طہارت کرتے (بخاری و مسلم)

۳۶۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ۳۳ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ اَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِيْ تَوْرٍ اَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجٰى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِاِنَاءٍ اٰخَرَ فَتَوَضَّأَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء جاتے تو میں لوٹے یا چھاگل میں پانی لے جاتا اس سے آپ طہارت لیتے پھر ہاتھ کو زمین سے رگڑتے پھر میں پانی کا برتن لاتا تو آپ اس سے وضو فرماتے (ابوداؤد اور دارمی) اور نسائی کی روایت بالمعنی ہے)

۳۶۶ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ۳۴ كَانُوْا يَبْعَرُوْنَ بَعْرًا وَّاَنْتُمْ تَثْلِطُوْنَ ثَلْطًا فَاَتْبِعُوا الْحِجَارَةَ الْمَاءَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو مینگنیوں کی طرح حاجت ہوتی تھی اور تم لوگ گوبر کی طرح حاجت کرتے ہو لہٰذا پتھر سے صاف کرنے کے بعد پانی سے طہارت کیا کرو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے)

۳۶۷ وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَجَابِرٍ وَّاَنَسٍ ۳۵ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

حضرت ابوایوب، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب (سورہ توبہ ع ۱۲) کی یہ آیت "فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ فَمَا طُهُوْرُكُمْ قَالُوْا نَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ فَقَالَ فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوْهُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

"يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ" اس میں (یعنی مسجد قبا شریف میں) وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) کو ستھرے پیارے ہیں نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی ہے تو تمہاری طہارت کس طرح ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا ہم نماز کے لئے وضو اور جنابت کے لیے غسل کرتے ہیں اور (ڈھیلوں کے بعد) پانی سے بھی طہارت کر لیتے ہیں ارشاد ہوا یہی بات ہے پس ہمیشہ اس کے پابند رہو (ابن ماجہ)

۳۶۸/۴۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ أَبُوْدَاوٗدَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَلَا تَصْحِيْحُ التِّرْمِذِيِّ لَهٗ عَلٰى أَنَّهٗ ثَبَتَ عِنْدَهٗ فَانْجَبَرَ مَا ذَكَرَهٗ أَبُوْدَاوٗدَ فَيَكُوْنُ حُجَّةً وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوٗدَ وَضَعَ بَدَلَ نَزَعَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی نکال دیتے (ابوداؤد، نسائی اور ترمذی) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح اور غریب ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے ابن حجر نے کہا کہ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہے۔ امام ابوداؤد نے جس کمزوری کا ذکر کیا ہے وہ دور ہو گئی تو یہ حدیث حجت ہو گئی۔ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث نزع کی جگہ وضع کا لفظ آیا ہے۔

ف: انگوٹھی اس لئے اتارتے کہ اس میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کندہ تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طہارت کرنے والے پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ بیت الخلاء میں اللہ تعالیٰ کے نام نہ لے جائے۔ ۱۲

۳۶۹/۴۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب قضاء حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی شخص آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا (ابوداؤد شریف)

۳۷۰/۴۲ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَّبُوْلَ فَأَتٰى دَمِثًا فِيْ أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کے پاس تشریف لائے جس کی زمین نرم تھی اور پیشاب کیا پھر فرمایا تم میں کسی کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے لیے نرم مقام تلاش کرے (ابوداؤد شریف)

۳۷۱/۴۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوْدَ وَالدَّارِمِيُّ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت کا تقاضا ہوتا تھا تو زمین سے قریب ہونے تک کپڑا نہ اٹھاتے (ترمذی، ابوداؤد اور دارمی)

۳۷۲/۴۳ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوْدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص حمام میں پیشاب نہ کرے جب کہ اسی میں غسل یا وضو بھی کرتا ہو، اس لیے کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) اور ترمذی اور نسائی نے (ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اور يَتَوَضَّأُ مِنْهُ) کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۳۷۳/۴۴ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوْدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہرگز کوئی شخص کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے (ابوداؤد و نسائی)

۳۷۴/۴۵ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوْدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی قضاء حاجت کے لیے اس طرح نہ جائیں کہ اپنی شرمگاہ کو برہنہ رکھ کر گفتگو کرتے رہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح قضاء حاجت کرنے سے یقیناً غضب میں آتے ہیں۔ (امام احمد، ابوداؤد و ابن ماجہ)

۳۷۵/۴۶ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوْدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

حضرت حکیم بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد وضو فرماتے اور اپنی شرمگاہ (کی جگہ تہبند پر) پانی چھڑک لیتے تھے۔ (ابوداؤد و نسائی)

ف: ارباب تصوف کی کتابوں میں اس مسئلہ (اپنی شرمگاہ کی جگہ تہبند پر پانی چھڑک لینے) کا نام "بَلُّ السَّرَاوِيْلِ" پاجامہ کو تر کرنا ہے اور اس کے استحباب کے قائل ہیں اور اس کا مقصد شبہات کو دور کرنا ہے، البتہ کتب فقہ میں اس مسئلہ کا نام نہیں پایا جاتا تو جس کو پیشاب کے قطرے نکلنے کا غالب گمان ہو، اس کی نماز باطل ہو گی ۱۲

۳۷۶/۴۷ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَاهُ فِيْ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

اَوَّلِ مَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ فَعَلَّمَہُ الْوُضُوْءَ وَ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ اَخَذَ غُرْفَۃً مِّنَ الْمَاءِ فَنَضَحَ بِھَا فَرْجَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ۔

میں ابتداء وحی کے زمانہ میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد چلو بھر پانی لے کر شرمگاہ (کی جگہ ازار) پر چھڑکا (امام احمد و دار قطنی)

۳۷۷/۴۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَنِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَعْنِی الْبُخَارِیَّ یَقُوْلُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْھَاشِمِیُّ الرَّاوِیْ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ قَالَ الطِّیْبِیُّ مَعَ ذٰلِکَ فَھُوَ لَمْ یَشْتَدَّ ضُعْفُہٗ لِتَعَدُّدِ طُرُقِہِ السَّابِقَۃِ فَیَکُوْنُ حُجَّۃً فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ وضو کریں تو شرمگاہ پر (ازار کی جگہ) پانی چھڑک لیں۔ (ترمذی شریف) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور میں نے امام بخاری سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی حسن بن علی ہاشمی منکر الحدیث ہے طیبی نے کہا کہ اس کے سابقہ متعدد طرق کی بنا پر اس کا ضعف شدید نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث فضائل اعمال میں حجت ہو جائے گی۔

۳۷۸/۴۹ وَعَنْ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ رُقَیْقَۃَ قَالَتْ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عِیْدَانٍ تَحْتَ سَرِیْرِہٖ یَبُوْلُ فِیْہِ بِاللَّیْلِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا جس میں آپ رات کے وقت پیشاب کرتے تھے (ابوداؤد و نسائی)

۳۷۹/۵۰ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ مَا کَانَ یَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ جَیِّدٌ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثُ عَائِشَۃَ اَحْسَنُ شَیْءٍ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَاَصَحُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جو تم سے بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کو سچ نہ سمجھو آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے (امام احمد، ترمذی اور نسائی) اور نسائی کے اسناد حسن اور جید ہیں، اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔

۳۸۰/۵۱ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدِہِ الدَّرَقَۃُ فَوَضَعَھَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ اِلَیْھَا فَقَالَ بَعْضُھُمْ اُنْظُرُوْا اِلَیْہِ یَبُوْلُ کَمَا تَبُوْلُ الْمَرْاَۃُ فَسَمِعَہٗ

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی اس کو آپ نے (بے ستری سے حیا کرنے کی غرض سے) اپنے سامنے رکھا پھر بیٹھ کر اس جانب پیشاب کیا، کسی نے کہا ان کو دیکھو عورتوں کی

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَكَ أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْهُ عَنْ أَبِي مُوسَى۔

طرح پیشاب کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، افسوس کیا تجھے معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص پر کیا آفت آئی تھی، جب ان کو پیشاب لگ جاتا تو اس حصہ کو قینچیوں سے کتر دیتے تھے اس شخص نے ان کو اس حکم شرع سے منع کیا تو وہ اپنی قبر میں مبتلاء عذاب ہوا (ابوداؤد و ابن ماجہ) اور اس حدیث کو نسائی نے عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے۔

ف: بنی اسرائیل کی شریعت میں نجاست بدن یا کپڑے کو لگ جاتی تو یہ حکم تھا کہ جسم کے اتنے گوشت کو چھیل ڈالیں اور اتنے کپڑے کو کاٹ ڈالیں تو جس شخص کو ان کے اس حکم شریعت کے منع کرنے پر اگرچہ کہ اس میں عقل کے خلاف جان اور مال کا نقصان تھا، عذاب میں مبتلا کیا گیا تو شرم وحیا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈھال کو سامنے رکھ کر ستر پوشی فرمائی تو اس کام سے منع کرنے اور مذاق اڑانے پر ایسا شخص بطریق اولیٰ لائق عذاب ہوگا کیونکہ پردہ اور حیا شریعت اور عقل دونوں حیثیت سے اچھی چیز ہیں۔ ۱۲

۳۸۱/۵۲ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللهُ قَدْ صَحَّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى إِمَامُ الْمَذْهَبِ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْهُ نَحْوَهُ قِيلَ كَانَ ذَلِكَ لِعُذْرٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے رہ کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو، اس کے بعد کبھی میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی و ابن ماجہ)
شیخ امام محی السنۃ نے کہا ہے کہ صحیح حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قوم کے گندگی کے ڈھیر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (بخاری و مسلم) امام المذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ (آپ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا) عذر کی وجہ سے تھا۔

ف: علماء نے کہا ہے کہ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گھروں کے قریب گندگی کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے گھٹنے کے پچھلے حصہ میں درد تھا یا پشت میں درد ہونے کی وجہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، عرب لوگ اس کا علاج اس طرح کیا کرتے تھے یا وہاں بیٹھنے کے لیے جگہ نہ تھی یا آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہے۔ (یہ مضمون ردالمختار سے ماخوذ ہے)۔ ۱۲

۳۸۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوْزٍ مِّنْ مَّاءٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عُمَرُ فَقَالَ مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهٖ قَالَ مَا أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے پانی کا لوٹا لئے کھڑے رہے آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ کے وضو کے لیے پانی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا حکم نہیں ہوا ہے کہ جب کبھی پیشاب کروں تو وضو ہی کروں اور اگر میں ایسا کروں تو یہ عمل سنت بن جائے گا۔ (ابو داؤد و ابن ماجہ)۔

بَابُ السِّوَاكِ

باب مسواک کرنے کے بیان میں

۳۸۳ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَلِيٍّ مِّثْلَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، طحاوی اور بیہقی نے سنن میں کی ہے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے)۔

ف: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسواک ہمارے (حنفیہ) کے نزدیک سنت وضو ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز کی سنت ہے۔ اسی لیے احناف کے نزدیک جو آدمی ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے تو ہر نماز کے لیے مسواک کرنا مطلوب نہیں جب تک کہ منہ میں کسی وجہ سے تغیر نہ آگیا ہو اب اس دفع تغیر کے لیے مسواک کرنا مستقل سنت ہوگی۔ کسی آدمی نے وضو بغیر مسواک کے کیا تو اب نماز ادا کرنے سے پہلے صرف مسواک کرے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ رسالہ بارق النور فی مقادیر ماء الطہور۔ فتاوی رضویہ) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا۔

اس بارے میں بہار شریعت، فتاوی رضویہ ج ۱ اور جامع الرضوی ج ۱ میں اس دور کے جید حنفی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں مسائل، فضائل و فوائد مسواک پر بڑی عمدہ ابحاث کی ہیں جو کہ مفید مطالعہ ہیں۔

۳۸۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ بِوُضُوْءٍ وَّمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ بِسِوَاكٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے وضو کا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (اسی کی روایت امام احمد، نسائی اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے)

۳۸۵ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم) اور حاکم نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور امام بخاری نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے)

۳۸۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوْءِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (ابن حبان)

۳۸۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری و مسلم)

ف ۱: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کو دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اس کے متعلق جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ عشاء کے دیر سے پڑھنے کا استحباب تہائی رات یا نصف شب تک ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اول شب پڑھنا مستحب ہے۔ ۱۲

ف ۲: رد المحتار میں لکھا ہے کہ مسواک کرنا احناف کے نزدیک وضو کی سنت ہے اور شوافع کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہے بحر الرائق میں مذکور ہے اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کیں تو احناف کے نزدیک ایسے شخص کا وضوء میں ایک دفعہ مسواک کرنا کافی ہوگا اور حدیث میں مسواک کے متعلق جو فضیلت مذکور ہے وہ اس کو حاصل ہو جائے گی لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایسے شخص کا

وضو میں ایک دفعہ مسواک کر لینا کافی نہ ہوگا بلکہ ہر نماز کے لیے اس کو مسواک کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہے۔

صاحب ردالمحتار نے اس بارے میں احناف اور شوافع کے مسلک کی موافقت پر بڑے عمدہ طریقہ سے توضیح فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسواک کی فضیلت میں یہ حدیث روایت کی ہے "صَلٰوۃٌ بِسِوَاکٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ" (ایک نماز مسواک کے ساتھ افضل ہے ایسی ستر نمازوں سے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائیں) لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس حدیث میں مسواک کی جو فضیلت موجود ہے وہ فضیلت اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ مسواک کو ہر نماز کے وقت نہ کیا جائے لیکن احناف کے نزدیک یہ فضیلت اس وقت بھی حاصل ہو جاتی ہے جب کہ وضو کے وقت مسواک استعمال کی جائے اگرچہ کہ نماز کے وقت مسواک نہ کی ہو، احناف کے پاس مسواک کو وضو کی سنت قرار دینے سے اس بات کی نفی نہیں کہ مسواک نماز کے وقت مستحب نہیں بلکہ احناف کے نزدیک مسواک نماز کے وقت بھی مستحب ہے احناف کے نزدیک مسواک جب محفلوں میں لوگوں سے ملاقات کے موقع پر مستحب ہے تو نماز کے وقت جس میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی جاتی ہے تو ایسے مبارک موقع پر کیسے مستحب نہ قرار دی جائے گی۔

چنانچہ نماز کے وقت مسواک کو مستحب قرار دینے کا ذکر حلبی نے شرح المنیۃ الصغیر میں کیا ہے اور تاتارخانیہ نے تتمہ سے نقل کیا ہے کہ "وَیُسْتَحَبُّ السِّوَاکُ عِنْدَنَا عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَوُضُوْءٍ" (مسواک ہمارے یعنی احناف کے نزدیک ہر نماز اور ہر وضو کے وقت مستحب ہے) خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں "عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ" کے حکم پر شوافع اور احناف دونوں نے عمل کیا ہے کہ شوافع نے مسواک کو نماز کی سنت قرار دیا اور احناف نے مسواک کو وضو کی سنت قرار دیا نماز کے لیے مستحب رکھا، حدیث پر دونوں نے عمل کیا، فرق صرف اتنا ہے کہ شوافع نے اس کو سنت قرار دیا اور احناف نے مستحب اصحاب ردالمحتار فرماتے ہیں کہ اس نایاب تحریر کی قدر کرو، اور اس کو غنیمت سمجھو ردالمحتار کی عبارت یہاں ختم ہوئی ۔ ۱۲

۳۸۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ مَعَ الْوُضُوْءِ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ اِلٰى اٰخِرِ نِصْفِ اللَّيْلِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے میری امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضو کے ساتھ مسواک کو بھی فرض کر دیتا اور نماز عشاء کو نصف شب کے آخری حصہ تک تاخیر کر دیتا (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں کی ہے)

۳۸۹ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ تَمَّامِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جعفر بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اپنے والد تمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ارشاد

فَقَالَ مَا اَرَاكُمْ قُلْحًا اِسْتَاكُوْا فَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ مَا اَرَاكُمْ تَدْخُلُوْنَ عَلَىَّ قُلْحًا اِسْتَاكُوْا فَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يَّسْتَاكُوْا عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ اَوْ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ مُرْسَلًا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ تَمَامُ الرَّاوِىْ ثِقَةٌ تَابِعِىٌّ وَلَيْسَ هُوَ تَمَامًا الضَّعِيْفُ -

ہوا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تمھارے دانت زرد ہیں تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا ایک روایت میں یوں ہے (آپ نے فرمایا کہ) تم میرے پاس کیوں زرد رنگ کے دانت لیے آتے ہو تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا یا آپ نے یوں فرمایا کہ ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا (حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو بطور ارسال روایت کیا ہے) اور ابن حبان نے کہا ہے کہ حضرت تمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ ایک ثقہ تابعی ہیں اور یہ وہ تمام نہیں جو ضعیف ہیں)

۳۹۰ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِىءٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَىِّ شَىْءٍ كَانَ يَبْدَاُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لاتے تو ابتدا کس چیز سے فرماتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مسواک سے (مسلم شریف)

۳۹۱ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں تہجد کا ارادہ فرماتے تو اپنا منہ مسواک سے ملتے (بخاری و مسلم)۔

۳۹۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِى الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِىْ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَلْخِتَانُ بَدَلَ اِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، اس لیے بمثل فطرت ہیں (۱) مونچھ کتروانا (۲) ڈاڑھی بڑھانا (کم از کم ایک مٹھی تک) (۳) مسواک کرنا (۴) ناک کو پانی سے صاف کرنا (یہ غسل میں فرض ہے اور وضو میں سنت ہے) (۵) ناخن ترشنا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا (۷) بغل کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف کے بال مونڈھنا (اور پاخانہ کی جگہ کے گرد کے بال کا مونڈھنا بھی مستحب ہے) (۹) پانی سے

وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مِثْلَهُ۔

طہارت کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں دسویں چیز بھول گیا۔ غالبًا وہ کلی کرنا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ایک دوسری روایت میں ڈاڑھی رکھنے کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے) (اور ابو داؤد نے بھی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے)

---

۳۹۳ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ بِلَا إِسْنَادٍ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا منہ کی پاکی کا سبب ہے اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے (امام شافعی، امام احمد، دارمی اور نسائی) اور اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے۔

ف: مسواک کو وضو کرنے سے پہلے کرنا چاہیے۔ مسواک سنت مؤکدہ اسی وقت ہے جبکہ منہ میں تغیر ہو۔ اس تحقیق پر جیب کہ مسواک کو کرنے سے پہلے دھونا سنت ہے اسی طرح فراغ کے بعد دھو کر رکھی جائے۔ کم از کم اوپر کے دانتوں میں اور نیچے کے دانتوں میں تین تین بار تین نئے پانیوں سے کی جائے۔

کسی شخص کے منہ میں بدبو ہو تو جب تک وہ بدبو دور نہ ہو کلی اور مسواک کرتا رہے کیونکہ منہ کی بدبو سے فرشتوں کو اور ساتھ کھڑے ہوئے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب منہ میں بدبو ہو تو مسجد میں جانا حرام اور نماز میں داخل ہونا منع ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۶۲۹)

۳۹۴ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَيُرْوَى الْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں (۱) حیا کرنا، اور ایک روایت میں حیا کے بدلے) ختنہ کرنا ہے اور (۲) عطر لگانا اور (۳) مسواک کرنا، اور (۴) نکاح کرنا (ترمذی شریف)

۳۹۵ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن یا رات میں سو کر اٹھتے تو ضرور وضو سے پہلے مسواک کرتے (امام احمد اور ابو داؤد)

۳۹۶ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک

لِاَغْسِلَهٗ فَاَبْدَأُ بِهٖ فَاَسْتَاكُ ثُمَّ اَغْسِلُهٗ وَاَدْفَعُهٗ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

کرنے کے بعد مجھے مسواک عنایت فرماتے تاکہ میں اس کو دھوؤں تو اس کو دھونے سے پہلے میں آپ کی کی ہوئی مسواک سے خود (بغرض تبرک) مسواک کر لیتی، پھر اس کو دھولیتی (اس کے بعد جب آپ کو ضرورت ہوتی پھر آپ کو دے دیتی (ابوداؤد شریف)

ف: اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ مسواک دھو کر کی جائے۔ اور کرنے کے درمیان بھی دوبارہ دھوئی جائے اور دھو کر رکھی جائے۔ دوسرے یہ کہ مسواک دوسرے سے دھلوانا بھی جائز ہے تیسرے یہ کہ دوسرے کی مسواک کرنا جائز ہے اگر وہ اس سے ناراض نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن شریف برکت کے لیے استعمال کرنا سنت صحابہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا برکت کے لیے مسواک کیا کرتی تھیں پھر دھو کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت پاک میں پیش کرتیں ورنہ عورتوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ بجائے مسواک کے مسکڑا مسی استعمال کریں۔ ۱۲ (مراۃ شرح مشکوۃ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی)

ف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعمال کی ہوئی مسواک کو اس کے دھونے کے پہلے اپنے منہ میں پھیر لینا۔ اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ دوسرے کی مسواک کو اس کی اجازت سے استعمال کر لینا مکروہ نہیں ہے (از مرقات)

۳۹۷/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں خود کو مسواک کرتے دیکھا اتنے میں دو شخص میرے پاس آئے، ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے مسواک چھوٹے کو دیا تو مجھ سے کہا گیا بڑے کو دیجئے تو میں نے مسواک بڑے کو دے دی (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس سے مسواک کی بزرگی معلوم ہوتی ہے کہ مسواک ایسی چیز ہے جس کے لیے بڑے کو دینے کا حکم ہوا۔ اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ کھانا اور خوشبو وغیرہ کے دینے میں پہل بڑے ہی سے کرے۔ ۱۲

۳۹۸/۱۶ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِيْ بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام جب آتے تو مجھے مسواک کرنے کا حکم دیتے اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ کثرت مسواک سے منہ نہ چھل جائے (امام احمد)

۳۹۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو مسواک کرنے کے بارے میں کثرت سے تاکید کی ہے۔ (بخاری شریف)

ف: علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مایہ ناز حدیث شریف کی کتاب جامع الرضوی میں مسواک کے فوائد میں چھپن ۵۶ احادیث فضائل میں سینتیس ۳۷ احادیث۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک شریف کے بارے میں اڑتیس ۳۸ احادیث۔ مسواک کیسے کی جائے پر تقریباً انتالیس ۳۹ احادیث۔ مسواک کے مختلف احکامات پر مشتمل کل چار سو ستائیس ۴۲۷ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ حدیث میں مضامین کے اعتبار سے نہایت عمدہ اور بے مثال کتاب ہے۔

۴۰۰/۱۸ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَنُّ وَعِنْدَہٗ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَاُوْحِیَ اِلَیْہِ فِیْ فَضْلِ السِّوَاکِ اَنْ کَبِّرْ اَعْطِ السِّوَاکَ اَکْبَرَھُمَا۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو آدمی موجود تھے جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا پس آپ پر مسواک کی فضیلت میں وحی نازل ہوئی کہ بڑے سے شروع کیجئے (یعنی مسواک ان میں سے بڑے کو دیجئے) (ابوداؤد شریف)

۴۰۱/۱۹ وَعَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَہَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نماز کی فضیلت جس کے لیے مسواک استعمال کی جائے بہ نسبت اس نماز کے جس کے لیے مسواک کا استعمال نہ ہوا ہو ستر درجہ زائد ہے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۴۰۲/۲۰ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُہَنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ قَالَ فَکَانَ زَیْدُ بْنُ خَالِدٍ یَشْہَدُ الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسْجِدِ وَسِوَاکُہٗ عَلٰی اُذُنِہٖ مَوْضِعَ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن خالد جھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک موخر کرنے کا حکم دیتا راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت زید بن خالد جھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْقَلَمِ مِنْ اُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِلَّا اسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهٗ اِلٰى مَوْضِعِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

مسجد میں نماز کے لیے آیا کرتے تو ان کے کان میں کاتب کے کان کی طرح بجائے قلم کے مسواک رہتی اور نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہی مسواک کر لیتے پھر مسواک کو اس کی جگہ کان پر رکھ دیتے (ترمذی، ابوداؤد) لیکن ابوداؤد نے (وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ) کا ذکر نہیں کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بَابُ فَرَائِضِ الْوُضُوْءِ وَ سُنَنِهٖ وَآدَابِهٖ

وضو کے فرائض سنتوں اور مستحبات کے بیان میں

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ بِالنَّصَبِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ" (سورۂ مائدہ ۵ آیت ۶)

ف: اَرْجُلَكُمْ میں دو قرأتیں ہیں ایک اَرْجُلَكُمْ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے اَرْجُلِكُمْ لام کے زیر کے ساتھ تو لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضو میں پاؤں دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضو میں پاؤں کے مسح کرنے سے متعلق ہے ۱۲

۴۰۳/۱ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُتَقَلِّدًا اَسَيْفَهٗ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تَعْمِدُ يَا عُمَرُ فَقَالَ اُرِيْدُ اَنْ اَقْتُلَ مُحَمَّدًا قَالَ وَكَيْفَ تَاْمَنُ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ زُهْرَةَ وَقَدْ قَتَلْتَ مُحَمَّدًا فَقَالَ مَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ صَبَوْتَ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلَى الْعَجَبِ اِنَّ خَتَنَكَ وَاُخْتَكَ صَبَوَا وَتَرَكَا دِيْنَكَ فَمَشٰى عُمَرُ فَاَتَاهُمَا وَعِنْدَهُمَا خَبَّابٌ فَلَمَّا سَمِعَ بِحِسِّ عُمَرَ تَوَارٰى فِيْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار گلے میں لٹکا کر نکلے تو ان سے بنی زہرہ کا ایک آدمی ملا، اس نے پوچھا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں کا ارادہ ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس شخص نے کہا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے بعد بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے بھی نیا دین اختیار کر لیا ہے (یعنی مسلمان ہو گیا ہے) تو اس شخص نے آپ سے کہا اس سے زیادہ

الْبَيْتَ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الْهَيْمَنَةُ
وَكَانُوا يَقْرَءُونَ طٰهٰ قَالَا مَا عَدَا حَدِيثًا
تَحَدَّثْنَاهُ بَيْنَنَا قَالَ فَلَعَلَّكُمَا قَدْ
صَبَوْتُمَا فَقَالَ لَهٗ خَتَنُهٗ يَا عُمَرُ إِنْ كَانَ
الْحَقُّ فِي غَيْرِ دِينِكَ فَوَثَبَ عَلَيْهِ عُمَرُ
فَوَطِئَهٗ وَطْأً شَدِيدًا فَجَاءَتْ أُخْتُهٗ
لِتَدْفَعَهٗ عَنْ زَوْجِهَا فَنَفَحَهَا نَفْحَةً
بِيَدِهٖ فَدَمِيَ وَجْهُهَا فَقَالَتْ وَهِيَ غَضْبَاءُ
وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ فِي غَيْرِ دِينِكَ إِنِّي
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطُونِي
الْكِتَابَ الَّذِي هُوَ عِنْدَكُمْ فَأَقْرَأَهٗ وَكَانَ
عُمَرُ يَقْرَأُ الْكِتَابَ فَقَالَتْ أُخْتُهٗ إِنَّكَ
رِجْسٌ وَإِنَّهٗ لَا يَمَسُّهٗ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ
فَقُمْ فَاغْتَسِلْ أَوْ تَوَضَّأْ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ
ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَقَرَأَ طٰهٰ الْحَدِيثَ
رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ وَأَبُو يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ وَفِي الْحَدِيثِ
الْآخَرِ الَّذِي أَخْرَجَهٗ أَبُو نُعَيْمٍ فِي
الدَّلَائِلِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رُوِيَ قَوْلُ عُمَرَ بِأَنَّهٗ قَالَ فَقُمْتُ فَاغْتَسَلْتُ
فَأَخْرَجُوا إِلَيَّ صَحِيفَةَ الْحَدِيثِ هٰذِهِ
الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا فِي تَارِيخِ الْخُلَفَاءِ لِلْإِمَامِ
الْعَلَّامَةِ السُّيُوطِيِّ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ
نَحْوَهٗ وَقَدْ جَوَّدَهٗ فِي نَصْبِ الرَّايَةِ
فَقَالَ أَثَرَانِ جَيِّدَانِ فَسَاقَهٗ وَاٰخَرَ۔

عجیب بات سنو، تمہارے بہنوئی اور تمہاری بہن دونوں نے
نیا مذہب اختیار کرلیا ہے اور تمہارا دین چھوڑ دیا ہے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر چلے اور بہن بہنوئی کے
پاس گئے اس وقت ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ موجود تھے جب خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہٹ سُنی کمرہ میں چھپ گئے اور حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں داخل ہو گئے اور پوچھا یہ دھیمی
آواز کیا تھی؟ اس وقت وہ دونوں ''سورۂ طٰہٰ'' پڑھ رہے
تھے۔ دونوں نے کہا ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے اس
کے سوائے کوئی اور بات نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کہا شاید تم دونوں نے نیا دین اختیار کر لیا ہے تو ان
سے بہنوئی نے کہا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حق تمہارے
دین کے سوا دوسرے دین میں ہے تو کیا پھر بھی اس کو
اختیار نہ کیا جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان
پر حملہ کیا اور ان کو خوب روندا، بہن درمیان میں آگئیں تاکہ
اپنے شوہر کو مار سے بچائیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ان کو زور سے تھپڑ مارا، اور ان کا چہرہ خون آلود کر دیا۔
بہن نے غضب ناک حالت میں کہا جب حق تمہارے دین
کے سوا دوسرے دین میں ہے۔ اور میں اسی لیے گواہی دیتی
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کہا وہ کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے کہ میں اس کو پڑھ کر
دیکھوں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھنا جانتے تھے اس پر
ان کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو، اس کتاب کو غسل یا وضوء
کے ساتھ ہی چھو سکتے ہیں تو اٹھو اور غسل کرو، یا وضو ہی کر
لو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور وضوء کیا پھر کتاب
لی اور ''سورۂ طٰہٰ'' پڑھی (آخر حدیث تک پڑھا لیا جائے)
استنباط مسئلہ کے لیے یہاں تک کافی ہے (اس کی روایت
ابن سعد، ابو یعلی، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں کی ہے اور

اور یہ دوسری حدیث جس کی تخریج
ابو نعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے اس طرح مروی ہے کہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اٹھا اور غسل کیا اس کے
بعد ان دونوں نے کتاب نکالی (یہ تمام روایتیں امام علامہ
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفاء میں موجود ہیں اور دارقطنی
نے اس کی اسی طرح روایت کی ہے اور نصب الرایہ نے اس
حدیث کی سند کو جید کہا ہے (اور اس واقعہ سے متعلقہ)
دونوں حدیثوں کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ دونوں سندیں
جید ہیں اور دونوں حدیثوں کو بیان کیا ہے۔

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن ہاتھ میں لینا چاہا تو آپ کی بہن نے فرمایا اگر قرآن ہاتھ میں لینا چاہتے ہو تو غسل کر دیا وضو کرو، اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو نیت کے بغیر صحیح ہے اور یہی حنفی مذہب ہے)

اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر کی نیت معتبر نہیں تو اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو کرنا بغیر نیت ہی کے تھا۔ کیوں کہ آپ نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی لیے ہمارے مذہب حنفی کے لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو کرنا درست ہے اگرچہ کہ وہ بغیر نیت کے ہوا ہے کس طرح صحیح ثابت کر سکتے ہیں، حالاں کہ آپ کا وضو صحیح تھا جب ہی تو آپ کی بہن نے آپ کو قرآن دیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیت وضو میں شرعاً مشروط نہیں اب رہا یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے تو اس حدیث کا موقوف ہونا ہم کو مضر نہیں کیونکہ ایسے مقامات میں حدیث موقوف کا حکم حدیث مرفوع کے مثل ہے اس لیے ایسے احکام قیاس سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔

دوسری روایت میں جس کی تخریج ابو نعیم نے دلائل میں کی ہے جس کے الفاظ ہیں فَقُمْتُ فَاغْتَسَلْتُ فَأَخْرَجُوْا إِلَيَّ الصَّحِيْفَةَ" (یعنی میں اٹھا اور غسل کیا اور کہا کہ اس کتاب کو مجھے دے دو) اس میں وضو کا ذکر نہیں ہے اس بارے میں ہمارا قول یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس غسل میں وضو ضمناً خود بخود شامل ہے کیونکہ غسل میں اعضاء وضو کے دھوئے بغیر خود غسل کامل نہیں ہو سکتا اور یہ وضو جو ضمناً ثابت ہوا ہے وہ بغیر نیت ہی کے تھا اور ایسے وضو سے قرآن کو ہاتھ لگانا اور دوسرے عبادات مقصودہ جیسے نماز وغیرہ کا ذریعہ بننا صحیح سمجھا جائے گا مگر خود ایسا وضو عبادت نہ ہوگا۔ اس لیے صاحب ہدایہ نے مذہب حنفی کے لحاظ سے وضو کو عبادت بنانے کے لیے نیت کو وضو کی سنت قرار دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس نیت وضو میں فرض ہے کیونکہ وضو ان کے پاس نماز کی طرح عبادت

مقصودہ ہے اور عبادت مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں تو جس طرح تیمم میں نیت فرض ہے اسی طرح ان کے نزدیک وضو میں بھی نیت فرض ہے۔

ہمارے احناف کے نزدیک وضو اور تیمم میں نیت کے اعتبار سے فرق کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وضو عبادت مقصودہ نہیں بلکہ قربت الٰہی کا ذریعہ ہے اور خود عبادت غیر مقصودہ ہے اس وجہ سے وضو کو عبادت مقصودہ کا ذریعہ بننے کے لیے نیت کی ضرورت نہیں، ہاں عبادت بننے کے لیے نیت کی ضرورت ہے اور نماز ایسے وضو سے جو بغیر نیت کے ہو اس وجہ سے جائز ہے کہ وضو پانی سے کیا جاتا ہے اور پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والا ہے بخلاف تیمم کے کہ وہ مٹی سے کیا جاتا ہے اور مٹی بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے بلکہ طہارت کی نیت سے وہ پاک کرنے والی بنتی ہے اور اسی لیے تیمم میں ہمارے نزدیک بھی نیت فرض ہے اور بغیر نیت کے تیمم درست ہی نہیں ہوتا تو پانی کو مٹی پر قیاس کر کے نیت کو جس طرح تیمم میں فرض ہے ایسا ہی وضو کے لئے بھی فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے واضح رہے کہ تیمم میں نیت اس لیے بھی فرض ہے کہ خود تیمم کے معنوں میں قصد اور نیت داخل ہے اس لیے یہ نیت کے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

۴۰۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يُطَهِّرْ إِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوءِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان تینوں صحابہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو اس نے صرف وضو کے اعضا کو پاک کیا (دارقطنی) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسی ہی روایت کی ہے)۔

۴۰۵ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ طَهُرَ جَسَدُهُ كُلُّهُ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ لَمْ يَطْهُرْ إِلَّا مَا أَصَابَهُ الْمَاءُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنا تمام بدن پاک کر لیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف جس عضو کو پانی پہنچتا ہے اسی عضو کو پاک کرتا ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

۴۰۶ وَعَنْ مَكْحُولٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ طَهُرَ جَسَدُهُ كُلُّهُ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ حِينَ يَتَوَضَّأُ لَمْ

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب آدمی وضو کرتا ہے۔ اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنے پورے بدن کو پاک کر لیتا ہے اور اگر وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف وضو کے اعضاء کو

يَطْهُرُ مِنْهُ إِلَّا مَكَانَ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

پاک کرتا ہے (سعید بن منصور)

۴۰۷ وَعَنِ الْحَسَنِ الْكُوْفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَكَرَ اللهَ عِنْدَ الْوُضُوْءِ طَهُرَ جَسَدُهُ كُلُّهُ فَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ لَمْ يَطْهُرْ مِنْهُ إِلَّا مَا أَصَابَ الْمَاءُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلًا۔

حضرت حسن کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرنے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو وہ اپنا سارا جسم پاک کرلیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو جسم کے جس حصہ کو پانی پہنچتا ہے صرف اسی کو پاک کرلیتا ہے (عبدالرزاق)

۴۰۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّ طَهُوْرًا سَمَّى اللهَ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبَزَّارِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَدَأَ الْوُضُوْءَ سَمَّى۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وضو شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے (دار قطنی) اور بزار کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے۔

۴۰۹ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونے کے بغیر (پانی کے) برتن میں نہ ڈالے، اس لیے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں کہاں رہا؟ (مسلم شریف) (اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: طہارت میں ہر عضو کا تین بار دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ تین مرتبہ سے کم دھونے کی عادت ڈالنا گناہ ہے۔ اعضاء وضو پر پانی ڈالنے کی گنتی معتبر نہیں۔ جتنا عضو دھونے کا حکم ہے اس پورے پر پانی بہہ جانا معتبر ہے۔ مثلاً ہاتھ پر ایک مرتبہ پانی ڈالا کہ تہائی کلائی پر پانی بہا باقی بازو پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لیا اور دوسری مرتبہ پانی ڈالا تو کہنی تک پہنچا پھر گیلے ہاتھ سے کہنی کو تر کیا تیسری مرتبہ جب پانی ڈالا تو کہنی سمیت دھلا اس سے نمازی یہ سمجھتا ہے کہ اس نے تین مرتبہ پانی بہایا ہے حقیقتاً یہ ایک مرتبہ پانی بہایا گیا ہے۔ کیونکہ حکم یہ ہے کہ ہر عضو پر تین مرتبہ پانی بہانا ہے لہٰذا مکمل عضو پر یہ ایک مرتبہ ہوا تھا۔ اس لیے دو مرتبہ اور اسی عضو کو دھویا جائے گا۔ اسی طرح کسی نے عضو وضو پر دو مرتبہ پانی ڈالا اور وہ پانی ایک ہی جگہ پر بہا کچھ حصہ ہر مرتبہ سوکھا رہا اور اس پر پانی نہ بہا اگرچہ بھیگا ہاتھ پھیرا تو وضو ہی نہ ہوگا۔ اگر پانی کم ہے یا سردی ہے یا کسی اور ضرورت کے لیے پانی درکار

ہے اس وجہ سے اعضاء وضو ایک ایک بار دھوئے تو مضائقہ نہیں (رسالہ بارق النور فی مقادیر ماء الطہور، اعلیٰحضرت بریلوی) فتاویٰ رضویہ۔

اس مسئلہ پر مزید کلام اور سنّت کی تعریف واقسام اور سنّت غیر مؤکدہ کی تحقیق، احکام اور اس کا مستحب سے فرق اور مکروہ تحریمی وتنزیہی کی بحث جلیل اور یہ کہ مکروہ تنزیہی اصلاً گناہ نہیں اور یہ کہ مکروہ تحریمی مطلقاً گناہ ہے۔ یہ تمام تحقیق اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "بسط الیدین فی السنۃ والمستحب والمکروہین" میں ملاحظہ ہو۔

۴۱۰/۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَضْمَضُوْا وَاسْتَنْشِقُوْا وَالْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحُلْيَةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلی کرو، اور ناک پانی سے صاف کرو، اور دونوں کان سر کے جزء ہیں (اس کی روایت ابو نعیم نے حلیہ میں کی ہے)

۴۱۱/۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو، اور وضو کرے تو تین مرتبہ ناک کو چھنکے، اس لئے کہ شیطان اس کے ناک کے نتھنوں میں رات گذارتا ہے (بخاری) (اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۴۱۲/۱۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ مَعْنَاهُ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وضو کا طریقہ پوچھنے لگا، آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھو کر دکھلایا اور پھر فرمایا کہ اس طرح وضو کیا جائے جس نے تین پر اضافہ کیا اس نے بُرا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا (نسائی اور ابن ماجہ) (اور ابو داؤد نے اسی کے ہم معنیٰ الفاظ میں روایت کی ہے۔)

ف: اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو و غسل میں تین بار سے زائد پانی ڈالنا جبکہ کسی غرض صحیح سے ہو ہرگز اسراف نہیں کہ جائز غرض میں خرچ کرنا نہ خود معصیت ہے نہ بیکار اضاعت۔ اس کی بہت سی مثالیں ہم نے ان پانیوں میں بیان کیں جن کو آب وضو سے مستثنیٰ بتایا اعلیٰحضرت فرماتے

ہیں تبرید (ٹھنڈک) اور تنظیف (صفائی) کی خاطر کوئی آدمی دوبارہ وضو کرتا ہے تو یہ اس کی صحیح غرض ہے اسراف (فضول خرچی) نہیں ہے۔

ان کے علاوہ علماء نے اور بھی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں جن سے فضول خرچی اور اضاعت ماء ثابت نہیں ہوتی ایک یہ کہ وضو علی الوضو کی نیت کرے کہ یہ کہ نور علی نور ہے۔ یعنی پہلے وضو کیا ہوا تھا اب دوبارہ عبادت یا نماز کے لیے وضو کر رہا ہے تو اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ احادیث کریمہ میں ایسا ہی آیا ہے دوسری یہ کہ وضو کرتے وقت اگر کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہو کہ ایک مرتبہ دھویا ہے یا دو مرتبہ یا تین تو کم پر بنا کر کے تین مرتبہ دھونے کو پورا کرے۔ مثلاً آدمی کو شک ہوا کہ منہ یا ہاتھ یا پاؤں دو ہی مرتبہ دھوئے ہیں تو ایک مرتبہ اور دھو لے اگرچہ واقع میں چار مرتبہ دھویا ہو اگر ایک بار کا خیال ہوا تو دوبارا اور دھوئے تو تین ہو جائیں گے۔ اگر عضو کو بالکل ہی نہ دھونے کا شک واقع ہو تو نئے سرے سے تین مرتبہ مکمل طور پر دھوئے اگرچہ واقع کے لحاظ سے یہ چھ بار ہوا اس لیے یہ اسراف نہیں بلکہ اطمینان قلب حاصل کرنا ہے۔ حضور انور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ کہ شک کی بات چھوڑ کر وہ کر جس میں شک نہ رہے۔ (بارق النور فی مقادیر ماء الطھور)

ہر عضو پر اگر تین مرتبہ پانی بہہ جائے تو زیادہ مرتبہ دھونا مناسب نہیں ہے۔

۴۱۳/۱۱ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اِعْتَمَدَ الشَّافِعِيُّ فِي تَكْرَارِ الْمَسْحِ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ وَرِوَايَةُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُثْمَانَ مُطْلَقَةٌ وَالرِّوَايَاتُ الثَّابِتَةُ عَنْهُ الْمُفَسَّرَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ التَّكْرَارَ وَقَعَ فِيمَا عَدَا الرَّأْسِ مِنَ الْأَعْضَاءِ وَأَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مقاعد (ایک مقام) میں وضو فرمایا اور فرمایا کہ کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو نہ بتلا دوں؟ یہ فرما کر آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا (مسلم) اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تکرار مسح کا حکم اسی حدیث سے لیا ہے اور ابوانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مطلق ہے (جس میں تفصیل نہیں) اور وہ روایات جو آپ سے تفصیلی طور پر ثابت ہیں، ان میں وضاحت ہے کہ سر کے سوا بقیہ اعضاء میں تکرار ہے اور سر کا مسح آپ نے ایک ہی مرتبہ فرمایا۔

ف: صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین مختلف پانیوں سے تین مرتبہ مسح کرنا سنت ہے وہ مسح کا قیاس اعضاء وضو پر کرتے ہیں کیونکہ وہ تین مرتبہ دھوئے جاتے ہیں تو اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے اور جو روایات تفصیل سے آئی ہیں ان میں ایک ہی مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے، البتہ ایک ہی پانی سے سر پر سے ہاتھ اٹھائے بغیر تین مرتبہ مسح کرنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مستحب ہے۔ ۱۲

۴۱۴/۱۲ وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَّهَا رَاَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ قَالَتْ مَسَحَ رَاْسَهٗ وَمَسَحَ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَرَّةً وَّالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى [الْكَعْبَيْنِ]

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا ہے آپ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے اگلے اور پچھلے حصّہ اور دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا (ترمذی شریف)

اور ترمذی نے کہا ہے کہ متعدد اسناد سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اکثر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل اسی پر رہا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے سر کا مسح کیا تو دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر ایک ہی مرتبہ گزارا، پھر

ف: اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے وقت سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح فرما لیا کرتے تھے۔ نئے پانی سے ہاتھوں کو تر کر کے کانوں کا مسح نہیں کرتے تھے۔ یہاں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح دوسری یہ کہ کانوں کے مسح کے لیے آب جدید کی ضرورت۔ مسئلہ اوّل میں آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ سر کے مسح کے ساتھ ہی کانوں کا مسح کیا جائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کان چہرے میں شامل ہیں اس لیے چہرہ دھوتے وقت کانوں کا مسح کر لیا جائے۔

دوسرا مسئلہ کانوں کا مسح سر کے مسح کی تری سے کیا جائے آب جدید (نئے پانی) سے نہ کیا جائے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو شریف کا ذکر کیا ہے انہوں نے اس بات کو زیادہ تر ذکر کیا ہے کہ آپ سر اور کانوں کا مسح ایک ہی پانی سے کرتے تھے بہت سی احادیث میں اسی طرح بیان ہوا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی)

۴۱۵/۱۳ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ مَرَّةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا ہے (ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ)

۴۱۶/۱۴ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا اِلَّا الْمَسْحَ مَرَّةً مَرَّةً۔ (رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعضاء وضو کو تین تین دفعہ دھویا کرتے تھے اور سر کا مسح صرف ایک مرتبہ فرماتے (ابن ابی شیبہ)

ف: معلوم ہونا چاہیے کہ مسح کے بارے میں احادیث یا تو مطلق وارد ہوئی ہیں یا ایک بار کے ساتھ مقید ہیں اور یہ سب صحیح احادیث ہیں۔ بعض احادیث میں مرتین (دو بار مسح) کا ذکر بھی آیا ہے اسے دو گنا کے لفظ سے موسوم کرتے ہیں مگر تین دفعہ مسح کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں آیا۔ کیونکہ جو کچھ احادیث میں آیا ہے وہ اسی قدر ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک بار یا دو دو بار یا تین تین بار وضو کیا۔ اور وضو، غسل و مسح دونوں کو شامل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تین بار مسح کا قول اس حدیث کو دھونے پر قیاس کرنے کی وجہ سے ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں تین بار مسح کا محض احتمال ہے اور دوسری احادیث ایک مرتبہ مسح کرنے پر صریح ہیں۔ اس لیے قواعد کی رو سے محتمل کا حل متعین کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مسح کی بناء تخفیف و آسانی پر ہے۔ اسے دھونے پر قیاس نہیں کر سکتے۔

فتح الباری میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم کے کسی بھی طریق میں مسح کے عدد کا ذکر نہیں آیا اور اکثر اسی پر ہیں۔ مگر امام شافعی فرماتے ہیں کہ تین تین بار دوسرے اعضاء وضو کو دھونے کی طرح۔ سر کا مسح بھی تین تین بار کرنا مستحب ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ حضرت عثمان کی تمام احادیث جو صحیح ہیں صرف ایک ایک بار مسح پر دلالت کرتی ہیں۔

شیخ ابن الہمام نے کہا کہ مسح کا تکرار غریب اسناد میں آیا ہے لیکن احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی بنا پر وہ اہل علم کے نزدیک حجت نہیں بن سکتا۔ ۱۲

پھر جہاں جہاں تکرار مسح کا ذکر ہے اس سے ایک ہی بار کا تکرار مراد ہے۔ نئے پانی سے تکرار نہیں ہے علامہ شمنی نے کہا کہ آب جدید کے ساتھ تین تین بار مسح کرنا بدعت ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک غریب روایت میں آیا ہے۔ ہاں ایک ہی پانی سے تین بار سر کا مسح کرنا ہدایہ میں اسے مشروع اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ ہدایہ کے بعض شارحین نے لکھا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرے جدید پانی نہ لے تو یہ مسنون ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات۔ مترجم مولانا محمد سعید احمد نقشبندی)

۴۱۷/۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا اس طرح کہ سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر دونوں ہاتھ گذارے اس طور پر کہ سر کے

حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ مِثْلَهٗ۔

اگلے حصہ سے ابتدا فرمائی پھر دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے۔ بعد ازاں دونوں ہاتھوں کو اس حصہ تک واپس لائے جہاں سے آپ نے ابتداء فرمائی پھر آپ نے دونوں پاؤں کو دھویا (ترمذی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۴۱۸/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے سر کا اور دونوں کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح فرمایا (ترمذی شریف)

۴۱۹/۱۷ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَیْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِاِبْهَامَیْهِ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر اور کانوں کا مسح فرمایا (اس طرح سے کہ) کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی حصہ کا مسح انگوٹھوں سے فرمایا (نسائی شریف)

۴۲۰/۱۸ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَیَدَیْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو کان سر میں شامل ہیں (یعنی سر کے مسح کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے) ترمذی شریف۔

۴۲۱/۱۹ وَعَنْهُ ذَکَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَکَانَ یَمْسَحُ الْمَاقَیْنِ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَذَکَرَا قَالَ حَمَّادٌ لَا اَدْرِیْ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ مِنْ قَوْلِ اَبِیْ اُمَامَةَ اَمْ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ وضو کرتے وقت آنکھوں کے کویوں کو پانی سے ملتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں (ابن ماجہ، ابو داؤد اور ترمذی) ابو داؤد اور ترمذی نے ذکر کیا کہ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ کے الفاظ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں

عَلِيُّ بْنِ الْقَارِيِّ وَأَنْتَ خَبِيْرٌ بِأَنَّ مِثْلَ هٰذَا هٰذَا لَا يُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّأْيِ فَمَوْقُوْفُهٗ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ أَيْضًا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اس حدیث کی مثل رائے سے نہیں کہی گئی ہے تو ان کی موقوف حدیث بھی مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

ف: لفظ "ماق" جو اس حدیث میں آیا ہے آنکھ کے اس گوشہ کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے — قاموس میں یہی ہے اور جوہری نے کہا ہے کہ ماق آنکھ کے دونوں گوشوں کو کہتے ہیں، تو افضل یہی ہے کہ دونوں کونوں کو منہ دھوتے وقت مل لیا کریں تا کہ میل نکل جائے۔ ۱۲

ف: حدیث کے الفاظ "اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ" (دونوں کان سر میں شامل ہیں) اس سے دو باتیں نکلتی ہیں، ایک تو یہ کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کرے، دوسرے یہ کہ کانوں کے مسح کے لیے نئے پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۲

۴۲۲ / ۲۱ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَأُذُنَيْهِ مَسْحَةً وَّاحِدَةً رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا کہ آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا۔ (ابو داؤد شریف)

۴۲۳ / ۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ لِاتِّصَالِهٖ وَثِقَةِ رُوَاتِهٖ وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ هٰذَا أَمْثَلُ إِسْنَادًا فِيْ هٰذَا الْبَابِ۔

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں کان سر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ) (اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے ابن القطان نے کہا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں اس لیے کہ یہ متصل ہے۔ اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور زیلعی نے کہا کہ اس کے اسناد سب اسنادوں سے زیادہ صحیح ہیں)

۴۲۴ / ۲۳ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أُذُنَيْهِ مَعَ الرَّأْسِ وَقَالَ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنے کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ کان سر میں شامل ہیں۔ (طحاوی شریف)

۴۲۵ / ۲۴ وَعَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهُ عَلَى مَجَارِي الشَّعْرِ وَمَسَحَ صُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

ان کے (مکان میں) وضو فرمایا اور سر کے بالوں پر اس طرح مسح فرمایا کہ جمے ہوئے بال پراگندہ نہ ہوئیں۔ کنپٹیوں اور کانوں کے باہر اور اندر بھی مسح فرمایا (طحاوی شریف)

ف: اس حدیث میں فَمَسَحَ رَأْسَهُ عَلَى مَجَارِي الشَّعْرِ" ہے مجاری الشعر کے وہی معنی ہیں جس کو ہم نے ترجمہ میں ظاہر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے جمے ہوئے بالوں پر بکھیرنے اور پلٹنے کے بغیر مسح فرمایا اور مجاری الشعر کے یہی معنی ہیں۔ چنانچہ بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسی طرح وضاحت کی ہے ۱۲

$\frac{426}{25}$ وَعَنْ حُمَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا مَعَ رَأْسِهِ وَقَالَ إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَأْمُرُ بِالْأُذُنَيْنِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا باہر اور اندر مسح کیا اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ کانوں کا بھی مسح کیا کرو (طحاوی شریف)

$\frac{427}{26}$ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ فَامْسَحُوْهُمَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں اس لیے ان کا بھی مسح کر لیا کرو۔ (طحاوی شریف)

$\frac{428}{27}$ وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِي جُحْرَيْ أُذُنَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو آپ نے مسح کے وقت اپنی انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل فرمائی (ابوداؤد، امام احمد اور ابن ماجہ)

$\frac{429}{28}$ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَعَ زَوَائِدَ قَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَفِيْهِ أَنَّهُ عَمِلَ بِأَحَدِ الْجَائِزَيْنِ عِنْدَنَا۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے نہیں کیا (بلکہ دوسرے نئے پانی سے کیا۔ (ترمذی) (اور کچھ زیادتی کے ساتھ مسلم نے بھی اس کی روایت کی ہے)

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دونوں امر جائز ہیں ایک تو یہی ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں عمل فرمایا ہے اور دوسرا وہ بھی جائز ہے جو اس کے بعد والی حدیث میں آرہا ہے اور اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل فرمایا ہے۔

$\frac{430}{29}$ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

سَلَّمَ تَوَضَّأَ وَاَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَبَرَ مِنْ فَضْلِ يَدَيْهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے فرمایا (ترمذی شریف)

۴۳۱ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَّاحِدَةً حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے ان کے دادا نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سر کا مسح گدی تک ایک ہی دفعہ فرمایا (ابوداؤد شریف)

۴۳۲ وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهٖ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا کہ سر کے اگلے حصہ سے آپ نے گدی یعنی گردن کے ابتدائی حصہ تک مسح فرمایا (طحاوی شریف)

۴۳۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ لِحْيَتَهُ وَقَفَاهُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ)

حضرت عمرو بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنی ریش مبارک اور سر کے پچھلے حصہ کا مسح فرمایا (ابن السکن)

۴۳۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن طوق سے امن کا سبب ہوگا (اس کی روایت دیلمی نے فردوس میں کی ہے

۴۳۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ اَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا (ابونعیم)

۴۳۶ وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهٖ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْقُوْفًا قَالَ الْعَيْنِيُّ هٰذَا مَوْقُوْفٌ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جو شخص سر کے ساتھ سر کے پچھلے حصہ کا مسح کرے تو اس کو قیامت کے روز طوق سے محفوظ رکھا جائے گا (اس کی روایت ابوعبید نے موقوفاً کی ہے علامہ عینی

لِكَوْنِهٖ مِمَّا لَا مَجَالَ لِلرَّأْيِ فِيْهِ۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ موقوف مرفوع کے حکم میں ہے اس لیے کہ اس میں قیاس کی گنجائش نہیں۔

۴۳۷/۳۶ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کلی علیحدہ پانی سے اور ناک علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے (ابوداؤد شریف)

۴۳۸/۳۷ وَعَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَهِدْتُّ عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ تَوَضَّاٰ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَّاَفْرَدَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ ثُمَّ قَالَا هٰكَذَا رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِيْ صَحِيْحِهٖ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھوتے تھے اور کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے، پھر دونوں نے فرمایا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے (اس کی روایت ابن السکن نے اپنی صحیح میں کی ہے)

۴۳۹/۳۸ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ عُثْمَانَ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَّاَفْرَدَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا تَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ۔

حضرت سفیان بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھوتے اور کلی تین دفعہ اور ناک میں پانی تین دفعہ علیحدہ علیحدہ فرمایا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے (بغوی)

۴۴۰/۳۹ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو الْيَمَامِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا يَاْخُذُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مَاءً جَدِيْدًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ۔

حضرت کعب بن عمرو یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وضو فرمایا تو کلی تین دفعہ فرمائی اور ناک کو تین دفعہ صاف کیا اور ہر ایک کے لیے نیا پانی لیتے تھے (طبرانی)

۴۴۱/۴۰ وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا ایک ایک مرتبہ (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے)

۴۴۲/۴۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو

مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ هُوَ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ۔ (رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا کہ یہ نورٌ علیٰ نور ہے (رزین)

۲۲۳ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ وَوُضُوْءُ اِبْرَاهِيْمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَالنَّوَوِيُّ ضَعَّفَهُ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَقَضِيَّةُ كَلَامِ غَيْرِهِ اِنَّ سَنَدَهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے (یعنی یہ سب حضرات تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھوتے تھے) (رزین) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دوسروں نے اس حدیث کی سند کو حسن لکھا ہے۔

۲۲۴ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِيْ صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ حَدَّثَكَ جَابِرٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ثابت بن ابی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر محمد یعنی امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار اعضاء وضو کو دھویا ہے؟ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے ملی ہے) (ترمذی اور ابن ماجہ)

۲۲۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ وَاحِدَةً فَتِلْكَ وَظِيْفَةُ الْوُضُوْءِ الَّتِيْ لَابُدَّ مِنْهَا وَمَنْ تَوَضَّاَ اثْنَتَيْنِ فَلَهٗ كِفْلَانِ وَمَنْ تَوَضَّاَ ثَلٰثًا فَذٰلِكَ وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَابْنِ حِبَّانَ وَابْنِ مَاجَةَ وَاَحْمَدَ وَالطَّبْرَانِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّةً مَرَّةً وَقَالَ هٰذَا وُضُوْءٌ لَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا تو ایک ایک مرتبہ اعضاء کا دھونا وضو میں ضروری ہے اور جس نے دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا تو اس کو دو حصہ اجر ملے گا اور جس نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے (احمد) اور دارقطنی، بیہقی، ابن حبان، ابن ماجہ، امام احمد اور طبرانی ان سب کی ایک روایت یوں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا کہ اس طرح وضو کئے بغیر اللہ تعالیٰ

يَقْبَلُ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ إِلَّا بِهٖ وَتَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ هٰذَا وُضُوْءٌ مَنْ يُّضَاعِفُ الْأَجْرَ مَرَّتَيْنِ وَتَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوُضُوْءَ يُجْزِئُ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ أَفْضَلُ وَأَفْضَلُهٗ ثَلٰثٌ وَلَيْسَ بَعْدَهٗ شَيْءٌ.

نماز کو قبول نہیں فرماتے اور آپ نے دو دو مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا یہ وضو اس شخص کا ہے جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا اور آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ایک ایک مرتبہ اعضاء وضو کا دھونا کافی ہے اور دو دو مرتبہ دھونا افضل ہے اور اس سے افضل تین مرتبہ دھونا ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں (یعنی تین مرتبہ سے زائد دھونا اسراف اور لغو)

۴۴۶/۴۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَّمِيْنِ الْجَنَّةِ قَالَ أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهٖ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الطُّهُوْرِ وَالدُّعَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے اپنے لڑکے کو کہتے سنا کہ الٰہی میں تجھ سے جنت کے دائیں جانب کے قصر ابیض (یعنی سفید محل) کی درخواست کرتا ہوں حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا اے لڑکے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ مانگ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔ (امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ)

ف: طہارت میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور پانی زیادہ خرچ کرے اور دھونے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ حد وسواس کو پہنچے اور دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ بے ادبی کرے اور مطلب کے مانگنے میں قیدیں لگائے یا ایسی چیز کا سوال کرے جو امکان اور عادت سے باہر ہو۔ ۱۲

۴۴۷/۴۶ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا يُّقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهٗ غَيْرَ خَارِجَةَ وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے جس کا نام والہان ہے لہذا پانی کے وسوسوں سے بچو، کیوں کہ یہ وسوسے اسی شیطان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں (ترمذی اور ابن ماجہ)

۴۴۸/۴۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ قَالَ أَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

کا گذر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سے ہوا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اگرچہ کہ تم نہر جاری پر بھی کیوں نہ ہو۔

(امام احمد اور ابن ماجہ)

ف: وضو کرنے وقت پانی کو بے دردی کے ساتھ ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ بعض لوگ تو ساری ٹونٹی کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور کتنی کتنی دیر صرف ایک ہی عضو کو دھونے میں لگا دیتے ہیں یا ٹونٹی کھول کر مسواک کرتے رہتے ہیں تو پانی زیادہ ضائع ہوتا رہتا ہے دوران وضو وغسل اندازے اور ضرورت کے مطابق پانی استعمال کرنا چاہیے۔

۴۴۹/۴۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَهُمْ عُجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک چشمہ پر پہنچے تو عصر کی نماز کے وقت لوگوں نے جلدی جلدی وضو کر لیا۔ اور ہم نے پہنچ کر دیکھا کہ ان کی ایڑیاں نمایاں طور پر خشک نظر آرہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔ لوگو وضو پورا پورا کرو (مسلم شریف)

ف: کچھ لوگ وضو کرنے وقت احتیاط نہیں کرتے ان کے وضو کے اعضاء خشک رہتے ہیں خصوصاً پیشانی کا کچھ حصہ، کانوں کے درمیان کا حصہ، بازوؤں کی کہنیاں ٹھوڑی کے نیچے کا حصہ، پاؤں کی ایڑیاں اور گٹے وغیرہ۔ یہ مواضع احتیاط ہیں۔ دوران وضو ان کی خوب احتیاط چاہیے۔ وگرنہ وضو نہ ہوگا کیونکہ وضو میں ان کا دھونا اور ان پر پانی بہانا فرض ہے۔ اگر فرض کی ادائیگی میں کمی رہ جائے بے احتیاطی کی بنا پر تو فرض ادا نہیں ہوتا جس کی بنا پر آدمی گنہگار ہی رہتا ہے۔ اسی لیے تو حدیث پاک میں ایڑیوں کے خشک رہ جانے کی بنا پر عذاب جہنم کی وعید سنائی ہے۔ یہی حال دوسرے اعضاء وضو کا ہے۔

۴۵۰/۴۹ وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا رَوَاهُ

حضرت لقیط بن صبرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وضو کے متعلق فرمائیے ارشاد ہوا کہ وضوء کامل کرو، اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک کو

اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ اِلٰی قَوْلِہٖ بَیْنَ الْاَصَابِعِ۔

اچھی طرح صاف کیا کرو مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو تو ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) (اور دارمی نے انگلیوں کے خلال تک روایت کی ہے)

۴۵۱/۵۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضو کیا کرو تو دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو (ترمذی) اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۴۵۲/۵۱ وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ یَدْلُکُ اَصَابِعَ رِجْلَیْہِ بِخِنْصَرِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں میں خلال فرماتے (ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ)

۴۵۳/۵۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ کَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَاَدْخَلَہٗ تَحْتَ حَنَکِہٖ فَخَلَّلَ بِہٖ لِحْیَتَہٗ وَقَالَ ھٰکَذَا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو چلو بھر پانی ہاتھ میں لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل فرماتے تھے اور اس سے اپنی ریش مبارک کا خلال فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے رب نے ایسا ہی حکم دیا ہے (ابوداؤد شریف)

۴۵۴/۵۳ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے (ترمذی اور دارمی)

۴۵۵/۵۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ عَرَکَ عَارِضَیْہِ بَعْضَ الْعَرْکِ ثُمَّ شَبَّکَ لِحْیَتَہٗ بِاَصَابِعِہٖ مِنْ تَحْتِھَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو دونوں رخساروں کو خفیف سا رگڑتے، پھر داڑھی کے نیچے انگلیوں کے ذریعہ خلال فرماتے۔ (ابن ماجہ شریف)

۴۵۶/۵۵ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلٰوةِ حَرَّكَ خَاتَمَهٗ فِي إِصْبَعِهٖ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے وضو فرماتے تو انگلی کی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔ (دار قطنی اور ابن ماجہ)

۴۵۷/۵۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِي طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے تمام کاموں میں بقدر امکان داہنے جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے خواہ وضو کرنے کے وقت یا کنگھی کرتے وقت یا جوتا پہنتے وقت (بخاری اور مسلم)

۴۵۸/۵۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِأَيَامِنِكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کپڑے پہنو اور جب وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔ (امام احمد اور ابو داؤد)

۴۵۹/۵۸ وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَحَسَرَ الْعِمَامَةَ وَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ أَوْ قَالَ نَاصِيَتِهٖ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو عمامہ کو سر سے ہٹایا اور سر کے اگلے حصہ پر مسح فرمایا (بیہقی)

۴۶۰/۵۹ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى الْحَاكِمُ عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ النَّاصِيَةَ وَمُقَدَّمَ الرَّأْسِ أَحَدُ جَوَانِبِهَا الْأَرْبَعَةِ فَلَوْ كَانَ مَسْحُ الرُّبُعِ لَيْسَ بِمُجْزِئٍ لَمْ يَقْتَصِرْ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ مَسْحُ مَا دُوْنَهٗ مُجْزِئًا لَفَعَلَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَوْ مَرَّةً فِي عُمُرِهٖ تَعْلِيْمًا لِلْجَوَازِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ مقام قطریہ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے تو آپ نے مسح فرماتے وقت عمامہ میں ہاتھ داخل فرماکر سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا (ابو داؤد شریف)

(اور حاکم نے ابو معقل سے ایسی ہی روایت کی ہے علامہ شمنی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے ناصیہ اور مقدم راس سر کے چاروں جانب میں سر کا ایک جانب ہے اگر سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ناکافی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت اسی پر اکتفا نہ فرماتے اور اگر اس سے کم پر مسح ہوتا تو آپ چوتھائی سے کم پر بھی مسح فرماتے اور تعلیم جواز کے لیے کم از کم عمر میں ایک مرتبہ ضرور ایسا فرماتے۔ ۱۲

۴۶۱/۶۰ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ إِذَا تَوَضَّأَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ وضو کرتے وقت سر کے اگلے حصہ پر مسح کرتے تھے۔ (طحاوی)

۴۶۲/۶۱ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يُمَسَّ الشَّعْرُ الْمَاءَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ بِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ۔

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ملی ہے کہ ان سے عمامہ پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا (عمامہ پر مسح صحیح) نہیں کیونکہ مسح اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پانی سر کے بالوں تک نہ پہنچ جائے (اس کی روایت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے)

۴۶۳/۶۲ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِيْ عُبَيْدٍ تَتَوَضَّأُ وَتَنْزِعُ خِمَارَهَا ثُمَّ تَمْسَحُ بِرَأْسِهَا قَالَ نَافِعٌ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ صَغِيْرٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ بِهٰذَا نَأْخُذُ لَا يُمْسَحُ عَلَى الْخِمَارِ وَلَا الْعِمَامَةِ بَلَغَنَا أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْعِمَامَةِ كَانَ فَتُرِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے صفیہ بنت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ وہ وضو کرتیں تو اوڑھنی ہٹا کر سر کا مسح کرتیں حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کم عمر تھا (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ نہ تو عمامہ پر مسح کیا جائے اور نہ اوڑھنی پر، ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عمامہ پر مسح کیا جاتا تھا پھر وہ متروک و منسوخ ہو گیا اور اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ہمارے جمہور فقہا کا ہے۔

ف: سر کے مسح کے بارے میں آئمہ کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض آئمہ جیسے امام مالک اور امام احمد وغیرھما سارے سر کے مسح کو واجب قرار دیتے ہیں۔ بعض آئمہ جیسے امام شافعی وغیرہ بعض سر کے مسح کو واجب قرار دیتے ہیں اور بعض کی کوئی حد معین نہیں فرماتے۔ اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک انگلی سے مسح کر لینا بھی کافی ہے۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک یا دو انگلیوں سے مسح کرنا صحیح نہیں ہے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا فرض ہے پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ ہماری دلیل بہت ساری احادیث ہیں کہ حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جب عمامہ شریف پر مسح کرتے تو عمامہ شریف ہٹا کر سر کے اگلے حصہ پر مسح فرماتے اگر سارے سر کا مسح فرض ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ شریف ہٹا کر سر کے اگلے حصے کا مسح نہ فرماتے بلکہ سارے سر کا مسح کرتے۔

اسی طرح صرف عمامہ شریف پر مسح کرنا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں صحیح نہیں ہے احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل مبارک یہ بیان ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی پر یا عمامہ شریف ہٹا کر سر کے اگلے حصے کا مسح کیا کرتے تھے پھر عمامہ شریف کے اوپر سارے سر کا مسح کرتے تھے۔ یہی عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور یہی امام اعظم امام ابو حنیفہ کا قول اور مذہب ہے کہ صرف عمامہ شریف پر مسح نہ کیا جائے بلکہ عمامہ شریف ہٹا کر چوتھائی حصہ سر کا مسح کر لیا جائے پھر چاہے عمامہ پر مسح کر لیا جائے۔

۴۶۴ وَعَنْ اَبِیْ حَیَّۃَ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ حَتّٰی اَنْقَاہُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْہَہٗ ثَلَاثًا وَّذِرَاعَیْہِ ثَلَاثًا وَّمَسَحَ بِرَاْسِہٖ مَرَّۃً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْہِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طَہُوْرِہٖ فَشَرِبَہٗ وَہُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ کَانَ طُہُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

حضرت ابو حیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو فرماتے دیکھا کہ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور ان کو پاک کیا پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی لیا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا اور سر کا ایک مرتبہ مسح کیا، پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا، پھر کھڑے ہو گئے اور وضو سے بچا ہوا پانی اسی قیام کی حالت میں پی لیا، پھر فرمایا کہ میں تم کو یہ بتلانا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو کس طرح ہوتا تھا (ترمذی اور نسائی)

۴۶۵ وَعَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ دَعَا عَلِیٌّ بِوَضُوْءٍ فَقَرَّبْتُ لَہٗ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَہُمَا فِیْ وَضُوْئِہٖ ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْہَہٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْیُسْرٰی کَذٰلِکَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِہٖ مَسْحَۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْیُسْرٰی کَذٰلِکَ ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ لِیْ نَاوِلْنِیْ فَنَاوَلْتُہُ الَّذِیْ فِیْہِ فَضْلُ وَضُوْئِہٖ فَشَرِبَہٗ

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ان کے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کرنے کے لیے پانی طلب کیا تو پانی پیش کیا گیا تو آپ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا۔ پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر سیدھے ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا اسی طرح بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا صرف ایک دفعہ مسح کیا، پھر سیدھے پاؤں کو تین دفعہ ٹخنوں سمیت دھویا، پھر اسی طرح بائیں پاؤں کو بھی تین مرتبہ دھویا پھر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے فرمایا کہ

قَآئِمًا فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَاٰی عَجَبِیْ قَالَ
لَا تَعْجَبْ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَبَاكَ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَاَیْتَنِیْ
یَقُوْلُ بِوُضُوْئِهٖ هٰذَا وَیَشْرَبُ فَضْلَ
وُضُوْئِهٖ قَآئِمًا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ
وَابْنُ جَرِیْرٍ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ.
وَفِیْ مُسْنَدِ اِمَامِنَا اَبِیْ حَنِیْفَةَ
عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ
فَغَسَلَ كَفَّیْهِ ثَلٰثًا وَمَضْمَضَ ثَلٰثًا
وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا
وَذِرَاعَیْهِ ثَلٰثًا وَّمَسَحَ رَاْسَهٗ وَغَسَلَ
قَدَمَیْهِ وَقَالَ هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَةٍ
عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ دَعَا بِمَآءٍ فَغَسَلَ
كَفَّیْهِ ثَلٰثًا وَتَمَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّ
اسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ
ثَلٰثًا وَذِرَاعَیْهِ ثَلٰثًا وَّمَسَحَ رَاْسَهٗ
ثَلٰثًا وَّغَسَلَ قَدَمَیْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ
قَالَ هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
مُحَمَّدِ بْنِ یَعْقُوْبَ یَعْنِیْ بِهٖ مَنْ رَّوٰی
عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ
رَاْسَهٗ ثَلٰثًا عَلٰی اَنَّهٗ وَضَعَ یَدَهٗ
عَلٰی یَافُوْخِهٖ ثُمَّ مَدَّ یَدَیْهِ اِلٰی
مُؤَخَّرِ رَاْسِهٖ ثُمَّ اِلٰی مُقَدَّمِهٖ فَجَعَلَ
ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِنَّمَا ذٰلِكَ مَرَّةً
وَّاحِدَةً لِاَنَّهٗ لَمْ یُبَایِنْ یَدَهٗ وَلَا
اَخَذَ اِنَآءً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَهُوَ كَمَنْ

برتن دے دو تو میں نے برتن دے دیا جس میں وضو کا بقیہ
پانی تھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اس پانی کو پی لیا، اس پر میں
نے تعجب کیا، جب میرے تعجب کو دیکھا تو فرمایا کہ تعجب مت
کرو میں نے تمہارے اباجان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح وضو فرماتے تھے
اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیتے (نسائی، طحاوی
اور ابن جریر) اور ابن جریر نے اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابن
ابی شیبہ نے بھی اس کی روایت کی ہے) ہمارے امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی مسند میں حضرت علی بن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا تو دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک
تین مرتبہ دھویا اور تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک کو پانی
سے صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں
ہاتھوں کو (کہنیوں سمیت) تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح
کیا اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور فرمایا کہ یہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو ہے اور ایک دوسری روایت
میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے
وضو کے لیے پانی طلب فرمایا اور دونوں ہاتھوں کو پہونچوں
تک تین مرتبہ دھویا تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ پانی سے
ناک صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں
ہاتھوں کو تین تین مرتبہ کہنیوں سمیت دھویا اور تین مرتبہ سر
کا مسح کیا اور تین مرتبہ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا پھر فرمایا
یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو ہے حضرت
عبد اللہ بن محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت کی
ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جس شخص
نے تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی روایت کی ہے اس کی مراد یہ
ہے کہ تین مرتبہ سر کا مسح اس طرح کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے اپنا دست مبارک تالو پر رکھا اور پھر

جَعَلَ الْمَاءَ فِي كَفِّهِ ثُمَّ مَدَّهُ إِلَى كُوعِهِ أَلَا تَرَى أَنَّهُ بَيَّنَ فِي الْأَحَادِيثِ الَّتِي رُوِيَ عَنْهُ وَهُمُ الْجَارُودُ بْنُ زَيْدٍ وَخَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ وَأَسَدُ بْنُ عُمَرَ أَنَّ الْمَسْحَ كَانَ مَرَّةً وَّاحِدَةً وَّبَيَّنَ أَنَّ مَعْنَاهُ مَا ذَكَرْنَا۔

دونوں ہاتھوں کو سر کے پچھلے حصہ تک لے گئے پھر وہاں سے ہاتھوں کو سر کے اگلے حصہ تک واپس لائے اور اسی کو تین مرتبہ مسح قرار دیا حالانکہ وہ (پورے سر پر) ایک ہی مرتبہ تھا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو سر سے الگ نہیں کیا اور نہ تین مرتبہ آپ نے پانی لیا یہ ایسا ہے جیسے کوئی پانی ہاتھ میں لے پھر اس کو پہونچوں کے کنارے تک کھینچ لے جائے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جارود بن زید، خارجہ بن مصعب اور اسد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو روایت کی ہے اس میں صرف ایک مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے تو جب خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ مسح کرنے کی روایت کی ہے تو ایسی صورت میں تین مرتبہ مسح کرنے کا مفہوم وہی ہوگا جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ ۱۲

۲۶۶/۶۵ وَعَنْ حُمْرَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلٰثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ مِنْ نَّحْوِ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا وَفِي رِوَايَةٍ مِّثْلَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ۔

حضرت حمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پہونچوں تک تین مرتبہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لے کر ناک سینکا پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، اور بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت اسی طرح تین مرتبہ دھویا، پھر آپ نے سر کا مسح کیا پھر سیدھے پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھویا، پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح تین دفعہ دھویا اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میرے اس وضو کی طرح وضو فرماتے دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ ان رکعتوں میں کوئی وسوسہ نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام احمد، دار قطنی ابن حبان اور ابن خزیمہ)

۲۶۷/۶۶ وَعَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عُثْمَانَ

حضرت ابو علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

بْنِ عَفَّانَ اَنَّهٗ دَعَا يَوْمًا بِوُضُوْءٍ ثُمَّ دَعَا نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى وَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثًا اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَاَنْقَاهُمَا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ الَّذِيْ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَوَضَّاْتُهٗ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ثُمَّ قَالَ اَكَذٰلِكَ يَا فُلَانُ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اَكَذٰلِكَ يَا فُلَانُ قَالَ نَعَمْ حَتّٰى اسْتَشْهَدَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَافَقْتُمُوْنِيْ عَلٰى هٰذَا۔

(رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ)

(۵) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن وضو کے لیے پانی طلب کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کو بلوایا پھر اپنے داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھویا، پھر تین مرتبہ کلی فرمائی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح فرمایا پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور صاف کیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بالکل اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اب وضو کرتے دیکھا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھ لیں تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسے وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حاضرین صحابہ میں سے) ایک سے پوچھا کہ اے فلاں کیا ایسا ہی ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے پھر آپ نے دوسرے سے پوچھا بات ایسی ہی ہے؟ تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا جی ہاں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کی (اس بات پر) گواہی لے لی، پھر فرمایا اللہ بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ تم نے اس معاملہ میں میری تائید کی۔ (دار قطنی)

۲۶۸/۶۷ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْاِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِيْ فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَاَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَاَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهٖ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اونٹوں کی چرواہی کیا کرتے تھے جب میری باری آئی تو میں ایک دن شام کے وقت اونٹوں کو واپس لا رہا تھا میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے لوگوں سے بیان فرماتے ہوئے پایا، اور آپ (اس وقت) یہ ارشاد فرما رہے تھے جو مسلمان جو وضو کرے اور اپنے وضو کو اچھی طرح کرے پھر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ دونوں رکعتوں میں اس

لَهُ الْجَنَّةُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کا دل اور اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے تو جنت اس پر واجب ہوگی (مسلم شریف)

۲۶۹/۶۸ وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا ایسا عمل مجھے بتلاؤ کہ جس پر سب سے زیادہ ثواب کی امید قائم کی جا سکے کیونکہ میں نے تمہارے دونوں جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے جس پر ثواب کی امید سب سے زیادہ کی جا سکتی ہو۔ بجز اس بات کے کہ جب کبھی رات کے یا دن کے کسی حصہ میں طہارت (یعنی وضو یا غسل) کرتا ہوں تو اس طہارت سے اللہ تعالیٰ نے میرے حصہ میں جو نمازیں مقدر فرمائی ہیں ان کو ضرور پڑھ لیا کرتا ہوں (یعنی وضو کرنے کے بعد نفل ادا کرتا ہوں)۔ (بخاری شریف)

۲۷۰/۶۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ فِیْ اَثَرِ وُضُوْئِهٖ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَاحِدَةً كَانَ مِنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَمَنْ قَرَاَهَا مَرَّتَیْنِ كَانَ فِیْ دِیْوَانِ الشُّهَدَآءِ وَمَنْ قَرَاَهَا ثَلٰثًا یَحْشُرُهُ اللّٰهُ مَحْشَرَ الْاَنْبِیَآءِ رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو وضو سے فارغ ہونے کے بعد سورہ (اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کا شمار صدیقین میں ہوگا اور جو دو مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کو شہدا کے دفتر میں شریک کیا جائے گا اور جو تین مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ فرمائے گا (دیلمی)

ف: حلبی کا قول ہے کہ اس خصوص میں اس قسم کی کئی روایتیں موجود ہیں جو فضائل اعمال میں قابل قبول ہیں انہی میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضو کے بعد سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ کو پڑھا تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ۱۲

۲۷۱/۷۰ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو چہرہ

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

مبارک کو اپنے کپڑے کے ایک کنارہ سے صاف کر لیتے۔ (ترمذی شریف)

۱۷۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ کَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِرْقَۃٌ یُنَشِّفُ بِھَا اَعْضَاءَہٗ بَعْدَ الْوُضُوْءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ بِالْقَائِمِ وَاَبُوْ مُعَاذٍ الرَّاوِیُّ ضَعِیْفٌ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ فِی الْمِنْدِیْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ قَالَ عَلِیٌّ نِ الْقَارِیُّ لَا یُتَصَوَّرُ اَنْ یَّفْعَلَ مِثْلُ عُثْمَانَ وَاَنَسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ مِّنْ قِبَلِ اَنْفُسِھِمْ شَیْئًا بَلْ فِعْلُھُمْ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ لِلْحَدِیْثِ اَصْلًا وَّالْعَمَلُ بِالْحَدِیْثِ وَلَوْ ضَعِیْفًا اَوْلٰی مِنَ الْعَمَلِ بِالرَّاْیِ وَلَوْ قَوِیًّا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضو کے بعد اعضاء مبارک کو خشک فرما لیا کرتے تھے (ترمذی شریف)

امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ابو معاذ راوی ضعیف ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور ان کے بعد اہل علم کی ایک جماعت نے وضو کرنے کے بعد تولیہ (یعنی اعضائے وضو کو پونچھنے) استعمال کرنے کے بارے میں رخصت دی ہے۔ ملا علی قاری نے کہا کہ حضرت عثمان غنی، حضرت انس اور حضرت حسن بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی کام کریں۔ بلکہ ان کا فعل اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے۔ اور حدیث اگرچہ ضعیف ہی ہو جائے پر عمل کرنے بہتر ہے اگرچہ قوی ہی ہو۔

ف: ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے بعد رومال پیش کیا تو آپ نے اس کو واپس فرمایا اور دست مبارک سے پانی کو پونچھنے لگے۔ اسی بنا پر شوافع کہتے ہیں کہ وضو اور غسل کرنے والے کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ رومال وغیرہ سے اعضاء کو پونچھا نہ کرے۔ لیکن خانیہ میں لکھا ہے کہ احناف کے نزدیک وضو کرنے والے اور غسل کرنے والے کے لیے اعضاء کو کپڑے سے خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اس طرح پونچھا ہے اور یہی صحیح ہے البتہ پونچھنے میں بہت ہی زیادہ نہ کرے۔ چنانچہ شرح کنز اور زیلعی میں مذکور ہے کہ وضو کے بعد کپڑے سے پونچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عثمان حضرت انس، حضرت امام حسن بن علی اور حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پونچھنے کی روایت آئی ہے اور معراج الدرایۃ میں مذکور ہے کہ پونچھنے میں بہت ہی زیادتی نہ کرے بلکہ اس طرح پونچھے کہ اعضاء وضو کے پانی کے علامات باقی رہیں، پونچھنے کے مستحب ہونے کی صراحت مصنف قنیہ نے کی ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رومال واپس فرما دیا وہ خود کسی عذر کے لیے ہو، یا یہ بتلانے کے لیے کہ نہ پونچھنا بھی جائز ہے (ماخوذ از مرقات وغیرہ) ۱۲

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی رضویہ جلد اول میں فرماتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ وضو کرنے کے بعد اعضاء وضو کسی کپڑے یا تولیے کے ساتھ پونچھنے سے وضو کا ثواب جاتا رہتا ہے بالکل غلط ہے بغیر ضرورت کے پونچھنا نہ چاہیے۔ اور امیر و متکبر لوگوں کی طرح اس کی عادت نہ ڈالے۔ تو جس وقت پونچھے تو بالکل ہی خشک نہ کر دے بلکہ کچھ تری بھی اعضائے وضو پر باقی رہنے دے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے اِنَّ الْوُضُوْءَ یُوْزَنُ بِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ کہ وضو کا پانی قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھا جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِثَوْبٍ نَظِیْفٍ فَلَا بَأْسَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَهُوَ اَفْضَلُ لِاَنَّ الْوُضُوْءَ یُوْزَنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ سَائِرِ الْاَعْمَالِ۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وضو کر کے پاکیزہ کپڑے سے پونچھ لے تو کچھ حرج نہیں اور جو ایسا نہ کرے تو یہ بہتر ہے اس لیے کہ قیامت کے دن آب وضو بھی سب اعمال کے ساتھ تولا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وضو یا غسل کے پانی کو کپڑے کے ساتھ پونچھنے کی اس کے سوا احادیث میں نہ تو کوئی ممانعت ہے اور نہ ہی کراہت بیان ہوئی ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعدد احادیث میں اس کا فعل (یعنی کرنا) مروی ہوا ہے۔ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت سلمان فارسی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث میں اعضاء وضو کو کپڑے سے پونچھنے کے متعلق ثبوت ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان چاروں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی احادیث اگرچہ ضعیف مگر تعدد طرق سے اس کا انجبار ہوتا ہے معہذا حلیہ میں فرمایا کہ جب حدیث ضعیف بالاجماع فضائل میں مقبول ہے تو اباحت میں بدرجہ اولیٰ مقبول ہوگی۔ اس کے علاوہ اس مسئلہ میں ایک حدیث حسن قولی بھی موجود ہے جسے امام ابوالمحاسن محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الالمام فی آداب دخول الحمام میں رقم فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا بَأْسَ بِالْمِنْدِیْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ کہ وضو کے بعد رومال سے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں هٰذَا الْاِسْنَادُ لَا بَأْسَ بِهٖ اس حدیث کے اسناد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار فرماتے ہیں اور ہمارے نزدیک اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہی قول امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہوا کہ وضو و غسل دونوں کا اسباب میں ایک ہی حکم ہے بلکہ لبسا اوقات غسل میں کپڑے سے بدن خصوصاً سر پونچھنے کی حاجت بہ نسبت وضو کے زائد ہوتی ہے۔

(رسالہ تنویر القندیل فی اوصاف المندیل مصنفہ امام احمد رضا قادری)

۴۷۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَّكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو فرماتے اور ہم میں سے بعض ایسے تھے کہ جب تک وضو نہ ٹوٹتا تو ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرتے۔ (دارمی)

۴۷۴ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَرَءَيْتَ وُضُوْءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلٰوةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّنْ اَخَذَهٗ فَقَالَ حَدَّثَتْهُ اَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ عَامِرِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اُمِرَ بِالْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوْءُ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرٰى اَنَّ بِهٖ قُوَّةً عَلٰى ذٰلِكَ فَفَعَلَهٗ حَتّٰى مَاتَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا باوضو ہونا یا نہ ہونا، ہر دو حالت میں ہر نماز کے لیے وضو کرنا، اس عمل کو انھوں نے کس سے اختیار کیا ہے؟ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسماء بنت زید بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عبد اللہ بن حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کو ملائکہ نے غسل دیا تھا حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا تھا خواہ وضو سے ہوں یا بے وضو ہوں، اور جب ہر نماز کے وقت وضو کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شاق گذرا تو آپ کو ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ سے اس طرح پابندی وضو کے بارے میں دور کر دی گئی مگر یہ کہ بے وضو ہونے کی صورت میں تو (وضو ضروری ہے) عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ خیال تھا کہ (وضو اور بے وضو ہر دو حالتوں میں ہر نماز کے لیے کرنے کی) ان میں قوت موجود ہے، اس بناء پر وہ مرتے دم تک اس پر عمل کرتے رہے (امام احمد بن حنبل)

۴۷۵ وَعَنْ اَبِيْ غُطَيْفِ نِ الْهُذَلِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الظُّهْرَ فَانْصَرَفَ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْ دَارِهٖ فَانْصَرَفْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا نُوْدِيَ بِالْعَصْرِ

حضرت ابو غطیف ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز ظہر پڑھی اس کے بعد وہ اپنے گھر اپنی نشست گاہ کو واپس ہوئے تو میں بھی آپ

دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مَجْلِسِهٖ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى إِذَا نُوْدِيَ بِالْمَغْرِبِ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهٗ أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوُضُوْءُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ فَقَالَ وَقَدْ فَطِنْتَ بِهٰذَا مِنِّيْ لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ إِنْ كَانَ لَكَافٍ وُضُوْئِيْ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ صَلَوَاتِيْ كُلَّهَا مَا لَمْ أُحْدِثْ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِذٰلِكَ عَشْرَ حَسَنَاتٍ فَفِيْ ذٰلِكَ رَغِبْتُ يَا ابْنَ أَخِيْ

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

کے ساتھ لوٹا، جب عصر کی اذان دی گئی تو آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا، اور وضو فرمایا، پھر آپ گھر سے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا، اور جب مغرب کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو کے لیے پانی طلب کیا اور وضو کیا تو اس پر میں نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہر نماز کے لیے وضو کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میرا ہر نماز کے لیے وضو کرنا سنت نہیں ہے اور مجھے چاہیئے تھا صبح کی نماز کے وضو سے اگر درمیان میں وضو نہ ٹوٹے تو باقی تمام نمازیں پڑھ لوں، ایسا نہیں ہے میرا ہر نماز کے لیے وضو کرنا سنت ہے، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی وضو کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں تو اے بھتیجے اسی ثواب کے لیے میرا یہ عمل ہے (طحاوی شریف)

۴۷۶/۲۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْضَعُ لَهٗ وُضُوْءُهٗ وَسِوَاكُهٗ فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلّٰى ثُمَّ اسْتَاكَ.

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی، جب آپ رات میں بیدار ہوتے تو ضرورت سے فارغ ہوتے اور مسواک کیا کرتے (ابو داؤد شریف)

بَابُ الْغُسْلِ یہ باب غسل کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: ”اور اگر تمھیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو“ (سورۃ مائدہ ۵ آیت ۶)

ف: جنابت سے طہارت کاملہ لازم ہوتی ہے۔ جنابت کبھی بیداری میں دفق و شہوت کے ساتھ انزال سے ہوتی ہے اور کبھی نیند میں احتلام سے جس کے بعد اثر پایا جائے حتیٰ کہ اگر خواب یاد آیا مگر تری نہ پائی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ اور کبھی سبیلین میں سے کسی میں ادخال حشفہ سے فاعل و مفعول دونوں کے حق میں خواہ انزال ہو یا نہ ہو یہ تمام صورتیں جنابت میں داخل ہیں ان سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ بِالتَّشْدِيْدِ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: ”اور ان (عورتوں) سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو جائیں“ (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲)

وَقَوْلُهٗ:
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: ”یا تم نے عورتوں کو چھوا“ (سورۃ نساء ۴ آیت ۴۳)

ف: یعنی تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو تو غسل فرض ہے۔

۴۷۷ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَمْ يُنْزِلْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار شاخوں (یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) میں بیٹھ جائے پھر کوشش کرے یعنی جماع کرے تو اس پر غسل واجب ہوگا اگرچہ منی نہ نکلے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)

ف: چار شاخوں سے مراد عورتوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ بوقت جماع ذکر کے سر کو داخل ہو جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے خلفاء راشدین اور اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے۔ ۱۲

۴۷۸ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی سے پانی واجب ہوتا ہے (یعنی غسل انزال منی سے واجب ہوتا ہے بغیر انزال منی کے جماع کرنے سے غسل لازم نہیں آتا) (مسلم شریف)

قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِ السُّنَّۃِ رَحِمَہُ اللّٰہُ ھٰذَا مَنْسُوْخٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ فِی الْاِحْتِلَامِ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

محی السنۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے کہ منی سے غسل کا وجوب احتلام میں ہے (ترمذی شریف) (یعنی خواب میں جماع کرتے ہوئے دیکھے تو بلا انزال غسل واجب نہیں لہٰذا یہ حکم احتلام کے ساتھ مخصوص ہوگا)

۴۷۹ وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَۃً فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُھِیَ عَنْھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِیُّ وَاَحْمَدُ وَصَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے اور اگر انزال نہ ہو، اور جماع کرے تو غسل واجب نہیں (یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا، پھر اس کی ممانعت کر دی گئی ہے (اس لیے اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو بھی غسل واجب ہے) (ترمذی، ابو داؤد، دارمی اور امام احمد) اور ترمذی نے اس کو صحیح بتایا ہے)

۴۸۰ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ فَھَلْ عَلَی الْمَرْاَۃِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَۃَ وَجْھَھَا وَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَۃُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ فَبِمَ یُشْبِھُھَا وَلَدُھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَایَۃِ اُمِّ سُلَیْمٍ اِنَّ مَآءَ الرَّجُلِ غَلِیْظٌ اَبْیَضُ وَمَآءُ الْمَرْاَۃِ رَقِیْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَیِّھِمَا عَلَا اَوْسَبَقَ یَکُوْنُ مِنْہُ الشَّبَہُ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت مثل مرد جماع کا خواب دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ منی نظر آئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرما کر منہ ڈھانک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا عورت کو بھی احتلام ہوا کرتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے۔ تعجب ہے تم پر اے ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر عورت کو منی نہ ہوتی تو بچہ کس طرح اس کے مشابہ ہوتا (بخاری و مسلم) اور مسلم نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے، اور عورت کی منی پتلی

اور زردتو ان دونوں میں جس کی منی غالب ہو یا سبقت کرجائے بچہ اسی کے مشابہ ہوا کرتا ہے۔

۴۸۱/۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ يَرٰى اَنَّهٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرٰى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِيْهِ مِنَ الْفِقْهِ اِثْبَاتُ الْقِيَاسِ وَاِلْحَاقُ النَّظِيْرِ بِالنَّظِيْرِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے اور اس کو احتلام یاد نہ ہو، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ وہ غسل کرلے اور ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کو احتلام یاد ہو اور تری نہ پائے آپ نے ارشاد فرمایا اس پر غسل واجب نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر عورت کو ایسا اتفاق پیش آئے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں غسل واجب ہے کیونکہ عورتیں (پیدائش اور طبائع میں) مردوں کے مانند ہیں۔ ترمذی اور ابوداؤد البتہ دارمی اور ابن ماجہ نے صرف (لَا غُسْلَ عَلَيْهِ) تک روایت کی ہے، خطابی کا بیان ہے کہ اس حدیث میں قیاس کا اثبات اور ایک نظیر کو دوسری نظیر کے حکم سے الحاق کا ثبوت ملتا ہے۔

۴۸۲/۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهٗ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد کا ختان (ذکر کا سر) عورت کے ختان (فرج کے ابتدائی) حصہ میں سے گزر جائے (اگرچہ کہ انزال نہ ہو) تو غسل واجب ہو گا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا (ترمذی اور ابن ماجہ)

۴۸۳/۷ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب منی تم سے کود کر نکلے تو غسل کر لیا کرو اور امام احمد

لِاَحْمَدَ اِذَا حَذَفْتَ الْمَآءَ فَاغْتَسِلْ وَاِذَا لَمْ يَكُنْ حَاذِقًا فَلَا تَغْتَسِلْ۔

بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ جب منی کو دکر نکلے تو غسل کر لیا کرو اور جب کود کر نہ نکلے تو غسل نہ کرو۔

ف: امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ منی اپنے محل (یعنی مرد کی پشت اور عورت کے سینہ) سے جدا ہوتے وقت شہوت چاہیے۔ پھر اگرچہ بلا شہوت منی نکلے غسل واجب ہو جائے گا مثلاً کسی کو احتلام ہوا اور نظر و فکر سے یا کسی اور طریقہ سے سوائے ادخال سے (یعنی عورت سے ہمبستری کی وجہ سے شہوت کے ساتھ) منی نہ نکلی اور اس نے عضو تناسل کو مضبوط تھام لیا منی کو نکلنے نہ دیا یہاں تک کہ شہوت ختم ہو گئی یا بعض لوگ سانس اوپر چڑھا کر اترتی ہوئی منی کو روک لیتے ہیں یا بعض لوگوں سے شدت ضعف کی بنا پر یا کروٹ بدل لینے کی بنا پر یا اٹھ کر بیٹھنے کی وجہ سے یا پشت پر پانی کا چھینٹا دے لینے کی بنا پر منی رک جاتی ہے۔ غرض کہ کسی طرح شہوت کے وقت اترتی ہوئی منی کو روک لیا یا خود رک گئی پھر جب شہوت جاتی رہی تو اس وقت منی نکلی اس بارے میں امام اعظم امام ابو حنیفہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک غسل واجب ہو جائے گا کہ اترتے وقت شہوت تھی اگرچہ نکلتے وقت نہ تھی امام ابو یوسف کے نزدیک منی کا نکلتے وقت بھی شہوت شرط ہے۔ ہاں جب تک منی اپنے مقام سے خارج نہ ہو گی غسل واجب نہ ہو گا کہ نکلنا ضرور شرط ہے۔

(رسالہ الاحکام والعلل فی اشکال الاحتلام والبلل۔ مصنفہ شاہ احمد رضا قادری)

۴۸۴ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتَ الْمَذِيَّ فَاغْتَسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ وَاِذَا فَضَخْتَ الْمَآءَ فَاغْتَسِلْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَرِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں مجھ سے مذی اکثر نکلا کرتی تھی تو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم مذی کو دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیا کرو، اور نماز کے لیے جس طرح وضو کرتے ہو، ویسا ہی وضو کیا کرو، اور جب تم سے منی کود کر نکلے تو غسل کیا کرو، (اس کی روایت نسائی نے اور امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۴۸۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْسَلُ وَلَا يَغْتَسِلُ اِلٰى فَتْحِ مَكَّةَ ثُمَّ اغْتَسَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِالْغُسْلِ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ فتح ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جماع کے بعد) انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل نہیں فرماتے تھے لیکن فتح مکہ معظمہ کے بعد آپ نے خود بھی غسل کا حکم دیا (اور غسل نہ کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا) (اس کی روایت ابن حبان

نے اپنی معجم میں کی ہے)

۴۸۶ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُوْجِبُ الْمَاءَ إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَغَابَتِ الْحَشَفَةُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ الْأَوْسَطِ وَرَوَى الْإِمَامُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ فِي مُسْنَدِهِ نَحْوَهُ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بروایت والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کسی سائل نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب مرد کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ سے مل جائے اور حشفہ (یعنی ذکر کا سر) غائب ہو جائے تو غسل کو واجب کر دیتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو (اس کی روایت طبرانی نے معجم اوسط میں کی ہے اور امام ابو محمد عبداللہ ابن وہب نے اپنی مسند میں اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۸۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ لِلْجُنُبِ فَرِيْضَةٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَبَرَكَةُ الرَّاوِيْ ضَعِيْفٌ نَقَلَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ عَنِ الْإِمَامِ تَقِيِّ الدِّيْنِ أَنَّهُ قَالَ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَوْصُوْلًا مِنْ غَيْرِ طَرِيْقِ بَرَكَةَ أَيْضًا أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ أَبُوْ بَرَكَةَ الْخَطِيْبُ مِنْ جِهَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَهْدِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنب کے لیے فرض ہے (دارقطنی، بیہقی اور حاکم نے اس کی روایت کی ہے، دارقطنی اور حاکم کا بیان ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور برکہ راوی ضعیف ہے لیکن علامہ عینی نے امام تقی الدین سے اس حدیث کے ضعف کی تحقیق میں) نقل کیا ہے کہ امام موصوف کا بیان ہے کہ حدیث مذکور کی روایت بلا واسطہ برکہ راوی کے طریقہ کے علاوہ اور دیگر طریقوں سے کی گئی ہے جس کو امام ابو برکۃ خطیب نے دارقطنی کی سند سے بیان کیا ہے اور جس کی سند یہ ہے (حدثنا علی بن محمد بن مہران، حدثنا سلیمان المہدی، حدثنا حماد بن سلمۃ، حدثنا سفیان الثوری عن خالد عن ابن سیرین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بہذا الحدیث۔

۴۸۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَأَنَّهُ سُئِلَ عَمَّنْ نَسِيَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ قَالَ لَا يُعِيْدُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ جُنُبًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَى الْإِمَامُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا۔ کیا وہ (نماز کا اعادہ کرے؟ آپ نے جواب دیا ہاں اگر وہ جنب ہو تو نماز لوٹائے، اس لیے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے (اس کی روایت

بیہقی نے کی ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے)

۴۸۹/۳ وَعَنْهُ قَالَ إِذَا نَسِيتَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَعِدْ صَلٰوتَكَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول جاؤ اور تم حالت جنابت میں ہو تو اپنی نماز کو لوٹاؤ (اس کی روایت عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے)

ف: درمختار میں لکھا ہے سُنَّتُهُ الْمُبَالَغَةُ بِمُجَاوَزَةِ الْمَارِنِ بِغَيْرِ الصَّائِمِ اِسَالَةُ الْمَاءِ عَلٰى ظَاهِرِ الْبَدَنِ۔ غسل جنابت کے لیے جنبی (مرد و عورت) کو اپنے ظاہر جسم پر پانی بہانا اور قطرات پانی کا پورے جسم پر بہہ جانا ضروری ہے سوائے روزہ دار کے کہ وہ غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانے کا مبالغہ نہ کرے۔ لوگ دوران غسل دو قسم کی بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن کی بنا پر غسل نہیں ہوتا آدمی پلید کا پلید رہتا ہے نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ اولاً غسل بالفتح کے معنی سے ناواقفی کی بنا پر لوگ پانی جسم پر تیل کی طرح چپڑ لیتے ہیں یا ہاتھ بھگو کر جسم پر پھیر لیتے ہیں حالانکہ اسے مسح کہتے ہیں غسل یعنی دھونا نہیں کہتے۔ غسل میں تقاطر اور پانی کا بہنا ضروری ہے۔ جب تک ایک ایک عضو اور ذرے پر پانی بہتا ہوا نہ گزرے گا غسل ہرگز نہ ہوگا درمختار میں ہے غُسْلٌ اَیْ اِسَالَةُ الْمَاءِ مَعَ التَّقَاطُرِ غسل یہ ہے کہ پانی کا قطروں کی صورت میں جسم پر بہہ جانا۔

دوسری بے احتیاطی دوران غسل لوگ یہ کرتے ہیں کہ پانی جسم پر اس طریقے سے بہاتے ہیں کہ بعض اعضاء بالکل خشک رہ جاتے ہیں یا بھیگے ہاتھ کی تری ان اعضاء پر پھیر لیتے ہیں۔ ان کے خیال میں شاید پانی میں ایسی کرامت ہوتی ہے کہ وہ خود ہی ہر عضو ہر موضع اور ہر ذرہ ہر بال کی جڑ میں بہہ جائے اس میں بندے کو کچھ احتیاط خاص کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ حالانکہ ظاہری جسم میں بے شمار جگہیں ایسی ہیں کہ وہاں جسم کی ایک سطح دوسرے جسم سے چھپ گئی ہے یا پانی کی گزرگاہ سے جدا واقع ہے کہ بغیر احتیاط اور توجہ کے پانی اس عضو سے گذر ہی نہیں سکتا۔ اور حکم یہ ہے کہ اگر ایک ذرہ بھر جگہ یا کسی بال کی نوک بھی پانی بہنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا نہ صرف غسل بلکہ لوگ تو وضو میں بھی ایسی ہی بے احتیاطیاں کرتے ہیں کہیں ایڑیوں پر پانی نہیں بہتا کہیں کہنیوں پر کہیں پیشانی سوکھی رہ جاتی ہے۔ کہیں کانوں کے پاس کنپٹیوں پر پانی نہیں بہتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وضو و غسل کے ان مسائل و مواضع پر جن کی لوگ احتیاط نہیں کرتے مستقل ایک رسالہ تبیان الوضوء کے نام سے تحریر کیا ہے۔ غسل کرتے وقت مرد و عورت کے لیے بائیس ایسی جگہیں جنکی احتیاط نہایت ہی لازمی ہے۔ اکثر لوگ ان سے غافل ہیں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جلد اص ۱۰۸)

۴۹۰/۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِي الْاَنْفِ اَيْضًا شُعُوْرٌ فَيَفْتَرِضُ غَسْلُهٗ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْضًا وَقَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ اِنَّ الْبَشَرَةَ مَا ظَهَرَ مِنَ الْبَدَنِ فَفَرْضِيَّةُ الْمَضْمَضَةِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْضًا لِاَنَّ الْفَمَ مِنْ ظَاهِرِ الْبَدَنِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لیے تم بالوں کو (اس طرح) دھویا کرو کہ (بالوں کے نیچے تک پانی پہنچ جائے) اور بدن کو (اس طرح) پاک و صاف کیا کرو کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہنے پائے (ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ)۔

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ناک میں بھی بال ہوا کرتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک میں پانی لینا بھی فرض ہے اور اہل لغت کا بیان ہے کہ بشرہ میں بدن کا تمام ظاہری حصہ داخل ہے اس طرح اس حدیث سے غسل جنابت میں کلی کرنے کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ منہ ظاہر بدن میں داخل ہے۔۱۲

۴۹۱/۱۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاْسِيْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاْسِيْ ثَلَاثًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَفِي التَّلْخِيْصِ الْحَبِيْرِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَالْحَدِيْثُ حَسَنٌ فَيُقَوّٰى بِهٖ حَدِيْثُ التِّرْمِذِيِّ السَّابِقُ مَعَ اَنَّ الضُّعْفَ فِيْهِ اِنَّمَا هُوَ فِيْ اِسْنَادِ التِّرْمِذِيِّ دُوْنَ اِسْنَادَيْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَوٰى اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يُكَرِّرَا فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاْسِيْ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی کہ اس کو نہ دھویا ہو تو اس کو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہو گیا۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہو گیا اس جملہ کو تین بار فرمایا (یعنی غسل میں سر کے بالوں کے نیچے تک پانی نہ پہنچنے کی وعید سن کر میں نے اپنے سر کے بالوں سے دشمن جیسا معاملہ کیا جس طرح ایک دشمن دوسرے دشمن کو مار ڈالتا ہے، اسی طرح میں نے اپنے سر کے بال مونڈھ دیئے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت صحت کی علامت ہے اور تلخیص حبیر میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے امام ترمذی کی سابق حدیث کو اس کے ساتھ تقویت دی جائے گی باوجودیکہ اس میں پایا جانے والا ضعف ترمذی کی سند میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں سندوں میں نہیں ہے۔

امام احمد اور دارمی نے اس کی مثل روایت کی ہے مگر ان دونوں نے فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي کا دوبارہ ذکر نہیں کیا۔

ف: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سر منڈوایا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تینوں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سر میں بال رکھتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل رخصت اور اجازت پر محمول ہوگا خلاصہ یہ کہ تمام سر کا منڈوانا مستحب اور تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہوگا لیکن اس بحث سے حج کا مسئلہ خارج ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ احکام حج سے فراغت کے بعد سر کا منڈوانا سنت ہے۔ ۱۲

۴۹۲ /۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِيْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْ اٰخِرِهِ فَإِذَا فَرَغَ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت کیا کرتے تو (یوں) شروع فرماتے کہ دونوں ہاتھوں کو (گٹوں تک) دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھوتے، اور پھر ایسا وضو فرماتے جیسا کہ نماز کے لیے کیا جاتا ہے، پھر پانی لے کر پانی کو اپنی انگلیوں کے ذریعہ بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے اور جب یقین ہو جاتا کہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ چکا ہے تو تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پاؤں کو دھو لیتے تھے (مسلم شریف) اور ابوداؤد طیالسی نے بھی اس کی روایت اسی طرح کر کے یہ اضافہ کیا ہے کہ جب فارغ ہو جاتے تو دونوں پاؤں دھو لیتے تھے۔

۴۹۳ /۱۷ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَّيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ مَرَافِغَهُ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَإِذَا أَنْقَاهُمَا أَهْوٰى بِهِمَا إِلٰى حَائِطٍ ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوُضُوْءَ وَيُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى رَأْسِهِ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے شروع فرماتے یعنی ہاتھوں کو گٹوں تک دھو لیتے، پھر جسم کے ان حصوں کو دھوتے جہاں عموماً میل جمع ہوا کرتا ہے (یعنی اطراف شرم گاہ چڈا اور بغل اور ران پر) پانی بہاتے اور جب اچھی طرح دھو لیتے تو دیوار پر ہاتھوں کو رگڑتے پھر وضو فرماتے اور اپنے سر پر پانی بہاتے۔ ابوداؤد شریف

۴۹۴ ۱۸ وَعَنْهَا قَالَتْ لَئِنْ شِئْتُمْ لَأُرِيَنَّكُمْ أَثَرَ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کے نشانات بتلا دوں جہاں آپ غسل جنابت کے وقت دیوار پر رگڑتے تھے (ابو داؤد شریف)

۴۹۵ ۱۹ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ حیض کا غسل کس طرح کیا کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غسل کا طریقہ بتلایا (تفصیل وار بتلایا) پھر فرمایا کہ مشک میں یا کسی اور خوشبو میں بسایا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرنی چاہیے (دوسری حدیث میں ممسکہ کے لفظ سے جس کے معنی "مشک میں بسایا ہوا" کے ہیں اسی کی تائید ہوتی ہے) اس عورت نے پوچھا کہ میں کس طرح اس سے پاکی حاصل کروں آپ نے ارشاد فرمایا اس سے پاکی حاصل کرو پھر اس نے پوچھا کہ میں اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے پاکی حاصل کرو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ) میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس خوشبودار کپڑے کو خون کے اثرات اور نشانات کے مقام پر مل لینا چاہیے (بخاری ومسلم)

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں استنباط احکام کے بیان میں کہا ہے کہ اس حدیث میں اس چیز کی دلیل ہے کہ حیض و نفاس سے فارغ ہو کر غسل کرنے والی عورت کے لیے مستحب ہے کہ اس کے بدن کے جن جگہوں کو خون لگا تھا ان پر خوشبو لگائے اور محاملی نے کہا کہ خوشبو لگانے سے جلد حمل قرار پاتا ہے اور بہت جلد بدبو دور ہوتی ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ خوشبودار کپڑا کب استعمال کیا جائے؟ بعضوں نے کہا کہ غسلِ حیض یا نفاس کے بعد استعمال کیا جائے۔ اور دوسروں نے کہا ہے کہ غسل کے پیشتر استعمال کیا جائے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ایسے کپڑے سے خوشبودار کرے جس کو مشک یا کسی اور خوشبو میں بسایا گیا ہو اور غسل کے بعد اس خوشبودار کپڑے کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے اور نفاس والی عورت کے لیے بھی

یہی مستحب ہے ۱۲۔

۴۹۶ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ
۲۰ اللّٰهِ إِنِّيْ امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِيْ أَفَأَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے سر کے بالوں کی چوٹیوں کو خوب مضبوط گوندھتی ہوں کیا غسل جنابت کے وقت ان کو کھول دیا کروں؟ تو فرمایا نہیں تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی اس طرح ڈالو کہ (پانی بالوں کی جڑوں تک اچھی طرح پہنچ جائے) پھر باقی بدن پر پانی بہا کر اس طرح پاک ہو جایا کرو (کہ جسم میں بال برابر جگہ بھی خشک رہنے نہ پائے) (مسلم شریف)

ف: عورتوں کے سر کے بال اگر گوندھے ہوئے ہوں اور وہ بوقت غسل اپنے سر کے بالوں پر اس طرح پانی ڈالیں کہ بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر ہو چکی ہوں تو ایسی صورت میں عورتیں اپنے بالوں کو نہ کھولیں، اگر یہ معلوم ہے کہ بالوں کو کھولے بغیر جڑیں تر نہ ہوں گی تو پھر بالوں کا کھولنا ضروری ہے بخلاف مردوں کے کہ وہ بوقت غسل اپنے سر کے بال ضرور کھول لیا کریں۔ ۱۲

۴۹۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِذَا اغْتَسَلَتِ
۲۱ الْمَرْأَةُ مِنْ جَنَابَةٍ فَلَا تَنْقُضْ شَعْرَهَا وَلٰكِنْ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلٰى أُصُوْلِهٖ وَتَبُلُّهٗ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب عورت غسل جنابت کرے تو وہ اپنے سر کے بال نہ کھولے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی بہائے اور جڑوں کو تر کرے (دارمی)

۴۹۸ وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ
۲۲ تُصِيْبُهَا الْجَنَابَةُ وَرَأْسُهَا مَعْقُوْصٌ تَحُلُّهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَصُبُّ رَأْسَهَا الْمَاءَ صَبًّا حَتّٰى تُرْوِيَ أُصُوْلَ الشَّعْرِ۔

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا کہ جس کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آگئی ہو اور اس کے سر کی چوٹیاں گوندھی ہوئی ہوں تو کیا وہ اسے کھول دیں؟ عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ وہ سر پر اچھی طرح پانی ڈالے کہ جس سے اس کے سر کے بالوں کی جڑیں خوب بھیگ جائیں (دارمی)

۴۹۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
۲۳ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلٰى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک (یعنی ایک سیر مقدار) پانی سے وضو اور ایک صاع (یعنی ۴ سیر) سے لے کر پانچ مد (یعنی ۵ سیر پانی سے) غسل فرمایا

کرتے۔ (بخاری و مسلم)

ف: امام اہلسنت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مد اور صاع کی عمدہ اور نفیس تحقیق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو شریف کی کیفیت اپنے رسالہ بَارِقُ النُّوْرِ فِی مَقَادِیْرِ مَاءِ الطُّهُوْرِ میں بیان فرمائی ہے۔ اس مسئلہ کے لیے یہ نہایت ہی بہترین اور بے مثال رسالہ ہے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سیر مقدار پانی سے وضو اور ۴ سیر سے لے کر ۵ سیر مقدار پانی سے غسل فرمایا کرتے، اس کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ نے رد المحتار میں بحوالہ حلیۃ یہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ وضو اور غسل میں پانی کی مقدار کے متعلق بہت سے علماء نے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ وضو اور غسل میں پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے البتہ ظاہر الروایۃ میں وضو میں کم سے کم پانی کی مقدار ایک سیر اور غسل میں ۴ سیر سے لے کر ۵ سیر جو بیان کی گئی ہے وہ بخاری اور مسلم کی اسی زیر بحث حدیث کی بنا پر ہے۔ لیکن یہ ایسی مقدار نہیں کہ جس کی پابندی لازمی ہے بلکہ یہ وضو اور غسل کی کم سے کم مسنون مقدار ہے۔ چنانچہ بحر میں لکھا ہے کہ جس کسی کا وضو یا غسل اس سے کم مقدار پانی سے پورا ہو جاتا ہے تو اس مقدار سے کم سے اس کا وضو یا غسل جائز ہے اور اگر یہ مقدار اس کے لیے کافی نہیں تو وہ اس مقدار سے زیادہ پانی استعمال کر سکتا ہے۔ کیونکہ انسانوں کی طبیعتیں اور احوال مختلف ہوا کرتے ہیں۔ بدائع اور امداد اور دیگر کتابوں میں یہی توضیح مذکور ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پانی کے استعمال میں اسراف نہیں ہونا چاہیے جہاں تک ہو سکے پانی کافی احتیاط سے استعمال کیا کریں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں اسی احتیاط کو عملاً کر کے دکھایا ہے (یہ پورا مضمون رد المحتار شامی سے لیا گیا ہے۔ ۱۲)

۵۰۰/۲۴ وَعَنْ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ أُتِيَ مُجَاهِدٌ بِقَدَحٍ حَزَرْتُهُ ثَمَانِيَةَ أَرْطَالٍ فَقَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هٰذَا۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت موسیٰ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بڑا برتن لایا گیا۔ میں نے اس کے متعلق اندازہ کیا کہ اس میں آٹھ رطل (یعنی ۴ سیر) کی گنجائش تھی، پھر کہا کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس برتن بھر پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے (نسائی شریف)

۵۰۱/۲۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُ فِي الْوُضُوْءِ رِطْلَانِ مِنْ مَّاءٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں دو رطل (یعنی ایک سیر) پانی کافی ہے

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ترمذی شریف)

۵۰۲/۲۶ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَيُبَادِرُنِيْ حَتّٰى اَقُوْلَ دَعْ لِيْ دَعْ لِيْ قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت معاذۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو ہمارے درمیان میں رکھا جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی لینے میں جلدی فرماتے تھے تو میں کہتی تھی کہ میرے لیے چھوڑ دیجئے، میرے لیے چھوڑ دیجئے ام المومنین فرماتی ہیں دونوں جنابت کی حالت میں ہوتے تھے جس کے لیے غسل کرتے تھے (بخاری و مسلم)

۵۰۳/۲۷ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے (پہلے کئے ہوئے وضو پر اکتفا فرماتے تھے) (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) (اور اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں)

۵۰۴/۲۸ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ يَجْتَزِئُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل جنابت میں سر مبارک کو خطمی سے (جو ایک قسم کی خوشبودار بوٹی ہے) دھو لیا کرتے تھے اور آپ اسی پر اکتفا فرماتے اور اس پر اور پانی نہ ڈالتے (یعنی خطمی کے نکالنے کے لیے جس پانی کو سر پر ڈالتے اسی پر کفایت فرماتے اور نہاتے وقت سر دھونے کے لیے مزید پانی استعمال نہیں فرماتے) (ابوداؤد شریف)

۵۰۵/۲۹ وَعَنْ يَعْلٰى قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ

حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میدان میں (برہنہ) غسل کر رہا ہے تو آپ منبر پر چڑھے اور بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے حد حیا والے ہیں اور بہت پردہ پوش ہیں، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص

رِوَايَتِهٖ قَالَ إِنَّ اللهَ سِتِّيْرٌ فَاِذَا أَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ -

غسل کرے تو پردے میں کیا کرے (ابوداؤد و نسائی) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہایت پردہ پوش ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کرنا چاہے تو کسی چیز سے پردہ کرلے

۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ أَجْزَأَكَ - (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا کہ میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی، اس کے بعد دیکھا کہ ناخن برابر جگہ چھوٹ گئی ہے جہاں پانی نہیں پہنچا ہے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس جگہ پر (غسل کے وقت) بھیگا ہوا ہاتھ جس سے پانی ٹپکتا ہو) پھیر لیتے تو کافی تھا اور غسل ہو جاتا چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لیے اس جگہ کا دھو لینا اور نماز کا لوٹانا ضروری ہے (ابن ماجہ شریف)

ف: غسل جنابت میں ناخن برابر بھی جگہ دھونے اور پانی بہنے سے رہ جائے تو غسل نہ ہوگا اس کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً ستر جگہیں بیان کی ہیں کہ لوگ دوران غسل و وضو جسم میں ان کی احتیاط نہیں کرتے جس سے ان کا غسل نہیں ہوتا اور وہ ناپاک ہی رہتے ہیں نہ نمازیں ہوتی ہیں نہ کوئی اور عبادت۔ ان ستر میں سے تیس مواضع احتیاط کو اعلیٰ حضرت رحمہ الباری نے وضو کے مسائل میں بیان کیا ہے اور چالیس مواضع احتیاط کو غسل کے مسائل میں بیان کیا ہے چند مواضع بیان کیے جاتے ہیں۔ بقیہ کے لیے فتاویٰ رضویہ جلد ۱ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) سر کے بال کہ گوندھے ہوں ہر بال کی جڑ سے نوک تک پانی بہنا۔

(۲) کانوں اور ناک کے سوراخ جن کو عورتیں چھدوا کر زیورات پہنتی ہیں دوران غسل و وضو ان کو ہلا کر ان میں پانی بہنا کیونکہ وہ سوراخ اب ظاہر بدن کے حکم میں ہیں۔ ہاں اگر وہ سوراخ بند ہو چکے ہیں تو پھر ان میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) بھنوؤں کے نیچے کی کھال اگرچہ بال کیسے ہی گھنے کیوں نہ ہوں

(۴) کان کا ہر پرزہ اس کے سوراخ کا منہ۔

(۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہانا۔

(۶) غرغرہ کرنا یعنی کلی اس طرح کرنا کہ حلق تک پانی لے جائیے اگر روزے کی حالت میں پانی حلق سے نیچے اترنے کا احتمال ہو تو پھر صرف کلی کرے۔

(۷) ناک میں پانی ڈالنا ناک کی ہڈی تک۔ اگر روزے کی حالت میں دماغ تک پانی پہنچنے کا احتمال ہو تو پھر ناک میں ہڈی سے نیچے تک پانی ڈالے۔ ناک میں کوئی میل کچیل پھنسی ہے تو دوران غسل اس کا چھڑوانا ضروری ہے۔

(۸) منہ میں داڑھوں کے پیچھے زبان کے اوپر نیچے تالو کے ساتھ منہ کی سب جگہوں پر اچھی طرح پانی بہانا فرض ہے۔

(۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز جمی ہے گوشت، روٹی یا کوئی اور چیز دانتوں کے درمیان پھنسی ہے اسے چھڑوانا بھی ضروری ہے۔

(۱۰) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ منہ اٹھائے بغیر صحیح نہ دھلے گا۔

(۱۱) بغلیں ہاتھ اٹھائے بغیر صحیح نہ دھلیں گی۔

(۱۲) بازو کا ہر پہلو ہر جوڑ

(۱۳) پیٹھ کا ہر ذرہ

(۱۴) پیٹ وغیرہ کی بلیٹیں اٹھا کر دھوئیں۔ بڑی توند والا پیٹ کو نیچے سے اٹھا کر صحیح طور پر پانی بہائے۔

(۱۵) ناف میں انگلی ڈال کر دھونا جبکہ خود بخود پانی نہ پہنچتا ہو۔

(۱۶) جسم کا کوئی رونگٹا کھڑا نہ رہ جائے۔

(۱۷) ران، گھٹنے اور پاؤں کا جوڑ۔

(۱۸) دونوں سُرین ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں تو دونوں میان کی جگہ کو اچھی طرح دھونا۔

(۱۹) رانوں کی گولائی پنڈلیوں کی کروٹیں اچھی طرح دھونا۔

(۲۰) مونچھوں کے نیچے کی کھال اگرچہ گھنی ہو۔

(۲۱) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک

(۲۲) مرد و عورت کے دونوں شرمگاہوں کے درمیان کی جگہ اچھی طرح دھونا

(۲۳) جس مرد کا ختنہ نہیں ہوا تو اس پر لازم اور ضروری ہے کہ اگر حشفہ کی کھال اوپر چڑھ سکتی ہے تو کھال کو اوپر چڑھا کر حشفہ کو دھوئے ورنہ وہ پلید ہی رہے گا۔

(۲۴) عورتوں یا مردوں کی ڈھلکی ہوئی پستان اوپر اٹھا کر نیچے سے دھونا فرض ہے۔

(۲۵) پستان و شکم کے درمیان کی جگہ دونوں پستانوں کے درمیان کی جگہ

(۲۶) فرج خارج کے ہر گوشے ہر پرزے کا خیال لازم رکھا جائے۔ ہاں فرج داخل میں انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں ہے۔ یہ مواضع احتیاط ہیں جن کی ہر مرد و عورت کو دوران غسل احتیاط لازم ہے۔ ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

("تبیان خلاصۃ الوضو" اعلیٰ حضرت امام احمد رضا)

۵۰۷ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ فَقَالَ إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَاغْسِلُوْهُ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیشاب لگ جانے کے متعلق سوال کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تم کو کچھ پیشاب لگ جائے تو اس

وَقَالَ فِي التَّلْخِيصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَفِي حَدِيثِ غَسْلِ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي تَضْعِيفِهِ۔

کو دھو ڈالو، اس لیے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عذاب قبر اس کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور تلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند ہے اور وہ حدیث کہ جس کی سند میں ایوب بن جابر ہیں جس میں کپڑے کو پیشاب لگ جانے پر ایک دفعہ دھونے کا ذکر ہے ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

ف: ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑے کو پیشاب لگ جانے سے ایک دفعہ دھو لینا چاہیے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے موافق ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ کپڑا ایک دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ پانی پاک کرنے والا ہے جب پانی ایک دفعہ استعمال کر لیا جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ جس طرح بدن بھی نجاست حکمیہ سے ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ کپڑا اتنا دھویا جائے کہ گمانِ غالب اس کے پاک ہونے کا ہو جائے اور گمانِ غالب کے حصول کی مقدار تین دفعہ دھونا بتلایا ہے، وجہ یہ ہے کہ بار بار دھونے سے نجاست خارج ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ نیند سے بیدار ہونے والے کے متعلق جو حدیث وارد ہوئی اس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صراحت ہے کہ آپ نے نجاست موہومہ کے بارے میں تین دفعہ دونوں ہاتھوں کے دھونے کا حکم فرمایا لہذا اگر حقیقی نجاست ہو تو تین دفعہ دھونے کا حکم بطور اولیٰ ہوگا اور ہمارے مذہب حنفی کے ظاہر الروایۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ہر دفعہ نچوڑنا ضروری ہے اس لیے کہ نچوڑنے سے ہی نجاست خارج ہو جاتی ہے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ جب تم نے تین دفعہ دھو لیا اور تیسری دفعہ دھو کر نچوڑ لیا تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (ماخوذ از مرقات و مستخلص) ۱۲۔

بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهٗ

(باب جنبی کیساتھ اختلاط[له] کے بیان میں اور ان چیزوں کے بیان میں جو اس کیلئے مُباح یعنی جائز ہیں)

له: اختلاط سے بیٹھنا، کلام کرنا، مصافحہ کرنا اور اسی قسم کے معاملات مراد ہیں، اور مباح سے مراد کھانا پینا اور نیند وغیرہ ہیں۔ ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اسے (یعنی قرآن کو) نہ چھوئیں مگر باوضو"
(سورۃ واقعہ ۵۶ پ۲۷ آیت ۷۹)

ف: جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ عورت یا نفاس والی ان میں سے کسی کو قرآن مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں۔ بے وضو کو اگر قرآن شریف کا کچھ حصہ زبانی یاد ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بے غسل اور حیض و نفاس والی کو پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ پاک صاف نہ ہو جائیں (حاشیہ خزائن العرفان ترجمہ کنز الایمان)

۵۰۸ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰى اَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی، اور میں اس وقت جنبی تھا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ ہو لیا یہاں تک کہ ایک مقام پر بیٹھ گئے تو میں چپکے سے نکل گیا اور اپنے مقام پر پہنچا اور غسل کرکے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں گئے تھے میں نے آپ سے اپنے غسل کرنے کا حال بیان کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے سبحان اللہ فرمایا کہ مومن تو ناپاک ہوتا ہی نہیں (یہ الفاظ بخاری شریف کے ہیں اور مسلم نے بھی اسی طرح معناً روایت کی ہے) البتہ مسلم میں یہ زائد ہے کہ آپ سے میری ملاقات ایسی حالت میں ہوئی تھی کہ میں جنبی تھا تو میں نے اچھا نہیں جانا (یعنی میں نے ناپسند سمجھا) کہ آپ کے پاس بلا غسل بیٹھوں (اور بخاری کی دوسری روایت

بھی اسی طرح ہے)

ف : اس حدیث میں ارشاد ہے کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جنابت نجاستِ حکمی ہے جس کا حکم شارع علیہ السلام نے دیا ہے اور غسل اس پر واجب کیا ہے، اس لیے جنابت کی وجہ سے حقیقتاً مسلمان اور مومن نجس نہیں ہو جاتا اور اسی لیے جنبی کا پسینہ اور جھوٹا اور اس سے معانقہ اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ جائز ہے (لمعات) ۱۲

۵۰۹/۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِئُ بِي قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل جنابت فرماتے، پھر آپ غسل جنابت کرنے سے قبل گرمی حاصل کرنے کی خاطر مجھ سے چمٹ جایا کرتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا بدن پاک ہے) (ابن ماجہ) اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور مصابیح کے الفاظ سے شرح السنۃ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

۵۱۰/۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو رات میں غسل جنابت کی ضرورت درپیش ہو جاتی ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لیا کرو۔ اور اپنے عضو مخصوص کو دھو کر سو جایا کرو (بخاری و مسلم)

۵۱۱/۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصِيْبُ مِنْ اَهْلِهِ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً فَاِنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَادَ وَاغْتَسَلَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ اِمَامِنَا اَبِي حَنِيْفَةَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَالنَّوَوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ وَرَوَى اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیوی سے جماع کرتے پھر سو جایا کرتے تھے اور پانی چھوتے نہ تھے اور اگر آخر شب میں بیدار ہوتے تو پھر جماع کرتے اور غسل فرماتے (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی ہے اور بیہقی اور نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۱۲/۵ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَجَعَ مِنَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

الْمَسْجِدِ صَلَّى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ مَالَ إِلَى فِرَاشِهِ وَإِلَى أَهْلِهِ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَضَاهَا ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْأَتِهِ وَلَا يَمَسُّ الْمَاءَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ مِثْلَهُ۔

تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد سے واپس ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو جتنی نمازیں منظور ہوتیں ان کو ادا فرماتے پھر اپنے بستر اور اپنی بیوی کی جانب مائل ہو جاتے تھے اور اگر حاجت (یعنی جماع کرنا ہوتا تو اس سے فارغ ہو جاتے) پھر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سو جاتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ، ابن جریر، عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۱۳ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْنُبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنبی ہو ہو جاتے تھے پھر سو جاتے پھر بیدار ہوتے اور پھر سو جاتے (امام احمد)

۵۱۴ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنبی ہوتے اور آپ کھانے اور سو جانے کا ارادہ فرماتے تو آپ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرتے تھے (بخاری و مسلم)

۵۱۵ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ وَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ وَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ طَعِمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ صَحِيْحٌ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے وضو کی طرح سونے سے قبل وضو فرما لیا کرتے تھے اور جب حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو دونوں گٹوں تک ہاتھوں کو دھو لیا کرتے اور کلی کرتے پھر تناول فرماتے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

۵۱۶ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ رَوَاهُ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ وضو فرما لیا کرتے تھے اور جب آپ کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو

النَّسَائِیُّ وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھولیا کرتے، پھر کھاتے یا پیتے تھے (نسائی) اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۱۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو آپ گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو دھولیا کرتے تھے۔ (طحاوی شریف)

۵۱۸ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ شَرِبَ أَوْ أَكَلَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَصْحَابُنَا فَظَهَرَ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَأْكُلَ الْجُنُبُ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَأُحِبُّ إِلَيْهِمْ أَنْ يَتَوَضَّأَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت جنابت میں کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو آپ دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھولیا کرتے اور کلی فرماتے پھر پیتے یا کھاتے (اس کی روایت عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے) حضرات احناف نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جنبی کے لیے اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ حالتِ جنابت میں بغیر وضو کے کھائے اور پیئے یا سو جائے، البتہ جنبی کے لیے مستحب ہے کہ وہ وضو کرے، جس نے وضو کر لیا تو اچھا کیا اور جس نے وضو نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ف: جنبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ غسل کرے ورنہ وضو تو ضرور کرے کیونکہ احادیث میں آتا ہے جس گھر میں جنبی ہو ملائکۂ رحمت اس میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث سے ائمہ مجتہدین نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لَا بَأْسَ بِأَكْلٍ وَشُرْبٍ بَعْدَ مَضْمَضَةٍ وَغَسْلِ يَدٍ وَأَمَّا قَبْلَهَا فَيُكْرَهُ لِلْجُنُبِ۔ کلی کر لینے اور ہاتھ دھو لینے کے بعد کھانا پینا جنبی کے لیے جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت مالک بن عمارہ غافقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حاجت غسل میں کھانا تناول فرمایا انہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا ذکر کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا اعتبار نہ آیا انہیں کھینچتے ہوئے بارگاہ نبوی میں لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں کہ حضور انور نے بحالت جنابت کھانا تناول فرمایا ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأْتُ اَكَلْتُ وَشَرِبْتُ وَلٰكِنِّيْ لَا اُصَلِّيْ وَلَا اَقْرَءُ حَتّٰى اَغْتَسِلَ فرمایا ہاں میں وضو فرمالوں تو کھاتا پیتا ہوں مگر قرآن و نماز بغیر نہالے کے نہیں پڑھتا ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۴۱۔ مصنفہ امام احمد رضا القادری)

۵۱۹/۱۲ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوْءًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے پھر دوبارہ اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرتا ہو تو وہ ہر دو جماع کے درمیان وضو کرے (مسلم شریف)

۵۲۰/۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُوْدُ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جماع کرتے تھے پھر دوبارہ جماع کرتے اور وضو نہیں فرماتے تھے (طحاوی شریف)

۵۲۱/۱۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ اَنْ لَّا بَأْسَ اَنْ يَّعُوْدَ قَبْلَ اَنْ يَّتَوَضَّأَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفا فرماتے تھے (مسلم شریف) اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور اہل علم میں بہت سے حضرات نے ایسا ہی کہا ہے جن میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ جماع کے بعد وضو کئے بغیر دوبارہ جماع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۵۲۲/۱۵ وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَائِهٖ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهٖ وَعِنْدَ هٰذِهٖ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَجْعَلُهٗ غُسْلًا وَّاحِدًا اٰخِرًا قَالَ هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ رَوَاهُ

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن اپنی بیبیوں میں ہر ایک کے ساتھ جماع فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کے پاس غسل فرماتے جاتے تھے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں آپ آخر

أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ قَالَ الْعَلَّامَةُ الشَّامِيُّ فَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ أَنَّ الْمُعَاوَدَةَ مِنْ غَيْرِ وُضُوْءٍ وَلَا غُسْلٍ بَيْنَ الْجِمَاعَيْنِ أَمْرٌ جَائِزٌ وَأَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يَتَخَلَّلَهَا الْغُسْلُ أَوِ الْوُضُوْءُ.

میں ایک ہی غسل پر اکتفا نہیں فرماتے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ الگ الگ غسل کرنا زائد صفائی زائد بہتری اور زائد پاکی ہے (امام احمد اور ابوداؤد) (اور اس کی اسناد صحیح ہے)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان وضوء نہ کرنا اور غسل نہ کرنا جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان میں غسل یا وضو کر لیا جائے

۵۲۳/۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حالت میں (خواہ جنبی ہوں یا بے وضو) اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے (مسلم شریف)

۵۲۴/۱۷ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو (بغیر وضو کئے) ہم کو قرآن پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے (اس سے معلوم ہوا کہ بے وضو زبانی سے قرآن کا پڑھنا جائز ہے، ہاں بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے) اور آپ کو قرآن پڑھنے میں جنابت کے سوا کوئی اور چیز مانع نہیں ہوتی تھی (ابوداؤد و نسائی) (اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۲۵/۱۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن کو تھوڑا یا بہت کچھ بھی نہ پڑھے (ترمذی شریف)

ف : حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن کی آیت یا جزء آیت کا (تلاوت کی نیت سے) پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ حدیث میں "شَيْئًا" کا لفظ آیا ہے البتہ معلمہ بحالت حیض قرآن کو ایک ایک کلمہ کر کے پڑھا سکتی ہے جو اس حدیث کے حکم میں داخل نہیں ہے ایسا ذکر یا دعا کی نیت سے اگر قرآن کی کوئی آیت یا جزء آیت پڑھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ بھی اس حدیث کے حکم میں شامل نہیں ہو گا۔ ۱۲

۵۲۶ (۱۹) وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّاَ ثُمَّ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ حَتّٰى تَوَضَّاَ وَقَالَ فَلَمَّا تَوَضَّاَ رَدَّ عَلَيْهِ۔ قَالَ عُلَمَاءُنَا فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّ الْوُضُوْءَ لِمُطْلَقِ الذِّكْرِ مَنْدُوْبٌ وَتَرْكُهٗ خِلَافُ الْاَوْلٰى وَهُوَ مَرْجِعُ كَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ۔

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے وضو فرما لینے تک سلام کا جواب نہیں دیا اس کے بعد آپ نے ان سے عذر بیان کیا اور فرمایا میں نے بغیر وضو کے ذکر الٰہی پسند نہیں کیا (ابوداؤد شریف) اور نسائی نے حتی توضأ (یعنی آپ نے وضو کیا) تک روایت کی ہے اور اپنی سند میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مہاجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کے بعد سلام کا جواب دیا۔

ہمارے علماء فرماتے ہیں ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مطلق ذکر کے لیے وضو کرنا مستحب ہے اور وضو نہ کرنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے۔ ۱۲

۵۲۷ (۲۰) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِيْ حَاجَةٍ فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهٗ وَكَانَ مِنْ حَدِيْثِهٖ يَوْمَئِذٍ اَنْ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِيْ سِكَّةٍ مِّنَ السِّكَكِ فَلَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا كَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّتَوَارٰى فِي السِّكَّةِ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ عَلٰى طُهْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ قَالَ مَشَائِخُنَا فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّيَمُّمَ يَجُوْزُ لِكُلِّ مَا لَا تُشْتَرَطُ الطَّهَارَةُ لَهٗ وَلَوْ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو لیا جب وہ حاجت کے لیے نکلے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاجت سے فراغت حاصل کر لی، اس دن جتنی حدیثیں آپ نے بیان فرمائیں اس میں سے ایک حدیث یہ تھی آپ نے فرمایا کہ ایک شخص گلی میں گذرا تو یکایک اس کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں ہو گئی۔ آپ براز یا پیشاب سے فارغ ہو کر نکلے تھے اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا — یہاں تک کہ جب وہ شخص (جانے لگا) اور قریب تھا کہ وہ گلی میں نگاہ سے دور ہو جائے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مار کر اپنے چہرے پر پھیرا۔ پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مار کر دونوں کہنیوں تک پھیرا اس کے بعد آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کو سلام کے جواب دینے میں صرف یہی چیز مانع تھی کہ میں وضو سے نہ تھا

وَاَمَّا مَا تُشْتَرَطُ لَهُ فَيُشْتَرَطُ فَقْدُ الْمَاءِ كَتَيَمُّمٍ لِلْقِرَاءَةِ فَاِنْ مُحْدِثًا فَكَالْاَوَّلِ اَوْ جُنُبًا فَكَالثَّانِي۔

(ابوداؤد شریف)

ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تیمم شرائط تیمم کے پائے جانے کے بغیر ایسی چیز کے لیے جائز ہے جس کے لیے وضو مشروط نہیں ہے اگرچہ کہ پانی موجود ہے اور پانی کے استعمال کے لیے کوئی عذر نہیں ہے لیکن ایسی چیز جس کے لیے وضو شرط ہے تو تیمم شرائط تیمم پائے جانے کے بغیر جائز نہیں ہوگا مثلاً قرآن پڑھنے کے لیے تیمم کرنا کہ اس کے لیے وضو مشروط نہیں ہے تو قرآن پڑھنے کے لیے شرائط تیمم پائے جانے کے بغیر تیمم کر سکتا ہے لیکن جنبی ہے یا قرآن کو ہاتھ لگانا مقصود ہے تو ان صورتوں میں تیمم ایسی حالت میں جائز ہوگا کہ تیمم کے شرائط پائے جاتے ہوں ورنہ پانی کی موجودگی میں جنبی کے لیے غسل اور مس قرآن کے لیے وضو کرنا ضروری ہوگا۔ ۱۲

۵۲۸
۲۱
وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْاَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ اَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد آدمی کو عورت کے غسل یا وضو کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی نے "اَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا" یعنی لفظ فضل کے بجائے لفظ سؤر کی روایت کی ہے (جس کے معنی یہ ہیں کہ عورت کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے یا عورت کے نہانے یا وضو کرنے کے بعد باقی ماندہ پانی سے مرد وضو یا غسل نہ کرے۔

ف: اس حدیث میں عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے اور اس کے بعد والی حدیث جس کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور جس کو شرح السنۃ میں آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس سے بظاہر عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کا جواز معلوم ہوتا ہے تو یہ بات واضح رہے کہ اس حدیث میں جو ممانعت مذکور ہے وہ تنزیہی ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بعد میں آنے والی حدیث میں جو اجازت وارد ہے وہ بیانِ جواز کے لیے ہے۔ ۱۲

۵۲۹ [۲۲] وَعَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهٗ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْاَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ اَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَةِ زَادَ مُسَدَّدٌ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ اَحْمَدُ فِيْ اَوَّلِهٖ نَهٰى اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ اَوْ يَبُوْلَ فِيْ مُغْتَسَلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ. قَالَ عُلَمَاۗؤُنَا اِنَّ هٰذَا النَّهْيَ لِلتَّنْزِيْهِ۔

حضرت حمید حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے ملا جو چار سال تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حاضر رہے اس صحابی نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے البتہ مسدد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ایک ساتھ چلو سے پانی استعمال کریں۔ (ابوداؤد و نسائی)

اور امام احمد نے اس حدیث کی ابتداء میں یہ بڑھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں سے کسی کو روزانہ کنگھی کرنے یا غسل خانے میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے کی ہے اور ہمارے علماء نے کہا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔۱۲

۵۳۰ [۲۳] وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَوَضَّاَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ اِنَّ الْمَاۗءَ لَا يُجْنِبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بڑے ٹب سے غسل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی تھی تو آپ نے فرمایا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا (ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ) اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور شرح السنۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے)

۵۳۱ [۲۴] وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاۗءُ يَتَوَضَّئُوْنَ جَمِيْعًا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ تَتَوَضَّاَ الْمَرْاَةُ وَتَغْتَسِلَ مَعَ الرَّجُلِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اپنی بیبیوں کے ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے (امام احمد و نسائی) و امام محمد نے کہا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ مل کر ایک ہی برتن سے

مِّنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ اِنْ بَدَأَتْ قَبْلَهٗ اَوْ بَدَأَ قَبْلَهَا وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

وضو اور غسل کرے خواہ ابتداء عورت کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے ہو، اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے)

ف: اس حدیث میں "كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُنَ جَمِيْعًا" (مرد اور عورتیں ایک ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے) جو مذکور ہے اس زمانے کا عمل ہے جب کہ پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اور جب پردے کے احکام نازل ہو چکے تو یہ عمل شوہر اور بی بی کے ساتھ مختص ہو گیا۔ ۱۲

۵۳۲/۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِی الْكِتَابِ الَّذِیْ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ لَّا يَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارُقُطْنِیُّ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ نَحْوَهٗ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَرَوَى الطَّبَرَانِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اس خط میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل بنا کر بھیجتے وقت دیا تھا اس میں لکھا تھا کہ قرآن شریف کو باوضو ہاتھ لگایا جائے (اس کی روایت امام مالک اور دارقطنی نے کی ہے اور مستدرک میں حاکم نے اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری و مسلم کی شرط کے موافق ہے اگرچہ کہ انھوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ مُحدِث یعنی بے وضو کو مُصحف (یعنی قرآن کریم) چھونا مطلقا حرام ہے خواہ اس میں صرف نظم قرآن عظیم مکتوب ہو یا اس کے ساتھ ترجمہ و تفسیر اور رسم الخط وغیرہا بھی، کہ ان کے لکھنے سے نام مصحف شریف زائل نہ ہوگا۔ آخر اسے قرآن مجید ہی کہا جائے گا۔ ترجمہ یا تفسیر یا کوئی اور نام نہ رکھا جائے گا۔ یہ زوائد قرآن عظیم کے توابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں۔ اسی لیے حاشیہ مصحف کی بیاض سادہ کو بھی چھونا ناجائز ہوا بلکہ چولی پر سے بھی بلکہ ترجمہ کا چھونا خود ہی ممنوع ہے اگرچہ قرآن مجید سے جدا لکھا ہو۔

قرآن مجید کی وہ آیات جو ذکر و ثناء مناجات و دعا ہوں اگرچہ پوری آیت ہو جیسے آیۃ الکرسی بلکہ متعدد آیات کاملہ جیسے سورۂ حشر کی آخری تین آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے آخر سورت تک بلکہ پوری سورت جیسے الحمد شریف بہ نیت ذکر و دعا نہ بہ نیت تلاوت پڑھنا جنب و حائض و نفاس والی سب کو پڑھنا جائز ہے۔ اسی لیے کھانا کھانے یا سبق کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ سکتے ہیں اگرچہ یہ تسمیہ ایک مستقل آیت ہے کہ اس سے مقصود تبرک و استفتاح ہوتا ہے نہ کہ مقصود تلاوت ہوتا ہے۔ اسی طرح حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور انا للہ وانا الیہ راجعون کسی مہم یا مصیبت میں بہ نیت ذکر و دعا پڑھے جاتے ہیں نہ کہ بہ نیت تلاوت قرآن مجید پڑھے جاتے ہیں۔ اگرچہ پوری آیت بھی ہوتی تو کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

لہذا قرآن مجید کا اتنا ٹکڑا کہ ایک چھوٹی آیت کے مقدار برابر ہو جائے جنبی (جس نے عورت سے ہم بستری کی ہے) حائضہ (جسے ماہواری آتی ہے) نفاس والی (بچہ کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے) کے لیے بالاتفاق پڑھنا بھی ممنوع ہے اور چھونا بھی ممنوع ہے۔ البتہ جو بے وضو ہے وہ قرآن مجید کو چھو نہیں سکتا ہے زبانی الفاظ قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے۔ مگر یہ بھی خلاف ادب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ٥

(ارتفاع الحجب عن وجوہ قرأۃ الجنب اعلیٰ حضرت بریلوی)

جامع الرضوی میں مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل باب باندھا ہے جس کے تحت تقریباً پندرہ احادیث لائے ہیں کہ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ کہ حائضہ اور جنبی تلاوت قرآن مجید نہ کریں حضرت علی کی روایت میں آتا ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اِلَّا الْجَنَابَۃَ کہ حضور انور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حالت میں قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے سوائے حالت جنابت کے۔

علامہ بہاری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح بہاری شریف میں مَسِّ قرآن پر بھی ایک مستقل باب باندھا ہے جس میں آپ احادیث لائے کہ بے وضو قرآن پاک کو نہ چھونا چاہیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت لائے ہیں اَنَّہٗ قَالَ لَا یَمَسُّ الْمُصْحَفَ اِلَّا عَلَی الطَّهَارَۃِ کہ آدمی مصحف شریف (یعنی قرآن مجید) کو بغیر طہارت کے ہاتھ نہ لگائے۔ یعنی جسے غسل کی حاجت ہو وہ غسل کر لے اور جسے وضو کی حاجت ہو وہ وضو کرے۔ اس کے بعد قرآن مجید کو چھوئے اور پڑھے۔

۵۳۳ / ۲۶۱ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّیْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کے دروازے مسجد کے رخ سے دوسری جانب پھیر دو، اس لیے کہ میں حیض والی عورت اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں قرار دیتا۔ (ابوداؤد شریف)

ف: یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیث سے جس کے راوی مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ اور جنبی کا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنا دونوں برابر ہیں۔ اس وجہ سے کہ دخول مسجد کی ممانعت جنابت یا حیض کی وجہ سے ہے اور گذرنے والا اسی حالت میں گذر رہا ہے تو اس حالت کے باقی رہتے ہوئے مسجد میں سے گذر جانا یقیناً بیٹھنے کے مساوی ہوگا اسی وجہ سے احناف کے نزدیک حائضہ اور جنبی دونوں کے لیے مسجد میں بیٹھنا اور گذر جانا دونوں باتیں ناجائز ہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حائضہ اور جنبی مسجد میں بیٹھ نہیں سکتے مگر گذر سکتے ہیں اور اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت " وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ " میں عابری سبیل کے

معنی گزرنے والے کے مراد لئے ہیں، حالانکہ عابری سبیل کے معنی مسافر کے ہیں، چنانچہ اس کی تفسیر میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، مسافر ہی منقول ہے اور "عابری سبیل" سے مسافر مراد لینے کی دلیل کی یہ حدیث بھی ہے جس سے جنبی اور حائضہ کو مرور مسجد کی اجازت ثابت نہیں ہو رہی ہے۔ ۱۲

۵۳۴/۲۷ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَا يَمُرُّ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ فِي الْمَسْجِدِ اِنَّمَا نَزَلَتْ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ لِلْمُسَافِرِ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جنبی اور حائضہ مسجد میں سے نہ گذرے، آیت کریمہ "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ" (مسجد میں سے گذرنے والے کے لیے نہیں ہے بلکہ) مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو (پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمم کر کے نماز پڑھتا ہے۔ (اس کی روایت عبد بن حمید نے کی ہے)

ف: آیت "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ" کا ترجمہ یہ ہے (اسی طرح نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے نزدیک نہ جانا، یہاں تک کہ غسل کر لو، ہاں سفر کی حالت میں کہ راستہ پر جا رہے ہو، اور پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو)۔ ۱۲

۵۳۵/۲۸ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں (ابوداؤد و نسائی)

ف: اس حدیث میں فرشتوں سے رحمت اور برکت لانے والے فرشتے اور وہ فرشتے مراد ہیں جو ذکر سننے کے لیے اترتے ہیں کہ یہ فرشتے ان صورتوں میں گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ ۱۲

ف: جنبی سے وہ جنبی مراد ہیں جن کو غسل نہ کرنے کی عادت ہوا کرتی ہے اور وہ جنبی بھی مراد ہے جو غسل کرنے میں اتنی دیر کرے کہ نماز کا وقت گذر جائے۔ ۱۲

۵۳۶/۲۹ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيْفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ وَالْجُنُبُ اِلَّا اَنْ يَتَوَضَّأَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے۔ ایک کافر (خواہ زندہ ہو یا مردہ) دوسرے وہ شخص جو ایسی خوشبو استعمال کرے جو عورتوں کے لیے مخصوص ہے) کیونکہ اس سے عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے) اور تیسرے ملائکہ اس جنبی کے پاس بھی نہیں آتے جب تک کہ وہ غسل نہ

کم سے یا کم سے کم وضو (ابوداؤد شریف)

بَابُ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ

یہ باب پانی کے احکام کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ "اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا" (سورۃ اعراف، آیت ۱۵۷)

ف: یعنی جو حلال وطیب چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہو گئیں تھیں وہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے حلال فرما دیں گے۔ اور خبیث وگندی چیزوں کو حرام فرمائیں گے۔ (بحوالہ نور العرفان مع ترجمہ کنز الایمان) (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو حلال وحرام کرنے کا اختیار دیا ہے جیسا کہ آیت قرآن کریم سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گندی اشیاء کو حرام فرماتے ہیں)

وَقَوْلُهٗ:
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا" (سورۃ فرقان ۲۵ آیت ۴۸)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے (حاشیہ نور العرفان مفتی احمد یار خاں)

وَقَوْلُهٗ:
وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
(ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کرے (سورۃ انفال ۸ پ آیت ۱۱)

وَقَوْلُهٗ:
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
(ترجمہ: اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے۔ (سورۃ رعد ۱۳ آیت ۱۷)

ف: اس سے اشارہ معلوم ہوا کہ رب ذوالجلال کا دین متین بہت وسیع ہے مگر اس سے لینا اپنے برتن کے مطابق ہے۔ (حاشیہ نور العرفان ترجمہ کنز الایمان)

۵۳۷ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ٹھہرے

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ) ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے (مسلم شریف)

ف: پانی سے مراد یہاں قلیل پانی ہے اگر پانی کثیر ہو تو جاری کا حکم رکھتا ہے اور وہ پیشاب وغیرہ سے نجس نہیں ہوتا اور اس میں نہانا بھی جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو تو نجس ہوتا لیکن اس میں پیشاب کرنا ٹھیک نہیں، شائد دیکھا دیکھی اور لوگ بھی پیشاب کرنے لگیں، اور یہ رواج پا جائے اور رفتہ رفتہ پانی میں تغیر واقع ہو جائے الغرض قلیل پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی اور کثیر پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے ۱۲۔

۵۳۸/۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ لَا یَغْتَسِلُ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا کَیْفَ یَفْعَلُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ یَتَنَاوَلُهٗ تَنَاوُلًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہ ہو پیشاب کر کے اس سے غسل وغیرہ نہ کرے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھہرے ہوئے قلیل پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر غسل کرنا چاہیئے۔

ف: ٹھہرے ہوئے پانی میں جنابت کے غسل کی ممانعت کے متعلق قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں غسل کی ممانعت کو حالت جنابت کے ساتھ مشروط قرار دیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانی جو غسل جنابت میں استعمال کیا جائے جب کہ وہ ٹھہرا ہوا ہو تو وہ اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتا اگر یہ بات نہ ہوتی تو ممانعت سے کوئی فائدہ مقصود نہ ہوتا اسی لیے امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی طاہر نہ رہا بلکہ ناپاک ہو گیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی پاک رہا لیکن پاک کرنے والا نہ رہا۔ اور یہی قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (مرقات)

۵۳۹/۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرِضْتُ فَاَتَانِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ وَاَبُوْ بَکْرٍ فَوَجَدَانِیْ قَدْ اُغْمِیَ عَلَیَّ فَتَوَضَّاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَیَّ فَاَفَقْتُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں بیمار ہو گیا تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیادت کے لیے تشریف لائے دونوں حضرات نے مجھے بے ہوش پایا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر وضو کا مستعملہ پانی مجھ پہ ڈال دیا تو مجھے ہوش آگیا (بخاری و مسلم)

۵۴۰/۴ وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ یَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِہٖ فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے آپ کے لیے وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مستعملہ پانی لے کر اپنے اپنے بدن پر مل رہے تھے۔ (بخاری شریف)

۵۴۱/۵ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِی السِّعَایَۃِ فَھٰذِہِ الْاَخْبَارُ وَاَمْثَالُھَا تَدُلُّ عَلٰی طَھَارَۃِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَاِلَّا لَمْ یَکُنْ لِلتَّبَرُّکِ وَالتَّمَسُّحِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ مَعْنًی اھ وَالْفَتْوٰی عَلٰی اَنَّ الْمَاءَ الْمُسْتَعْمَلَ طَاھِرٌ فِیْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو لوگ آپ کے وضو کے مستعملہ پانی پر باہم لڑ پڑنے کے قریب ہو جاتے (بخاری شریف) سعایہ میں لکھا ہے کہ یہ اور اسی قسم کی احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ مستعملہ پانی پاک ہوتا ہے ورنہ اس کو تبرک سمجھنے اور جسم پر ملنے اور اس طرح استعمال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی مذہب حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے۔

ف: تفہیم البخاری میں علامہ غلام رسول رضوی صاحب دامت فیوضہم نے فرمایا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال شریف مکرم و معظم ہیں۔ اسی طرح آپ کے فضلات اور خون سب طاہر ہیں۔ اس میں کثیر احادیث آئی ہیں حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون مبارک پیا۔ جیسا کہ بزاز، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کی روایت کی ہے نیز یہ بھی روایت ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بول شریف پیا۔ اس کی روایت حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابو نعیم نے کی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو رافع کی بیوی حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ پانی پیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل شریف کا بچا ہوا تھا تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔

بعض آئمہ شافعیہ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بول شریف اور تمام فضلات کے طاہر ہونے کی تصحیح کی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ علامہ بیری نے شرح الاشباہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بول شریف کی طہارت پر کثیر ادلہ قائم ہیں اور آئمہ کرام نے اس کو سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ذکر کیا ہے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جیسے کثیر اصحاب نے اسے پسند کیا ہے اور شرح الشمائل میں بسط کے

ساتھ اس کی تحقیق کی ہے ۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے ۔ اگر کوئی ایسا کہے تو اس کا کلام سننے سے میرے کان بہرہ ہیں ۔ اور ایسے لوگ غبی اور جاہل ہیں ۔

متن کی تین احادیث سے یہ دلیل بھی نکلتی ہے کہ پانی دم کر کے مریض پر ڈالنا جائز ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت ہر بیماری کو دور کر دیتی ہے معلوم ہوا کہ آپ دافع البلاء اور شافی الامراض ہیں ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے تبرکاً فیض لینا دم وغیرہ کرانا ان کا مرض کی جگہ پر ہاتھ پھیر نا ان کے تبرکات کو جسم پر ملنا حصول برکت کے لیے یہ سب جائز ہے ۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے ۔ بے شمار ایسی احادیث ہیں جن سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات سے فیض حاصل کرتے تھے ۔

۵۴۲/۶ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ يَعْنِيْ مَاتَ فَاَمَرَ بِهٖ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاُخْرِجَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُنْزَحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَتْ مِنَ الرُّكْنِ قَالَ فَاَمَرَ بِهَا فَدُسَّتْ بِالْقُبَاطِيِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰى نَزَحُوْهَا فَلَمَّا نَزَحُوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ مُرْسَلًا وَقَالَ الْعَلَّامَةُ النِّيْمَوِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَنَدُ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ صَحِيْحٌ ۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمزم کے چشمہ میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا کہ اس آدمی کو نکالا جائے چنانچہ وہ نکالا گیا پھر آپ نے زمزم کے پورے پانی کو نکالنے کا حکم دیا ۔ راوی کہتے ہیں رکن (یعنی حجر اسود) کی جانب ایک کشادہ سوراخ تھا جس سے پانی اس چشمہ میں چلا آرہا تھا اور بند نہ ہوتا تھا آپ نے حکم دیا تو اس کشادہ سوراخ کے منہ کو سفید باریک کپڑوں اور ریشمی چادروں سے بند کیا گیا یہاں تک کہ پورا پانی کھینچ لیا اور جب سب پانی کھینچ چکے تو کشادہ سوراخ کھل گیا ۔ (اس کی روایت دارقطنی نے بطریق مرسل کی ہے ، علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسناد کو صحیح بتلایا ہے اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی سند صحیح ہے)

۵۴۳/۷ وَعَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَنُزِحَ مَاءُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَاِذَا عَيْنٌ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ الْاِمَامُ ابْنُ

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم کی باؤلی میں گر کر مر گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اس کا پانی خالی کیا جانے لگا پس اس کا پانی رکتا نہیں تھا تو دیکھا گیا کہ ایک کشادہ سوراخ حجر اسود کی طرف سے جاری ہے جس سے پانی چلا آرہا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام پانی کے

الْهُمَامِ سَنَدُهٗ صَحِيْحٌ ۔

کھینچ لیے جانے کے بعد فرمایا کہ بس کافی ہے رکیونکہ پورا پانی تقریبًا خالی ہوچکا تھا) طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۴۴ (۸) وَعَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الطَّيْرِ وَالسِّنَّوْرِ وَنَحْوِهِمَا يَقَعُ فِي الْبِيْرِ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ دَلْوًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ سَنَدُهٗ صَحِيْحٌ ۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ پرندہ، بلی اور ان دونوں کی طرح کوئی جانور جب کنویں میں گر جائے تو ان کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس ۴۰ ڈول پانی کھینچا جائے۔ (طحاوی) اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۴۵ (۹) وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ فِي الْبِيْرِ يَقَعُ فِيْهَا الْجُرَذُ وَالسِّنَّوْرُ فَيَمُوْتُ قَالَ يُدْلُوْا مِنْهَا أَرْبَعِيْنَ دَلْوًا ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جب کنویں میں چوہا یا بلی گر کر مر جائے تو ان کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے (طحاوی شریف)

۵۴۶ (۱۰) وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ أَنَّهٗ قَالَ فِيْ دُجَاجَةٍ وَقَعَتْ فِيْ بِيْرٍ فَمَاتَتْ قَالَ يُنْزَحُ مِنْهَا قَدْرَ أَرْبَعِيْنَ دَلْوًا أَوْ خَمْسِيْنَ ثُمَّ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا ۔
(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرغی کنویں میں گر کر مر جائے تو اس کے بارے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس یا پچاس ڈول پانی کھینچ کر نکالا جائے۔ پھر اس کنویں کے پانی سے وضو کریں۔ (طحاوی شریف)

۵۴۷ (۱۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ فِي الْفَارَةِ إِذَا مَاتَتْ فِي الْبِيْرِ وَأُخْرِجَتْ مِنْ سَاعَتِهَا نُزِحَ مِنْهَا عِشْرُوْنَ دَلْوًا أَوْ ثَلٰثُوْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ مِنْ طُرُقٍ فِيْ غَيْرِ شَرْحِ الْآثَارِ قَالَهُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَالزَّيْلَعِيُّ وَرَوٰى أَبُوْ عَلِيِّ نِ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِيُّ مِثْلَهٗ بِإِسْنَادِهٖ مَرْفُوْعًا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے چوہے کے بارے میں کہا کہ جب وہ کنویں میں گر کر مر جائے اور اسی وقت نکالا جائے تو کنویں سے بیس یا تیس ڈول پانی خارج کیا جائے (امام ابن ہمام اور امام زیلعی نے بتلایا ہے کہ امام طحاوی نے شرح الآثار کی سند کے سوا دوسرے چند اسناد سے اس کی روایت کی ہے اور ابو علی حافظ سمرقندی نے اس قسم کی ایک حدیث اپنے سند مرفوع سے روایت کی ہے)

۵۴۸ (۱۲) وَعَنْ مَعْمَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ الْحَسَنَ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَتِ الدَّابَّةُ فِي الْبِيْرِ أَخَذْنَا مِنْهَا وَإِنْ تَفَسَّخَتْ نُزِحَتْ

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے کہا جب کنویں

(رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ)

۵۴۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنْتَهَيْتُ اِلَى غَدِيْرٍ فَاِذَا فِيْهِ حِمَارٌ مَيِّتٌ فَكَفَفْنَا عَنْهُ حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ فَاسْتَقَيْنَا وَاَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ اَوْ شَرِبَ مِنْ غَدِيْرٍ كَانَ يُلْقٰى فِيْهِ لُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالْجِيَفُ فَذُكِرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ نَجَاسَةِ الْمَاءِ فَقَالَتِ الظَّاهِرِيَّةُ وَالْاِمَامُ مَالِكٌ لَا يَتَنَجَّسُ الْمَاءُ بِمُلَاقَاةِ النَّجَاسَةِ مَالَمْ يَتَغَيَّرْ اَحَدُ اَوْصَافِهِ الثَّلَاثَةِ وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ وَاِسْحَاقُ اِلٰى اَنَّهٗ يَتَنَجَّسُ الْقَلِيْلُ بِمُلَاقَاةِ النَّجَاسَةِ وَاِنْ لَّمْ يَتَغَيَّرْ اَحَدُ اَوْصَافِهٖ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَعْيِيْنِ الْقَلِيْلِ فَذَهَبَ الْاِمَامَانِ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ اِلَى التَّحْدِيْدِ بِالْقُلَّتَيْنِ وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى مَا فِي الْهِدَايَةِ اَنَّ الْغَدِيْرَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا يَتَحَرَّكُ اَحَدُ طَرَفَيْهِ بِتَحْرِيْكِ الطَّرَفِ الْاٰخَرِ اِذَا وَقَعَتْ نَجَاسَةٌ فِيْ اَحَدِ جَانِبَيْهِ جَازَ الْوُضُوْءُ مِنَ الْجَانِبِ الْاٰخَرِ وَبَعْضُهُمْ قَدَّرُوا الْمَسَاحَةَ

میں جانور مر جائے تو ہم اس کنویں سے کچھ پانی نکال لیتے تھے اور اگر مر کر اس میں پھول جاتا تو پورا کنواں خالی کیا جاتا۔ (عبدالرزاق)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمیں ایک تالاب پڑا آیا جس میں ایک گدھا مرا پڑا تھا ہم اس کے پانی کو استعمال کرنے سے رک گئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی تو ہم نے اس کا پانی پیا اور پلایا اور ساتھ لے لیا (ابن ماجہ) اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے تالاب سے وضو فرماتے یا پانی پیتے جس میں کتے کا گوشت اور مردار چیزیں ڈالی جاتی تھیں جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

علما نے پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ نجاست سے ملنے پر پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے تین اوصاف میں سے ایک وصف بدل نہ جائے لیکن حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ قلیل پانی نجاست سے ملنے پر ناپاک ہو جاتا ہے، خواہ اس کا کوئی بھی وصف نہ بدلے لیکن آب قلیل کے تعین کے بارے میں ان کا اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے آب قلیل کا تعین دو قلہ سے کیا ہے

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول جس کی صراحت ہدایہ میں ہے یہ ہے کہ ایسا تالاب کہ جس کے ایک جانب حرکت دینے سے دوسری جانب پانی متحرک نہ ہو۔ ایسے تالاب کے کسی ایک جانب میں اگر نجاست گر جائے تو اس کی دوسری جانب سے وضو کرنا جائز ہے اور بعضوں نے عوام کی سہولت

عَشَرًا فِیْ عَشَرٍ بِذِرَاعِ الْکِرْبَاسِ تَوْسِعَۃً لِّلْاَمْرِ عَلَی النَّاسِ وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی۔ کے خیال سے مقدار کا اندازہ دہ دردہ کپڑے ناپنے کے گز سے کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح نقایہ میں بیان کیا ہے واضح رہے کہ ہمارے علماء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ بڑے تالاب کا حکم آب جاری کا ہے متقدمین نے کہا ہے کہ ایک جانب حرکت دینے سے پانی کو دوسری جانب حرکت نہ ہو، اس طرح کہ حرکت دیتے وقت پانی نہ تو بلند ہو جائے اور نہ پست یہ امر وضاحت طلب ہے کہ حرکت سے کونسی حرکت مراد ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ غسل کی حرکت مراد ہے اس لئے کہ غسل کے وقت حوض کی زائد ضرورت پیش آتی ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسی طرح منقول ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ ہاتھ سے حرکت دینے کا اعتبار کیا جائے اور اسی میں لوگوں کے لیے آسانی ہے البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ وضو کرتے وقت کی حرکت کا لحاظ ہو گا اور یہ درمیانی صورت ہے اور یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت میں مروی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر الروایۃ میں یہ مروی ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کیا جائے گا اس طرح کہ وضو کرنے والے کو غالب گمان پیدا ہو جائے کہ وضو کے وقت پانی کو حرکت دینے میں ناپاکی دوسری جانب تک پہنچ گئی ہے تو اس سے وضو نہ کرے اور اگر یہ گمان غالب پیدا نہ ہو تو وضو کرے۔ غایۃ میں مذکور ہے کہ یہی قول صحیح ترین ہے اور ابو عصمہ نے کہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا تعین دہ دردہ سے کیا کرتے تھے پھر انھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی جانب رجوع کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں اس بارہ میں کوئی مقدار معین نہیں کرتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ النمیۃ الانقی میں دہ دردہ حوض کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ دہ دردہ صرف یہ نہیں ہے کہ دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا حوض ہو۔ بلکہ صرف سو ہاتھ کی مساحت میں ہونا درکار ہے اگر سو ہاتھ طول میں اور ایک ہاتھ عرض یا دو سو ہاتھ طول اور ایک بالشت عرض میں ہے تو وہ بھی دہ دردہ ہے۔

البتہ دہ دردہ سے مقدار مقرر کرنے کا تعین ابن مبارک اور علما بلخ اور متاخرین میں سے ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، امام ابو اللیث نے کہا ہے کہ دہ دردہ پر فتوی ہے اور صاحب ہدایۃ بھی اسی کے قائل ہیں اور جس طرح احناف کے پاس پانی کی مقدار آب جاری کے حکم میں داخل ہونے کے لیے دہ دردہ مقرر ہے، اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلتین کی حدیث کی بنا پر قلتین کے مقدار پانی کو آب جاری کے حکم میں داخل کیا ہے۔

جواباً ہم کہتے ہیں کہ قلتین کی حدیث کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جس میں حافظ ابن عبد البر

قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور ابوبکر بن العربی مالکی ہیں اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس حدیث کو خود امام غزالی اور امام رویانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ترک کر دیا ہے باوجودیکہ یہ دونوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شدید اتباع کرنے والے تھے اسی طرح علی بن المدینی جو امام بخاری کے استاد ہیں انھوں نے کہا کہ قلتین کی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی ہے مزید برآں یہ کہ جب چاہ زمزم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات نے چاہِ زمزم کے خالی کرنے کا حکم دیا تھا اگر قلتین کی حدیث صحیح ہوتی تو بقیہ صحابہ اور تابعین قلتین کی اس حدیث کی بناء پر ان دونوں صحابیوں سے احتجاج فرماتے کہ قلتین نجس نہیں ہوتا ہے تو زمزم کا کنواں کیوں خالی کیا جا رہا ہے؟ ان دونوں حضرات کا حکم رد کر دیا جاتا جس طرح وہ حدیث رد کر دی گئی جس میں آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے دیگر یہ کہ قلتین کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی ضعیف ٹھہرایا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اور متن میں بھی اضطراب ہے۔

۵۵۰/۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِيْمُ الْبِئْرِ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِّنْ جَوَانِبِهَا كُلِّهَا۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کنویں کے گورد (۴۰) ہاتھ یعنی اس کے چاروں جانب دس دس ہاتھ تک کوئی دوسرا نہ تو کنواں کھود سکتا ہے اور نہ بیت الخلاء بنا سکتا ہے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۵۵۱/۱۵ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَفَرَ بِئْرًا فَلَهُ مِمَّا حَوْلَهَا اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا رَوَاهُ اَبُوْ يُوْسُفَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کنواں کھدوائے تو کنویں کے اطراف ہر چہار جانب سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ اسی کے ہیں کہ اس کے اندر نہ تو کوئی کنواں کھدوا سکتا ہے اور نہ بیت الخلاء بنا سکتا ہے) (اس کی روایت امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور ابن ماجہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا اسی طرح روایت کی ہے۔

۵۵۲/۱۶ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهٗ قَالَ حَرِيْمُ الْبِئْرِ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِّنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهٰهُنَا لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ فِیْ حَرِيْمِهٖ وَلَا فِیْ مَائِهٖ

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ کنویں کی ہر چہار طرف سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ ہے کوئی شخص اس حد کے اندر داخل نہ

رَوَاهُ أَبُو يُوسُفَ وَقَالَ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ فَيَكُونُ لَهَا حَرِيمُهَا مِنْ كُلِّ جَانِبٍ عَشَرَةٌ فَفُهِمَ مِنْ هٰذَا أَنَّهُ إِذَا أَرَادَ آخَرُ أَنْ يَحْفِرَ فِي حَرِيمِهَا بِئْرًا يُمْنَعُ مِنْهُ لِأَنَّهُ يَنْجَذِبُ الْمَاءُ إِلَيْهَا وَيَنْقُصُ الْمَاءُ فِي الْبِئْرِ الْأُولَى وَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَحْفِرَ بِئْرَ بَالُوعَةٍ يُمْنَعُ أَيْضًا لِسِرَايَةِ النَّجَاسَةِ إِلَى الْبِئْرِ الْأُولَى وَتَنْجِيسِ مَائِهَا وَلَا يُمْنَعُ فِي مَا وَرَاءَ الْحَرِيمِ وَهُوَ عَشْرٌ فِي عَشْرٍ فَعُلِمَ أَنَّ الشَّرْعَ اعْتَبَرَ الْعَشْرَ فِي الْعَشْرِ فِي عَدَمِ سِرَايَةِ النَّجَاسَةِ حَتّٰى لَوْ كَانَتِ النَّجَاسَةُ تَسْرِي يُحْكَمُ بِالْمَنْعِ۔

دیوے اور نہ اس حد کے اندر دوسرا کنواں کھود کر اس کے پانی میں تصرف کرے (اس کی روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے) امام صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ کنویں کے ہر جانب سے دس دس ہاتھ کا احاطہ اسی کنویں کا ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی دس ہاتھ کے اندر دوسرا کنواں کھدوانا چاہے تو اس کو روک دیا جائے گا اس لیے کہ پہلے کنویں کا پانی دوسرے کی جانب کھنچ جائے گا اور پہلے کنواں کا پانی کم ہو جائے گا اور اگر کوئی حد کے اندر گڑھا کھدوائے کہ جس میں غلیظ پانی جمع ہوتا ہو تو اس سے بھی روک دیا جائے گا اس لیے کہ پہلے کنویں میں اس کی نجاست سرایت کر جائے گی اور اس کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ البتہ کسی کو دہ در دہ کے احاطہ کے بعد سے کنواں کھدوانے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ شریعت نے ناپاکی کے سرایت نہ کرنے کے متعلق دہ در دہ کا اعتبار کیا ہے، ہاں اگر اس کے بعد بھی نجاست سرایت کر جاتی تو وہاں سے بھی روکا جاتا اور چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لیے ثابت ہو گیا کہ دہ در دہ کے بعد نجاست سرایت نہیں کرتی ہے اس تمام تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ فقہا کا دہ در دہ پانی ہی کو آب کثیر کی تعریف میں داخل کرنے کا ماخذ یہی حدیثیں ہیں اور وہ حضرات جنھوں نے قلتین مقدار والے پانی کو آب کثیر کے حکم میں داخل کیا ہے وہ بئر بضاعۃ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جس میں نجاست گرتی تھی اور اس کا پانی لوگ استعمال کرتے تھے تو اس سے ان حضرات نے ثابت کیا ہے کہ قلتین مقدار والا پانی نجاست کا متحمل ہوتا ہے اور آب کثیر کا حکم اس پر صادق آجاتا ہے اس کے جواب میں احناف نے یہ وضاحت کی ہے کہ بئر بضاعۃ ایسا کنواں تھا جس کی تہ میں ایک نہر تھی جس سے مدینہ منورہ کے باغوں کو زمین کے اندر سے ہمیشہ پانی بہا کرتا تھا جس کی وجہ سے نجاست رہنے نہیں پاتی تھی، بئر بضاعۃ بظاہر تو ایک کنواں تھا لیکن حقیقت میں اس نہر کی

وجہ سے اس کا پانی نہر جاری کے حکم میں تھا۔

۵۵۳/۱۷ وَعَنِ الْوَاقِدِيِّ قَالَ إِنَّ بِئْرَ بُضَاعَةَ كَانَتْ فِيْهِ طَرِيْقًا لِلْمَاءِ إِلَى الْبَسَاتِيْنِ فَكَانَ الْمَاءُ لَا يَسْتَقِرُّ فِيْهَا فَكَانَ حُكْمُ مَائِهَا كَحُكْمِ مَاءِ الْاَنْهَارِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي السِّعَايَةِ اَنَّ جَمَاعَةً مِّنَ النُّقَّادِ قَدْ وَثَّقُوا الْوَاقِدِيَّ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ فِي الْبِنَايَةِ اَنَّ الْوَاقِدِيَّ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَعْلَمُ بِحَالِهَا وَمَنْ اَنْكَرَهُ فَلَعَلَّ مُرَادَهُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَاءً جَارٍ عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ وَمَاءُ بُضَاعَةَ كَانَ جَارِيًا تَحْتَ الْاَرْضِ۔

حضرت واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ بئر بضاعۃ نامی کنویں میں ایک نہر تھی جو باغوں کی طرف بہتی رہتی تھی جس کا پانی ہمیشہ جاری رہتا تھا تو اس کا حکم نہر جاری کے پانی کا تھا (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور سعایۃ میں لکھا ہے کہ ناقدین کی ایک جماعت نے واقدی کی توثیق کی ہے اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنایہ میں لکھتے ہیں کہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اہل مدینہ میں سے تھے اور وہاں کے حالات سے خوب واقف تھے مگر جن حضرات نے ان کی روایت کا انکار کیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ بئر بضاعۃ کا پانی سطح زمین پر نہیں بہتا تھا بلکہ وہ زمین کے اندر سے جاری تھا، اور اسی ناواقفیت کی بنا پر ان کی روایت کا انکار کیا گیا ہے۔ ۱۲

۵۵۴/۱۸ وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى لَوْنِهٖ اَوْ طَعْمِهٖ اَوْ رِيْحِهٖ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ مُرْسَلًا وَصَحَّحَ اَبُوْ حَاتِمٍ اِرْسَالَهٗ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْكَبِيْرِ نَحْوَهٗ۔

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی، جب تک کہ اس چیز کا اثر اس کے رنگ یا مزہ یا بو پر غالب نہ آجائے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور دارقطنی نے بطریق مرسل اس کی روایت کی ہے جس کو ابوحاتم نے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ اور طبرانی سے بھی اوسط اور کبیر میں اسی طرح روایت ہے۔

۵۵۵/۱۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَمُحَمَّدٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگ کشتی میں دریا کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ تھوڑا پانی رہتا ہے اگر اس سے وضو کرلیں پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے (یعنی مری ہوئی مچھلی) (اس کی روایت امام مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور امام محمد

لے گی ہے)

ف: اس حدیث میں "اَلْحِلُّ مَیْتَتُہٗ" (اس کا مردار حلال ہے) سے حنفیہ کے نزدیک صرف مچھلی مراد ہے کیوں کہ وہ ذبح کے بغیر خود بخود مرجاتی ہے۔ اس کا شکار کرنا اور اس کو پانی سے نکالنا ہی ذبح کرنا ہے۔ ۱۲

۵۵۶ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا سَلْمَانُ کُلُّ طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَقَعَتْ فِیْہِ دَابَّۃٌ لَیْسَ لَہَا دَمٌ فَمَاتَتْ فِیْہِ فَہُوَ حَلَالٌ اَکْلُہٗ وَشُرْبُہٗ وَوُضُوْءُہٗ۔ (رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی کھانے یا پانی میں کوئی ایسا جانور جس میں بہتا خون نہیں ہوتا گر کر مرجائے تو ایسے کھانے کا کھالینا اور اس پانی کو پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے (دار قطنی)

۵۵۷ وَعَنْ اُمِّ ہَانِیٍٔ قَالَتْ اِغْتَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہُوَ وَمَیْمُوْنَۃُ فِیْ قَصْعَۃٍ فِیْہَا اَثَرُ الْعَجِیْنِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ایسے برتن سے غسل فرمایا جس کے پانی میں آٹے کا اثر تھا لیکن وہ اثر اس قدر غالب نہ تھا کہ پانی کی حالت کو بدل دے (نسائی اور ابن ماجہ)

۵۵۸ وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ لَیْلَۃَ الْجِنِّ مَا فِیْ اِدَاوَتِکَ قَالَ قُلْتُ نَبِیْذٌ قَالَ تَمْرَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّمَاءٌ طَہُوْرٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالدَّارُقُطْنِیُّ وَابْنُ عَدِیٍّ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالطَّحَاوِیُّ فَتَوَضَّاَ مِنْہُ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ اَبُوْ زَیْدٍ مَجْہُوْلٌ وَالْجَوَابُ عَنْہُ اَنَّ اَبَا بَکْرِ بْنَ الْعَرَبِیِّ ذَکَرَ فِیْ شَرْحِ جَامِعِ التِّرْمِذِیِّ اَنَّ اَبَا زَیْدٍ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ رَوٰی عَنْہُ رَاشِدُ بْنُ کَیْسَانَ الْعَبْسِیُّ الْکُوْفِیُّ وَاَبُوْ رَوْقٍ وَبِہٰذَا یَخْرُجُ

حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں کی (حاضری کی) رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تمہارے چھاگل میں کیا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نبیذ ہے، آپ نے فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی بھی پاک کرنے والا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، بزار، طبرانی، دارقطنی اور ابن عدی) امام احمد، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ ترمذی کہتے ہیں کہ ابوزید راوی مجہول ہیں ترمذی نے ابوزید راوی کو جو مجہول کہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ابوزید عمرو ابن حریث کے مولی ہیں ان سے راشد بن کیسان

عَنْ حَدِّ الْجَهَالَةِ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا بِكُنْيَتِهٖ فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ التِّرْمِذِيُّ أَرَادَ بِهٖ أَنَّهٗ مَجْهُوْلُ الْاِسْمِ وَلَا يَضُرُّ ذٰلِكَ فَإِنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الرُّوَاةِ لَا تُعْرَفُ أَسْمَاؤُهَا وَإِنَّمَا عُرِفُوْا بِالْكُنٰى كَذَا ذَكَرَهُ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَالْعَيْنِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ صَحَّ . عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عیسی کوفی اور ابوروق دونوں حضرات نے روایت کی ہے اور جن سے دو راوی روایت کریں ان کو مجہول نہیں قرار دیا جا سکتا علاوہ ازیں یہ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ ترمذی کا منشا ابوزید کے مجہول ہونے سے یہ ہو سکتا ہے کہ یہ نام کے اعتبار سے مجہول ہیں جس سے کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا کیوں کہ ایسے راویوں کی ایک جماعت ہے جن کے اسماء نامعلوم ہیں، اور وہ کنیتوں سے مشہور ہو گئے۔ امام ابن ہمام اور علامہ عینی نے یہی کہا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت یہ آئی ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں جنوں کی حاضری کی رات آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا (مسلم شریف)

وَالْجَوَابُ عَنْهُ مِنْ وُجُوْهٍ أَحَدُهَا أَنَّهٗ ذَكَرَ الْإِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ أَنَّ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ لَيْلَةِ الْجِنِّ فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مُعَارِضٌ بِمَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ مِنْ أَنَّهٗ كَانَ مَعَهٗ وَرَوٰى أَيْضًا أَبُوْ حَفْصِ بْنُ شَاهِيْنٍ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَعَنْهُ أَنَّهٗ رَأٰى قَوْمًا مِّنَ الزُّطِّ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَالْإِثْبَاتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ.

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیلۃ الجن میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے کئی طریقوں سے دیا گیا ہے۔

ایک جواب تو یہ ہے جس کو امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ روایت جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے کہ انھوں نے خود کہا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا یہ حدیث ابن ابی شیبہ کی حدیث سے متعارض ہے جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ساتھ موجود تھا ایک اور روایت جس کو ابوحفص ابن شاہین نے بیان کیا ہے اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صراحت ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ انھوں نے قبیلہ زط کے چند لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ لوگ ان جنوں سے ہیں جن کو میں نے لیلۃ الجن میں دیکھا تھا زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جہاں ثبوت اور نفی دو قسم کی روایتیں جمع ہو جاتی ہیں وہاں ثبوت کی روایت کو

مقدم رکھا جاتا ہے اس لیے یہاں لیلۃ الجن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کو مرجح قرار دیا جائے گا۔

وَثَانِيهَا مَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَغَيْرُهُ فِي التَّطْبِيقِ بَيْنَ رِوَايَاتِ الْإِثْبَاتِ وَبَيْنَ رِوَايَاتِ النَّفْيِ إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ لَمْ يَكُنْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِ مُلَاقَاتِهِ مَعَ الْجِنِّ وَقِرَاءَتِهِ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّمَا جَلَسَ حَيْثُ خَطَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ أَتَاهُ كَمَا فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ فَحَيْثُ نَفَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَوْغَيْرُهُ مَعِيَّتَهُ أَرَادَ بِهَا الْمَعِيَّةَ الْخَاصَّةَ فَلَا تُنَافِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ رِوَايَةِ الْمَعِيَّةِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ۔

دوسرا جواب ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے دیا ہے کہ اثبات ونفی کی روایات کے درمیان مطابقت اس طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ لیلۃ الجن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تو تھے مگر اس خاص مقام پر نہیں تھے، جہاں جنات نے آپ سے ملاقات کی اور آپ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایسی جگہ بیٹھے رہے جہاں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے لیے ایک خط کھینچ کر آپ کو اس کے اندر بٹھا دیا تھا اور آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنوں سے ملاقات کرکے واپس آنے تک اسی جگہ بیٹھے رہے اور اس کی روایت مسند امام احمد میں موجود ہے لہذا یہ واضح ہوگیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور دیگر صحابہ کرام کے متعلق لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی جو نفی وارد ہے اس نفی کا تعلق اس مقام سے ہے جس میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات فرمائی اس طرح اس خاص مقام میں نہ رہنے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ہمراہی سے انکار نہیں کیا جاسکتا لہذا اس سے اس رات آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے رہنے یا نہ رہنے کی روایتوں میں اختلاف باقی نہ رہا۔

وَثَالِثُهَا أَنَّهُ ذَكَرَ الْعَيْنِيُّ أَنَّ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا رَوَوْا شِرْكَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَذٰلِكَ كَافٍ لِلْاِسْتِدْلَالِ اِنْتَهٰى۔

اور تیسرا جواب وہ ہے جس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ چودہ حضرات سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں موجود تھے اور یہ چیز استدلال کیلئے کافی ہے

۵۵۹/۲۳ وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ آپ

عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا بِالْوُضُوْءِ بِنَبِيْذِ التَّمْرِ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَقَالَ عِكْرِمَةُ النَّبِيْذُ وُضُوْءُ مَنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ قَالَهٗ فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ۔

نبیذ (خرما) سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے ایسا ہی حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام اوزاعی نے بھی کہا ہے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جس کو پانی نہ ملے اس کے لیے نبیذ وضو کے لیے کافی ہے یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

۵۶۰/۲۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّنَّوْرُ سَبُعٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيْ وَاَحْمَدُ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ (جانور) ہے۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۶۱/۲۵ وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهٗ وَضُوْءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَمُحَمَّدٌ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جو حضرت ابن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو میں ان کے لیے وضو کا پانی ڈالتی پس ایک بلی آکر اس میں سے پانی پینے لگی تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلی کے پینے کے لیے برتن کو اور جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پی لیا حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھ لیا جب کہ میں حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی اور کہنے لگے اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا ہاں، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی نجس نہیں ہے وہ تو تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے۔ (اس کی روایت امام مالک، امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ دارمی اور امام محمد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے)

ف: بلی تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے اس کے متعلق علامہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ بلی کی بار بار آمد و رفت کو بلی کے ناپاک نہ ہونے کی علت قرار دی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے دراصل وہ ناپاک ہے اور اس کی ناپاکی حاجت و ضرورت

کے تحت (کہ وہ موذی جانور کو مارتی ہے) معاف قرار دی گئی ہے اس لحاظ سے درندہ کا جھوٹا ناپاک ہوگا اور بلی کا جھوٹا اس کے درندہ ہونے کے باوجود ناپاک نہیں ہے اس لیے کہ اس میں ضرورت اور حاجت ہے، احیاء السنن میں یہی مذکور ہے بلی کی حاجت اور ضرورت اس طرح ہے کہ وہ خدمت کرتی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ موذی جانوروں کو مارتی ہے اور ان کی خبرگیری میں ثواب ہوتا ہے، اور اسی ضرورت کے تحت بلیوں کے جھوٹے پانی کو پاک قرار دیا گیا کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ ۱۲

۵۶۲/۲۶ وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَىَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلَاتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ النِّيْمَوِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَلَغَتْ فِيْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً وَصَحَّحَهٗ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَاٰخَرُوْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُهُوْرُ الْاِنَاءِ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْهِرُّ اَنْ يُغْسَلَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ هٰذَا صَحِيْحٌ۔

حضرت داؤد بن صالح بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان کی مالکہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہریسہ دے کر روانہ کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی ہیں مجھے اشارہ سے فرمایا کہ اسے رکھ دو، اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے کچھ کھالیا اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو اسی جگہ سے تناول فرمایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے وہ تمہارے پاس رخادموں کی طرح) آنے جانے والوں میں سے ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے پانی سے وضو فرماتے دیکھا ہے (ابوداؤد شریف) اور علامہ نیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں) اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب برتن میں بلی منہ ڈال کر پی لے تو برتن کو ایک دفعہ دھولیا جائے اور اس کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور امام طحاوی اور دیگر محدثین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب بلی برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو برتن کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ برتن ایک دفعہ یا دو دفعہ دھولیا جائے اور دارقطنی

نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے

۵۶۳ / ۲۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِی الْاِنَاءِ فَاهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ مَوْقُوْفًا وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب بلی برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو اس کے پانی کو گرا دے اور برتن کو ایک دفعہ دھولے (اس کی روایت دار قطنی نے موقوفاً کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے)

ف: علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ درندوں کے متعلق دو حکم ہیں، ایک حکم ان کے جوٹھے کے متعلق ہے اور دوسرا حکم ان کے گوشت کے متعلق ہے بلی کے گوشت کے متعلق یہ حکم ثابت رہا کہ دیگر درندوں کی طرح اس کا گوشت بھی حرام ہے اس لیے کہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر نہیں ہوا، رہا بلی کے جوٹھے کا حکم اور بلی کی خدمت کی وجہ سے اس کی ضرورت کا حکم دو مختلف چیزیں ہیں جانوروں میں بلی کی حیثیت ایک تو چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں اور دوسرے گوشت خور پرندوں کی طرح ہے، چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کی حیثیت سے اس کا جوٹھا نجس ہے اور گوشت خور پرندوں کی حیثیت سے اس کا جوٹھا مکروہ ہے، بلی کی خدمت اور ضرورت کی بنا پر اس کے جوٹھے کی نجاست کا حکم باقی نہ رہا تو ظاہر ہے کہ لازماً اس کی کراہت کا حکم متعین ہوگیا چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہی ہے کہ بلی کا جوٹھا مکروہ ہے اور سابقہ متعارض حدیثوں کی وجہ سے یہ کراہت بھی تنزیہی ہوگی اور اس کراہت تنزیہی کی وجہ سے اس کے جوٹھے برتن کو ایک بار دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جوٹھے کو پاک قرار دیا ہے۔

۵۶۴ / ۲۸ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کے متعلق رخصت و اجازت دی (بخاری شریف) اور بخاری کی دوسری روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی۔

ف: گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس کے گوشت کے حلال ہونے اور حرام ہونے کے متعلق دلائل میں خود اختلاف

ہے اور خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی گدھے کے ناپاک ہونے کے متعلق اختلاف کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ گدھا پاک ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکروہ ہے اس اختلاف نے گدھے کے جھوٹے کے متعلق شک پیدا کر دیا کہ اس کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں صحیح ترین استدلال جو بحر اور بنایۃ وغیرہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ گدھے کے جھوٹے کی ضرورت کے بارے میں تردد اور شک ہے کہ کیا کہا جائے ضرورت اس لیے کہ گدھا گھر کے کنارے میں باندھا جاتا ہے اور گھر کے برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور یہ مسلم ہے کہ ضرورت اور حاجت اس بات کی داعی ہوتی ہے کہ ناپاک ہونے کا حکم نہ دیا جائے اسی وجہ سے بلی اور چوہے کے جھوٹے کو ناپاک نہیں قرار دیا گیا۔ مگر گدھے کی ضرورت کم ہے اور بلی اور چوہے کی ضرورت زائد ہے، کیونکہ بلی اور چوہے گھر کے تنگ مقامات میں گھس جایا کرتے ہیں اس لیے ان سے بچنا مشکل ہے اور گدھے سے آسان ہے اور اگر بالکلیہ ضرورت نہ ہوتی تو گدھے کے جھوٹے کے متعلق بلا اشکال یہ حکم دیا جاتا کہ وہ نجس ہے جس طرح کتے اور دوسرے درندوں کا حکم ہے اور گدھے کی ضرورت اس طرح ہوتی جس طرح کہ بلی اور چوہے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو گدھے کے جھوٹے کا حکم بالکل بلا اشکال وہی دیا جاتا جو بلی اور چوہے کا ہے کہ ان کا جھوٹا بھی ناپاک نہیں ہے۔ پس جب ایک حیثیت سے ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ وہ گھروں میں باندھا جاتا ہے اور برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور دوسری حیثیت سے ضرورت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ یعنی وہ بالکل بلی اور چوہے کی طرح ہر تنگ مقام تک نہیں جایا کرتا تو اس کے لیے دونوں باتیں ایک دوسرے کے معارض اور مخالف ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گئیں۔ اس طرح ان دونوں باتوں میں کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا اس لیے اصل کی جانب لوٹنا ضروری ہوا۔ اور یہاں اصل دو چیزیں ہیں، ایک تو پانی کہ وہ پاک ہے اور دوسرے گدھوں کا تھوک کہ وہ ناپاک ہے اس لیے کہ اس کا گوشت حرام ہے اگر پانی کو دیکھا جائے تو گدھے کے جھوٹے کو پاک کہنا پڑتا ہے اور اس کے تھوک کا لحاظ کیا جائے تو اس کے جھوٹے کو ناپاک کہنا پڑتا ہے اسی لیے گدھے کے جھوٹے کا تصفیہ معرض اشکال میں ہونے کی وجہ سے فقہاء نے گدھے کے جھوٹے کو مشکوک کہا ہے، گدھے کے جھوٹے کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت خود اس کے پاک ہونے کی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے البتہ دوسری حیثیت جس میں شک ہے وہ یہ کہ کیا وہ پاک کرنے والا بھی ہے یعنی طاہر تو ہے کیا مُطَہِّر ہے؟ تو اس کے مطہر ہونے میں شک کی بنا پر پانی ملنے کی ضرورت میں اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کرنا چاہیے۔ اور تیمم بھی (یہ عبارت سعایہ اور رد المحتار کا ماحصل ہے)

٥٦٥ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَغْتَسِلُوْا بِالْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فَإِنَّهُ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا پانی جو دھوپ سے گرم

يُوْرِثُ الْبَرَصَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

ہوا ہو، اس سے غسل مت کیا کرو، اس لیے کہ وہ کوڑھ کو پیدا کرتا ہے۔ (دار قطنی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فتاوی رضویہ ج اص ۴۶ میں فرماتے ہیں کہ دھوپ کا گرم پانی جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے اسے کسی طرح بھی بدن پر نہیں پہنچانا چاہیے وضو سے نہ غسل سے اور نہ ہی پینے سے۔ یہاں تک کہ جو کپڑا اس سے بھیگا ہو جب تک کہ سرد نہ ہو جائے پہننا مناسب نہیں ہے کہ کپڑے کے ذریعے دھوپ کا گرم پانی جسم پر لگنے سے برص پیدا نہ ہو جائے۔ آپ اپنے رسالہ النور والنورق میں فرماتے ہیں اس بارے میں اختلاف بہت ہے۔ اور ہم نے اس اختلاف کو اپنی کتاب منتہی الامال فی الادفاق والاعمال میں بیان کیا ہے اور ہر اختلاف سے اصح اور ارجح قول چنا ہے۔ اور مختصر الفاظ میں اسے ذکر کیا ہے۔

ف: صاحب ردالمحتار نے وضو کے مستحبات کے بیان میں امداد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مستحبات وضو سے یہ بھی ہے کہ وضو ایسے پانی سے نہ کیا جائے جو دھوپ پڑنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہے جس کی صراحت حلیہ میں کی گئی ہے مصنف حلیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا اسی لئے فتح میں دھوپ زدہ پانی کے مکروہ ہونے کی صراحت کی گئی ہے اور بحر میں بھی یہی مذکور ہے اور معراج الدرایہ اور قنیہ میں مذکور ہے کہ وہ پانی جو دھوپ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے وضو کرنا مکروہ ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ممانعت فرما دی تھی جب کہ انھوں نے پانی کو دھوپ میں گرم کیا تھا۔ یہ فرمایا کہ اے حمیرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا دھوپ سے پانی گرم مت کیا کرو۔ اس سے برص (یعنی کوڑھ) کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

۵۶۶/۳۰ وَعَنْ اَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُسَخَّنُ لَهُ مَاءٌ فِي قُمْقُمَةٍ وَّ يَغْتَسِلُ بِهٖ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولیٰ ہیں روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تانبے کے برتن میں پانی آگ سے گرم کیا جاتا تھا اور آپ اس سے غسل فرماتے تھے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔

۵۶۷/۳۱ وَعَنْ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْحَمِيْمِ وَيَغْتَسِلُ بِهٖ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ.

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرم پانی سے وضو فرماتے تھے اور اس سے غسل بھی فرماتے۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

۵۶۸/۳۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

يَغْتَسِلَ بِالْحَمِيْمِ وَيَتَوَضَّأُ مِنْهُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ

ہے انہوں نے کہا کہ آگ کے گرم شدہ پانی سے غسل اور وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ اس کی روایت کی ہے)

بَابُ تَطْهِيْرِ النَّجَاسَاتِ

باب، نجاستوں کے پاک کرنے کے بیان میں

۱- وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"اور اپنے کپڑے پاک رکھو" (سورۃ مدثر[۷۴] آیت[۴])

ف: ہر طرح کی نجاست سے کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے نماز کے علاوہ کی حالت میں کپڑوں کا پاک رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ ناپاکی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۲- وَقَوْلُهُ:
مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"(کیا ہم نے تمہیں) ایک بے قدر پانی سے (پیدا نہ فرمایا)" (یعنی نطفہ سے)

۳- وَقَوْلُهُ:
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"اور اُن (جانوروں) کی اُون اور ان کی ببری (یعنی روئی) اور بالوں سے کچھ گرہستی کا سامان (گھروں میں بچھانے اور اوڑھنے کا سامان) اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک (رہنمائیں ہیں)" (سورۃ نحل[۱۶] آیت ۸۰)

ف: یہ آیت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بیان میں ہے مگر اس سے اشارۃً اُون، پشمینے اور بالوں کی طہارت اور ان سے نفع اٹھانے کی علت ثابت ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۵۶۹ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيُهْرِقْهُ وَلْيَغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ نَحْوَهُ مَرْفُوْعًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرا دو۔ اور اس برتن کو تین مرتبہ دھولو۔ (ابن عدی نے اس کی روایت کی ہے۔ دارقطنی نے بھی اس کی مرفوعًا روایت کی ہے)

۵۷۰/۲ وَعَنْهُ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ مَوْقُوْفًا وَفِيْ نَصْبِ الرَّايَةِ قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْإِمَامِ وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس برتن کی چیز کو گرا دو اور برتن کو تین مرتبہ دھولو (اس کی روایت دار قطنی نے موقوفاً کی ہے اور نصب الرایہ میں مذکور ہے کہ شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الامام میں کہا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اور طحاوی نے بھی اس کی اسی طرح روایت کی ہے۔

۵۷۱/۳ وَعَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ اَهْرَاقَهٗ ثُمَّ غَسَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جاتا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس برتن کی چیز کو گرا دیتے اور اس کے بعد برتن کو تین بار دھو ڈالتے (دار قطنی نے بسند صحیح اس کو روایت کیا ہے)

۵۷۲/۴ وَعَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الْكَلْبِ يَلِغُ فِي الْإِنَاءِ قَالَ يُغْسَلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتے کے متعلق دریافت کیا جب کہ وہ برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ برتن کو تین مرتبہ دھو لو۔ (عبد الرزاق)

ف: بہار شریعت میں لکھا ہے کہ سور، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے۔ کتے نے برتن میں منہ ڈالا تو اگر وہ برتن چینی یا دھات کا ہے یا مٹی کا روغنی برتن ہے یا استعمالی چکنا (پرانا برتن) ہے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا ورنہ ہر بار سکھا کر پاک ہوگا۔ ہاں چینی کے برتن میں بال ہوں یا اور برتن میں دراڑ ہو تو تین بار سکھا کر پاک ہوگا فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا۔ مٹکے (یا کسی اور برتن) کو کتے نے اوپر سے چاٹا ہو تو اس برتن کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔

۵۷۳/۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں شب گذاری کرتا تھا۔ اس زمانے میں ایسا جوان تھا کہ ابھی میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آیا جایا کرتے تھے۔ لیکن اس کی وجہ سے مسجد کو کچھ بھی نہ دھویا جاتا تھا۔

نَحْوَهُ - وَقَالَ اَبُوْدَاؤدَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى طُهُوْرِ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَتْ -

(اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔ اور اس کی سند کے متعلق سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک صحت کی علامت ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمین جب خشک ہو جائے تو پاک ہو جاتی ہے)

۵۷۴ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ ذَكَاةُ الْاَرْضِ يَبْسُهَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرِنِ الْبَاقِرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِثْلَهٗ -

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زمین کی پاکی اس کا خشک ہو جانا ہے (ابن ابی شیبہ نے اس کی روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک دوسری روایت میں حضرت امام ابو جعفر باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے

۵۷۵ وَعَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جُفُوْفُ الْاَرْضِ طُهُوْرُهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهُ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ -

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ زمین کا خشک ہو جانا ہی اس کے لیے پاکی ہے (عبد الرزاق) اور ابن ابی شیبہ کی روایت بھی اسی طرح ہے اور ابن ابی شیبہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

۵۷۶ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضِحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنْ كَانَ بَعْضُ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَتَقْرِصُ الدَّمَ عَنْ ثَوْبِهَا بِرِيْقِهَا -

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بتلایئے کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو چٹکیوں سے ملے، پھر اس کو پانی سے دھولے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے (بخاری اور مسلم) اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض بیبیاں اپنے کپڑے سے خون کو تھوک کے ذریعہ مل کر پاک فرمایا کرتی تھیں۔

ف : اس حدیث کے الفاظ " ثم لتنضحہ بماءٍ " (یعنی پھر کپڑے کو پانی سے دھو لے) اس کے متعلق خطابی نے کہا ہے کہ اس ارشاد میں اس بات کی دلیل ہے کہ نجاست دُور کرنے کے لیے پانی ہی معین ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن میں اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے نجاست پانی سے ہی دُور کی جائے اور امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے، یہ حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ جس چیز سے حدث دور ہوتا ہے، نجاست سے پاکی اسی چیز کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے لیکن امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ نجاست سے پاکی حاصل کرنا ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ اس حدیث کو حنفیہ کے خلاف دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کپڑے کی پاکی پانی سے حاصل ہوئی ہے جس کا انکار ناممکن ہے اور اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ کیا پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بھی پاکی حاصل کی جاسکتی ہے یا نہیں ؟ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث جس میں پانی سے طہارت حاصل کرنے کا ذکر ہے اس میں اس بات کا حصر نہیں ہے کہ پانی کے سوا کسی اور بہنے والی پاک چیز سے پاکی حاصل نہ کی جائے بلکہ اس حدیث میں پانی کے سوا کسی اور چیز سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں سکوت موجود ہے دوسری چیز سے پاکی حاصل کرنے کا نہ تو ثبوت ہے نہ نفی بلکہ ابن ابی شیبہ کی وہ حدیث جو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس میں ام المومنین نے اپنے کپڑے کی طہارت تھوک کے ذریعہ کی ہے اس میں پاک بہنے والی چیز سے طہارت حاصل کرنے کا ثبوت موجود ہے امام بیہقی اور خطابی نے اپنی دلیل میں جو نجاست کا قیاس حَدَث پر کیا ہے اور جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نجاست دور کرنے کے لیے پانی اسی طرح لازمی ہے جس طرح حدث دور کرنے کے لیے پانی بلا اتفاق لازمی ہے صحیح نہیں کیونکہ نجاست کا حکم اور حدث کے حکم میں کافی فرق ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیثیں اس بات پر قوی دلیل ہیں کہ بہنے والی پاک چیز سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔

علاوہ ازیں نجاست کے دور کرنے کے لیے ڈھیلا یا پتھر استعمال کیا جائے اور پانی سے طہارت کے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو ایسے شخص کی نماز درست ہے حالانکہ صرف ڈھیلے یا پتھر سے طہارت پر اکتفا کرنے میں نجاست کا اثر باقی رہ جاتا ہے، برخلاف حدث کے کہ اس میں اگر بال برابر جگہ بھی خشک رہ جائے تو حدث دور نہیں ہوتا تو اس طرح یہ نتیجہ نکلا کہ پاکی کے حاصل کرنے میں حدث پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور پانی کے علاوہ ہر پاک بہنے والی چیز سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔

٥٧٧/٩ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ رَاٰى فِيْ قَمِيْصِهٖ دَمًا فَبَزَقَ فِيْهِ ثُمَّ دَلَكَهٗ، وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ مَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ مِثْلُهٗ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِيْ بَابٍ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ لِاِحْدَانَا اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ فَاِذَا اَصَابَهٗ شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ (اَيْ فَعَلَتْ) بِرِيْقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا وَيُرْوٰى فَقَصَعَتْهُ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی قمیص میں خون دیکھا تو آپ نے خون کی جگہ تھوک کر اس کو مل دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میمون بن مہران سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اس کو حیض آیا ہو" کے باب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ام المومنین نے فرمایا ہم میں سے کسی کو ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا میسر نہ تھا، اس لیے حیض کے ایام میں وہی کپڑا جسم پر رہتا تھا اور جب حیض کا کچھ خون اس میں لگ جاتا تھا تو وہ خون کے دھبہ پر تھوک دیا کرتی تھیں اور اس کو ناخن سے مل لیتی تھیں، اور ایک روایت میں (فَمَصَعَتْهُ) کی بجائے (فَقَصَعَتْهُ) ہے جس کے معنے بھی ملنے کے ہیں۔

٥٧٨/١٠ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَهَا امْرَاَةٌ اِنِّيْ اُطِيْلُ ذَيْلِيْ وَاَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهٗ مَا بَعْدَهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ الْمَرْاَةُ اُمُّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ان سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ میرا دامن لمبا ہوا کرتا ہے اور میں ناپاک جگہ سے گذرتی ہوں (تو کیا میرا دامن پاک رہے گا) تو اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کپڑے کو اس مقام کے بعد کی جگہ پاک کر دیتی ہے (امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ترمذی ابوداؤد اور دارمی) اور دارمی نے کہا ہے کہ وہ سوال کرنے والی عورت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی اُمّ ولد (لونڈی) تھیں۔

ف : حدیث میں ناپاک جگہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ جگہ سے مراد خشک جگہ ہے کہ اس پر دامن گذر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اگر جگہ تر ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہوگا کیوں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ کپڑے کو جب نجاست لگ جائے تو وہ دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے البتہ چمڑے کے موزے کا یہ حکم نہیں ہے اور اس کا حکم بھی آئندہ حدیثوں میں مذکور ہے اور اس حدیث میں زمین کا کپڑے کو پاک کر دینے کا جو ذکر موجود ہے قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

سائلہ عورت کا دامن خشک زمین پر ہی سے گذرتا تھا (ماخوذ از مرقات) ۱۲

۵۷۹/۱۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَطِئَ اَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْاَذٰى فَاِنَّ التُّرَابَ لَهٗ طَهُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَلِابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے) اور ابن ماجہ سے یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے موافق ہے۔

ف: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت النور والنورق میں فرماتے ہیں کہ موزے یا جوتے میں کوئی جرم دار نجاست مثل لید اور گوبر کے لگ جائے یا پیشاب وغیرہ رقیق نجاست مٹی یا ریت سے جرم دار ہو جائے تو اتنا رگڑ دینے سے اس نجاست کا اثر زائل ہو جائے تو طہارت ہو جائے گی۔ لہٰذا جوتے کے تلے کا موضع نجاست پر گذر کر پاک زمین یا ریت پر چلنے سے اور ان کے ساتھ رگڑ کھا کر سوکھ کر جھڑ جانے کی صورت میں جوتا پاک ہو جاتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۲۲

۵۸۰/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلْیَنْظُرْ فَاِنْ رَاٰى فِیْ نَعْلِهٖ اَذًى اَوْ قَذَرًا فَلْیَمْسَحْهُ وَلْیُصَلِّ فِیْهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کو آئے تو دیکھ لے کہ اگر اس کے جوتے میں کوئی گندی چیز یا نجاست موجود ہے تو اس کو رگڑ دے اور ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھ لے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۸۱/۱۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَطِئَ اَحَدُكُمُ الْاَذٰى بِنَعْلِهٖ اَوْ خُفَّیْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَعَنْ یَحْیَى بْنِ وَثَّابٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَوَطِئَ عَلٰى عَذِرَةٍ قَالَ اِنْ كَانَتْ رَطْبَةً غَسَلَ مَا اَصَابَهٗ وَاِنْ كَانَتْ یَابِسَةً لَمْ تَضُرَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے جوتے یا اپنے موزوں سے گندی چیز کو روندے تو ان دونوں کو پاک کرنے والی مٹی ہے (یعنی مٹی پر رگڑنے سے موزہ پاک ہو جاتا ہے) (طحاوی و ابن خزیمہ) اور یحییٰ بن وثاب سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص نماز کے لیے نکلا اور اس نے غلاظت کو روند ڈالا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ اگر غلاظت تر ہو تو جس چیز کو وہ لگ جائے اس کو دھو لے اور اگر خشک ہو تو اس کے لیے

ضرر رساں نہیں ہے (ابن ابی شیبہ) اور اس حدیث کی روایت کرنے والے صحیح کے راوی ہیں)

ف: اس حدیث میں تر نجاست کو دور کرنے کے لیے دھونا ثابت ہے اور اگر خشک نجاست ہو تو رگڑ دینا کافی ہے بالکل اسی طرح اس حدیث سے پہلے کی حدیثیں گو کہ وہ مطلق ہیں ان سے بھی یہی حکم مراد ہے کہ اگر نجاست تر ہو تو دھولی جائے اور اگر خشک ہو تو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہے ۱۲

۵۸۲ وَعَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَبِرِوَايَةِ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَاِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَفِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ فِيْهِ قَالَ الطَّحَاوِيُّ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا عِنْدَنَا دَلِيْلٌ عَلٰى طَهَارَةِ الْمَنِيِّ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ كَانَتْ تَفْعَلُ بِهٖ هٰذَا فَيَطْهُرُ بِذٰلِكَ الثَّوْبُ وَالْمَنِيُّ فِيْ نَفْسِهٖ نَجِسٌ كَمَا قَدْ رُوِيَ فِيْمَا اَصَابَ النَّعْلَ وَالْخُفَّ مِنَ الْاَذٰى فَكَانَ التُّرَابُ يُجْزِئُ مِنْ غَسْلِهِمَا وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى طَهَارَةِ الْاَذٰى فِيْ نَفْسِهٖ فَكَذٰلِكَ مَا رُوِيَ مِنَ الْمَنِيِّ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ كَانَ حُكْمُهُ كَذٰلِكَ يَطْهُرُ الثَّوْبُ بِاِزَالَتِهِمْ اِيَّاهُ عَنْهُ بِالْفَرْكِ وَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ نَجِسٌ كَمَا كَانَ الْاَذٰى يَطْهُرُ النَّعْلَ بِاِزَالَتِهِمْ اِيَّاهُ عَنْهَا وَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ نَجِسٌ۔

حضرت اسود اور ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے خشک منی کو کھرچ لیا کرتی تھی (اس کی روایت مسلم نے اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے) اور علقمہ اسود اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی سند سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح روایت کیا ہے، اور اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے مذہب کے مطابق اس حدیث میں منی کے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جو مذکور ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھیں تو اس بارے میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے خشک منی کو جس کا اثر کپڑے میں سرایت نہ کیا ہو، ایسے طریقہ سے مل دیا کرتی تھیں جس سے کپڑا پاک ہو جاتا تھا اور اس طرح رگڑنا بھی کپڑے کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، منی درحقیقت ناپاک ہے، اس کی توضیح یہ ہے کہ جوتے یا موزے کو خشک ناپاک چیز لگ جائے تو اس نجاست کو دور کرنے کے بارے میں روایت یوں ہے کہ پانی سے دھونے کے بجائے مٹی پر رگڑنا کافی ہے اور چمڑے کو پاک کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے تو اس طرح ثابت ہوا کہ اس روایت میں بھی کوئی

دلیل درحقیقت نجس شے کے پاک ہونے کی نہیں ہے تو جیسے چمڑے کے پاک ہونے سے نجاست کو پاک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث میں کپڑا جس کو خشک منی لگی ہوئی ہو رگڑنے سے کپڑا تو پاک ہو گیا لیکن کپڑے کے پاک ہونے سے منی کو پاک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ۱۲

۵۸۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَابِسًا وَاَغْسِلُهٗ اِذَا كَانَ رَطْبًا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ عَوَانَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَقَالَ النِّيْمُوِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔ [15]

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھی جب وہ خشک ہوتی اور کپڑے کو دھو لیا کرتی تھی اگر منی تر ہوتی (اس کی روایت دار قطنی، بیہقی اور طحاوی نے کی ہے اور ابو عوانہ نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے اور نیموی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے)

۵۸۴ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَدْلُوْ مَاءً فِيْ رَكْوَةٍ قَالَ يَا عَمَّارُ مَا تَصْنَعُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَغْسِلُ ثَوْبِيْ مِنْ نُخَامَةٍ اَصَابَتْهُ فَقَالَ يَا عَمَّارُ اِنَّمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ مِنْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْقَيْءِ وَالدَّمِ وَالْمَنِيِّ يَا عَمَّارُ مَا نُخَامَتُكَ وَدُمُوْعُ عَيْنَيْكَ وَالْمَاءُ الَّذِيْ فِيْ رَكْوَتِكَ اِلَّا سَوَاءٌ۔ [16]

(رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں کنویں سے ایک برتن میں پانی ڈال رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں اپنے کپڑے کو دھونا چاہتا ہوں جس میں رینٹھ لگ گیا ہے، آپ نے فرمایا اے عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کپڑا تو صرف پانچ چیزوں کے لگ جانے سے دھویا جاتا ہے۔ پاخانہ، پیشاب، قے، خون اور منی سے۔ اے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری رینٹھ اور تمہارے آنکھوں کے آنسو اور یہ پانی جو تمہارے برتن میں ہے یہ سب برابر ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ رینٹھ اور آنسو نجس نہیں ہیں (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

۵۸۵ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ [17]

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منی کے متعلق دریافت کیا کہ اگر وہ کپڑے کو

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لگ جائے (تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھی اور آپ اسی کپڑے میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور دھونے (یعنی تری) کا نشان آپ کے کپڑے پر رہتا (بخاری اور مسلم)

۵۸۶/۱۸ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ كَانَ يُجَامِعُ فِيْهِ قَالَتْ نَعَمْ اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَ اَبُوْ دَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَقَالَ ابْنُ الْمَلِكِ وَالشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ اِنَّ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ اَدِلَّةٌ عَلٰى نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ كَمَا هُوَ قَوْلُ اِمَامِ الْمَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْتَهٰى وَكَذَا رُطُوْبَةُ فَرْجِ الْمَرْاَةِ نَجِسَةٌ فَاِنَّهَا مَخْلُوْطَةٌ بِالْمَنِيِّ النَّجِسِ

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس میں جماع کرتے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں جب اس کپڑے میں نجاست نہیں پاتے تھے (اس کی روایت نسائی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے) ابن الملک اور شیخ عبدالحق رحمہا اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ منی نجس ہے، اور یہی قول امام المذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی طرح عورت کے شرمگاہ کی تری بھی نجس ہے اس لیے کہ وہ منی سے جو ناپاک ہے ملی ہوئی ہوتی ہے!

۵۸۷/۱۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِيَّاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمُحَمَّدٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ اِتْبَاعُ الْمَاءِ حُكْمُهٗ حُكْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰى اَنَّ رَجُلًا لَوْ اَصَابَ ثَوْبَهٗ عَذِرَةٌ فَاَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتّٰى ذَهَبَ بِهَا اَنَّ ثَوْبَهٗ قَدْ طَهُرَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس (ایک شیرخوار) بچہ لایا گیا اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور آپ نے اس پر سے پانی بہا دیا اس کی روایت بخاری نسائی اور امام محمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور امام طحاوی نے یہ صراحت کی ہے کہ پانی بہا دینے کا حکم درحقیقت دھو دینے کا ہے۔ چنانچہ اگر کسی آدمی کے کپڑے کو غلاظت لگ جائے اور وہ اس پر پانی بہا دے یہاں تک کہ پانی اس غلاظت کو دور کر دے تو اس کا کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

۵۸۸ وَعَنْهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِي حِجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شیرخوار بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا (مسلم)

ف: دودھ پیتے بچوں کے بارے میں لوگوں میں جو مشہور ہے کہ ان کے پیشاب سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے کیونکہ وہ اناج وغیرہ نہیں کھاتے محض بے اصل غیر منطری بات ہے۔ دودھ پیتا بچہ ہو یا بچی اس کا پیشاب پاخانہ ناپاک ہے اگر جسم پر لگ جائے تو اسے دھویا جائے اور اگر کسی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ نچوڑا بھی جائے۔

۵۸۹ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچہ آپ کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پانی خوب بہا دو (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، جس کی اسناد صحیح ہے)

۵۹۰ وَعَنْ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى بَطْنِهِ الْحَسَنُ أَوِ الْحُسَيْنُ قَالَ فَبَالَ حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ عَلَى بَطْنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَارِيعَ قَالَ فَوَثَبْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ فَقَالَ دَعُوا ابْنِي فَلَا تُفْزِعُوا ابْنِي قَالَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ ۔

حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر امام حسن یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ صاحبزادے نے پیشاب فرمادیا۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر پیشاب کی دھاریں بہہ رہی ہیں۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم فوراً جھپٹے کہ ان کو ہٹا دیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بچہ کو چھوڑ دو اور میرے بچہ کو مت گھبرادو۔ حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۹۱ وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ إِنَّ أُمَّ

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

الْفَضْلِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ إِنَّ عُضْوًا مِّنْ أَعْضَائِكَ فِي بَيْتِي فَقَالَ تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا وَتُرْضِعِيهِ بِلَبَنِ قُثَمٍ فَوَلَدَتْ حُسَيْنًا فَأَخَذَتْهُ فَبَيْنَا هُوَ يُقَبِّلُهُ إِذْ بَالَ عَلَيْهِ فَقَرَصَتْهُ فَبَكَى فَقَالَ آذَيْتِنِي فِي ابْنِي ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَحَدَرَهُ حَدْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ۔

ہے وہ کہتے ہیں کہ ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس بچے کو اپنے قثم نامی بچہ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے آئی ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو پیار کر رہے تھے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر پیشاب کر دیا تو میں نے ان کو اٹھا لیا تو صاحبزادے نے رو دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم نے میرے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر خوب بہا دیا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۵۹۲ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ تَصُبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ۔

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ ایسے بچہ کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جب تک وہ شیرخوار تھا اور کھانا نہ کھاتا ہو اور جب بچہ کھانا کھانے لگ جاتا تو اس کے پیشاب کو دھو لیا کرتی تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھو لیا کرتی تھیں (خواہ وہ کھانا کھائے یا نہ کھائے)

ف: شیرخوار بچہ یا بچی اگرچہ کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں دونوں کا پیشاب نجس ہے، بچہ کے پیشاب کے لیے خفیف طور سے دھو لینا کافی ہے کیوں کہ بچہ کے پیشاب میں بدبو کم ہوتی ہے اور وہ پتلا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بچہ کے پیشاب کے لیے "نضح" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی خفیف طور سے دھونے کے ہیں لیکن بچی کے پیشاب کو بدبو کی زیادتی اور گاڑھے پن کی وجہ سے مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے، جیسے اور نجاست کو دھویا جاتا ہے اسی لیے بچی کے پیشاب کے لیے حدیث میں "غسل" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اہتمام اور مبالغہ سے دھونے

۵۹۳ / ۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ۔

وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى نَهْيِ الْاِنْتِفَاعِ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ الدِّبَاغِ كَذَا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَفِيْ سُنَنِ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يُسَمّٰى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَإِذَا دُبِغَ لَا يُسَمّٰى إِهَابًا وَّإِنَّمَا يُقَالُ لَهٗ شَنٌّ وَقِرْبَةٌ۔

حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان آیا کہ غیر مذبوح مردار جانوروں کا چمڑا بغیر دباغت کے استعمال نہ کریں اور نہ ان کے پٹھوں سے نفع حاصل کیا کریں (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دباغت سے قبل مردار جانور کے چمڑے سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔ اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور سنن ابوداؤد میں یہ صراحت ہے کہ نضر بن شمیل نے کہا ہے کہ چمڑے کو "اہاب" اس وقت تک کہا جاتا ہے جب تک اس کو دباغت نہ دی گئی ہو اور جب اس کی دباغت ہو جائے تو اس کو "اِھاب" نہیں کہتے بلکہ اس کو "شنّ" اور "قربۃ" کہتے ہیں۔

ف :- حضرت عبداللہ بن عکیم تابعی ہیں۔ آپ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر شرفِ ملاقات نہیں ہو سکی قبیلہ بنی باہلہ یا قبیلہ جہینہ سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ان کی ملاقات ہے۔ ان کا قیام کوفہ میں رہا اہاب کہتے ہیں کچی کھال کو اور پکی کھال کو جلد کہتے ہیں۔ مردار جانور کی کچی کھال اور پٹھے نجس ہیں ان سے نفع لینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کی تجارت جائز ہے مردار جانور کی کچی کھال کو پکانے اور خشک کرنے کے بعد اس سے نفع لینا اور تجارت کرنا جائز ہے اسی طرح مردار جانور کے سینگ اور ناخن وغیرہ جن میں زندگی کا اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو کاٹنے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے ان سے نفع اٹھانا مطلقاً جائز ہے اور یہی تمام آئمہ کا مذہب ہے۔
(ماخوذ از مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

۵۹۴ / ۲۶ وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَازِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى إِمَامُنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ۔

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مر گئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دی پھر ہم نبیذ (جو کھجور اور پانی سے تیار ہوتی ہے) اس میں ڈالتے تھے یہاں تک کہ وہ پرانی مشک بن گیا۔ (اس کی روایت بخاری اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور امام طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے)

۵۹۵/۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّمُحَمَّدٌ وَّرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے تو وہ پاک ہوجاتا ہے (اس کی روایت مسلم اور امام محمد نے کی ہے اور امام طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے)

۵۹۶/۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّأَبُوْدَاؤدَ وَمُحَمَّدٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب مُردار جانور کے چمڑے کو دباغت دی جائے تو اس کے استعمال سے فائدہ اٹھایا جائے۔ (امام مالک، ابوداؤد اور امام محمد)

ف:۔ کیونکہ چمڑہ دباغت (رنگنے) سے پاک ہوجاتا ہے۔

۵۹۷/۲۹ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ فَإِذَا قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ فَسَأَلَ الْمَاءَ فَقَالُوْا لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَفِي التَّلْخِيْصِ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ)

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں ایک گھر پر تشریف فرما ہوئے تو اس میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ نے پانی مانگا۔ گھر والوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ مشکیزہ مردہ جانور کے چمڑے کا ہے۔ حضور انور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دباغت اس کو پاک کرنے والی ہے۔ (امام احمد، ابوداؤد اور امام طحاوی) تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۹۸/۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ رَوَاهُ إِمَامُنَا أَبُوْحَنِيْفَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔ (اس کی روایت امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام طحاوی، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

۵۹۹/۳۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغَانِمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْأَسْقِيَةَ فَنَقْتَسِمُهَا وَكُلُّهَا مَيْتَةٌ فَنَنْتَفِعُ بِذٰلِكَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات کے مال غنیمت میں مشرکین کے مشکیزے ملا کرتے تھے تو ہم ان کو تقسیم کرلیتے تھے حالانکہ یہ مشکیزے

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

۶۰۰/۳۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِّمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَمُحَمَّدٌ نَّحْوَهٗ۔

۶۰۱/۳۳ وَعَنْهُ قَالَ مَاتَتْ شَاةٌ لِّسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَتْ فُلَانَةٌ تَعْنِي الشَّاةَ قَالَ فَلَوْلَا اَخَذْتُمْ مَسْكَهَا فَقَالَتْ نَأْخُذُ مَسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ "قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ" اَلْاٰيَةَ فَاِنَّهٗ لَا بَأْسَ بِاَنْ تَدْبُغُوْهُ فَتَنْتَفِعُوْا بِهٖ قَالَتْ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهَا فَسَلَخْتُ مَسْكَهَا فَدَبَغْتُهٗ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ قِرْبَةً حَتّٰى تَخَرَّقَتْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

مردار جانوروں کے ہوتے تھے۔ اور ہم ان کے استعمال سے نفع حاصل کرتے تھے۔ (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک باندی کو ایک بکری خیرات میں دی تھی اور وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر اس پر ہوا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا کہ اس کو دباغت دے کر اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مردار ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صرف اس کا گوشت کھانا حرام ہے (بخاری، مسلم، طحاوی اور امام محمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بکری مرگئی انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ مرگئی ہے یعنی بکری، آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا؟ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ ہم کیسے بکری کے چمڑے کو لے سکتے تھے؟ جو مردار ہوگئی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام کی آیت (پ ۸ ع ۱۸) میں یہی فرمایا ہے قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ۔ (اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے) تم فرماؤ (ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کہتے ہو) میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے) اس لیے اگر تم اس کو (یعنی مری ہوئی بکری کے چمڑے کو) دباغت دے دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے تو کوئی حرج نہیں تھا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آدمی روانہ کر دیا اور کھال کھنچوا کر منگوالی اور اس کو دباغت دلوا کر اس سے مشکیزہ بنوایا۔

وہ استعمال میں رہا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا (امام طحاوی) اور امام احمد نے اسناد صحیح سے روایت کی ہے۔

۶۲۲/۳۴ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالطَّحَاوِيُّ۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے چند قریش کے لوگ اپنی ایک مری ہوئی بکری کو جو گدھے کی طرح پھول گئی تھی کھینچتے ہوئے لے جا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کاش تم نے اس کے چمڑے کو لے لیا ہوتا ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ مردار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پانی اور کیکر پاک کر دیتے ہیں (اور یہ بھی دباغت کی ایک قسم ہے) (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے)

۶۲۳/۳۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَمْتِعُوْا بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا هِيَ دُبِغَتْ تُرَابًا كَانَ اَوْ رَمَادًا اَوْ مِلْحًا اَوْ مَا كَانَ بَعْدَ اَنْ يَّظْهَرَ صَلَاحُهٗ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار جانور کے چمڑے کے استعمال سے جب اُسے دباغت دی جائے تو فائدہ اٹھاؤ خواہ دباغت مٹی سے دی گئی ہو یا راکھ سے یا نمک سے یا ایسی کسی چیز سے دباغت دی گئی ہو کہ جس سے چمڑے میں صلاحیت پیدا ہو جائے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

ف: چمڑے سے اس کی بدبو اور ناپاک رطوبتوں کے دُور کرنے کو دباغت کہتے ہیں، واضح رہے کہ دباغت کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) حکمی۔ دباغت حقیقی یہ ہے کہ چمڑے کو دواؤں کے ذریعہ مثلاً نمک، انار کے چھلکے، مازو اور کیکر یعنی ببول کے پتوں سے پاک کیا جائے اور دباغت حکمی یہ ہے کہ چمڑے کو دھوپ میں اس طرح تپایا جائے یا مٹی اور راکھ میں اس طرح روندا جائے کہ اس کی بدبو اور رطوبت دُور ہو جائے۔

دباغت حقیقی سے چمڑا ہمیشہ کے لیے پاک ہو جاتا ہے اور اس کی نجاست پھر عود نہیں کرتی البتہ دباغت حکمی میں اختلاف ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں منقول ہیں، ایک یہ کہ نجس رطوبت پانی کی تری کی وجہ سے عود کر جائے گی تو چمڑا پھر نجس ہو جاتا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ دباغت حکمی کے بعد چمڑا دوبارہ پانی میں تر ہو جائے اور رطوبت ظاہر ہو جائے تو یہ رطوبت جو ظاہر ہوئی ہے۔ اصلی پہلے کی رطوبت نہیں ہے کیونکہ چمڑے کی اصلی رطوبت دھوپ، مٹی یا راکھ سے جا چکی تھی اس وجہ سے چمڑے کو نجس نہیں قرار دیا جا سکتا اور اسی دوسرے قول پر (جس سے چمڑے کا پاک رہنا ثابت ہوتا ہے) فتویٰ ہے (شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ، غیاث اللغات) البتہ مختارات النوازل میں یہ صراحت ہے کہ دباغت حکمی میں اگر

چمڑے کو دباغت سے پہلے پانی سے دھولیا جائے اور پھر دھوپ یا مٹی یا راکھ کے ذریعہ دباغت دی جائے تو چمڑے کی نجاست بالاتفاق عود نہیں کرے گی اور یہ دباغت حکمی دباغت حقیقی کے مثل ہو جائے گی۔ ۱۲

٦٠٤/٣٦ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ يَمْنَعُ الْجِلْدَ مِنَ الْفَسَادِ فَهُوَ دِبَاغٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہر ایسی چیز جو چمڑے کو خراب ہونے سے روک دے تو وہی اس کے لیے دباغت ہے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

٦٠٥/٣٧ وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنَّمَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ لَحْمَهَا فَأَمَّا الْجِلْدُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوفُ فَلَا بَأْسَ بِهِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردہ جانور کے صرف گوشت کو حرام قرار دیا ہے مگر چمڑا (جس کو دباغت دی گئی ہو) بال اور اُون ان سب کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

٦٠٦/٣٨ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ إِلَّا مَا أُكِلَ مِنْهَا فَأَمَّا الْجِلْدُ وَالْقُرُونُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَكُلُّهُ حَلَالٌ لِأَنَّهُ لَا يُذَكَّى۔ (رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ)

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (سورۂ انعام آیت ۱۴۶ کی اس آیت کو) ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ (اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے) تم فرماؤ (کہ جن چیزوں کو تم حرام کہتے ہو) میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی ہے کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت، وہ نجاست ہے واضح رہے کہ مُردہ جانور کی ہر چیز حلال ہے مگر اس کو کھانا حرام ہے تو چمڑا، سینگ، بال، اُون دانت اور ہڈی یہ سب حلال ہیں، اس لیے کہ ان چیزوں کا ذبح سے کوئی تعلق نہیں ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

٦٠٧/٣٩ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَشِطُ بِمُشْطٍ مِنْ عَاجٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھی کے دانت کی کنگھی سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ (بیہقی)

٦٠٨/٤٠ وَعَنْهُ قَالَ لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللهِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ نَحَرَ نُسُكَهُ ثُمَّ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ ثُمَّ نَاوَلَهُ شِقَّهُ الْأَيْسَرَ فَحَلَقَهُ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وَقَالَ صَاحِبُ الْعِنَايَةِ وَعَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَةِ شَعْرِ الْآدَمِيِّ۔

نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج میں جمرات پر کنکریاں پھینکنے سے فارغ ہوئے تو اپنی قربانی کے اونٹ کو ذبح فرمایا اس کے بعد اپنے سر مونڈھنے والے کو سر کی سیدھی جانب دی اس نے اس کو مونڈھ دیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدھے جانب کے بال ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیئے اس کے بعد بائیں جانب مونڈھنے کے لیے دیئے تو مونڈھنے والوں نے مونڈھ دیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (ترمذی)

صاحب عنایہ اور ملا علی قاری رحمہما اللہ نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں آدمی کے بال کے پاک ہونے پر دلیل ہے

۶۰۹ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (ابو داؤد اور نسائی)

ف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ یہ نہی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس نہی تحریمی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ درندوں کے چمڑوں کا استعمال دباغت سے قبل جائز نہیں، اس لیے کہ وہ نجس ہیں۔ اب رہا یہ کہ دباغت کے بعد کیا کیا جائے؟ اگر درندوں کے چمڑوں پر بال ہوں تو وہ چمڑے بھی نجس ہیں، اس لیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بالوں کو دباغت دینے سے بال پاک نہیں ہوتے کیونکہ دباغت سے بالوں کی اصلی حالت نہیں بدلتی یا اس حدیث میں جو نہی وارد ہے اس سے نہی تنزیہی مراد ہے اور یہ مسلک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بال امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک پاک ہیں اور حدیث میں نہی اس لیے آئی ہے کہ درندوں کے چمڑوں کو پہننا اور ان کے چمڑوں پر سوار ہونا سرکش لوگوں اور عجمی کفار اور عیش پرستوں کا دستور ہے لہٰذا نیک لوگوں کے لیے ان کا استعمال مناسب نہیں، اس لیے مکروہ تنزیہی ہے (میں نے اس مضمون کو مرقات سے اخذ کیا ہے) درندوں کے چمڑوں کے ناپاک نہ ہونے کے متعلق عالمگیریہ میں وضاحت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح منقول ہے کہ لومڑیوں کے چمڑوں کی ٹوپی کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مبسوط میں بھی اسی طرح مذکور ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہر طرح کے درندوں کے پوستین اور دیگر مردار جانوروں کے دباغت دیئے ہوئے چمڑوں اور اسی طرح ذبح کئے ہوئے جانوروں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ کہ ان کو دباغت نہ دی گئی ہو، اس لیے کہ ان کا ذبح کرنا ہی دباغت دینا ہے۔ چنانچہ محیط میں یہی مذکور ہے، نیز تیندوے اور دوسرے درندوں

کے چمڑوں کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ ان کو دباغت دی جائے پھر ان سے جانماز یا زین کا چار جامہ بنایا جائے، یہ ملتقط میں مذکور ہے۔ ۱۲

۶۱۰/۴۲ وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ اَنْ تُفْتَرَشَ۔

حضرت ابو الملیح بن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے (امام احمد، ابوداؤد اور نسائی) اور ترمذی اور دارمی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کو بطور فرش استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

۶۱۱/۴۳ وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ اَنَّهٗ كَرِهَ ثَمَنَ جُلُوْدِ السِّبَاعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابو الملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت لینے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ف: ابو الملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کے استعمال کو مکروہ کہا ہے۔ اس بارے میں مظہر نے کہا ہے کہ قیمت کا لینا اس وقت مکروہ ہوگا کہ چمڑے کی دباغت نہ ہوئی ہو، اس لیے کہ قبل دباغت چمڑا نجس رہتا ہے لیکن دباغت کے بعد اس کو فروخت کر کے قیمت کا حاصل کرنا مکروہ نہیں ہے، اور فتاوائے قاضی خاں میں صراحت ہے کہ مردہ جانوروں کے چمڑوں کا فروخت کرنا باطل اور ناجائز ہے بشرطیکہ وہ جانور ذبح کیے ہوئے نہ ہوں، یا ان کے چمڑوں کو دباغت نہ ہوئی ہو (مرقات)

۶۱۲/۴۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا یَرٰی بِجُلُوْدِ السِّبَاعِ بَاْسًا اِذَا دُبِغَتْ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ درندوں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب کہ ان کی دباغت ہو چکی ہو۔

۶۱۳/۴۵ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ كَانَ لَهٗ سَرْجٌ نُمُوْرٌ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ ان کے پاس تیندوے کی کھال کا زین تھا۔

۶۱۴/۴۶ وَعَنْ یَحْیٰی بْنِ عَتِیْقٍ قَالَ رَاَیْتُ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ عَلٰی سَرْجٍ مُّنْمِرٍ وَرَاَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِیْرِیْنَ عَلٰی سَرْجٍ مُّنْمِرٍ رَوَی الْاَحَادِیْثَ الثَّلَاثَةَ الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ۔

حضرت یحییٰ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیندوے کی کھال کی زین پر سوار دیکھا ہے اور محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تیندوے کی کھال کی زین پر سوار دیکھا۔ ان تینوں حدیثوں کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے)

۶۱۵/۴۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ طِيْنَ الشَّارِعِ مَعْفُوٌّ لِعُمُوْمِ الْبَلْوٰى ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم زمین پر ننگے پاؤں چل کر آنے سے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی شریف) اور مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ راستہ کا کیچڑ عموم بلویٰ کی وجہ سے معاف ہے۔ ۱۲

۶۱۶/۴۸ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَرَوَى الْبَزَّارُ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ صَحِيْحٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب (کی چھینٹوں سے) احتیاط کیا کرو، اس لئے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے (اس کی روایت حاکم نے کی ہے) اور حاکم نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کے شروط کے موافق صحیح ہے اور بزار نے اسی طرح روایت کی ہے اور دارقطنی نے بھی اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ صَحَابِيٍّ صَالِحٍ اُبْتُلِيَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ جَاءَ اِلٰى اِمْرَاَتِهٖ فَسَاَلَهَا عَنْ اَعْمَالِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ وَلَا يَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهٖ فَحِيْنَئِذٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ قَالَ الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى صِحَّتِهٖ ۔

اور حاکم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہو کر جو عذاب قبر میں مبتلا ہوئے تھے ان صحابی کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے ان صحابی کے اعمال کے متعلق دریافت فرمایا تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پیشاب سے بچا کرو، کیوں کہ عموماً عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور تمام محدثین نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

ف: یہ حدیث دراصل حدیث عرنیین کے اس جز کی ناسخ ہے جس میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل عرینہ کو اونٹوں کے پیشاب کے پینے کی اجازت دی تھی اور "عرنیین" کا واقعہ اس طرح پیش آیا تھا کہ وادی عرینہ کے چند لوگ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ان کو آب و ہوا موافق نہ آئی جس سے ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور ان کے پیٹ پھول گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں

کی جگہ چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا کریں، اس طریقہ سے جب ان کو صحت حاصل ہو گئی تو وہ سب کے سب مرتد ہو گئے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں ایک جماعت روانہ فرمائی اور اس جماعت نے ان کو گرفتار کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی جائے اور ان کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے یہاں تک وہ مرجائیں۔ "عرینیین" کی اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک تو مثلہ کرنے کی اجازت اور دوسرے وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے پاک ہونے اور پینے کا ثبوت حدیث عرینیین کا ایک جزء یعنی مثلہ کرنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بالاتفاق منسوخ ہو گیا۔ اب رہا دوسرا جزء یعنی وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا پینا اور اس کا پاک ہونا تو حدیث عرینیین کا یہ دوسرا جزء بھی ان دونوں حدیثوں سے منسوخ ہے ایک تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورۃ الصدر حدیث (اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ) پیشاب سے بچو کیونکہ بالعموم عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے) اور دوسرے حاکم کی وہ حدیث جس کی صحت پر سب محدثین متفق ہیں اور جس کے الفاظ یہ ہیں (كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ وَلَا يَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهَا فَحُسِبَتْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ") وہ صحابی بکریاں چرایا کرتے اور بکریوں کے پیشاب سے نہیں بچتے تھے۔ اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے) تو یہ دونوں حدیثیں حدیث عرینیین کے دوسرے جزء جو گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب کے پینے اور ان کے پاک ہونے سے متعلق ہے ناسخ ہیں، الغرض ثابت ہو گیا کہ مثلہ کرنا حرام ہے اور وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک ہے اور ان کے پیشاب کا پینا بھی حرام ہے (نور الانوار، قمر الاقمار) ۱۲

۶۱۷/۴۹ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ كَرِهَ اَبْوَالَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے اونٹ، گائے، بیل اور بکریوں کے پیشاب کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے (طحاوی شریف)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ فِيْ رِجْسٍ اَوْ فِيْمَا حَرَّمَ شِفَاءً.

اور طحاوی کی دوسری روایت جو ابو الاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابو الاحوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ نجس شئے یا ایسی چیز میں شفا رکھیں جس کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ

باب موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ،
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑا ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔" (سورۃ مائدہ ۵ پ۶ آیت ۶)

ف: تم بے وضو ہو تو تم پر وضو فرض ہے اور فرائض وضو کے یہ چار ہیں۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر نماز کے لیے تازہ وضو کے عادی تھے۔ اگرچہ ایک وضو سے بھی بہت سے فرائض ونوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لیے جداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت وثواب کا موجب ہے۔

ف: کہنیاں بھی دھونے کے حکم میں داخل ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں۔

ف: چوتھائی سر کا مسح فرض ہے یہ مقدار مسح حدیث مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور حدیث مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کا بیان ہے۔

ف: پاؤں کا گٹوں سمیت دھونا وضو کا چوتھا فرض ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ سید عالم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا تو منع فرمایا اور حضرت عطاء سے مروی ہے وہ بقسم فرماتے ہیں کہ میرے علم میں اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی وضو میں پاؤں پر مسح نہیں کیا (تفسیر خزائن العرفان)

ف: اَرْجُلَکُمْ میں دو قرآتیں ہیں ایک اَرْجُلَکُمْ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے اَرْجُلِکُمْ لام کے زیر کے ساتھ لام کے زبر کے ساتھ جو قرات ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضو میں پاؤں دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرات ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضو میں پاؤں کے مسح کرنے سے متعلق ہے۔ ۱۲

۶۱۸ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَسِیْتَ قَالَ بَلْ اَنْتَ نَسِیْتَ بِھٰذَا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ فراموش کر گئے ہیں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلکہ تم بھول گئے ہو میرے رب عزوجل نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

۶۱۹ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مُنْذُ اُنْزِلَتْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ ۔

پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی ہے اس وقت سے آپ اللہ تعالیٰ سے ملنے تک وضو (میں) موزوں پر مسح فرماتے رہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۶۲۰/۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ وَضِّئْ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ تَغْسِلْ رِجْلَيْكَ قَالَ اِنِّیْ اَدْخَلْتُهُمَا وَهُمَا طَاهِرَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ وضو کراؤ تو میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لے آیا، آپ نے وضو فرمایا اور بجائے پاؤں دھونے کے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے دونوں پاؤں نہیں دھوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دونوں پاؤں کو موزوں میں ایسی حالت میں ڈالا ہے کہ وہ دونوں پاک تھے (اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے کی ہے۔)

۶۲۱/۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (وضو میں) موزوں پر مسح فرمایا ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے)

قَالَ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ مَا قُلْتُ بِالْمَسْحِ حَتّٰى جَاءَنِیْ فِيْهِ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ وَاَخَافُ الْكُفْرَ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۔

ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت تک نہیں ہوا یہاں تک کہ میرے پاس اس مسئلہ میں تشفی بخش وضاحت روز روشن کی طرح حاصل نہ ہو گئی اور اس شخص کے کافر ہو جانے کا اندیشہ کرتا ہوں جو موزوں پر مسح کے جائز ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ ۱۲

۶۲۲/۵ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ الْاَسْوَافَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ قَالَ اُسَامَةُ فَسَاَلْتُ بِلَالًا مَا صَنَعَ فَقَالَ بِلَالٌ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلّٰى ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام اسواف میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور حاجت سے فراغت کے بعد باہر آئے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجت کو

(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

۶۲۳ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ زِیَادٍ مِنْ وُلْدِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فِیْ غَزْوَةِ تُبُوْكَ قَالَ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ بِمَآءٍ قَالَ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَبْتُ عَلَیْهِ قَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ یُخْرِجُ یَدَیْهِ فَلَمْ یَسْتَطِعْ مِنْ ضِیْقِ كُمَّیْ جُبَّتِهٖ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهٖ فَغَسَلَ یَدَیْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ یَؤُمُّهُمْ قَدْ صَلّٰی بِهِمْ سَجْدَةً فَصَلّٰی مَعَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّی الرَّكْعَةَ الَّتِیْ بَقِیَتْ فَفَزِعَ النَّاسُ لَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ قَدْ اَحْسَنْتُمْ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِی الْمُوَطَّاِ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ نَحْوَهٗ۔

۶۲۴ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَهُنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَةً اِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّیْهِ اَنْ یَّمْسَحَ عَلَیْهِمَا رَوَاهُ الْاَثْرَمُ

گئے تھے بعد ازاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اپنا چہرہ دھویا دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا پھر آپ نے نماز ادا فرمائی (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

حضرت عباد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک لڑکے ہیں سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی میں حاجت کو تشریف لے گئے عباد ابن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پانی لے کر گیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد فراغت آئے تو میں آپ کے لیے پانی ڈالتا گیا انھوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ دھویا پھر آپ ہاتھوں کو نکالنے لگے تو جبہ کے آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے نکال نہ سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبہ کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور دونوں ہاتھوں کو دھولیا اور اپنے سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے جب کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کر رہے تھے اور ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ مقتدی بن کر نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد جو رکعت آپ کی رہ گئی تھی اس کو تنہا ادا فرمایا (تو بغیر انتظار کے نماز شروع کرنے کی بنا پر) لوگ گھبرائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھا کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے اور اسی طرح اس کی روایت بخاری نے بھی کی ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین رات تک اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک مسح کرنے

فِیْ سُنَنِہٖ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ ھُوَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ھٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی وَصَحَّحَہٗ ابْنُ خُزَیْمَۃَ۔

کی اجازت دی ہے. جب کہ اس نے طہارت کرکے (خواہ وضوء کیا ہو یا صرف پاؤں دھوکر) موزوں کو پہن لیا ہو (اس کی روایت اثرم نے اپنی سنن میں کی ہے اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور خطابی نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے اور منتقی میں بھی یہی مذکور ہے اور اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

ف :۔ موزوں پر مسح کرنے کی شرط طہارت پر موزوں کا پہن لینا ہے، واضح رہے کہ طہارت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک طہارت کامل جو پورے وضوء سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری غیر کامل جو صرف پاؤں کے دھولینے سے حاصل ہوجاتی ہے اور ان دونوں طہارتوں میں سے کسی ایک طہارت کے بعد موزوں کو پہن لیا گیا ہے تو موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس میں طہارت کا ذکر ہے مطلقاً ہے جو مذکورہ ہر دو قسم کی طہارتوں کو شامل ہے البتہ خفین کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارتِ کامل ضروری ہے مثلاً کسی شخص نے پاؤں دھوکر موزے پہن لئے اور ابھی اس نے وضوء پورا نہیں کیا تھا کہ اس کو حدث ہوگیا تو ایسا شخص موزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ طہارتِ کامل یعنی پورا وضوء موزوں کے پہننے کے وقت ضروری نہیں ہے، البتہ حدث کے وقت طہارتِ کامل یعنی پورا وضوء لازمی ہے (تاکہ موزوں پر مسح صحیح ہوسکے)

۶۲۵/۸ وَعَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِیٍٔ قَالَ سَاَلْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِّلْمُقِیْمِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدت تین دن اور تین راتیں مقرر فرمائی اور مقیم کے لیے موزوں پر مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات ٹھہرائی ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۶۲۶/۹ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ لِّلْمُقِیْمِ لَاتُنْتَزَعُ مِنْ نَّوْمٍ وَّلَا بَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ اِلَّا مِنْ جَنَابَۃٍ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن اور تین راتیں مسافر کے لیے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لیے مدت مسح ہے تو موزوں کو نیند پیشاب اور پاخانہ آنے کی وجہ سے مت نکالا کرو لیکن جنابت کی وجہ سے نکال دو (اگرچہ مدت مسح ابھی باقی ہے)

(اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے اور اسی طرح ترمذی اور نسائی نے بھی اس کی روایت کی ہے ۔)

٦٢٧ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ فَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا وَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا ثُمَّ لَا يَخْلَعْهُمَا اِنْ شَاءَ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص وضو کر کے موزوں کو پہن لے تو انہی موزوں کے ساتھ نماز پڑھے اور وضو کے وقت ان پر مسح کر لیا کرے (اور مدت باقی رہنے پر) چاہے تو نہ اتارے البتہ جنابت واقع ہو جائے تو نکال دے (اس کی روایت دار قطنی اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

٦٢٨ وَعَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ اِخْتَلَفَ سَعْدٌ وَّابْنُ عُمَرَ فِى الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ سَعْدٌ اَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا اَمْسَحُ فَقَالَ سَعْدٌ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ اَبُوْكَ فَقَدِمْنَا عَلٰى عُمَرَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ عُمَرُ عَمُّكَ اَعْلَمُ مِنْكَ اِذَا لَبِسْتَ خُفَّيْكَ عَلٰى طَهَارَةٍ ثُمَّ اَحْدَثْتَ تَوَضَّأْتَ وَمَسَحْتَ عَلٰى خُفَّيْكَ اَجْزَاَ مَسْحُ ذٰلِكَ اِلٰى سَاعَتِكَ تِلْكَ مِنْ لَيْلٍ كَانَ اَوْ نَهَارٍ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ۔

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت سعد اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان موزوں پر مسح کے متعلق اختلاف ہو گیا تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں موزوں پر مسح کرتا ہوں اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں (موزوں پر) مسح نہیں کرتا ہوں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے ثالث تمہارے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹھہراتا ہوں حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے اور ہم نے ان کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ تمہارے چچا تم سے بڑھ کر عالم ہیں جب تم اپنے موزوں کو وضو کر کے پہن لو اور اس کے بعد وضو ٹوٹ جانے پر تم نے وضو کر لیا اور موزوں پر مسح کیا تو تمہارے لیے (مقیم ہونے کی حالت میں) مسح کرنا دوسرے دن کے اس وقت تک کے لیے کافی ہو گا (جس وقت سے کہ تم نے پہلے حدث کے بعد مسح کرنا شروع کیا تھا خواہ وہ رات کا ہو یا دن کا (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

ف: موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین

راتیں ہیں اس مدت کی ابتداء موزوں کے پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی بلکہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوا ہے اس وقت سے ہوگی مثلاً ایک شخص نے صبح صادق کے وقت وضو کر کے موزے پہن لئے اور سورج نکلنے کے بعد اس کو حدث لاحق ہوا اور وضو ٹوٹ گیا اور اس نے زوال کے بعد وضو کر کے پاؤں پر مسح کیا تو مسح کی مدت سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہوگی صبح صادق سے نہیں ہوگی کیونکہ اس کو پہلا حدث سورج نکلنے کے بعد لاحق ہوا ہے اور اس مثال کے لحاظ سے اگر وہ مقیم رہے تو دوسرے دن سورج نکلنے کے بعد تک پاؤں پر مسح کر سکتا ہے اور اگر مسافر ہے تو تین دن اور تین رات تک مسح کرے گا۔

۶۲۹/۱۲ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفِّهِ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ أَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً حَتّٰى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب فرمایا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کو سیدھے جانب کے موزے پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں جانب کے موزے پر رکھا اور صرف ایک دفعہ دونوں موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرمایا مجھے اب تک یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات جو موزوں پر پڑے تھے گویا میں ان کو اب تک موزوں پر دیکھ رہا ہوں۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور بیہقی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

۶۳۰/۱۳ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَلِلدَّارِمِيِّ مَعْنَاهُ وَفِي التَّلْخِيْصِ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ بہ نسبت اوپر کے حصہ کے مسح کے لیے زیادہ موزوں تھا حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرماتے ہوئے دیکھا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور دارمی کی روایت اس کے ہم معنی ہے اور تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں)

۶۳۱/۱۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ خُفَّيْهِ فَنَخَسَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ لَيْسَ هٰكَذَا السُّنَّةُ أُمِرْنَا بِالْمَسْحِ هٰكَذَا وَأَمَرَّ بِيَدَيْهِ عَلٰى خُفَّيْهِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ ثُمَّ أَرَاهُ بِيَدِهِ مِنْ مُقَدَّمِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو وضو کر رہا تھا اس نے اپنے موزوں کو دھویا تو آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے ٹھونسا دیا اور فرمایا کہ (موزوں پر مسح کرنے میں) سنت یہ نہیں ہے ہم کو مسح کرنے کا حکم اس طرح دیا گیا ہے یہ کہہ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے

الْخُفَّيْنِ إِلَى أَصْلِ السَّاقِ مَرَّةً وَّفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِّابْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ حَتّٰى رُئِيَ آثَارُ أَصَابِعِهِ عَلَى خُفَّيْهِ خُطُوْطًا۔

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں موزوں پر گذار کر انھیں مسح کرنا بتلایا (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے) اور طبرانی کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مسح کرنے کا طریقہ اس طرح بتلایا کہ ہاتھوں کو ایک دفعہ موزوں کے اگلے حصہ سے پنڈلی تک اس طرح گذار دیا کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوتی تھیں اور ابن المنذر کی روایت میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ ہاتھ کی انگلیوں کے نشانات موزوں پر لکیروں کی طرح نمایاں تھے۔

۶۳۲
۱۵

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَلْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ خُطُوْطًا بِالْأَصَابِعِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کے ذریعہ موزوں پر خطوط کھینچے جائیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی)

۶۳۳
۱۶

وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْهِ وَنَعْلَيْهِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں جرابوں پر (یعنی چمڑے کے ان لفافوں پر جو موزوں پر پہنے جاتے ہیں) اور اپنی نعلین پر مسح فرمایا (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے)

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ لَا نَرَى الْمَسْحَ عَلَى النَّعْلَيْنِ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ فِي ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى نَعْلَيْنِ تَحْتَهُمَا جَوْرَبَانِ وَكَانَ قَاصِدًا بِمَسْحِهٖ ذٰلِكَ إِلَى جَوْرَبَيْهِ لَا إِلَى نَعْلَيْهِ وَجَوْرَبَاهُ مِمَّا لَوْ كَانَا عَلَيْهِ بِلَا نَعْلَيْنِ جَازَ لَهٗ أَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا فَكَانَ مَسْحُهٗ ذٰلِكَ مَسْحًا أَرَادَ بِهِ الْجَوْرَبَيْنِ فَأَتٰى ذٰلِكَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ فَكَانَ مَسْحُهٗ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ هُوَ الَّذِيْ

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس نعلین (یعنی چپل) پر مسح جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چپل پر مسح کرنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے چمڑے کی ان جرابوں پر مسح فرمایا جو چپل کے اندر تھیں تو چپل پر مسح کرنا دراصل جرابوں پر مسح تھا کیونکہ اگر جراب کے اوپر چپل موجود نہیں ہوتے تو بھی جراب پر مسح کیا جاتا تو اس طرح آپ نے چپل کو شامل کرتے ہوئے جرابوں پر مسح فرمایا اور آپ کا جراب پر مسح کرنا ہی اصل پاکی ہے اس طرح چپل پر مسح کرنا زائد قرار دیا جائے گا۔ جب اس حدیث میں ہماری اس وضاحت کا احتمال موجود ہے اور

تُطَهَّرُ بِهٖ وَمَسْحُهٗ عَلَى النَّعْلَيْنِ فَضْلٌ فَلَمَّا احْتَمَلَ حَدِيْثُهٗ مَا ذَكَرْنَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ حُجَّةٌ فِيْ جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ اِلْتَمَسْنَا ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ النَّظْرِ لِنَعْلَمَ كَيْفَ حُكْمُهٗ فَرَأَيْنَا الْخُفَّيْنِ الَّذَيْنِ قَدْ جَوَّزَ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا اِذَا تَخَرَّقَا حَتّٰى بَدَتِ الْقَدَمَانِ مِنْهُمَا اَوْ اَكْثَرُ الْقَدَمَيْنِ فَكُلٌّ قَدْ اَجْمَعَ اَنَّهٗ لَا يُمْسَحُ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ اِنَّمَا يَجُوْزُ اِذَا غَيَّبَا الْقَدَمَيْنِ وَيَبْطُلُ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يُغَيِّبَا الْقَدَمَيْنِ وَكَانَتِ النَّعْلَانِ غَيْرَ مُغَيِّبَيْنِ لِلْقَدَمَيْنِ ثَبَتَ اَنَّهُمَا كَالْخُفَّيْنِ الَّذَيْنِ لَا يُغَيِّبَانِ الْقَدَمَيْنِ ۔

اس میں چپل پر مسح کرنے کی دلیل پائی نہیں جاتی تو ہم نے بذریعہ قیاس اس کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی تو ہم نے دیکھا کہ وہ موزے جن پر مسح جائز ہے جب وہ پھٹ جائیں اور ان میں سے پنجے ظاہر ہوں یا پنجوں کا بڑا حصہ دکھائی دینے لگے تو سب ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے موزوں پر مسح جائز نہیں، اس طرح جب ثابت ہوگیا کہ موزوں پر مسح اسی صورت میں جائز ہے جب کہ دونوں پنجے موزوں میں چھپ جائیں اور موزوں پر مسح ایسی صورت میں باطل ہے جب کہ پنجے ظاہر ہوجاتے ہوں اور یہ واضح بات ہے کہ چپل میں بھی پنجے ظاہر رہتے ہیں اور چھپنے نہیں پاتے تو چپل ان موزوں کی طرح ہوگئے جن میں سے پنجے دکھائی دیتے ہوں اور یہ بھی بالاتفاق ثابت ہوچکا ہے کہ ایسے موزے جن میں سے پنجے ظاہر ہوجاتے ہوں ان پر مسح باطل ہے تو چپل پر بھی مسح باطل ہوگا۔ ۱۲

۶۳۴/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا وَهُوَ يَعْرِضُ اَهْلَ السُّجُوْنِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى جَوْرَبَيْهِ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ۔

حضرت عبد خیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ قیدیوں کا معائنہ کر رہے تھے آپ نے پیشاب کیا بعد ازاں وضو کیا اور اپنے جرابوں پر مسح کیا (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

۶۳۵/۱۸ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَمْسَحُ عَلٰى خُفَّيْهِ وَيَمْسَحُ عَلٰى جَوْرَبَيْهِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کرتے تھے اور جرابوں پر بھی مسح کرتے تھے (اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے)

۶۳۶/۱۹ وَعَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحُوْا عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْمُوْقِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَغَوِيُّ ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرو اور چمڑے کے جرابوں پر بھی مسح کرو (جو موزوں کے اوپر پہنے جاتے ہیں) (اور اس کی روایت طبرانی اور بغوی نے کی ہے۔

۶۳۷/۲۰ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ دَارَ حَمَلٍ هُوَ

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَبِلَالٌ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا بِلَالٌ فَاَخْبَرَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْمُوْقَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ بِلَالٍ نَحْوَهُ مَرْفُوْعًا۔

علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ محلہ دار عمل میں تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس باہر آئے اور ان دونوں حضرات کو انھوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ اور جرابوں پر مسح فرمایا (اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے اور امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مرفوعاً روایت کی ہے)

ف: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص۱۷۱ پر موزوں پر مسح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سوتی یا اونی موزے جیسے کہ ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان پر مسح کسی کے نزدیک بھی درست نہیں کہ وہ نہ تو مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے ہیں نہ منعل ہیں یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا اور نہ ثخین ہیں یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انہی کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق (پھٹ) نہ ہو جائیں۔ اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کی بناء پر بے بندش رکے رہیں ڈھلک نہ آئیں۔ (ساق بمعنی پنڈلی ہے) اور اگر ان موزوں پر پانی پڑے تو قطرات کو روک لیں فوراً پانی کی طرف چھن نہ جائے جو پائتا بے ان تینوں وصفوں مجلد، منعل اور ثخین سے خالی ہوں ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے۔ ہاں اگر ان پر چمڑا منڈھ لیں یا چمڑے کا تلا لگائیں تو بالاتفاق ان پر مسح جائز ہے۔ یا موزے ہی اتنے دبیز و محکم بنائیں جائیں تو صاحبین کے نزدیک ان پر مسح جائز ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

موزوں پر مسح جائز ہونے کے لیے سات شرائط ہیں۔

(۱) موزے وضو کی حالت میں پہنے گئے ہوں۔

(۲) وہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں میں پہنے گئے ہوں۔

(۳) ایسے مضبوط ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل شرعی یا اس سے زیادہ چل سکے۔

(۴) کسی چیز کے باندھنے کے بغیر پاؤں کے ساتھ چپٹے ہوں۔

(۵) موزے پاؤں کی چوٹی سے کم از کم تین انگلیوں کے برابر پھٹے ہوئے نہ ہوں۔

(۶) پانی کو جذب نہ کرتے ہوں۔ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو وہ پانی ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہنچے (جیسے اونی، سوتی اور نائلون کی جرابیں کہ پانی کو جذب بھی کرتی ہیں اور اگر پانی ان پر ڈالا جائے تو پاؤں کی سطح تک پہنچ جاتا ہے ایسے موزے مسح کے لیے ممنوع ہیں)

(۷) اتنے موٹے ہوں کہ ان سے نیچے کی جلد دکھائی نہ دیتی ہو

۶۳۸/۲۱ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجُرْمُوْقَيْنِ۔ (رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِى الْاٰثَارِ)

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

۶۳۹ / ۲۲ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظُهُورِهِمَا لَا يَمْسَحُ بُطُونَهُمَا قَالَ ثُمَّ يَرْفَعُ الْعِمَامَةَ فَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا اور وہ موزے کے پچھلے حصہ پر جو تلووں سے ملا ہوا تھا مسح نہیں کرتے حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر وہ سر سے عمامہ اٹھاتے اور سر کا مسح کیا کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۶۴۰ / ۲۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ فِي غَزْوَةٍ فَنَزَعَ خُفَّيْهِ وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوءَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک غزوہ میں تھے انہوں نے اپنے موزوں کو اتارا اور پاؤں دھوئے اور وضو کا اعادہ نہیں کیا۔

۶۴۱ / ۲۴ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا كُنْتَ عَلَى مَسْحٍ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوءٍ فَنَزَعْتَ خُفَّيْكَ فَاغْسِلْ قَدَمَيْكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ.

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تم با وضو رہ کر موزوں پر مسح کر چکے ہو اور تم نے موزوں کو اتار دیا ہے تو اپنے پاؤں کو دھو لو اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

باب تیمم کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: "اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا (یعنی ہمبستری کی) اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔" (سورۃ نساء پ۵ آیت ۴۳) (کنزالایمان)

ف۱: یہ حکم مریضوں، مسافروں جنابت اور حدث والوں کو شامل ہے جو پانی نہ پائیں یا اس کے استعمال سے عاجز ہوں۔ حیض و نفاس والی کے لیے بھی تیمم کے ساتھ طہارت جائز ہے بشرطیکہ پانی دستیاب نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے (خزائن العرفان)

ف۲: طریقۂ تیمم: تیمم کرنے والا دل میں پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے۔ تیمم میں نیت بالاجماع شرط ہے کیونکہ وہ نص سے ثابت ہے۔ جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے گرد، ریت اور پتھر ان سب پر تیمم جائز ہے خواہ پتھر پر غبار نہ بھی لگی ہو۔ لیکن ان چیزوں کا (گرد، ریت اور پتھر کا) پاک ہونا شرط ہے۔ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پر پھیرلیں دوسری مرتبہ ہاتھوں پر (خزائن العرفان)

ف۳: پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیمم پانی سے عاجز ہونے کی حالت میں اس کا پورا پورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہو جاتا ہے اسی طرح تیمم سے بھی حتیٰ کہ ایک ہی تیمم سے بہت سے فرائض و نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اور (اسی طرح) نہ ناپاکی کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) بے نہائے مگر مسافری میں (جب کہ پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو)" (کنزالایمان) (سورۃ نساء پ۵ آیت ۴۳)

وَقَوْلُهٗ:

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: "اللہ (تعالیٰ) نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے کہ کہیں تم احسان مانو۔" (سورۃ مائدہ پ۶ آیت ۶) (کنزالایمان)

۶۴۲ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ اَوْ ذَاتِ الْجَیْشِ انْقَطَعَ
عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ عَلَی الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَیْسُوْا
عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَاَتَی النَّاسُ اَبَا بَکْرٍ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَآئِشَةُ
اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ
بِالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ
فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهٗ عَلٰی
فَخِذِیْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْا عَلٰی
مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَعَاتَبَنِیْ
اَبُوْ بَکْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلَ وَجَعَلَ
یَطْعُنُ بِیَدِهٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ فَمَا مَنَعَنِیْ مِنَ
التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَآءٍ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اٰیَةَ التَّیَمُّمِ فَقَالَ
اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ مَا هِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ
اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ کُنْتُ
عَلَیْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ
وَرَوَی الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَهٗ۔

وسلم کے ساتھ آپ کے ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء
یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی تلاش کے لیے ٹھہرنا پڑا، اور حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کو بھی، اور ہمارا یہ قیام پانی پر نہیں
تھا یعنی اس مقام میں پانی نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی
تھا تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے
اور کہنے لگے آپ نے دیکھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
کیا کیا ہے؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ٹھہرا لیا اور
دوسروں کو بھی۔ حالانکہ یہ قیام پانی پر ہے نہ کسی کے پاس پانی
ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر میرے پاس تشریف
لائے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری ران
پر سر رکھ کر سو گئے تھے آتے ہی فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ
اور لوگوں کو بھی روک رکھا ہے۔ حالانکہ ان کا قیام پانی پر ہے
نہ ان کے پاس پانی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بُرا
بھلا کہا اور حسب مشیت الٰہی بہت کچھ ڈانٹا اور میرے کوکھے
میں ہاتھ سے کونچ دینے لگے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت نہ کر
سکی، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوتے رہے یہاں
تک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے آیت
تیمم نازل فرمائی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے
اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان والو! تمہاری یہ پہلی برکت
نہیں ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی
ہیں پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے
نیچے سے ہار مل گیا۔ (نسائی، بخاری اور مسلم)

---

۶۴۳ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ
وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِیْنَ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی
مسلمان کے لیے پانی کے قائم مقام ہے) اگرچہ وہ دس سال

فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ إِلٰى قَوْلِهٖ عَشْرَ سِنِيْنَ۔

تک پانی نہ پائے اور جب اس کو پانی مل جائے تو غسل کرے یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی کی روایت میں بھی عشر سنین (دس سال) کے الفاظ تک اسی طرح ہے۔

قَالَ الزُّجَاجُ الصَّعِيْدُ وَجْهُ الْأَرْضِ كَانَ عَلَيْهِ تُرَابٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ تُرَابًا كَانَ أَوْ صَخْرًا لَا غُبَارَ عَلَيْهِ قَالَ وَلَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ اللُّغَةِ فِيْ أَنَّ الصَّعِيْدَ وَجْهُ الْأَرْضِ۔

زجاج نے کہا کہ "صعید" زمین کی سطح کو کہتے ہیں خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو یا، ایسی چٹان ہو کہ اس پر گرد نہ ہو، زجاج نے یہ بھی کہا ہے کہ "صعید" کو سطح زمین کہنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

وَقَالَ عُلَمَاءُنَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ التَّيَمُّمَ رَافِعٌ لِلْحَدَثِ لَا مُبِيْحٌ لَهُ وَأَنَّ خُرُوْجَ الْوَقْتِ غَيْرُ نَاقِضٍ لِلتَّيَمُّمِ بَلْ حُكْمُهُ حُكْمُ الْوُضُوْءِ فَيَصِحُّ فِي الْوَقْتِ وَقَبْلَهٗ وَيُصَلِّيْ بِهٖ مَا شَاءَ مِنْ فَرْضٍ وَّنَفْلٍ وَّلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا لِمَا فِيْهِ مِنَ الْجَمْعِ بَيْنَ الْبَدَلِ وَالْمُبْدَلِ وَفِيْ إِطْلَاقِهٖ دَلَالَةٌ عَلٰى نَفْيِ تَخْصِيْصِ النَّاقِضِيَّةِ بِالْوُجْدِ أَنَّ خَارِجَ الصَّلَاةِ۔

ہمارے علماء نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تیمم وضو کا مطلقاً یعنی کامل طور پر قائم مقام ہونے کی حیثیت سے پانی کے ملنے تک رافع حدث یعنی ناپاکی کو ایسا ہی دور کر دینے والا ہے جیسا کہ پانی اور تیمم اپنے اصل یعنی پانی کی طرح ایسا ہی پاک کرنے والا ہوگا۔ جیسا کہ خود پانی اور نماز کے وقت کا گزر جانا تیمم کو نہیں توڑے گا جس طرح وقت کے گزرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ تیمم کا حکم بعینہٖ وضو کے حکم کی طرح ہے کہ وقت کے اندر اور وقت سے قبل بھی جائز ہے اور تیمم سے فرض اور نفل جتنی نمازیں چاہیں ادا کر سکتے ہیں، اور انہی وجوہ کی بناء پر تیمم اور وضو کو جمع نہیں کیا جا سکتا کہ بدل اور مُبدل یعنی قائم مقام اور اصل کا جمع کرنا درست نہیں ہے، اور تیمم کے مطلق قائم ہونے کی وجہ سے یہ ضروری نہیں کہ خارج نماز پانی کے ملنے پر ہی تیمم باطل ہو جائے بلکہ جس طرح خارج نماز پانی مل جانے سے تیمم باطل ہو جاتا ہے اسی طرح دوران نماز میں بھی پانی کے مل جانے کے علم سے بھی تیمم باطل ہو جائے گا۔

ف: علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ (عشر سنین) یعنی دس برس تک پانی نہ ملنے کی صورت میں بھی برابر تیمم کرتا رہے سے اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ تیمم مطلقاً وضو کا قائم مقام ہے نہ کہ ضرورتاً یہ حنفی مذہب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم ضرورتاً وضو کا قائم مقام ہے تیمم کے ضرورتاً قائم مقام ہونے کی حیثیت سے امام موصوف کے نزدیک تیمم حقیقت میں حدث کو دور کرنے والا نہ ہوگا بلکہ حدث کے باقی رکھتے ہوئے ادائی فرض کے لیے تیمم ان کے نزدیک جائز ہوگا یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے لحاظ سے وقت سے پہلے تیمم جائز نہیں کیوں کہ وقت نماز کے شروع ہونے پر ادائی فرض کے لیے تیمم کی

ضرورت لاحق ہوتی ہے

۴۴۳ وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّحُذَيْفَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ اُمَامَةَ وَاَبِيْ ذَرٍّ قَالُوْا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت علی، عبداللہ بن عمرو، ابو ہریرہ، جابر، ابن عباس حذیفہ، انس ابو امامۃ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے ان سب حضرات نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے تمام رُوئے زمین، نماز کی جگہ اور تمام روئے زمین پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)

ف: مسجد سے مراد موضع سجود ہے یعنی زمین پر پیشانی رکھنا۔ تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کی نماز کے لیے کسی خاص زمین کو نماز اور سجدہ کے لیے مقرر نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ تمام روئے زمین کو مسجد بنایا گیا ہے اور یہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امم سابقہ اپنے کنیسوں اور صوامع کے سوا کسی دوسری جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے یہ قید نہیں ہے۔ وہ جہاں بھی ہوں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی خاص جگہ کہ صرف وہاں ہی نماز پڑھیں گے دوسری جگہ نہیں پڑھ سکتے یہ بات اس امت کے لیے نہیں ہے۔

اسی طرح جب پانی پر قدرت نہ ہو تو وضو و غسل کے لیے مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں یہ بھی اسی امت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔ یہ تمام انعامات الٰہیہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملے ہیں

سوال: اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر و سیاحت فرماتے تھے اور جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا نماز پڑھ لیتے تھے پھر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیسے ہوئی؟

جواب: زمین کا مسجد و طہور ہونا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو یہ تو جائز تھا کہ جس جگہ چاہیں نماز پڑھ لیں لیکن زمین ان کے لیے طہور نہ تھی تیمم ان کو جائز نہ تھا یعنی مٹی سے طہارت حاصل نہیں کر سکتے تھے بلکہ صرف پانی سے ہی طہارت کرتے تھے۔ اور یہ خاص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ (ماخوذ فیوض الباری)

ف: اس حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ میرے لیے تمام روئے زمین کو نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے اس سے اس امت کی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں پر نماز بجز کلیسوں اور عبادت خانوں کے جائز نہیں تھی اس کے برخلاف اس امت کو یہ امتیاز عطا فرمایا گیا ہے کہ یہ جہاں نماز ادا کرنا چاہیں وہاں جائز ہو جائے گی اس حدیث میں دوسرا ارشاد یہ ہے کہ تمام روئے زمین میرے لیے طہور یعنی پاک کرنے والی قرار دی گئی ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ جہاں پانی نہ ملے تو مٹی یا اس کی جنس سے تیمم کرے جو وضو اور غسل ہر دو کے لیے کافی ہو جائے گا۔ (مرقات) ۱۲

۶۴۵ وَعَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حاضرین کو نماز پڑھائی، جب آپ (نماز سے) فراغت کے بعد (قوم کی جانب) متوجہ ہوئے تو آپ نے اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دور بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں شخص کس چیز نے تم کو قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے روک رکھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں ہے اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پاک مٹی سے تیمم کرلو یہی تمہارے لیے کافی ہے

(بخاری اور مسلم)

ف: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم نے جماعت کے ساتھ نماز کیوں نہیں ادا کی کیونکہ جماعت سے علیحدہ بیٹھا رہنا برا ہے۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ جو شخص جماعت سے نماز نہ پڑھ سکے وہ جماعت اولیٰ کے وقت جماعت کی جگہ میں نہ بیٹھے کہ اس علیحدہ بیٹھنے میں بوقت جماعت نماز با جماعت سے روگردانی ہے بلکہ وہ آدمی وہاں سے چلا جائے۔

اس حدیث میں لفظ صعید (پاک مٹی) استعمال ہوا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں صعید کا معنی صرف مٹی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تیمم صرف مٹی سے ہو سکتا ہے جب کہ امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ صعید کا معنی روئے زمین کرتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں بزرگوں کے ہاں ہر جنس زمین سے تیمم کر سکتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی دلیل بخاری شریف کی حدیث جابر ہے جس میں حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔ میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا گیا ہے۔ تمام روئے زمین سے ہر قسم کی زمین کو مطہر قرار دیا گیا ہے (مرآۃ شرح مشکوۃ)

۶۴۶ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ فِي قَوْلِهِ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْمُسَافِرِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَقْرَبُ الصَّلٰوةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُسَافِرًا تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَلَا يَجِدُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي حَتّٰى يَجِدَ الْمَاءَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْفِرْيَابِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے قول باری تعالیٰ "وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ" کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ جس کو جنابت لاحق ہوگئی ہو (وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمم کرکے نماز ادا کرے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو پانی کے حاصل ہونے تک تیمم کرکے نماز ادا کر لیا کرو

أَبِیْ حَاتِمٍ۔

(اس کی روایت بیہقی، ابن ابی شیبہ، فریابی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے)

۶۴۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ یَقُوْلُ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ جُنُبٌ اِذَا وَجَدْتُّمُ الْمَآءَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوا الْمَآءَ فَقَدْ اُحِلَّتْ لَكُمْ اَنْ تَمَسَّحُوْا بِالْاَرْضِ رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ مِّنْ طُرُقٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قول باری تعالیٰ "وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ" کے مطابق روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تمھیں پانی مل گیا ہے تو (غسل کرلے تک) نماز کے قریب نہ جاؤ اگر تم نے پانی نہیں پایا تو تمھارے لیے جائز قرار دیا گیا ہے کہ زمین پر ہاتھ مار کر تیمم کرو (اس کی روایت ابن جریر نے کی ہے اور عبد بن حمید نے بھی متعدد اسناد سے اس کی روایت کی ہے)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ حسن التیمم لبیان حد التیمم میں بڑی وضاحت کے ساتھ تیمم کے مسائل تحریر کئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ایک مسئلہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس پانی موجود ہے اور اسے استعمال کرنے کی قدرت بھی حاصل ہے تو وہ بغیر پانی کے طہارت کرے یعنی تیمم کرکے فرض، واجب یا سنّت ادا کرے گا تو اس کی وہ عبادت قابل قبول نہ ہوگی۔ اور جہاں پانی نہ معلوم ہونے کے سبب تیمم کی اجازت تھی وہاں شرط ہے کہ وہ جگہ نہ آبادی ہو اور نہ ہی آبادی کے قریب یعنی میل بھر سے کم فاصلے پر ہو تو وہاں ظاہر علامتیں ایسی ہوں جن سے پانی کا قرب معلوم ہو جیسے پرندے چرندے کا ہجوم یا کسی ثقہ آدمی کا کہنا کہ پانی یہاں میل سے کم پر موجود ہے ان باتوں کے ہوتے ہوئے پانی تلاش کرنے کے بغیر اگر کسی نے تیمم کرلیا تو وہ تیمم باطل ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ بعد میں یہی ظاہر ہو کہ واقع میں پانی اس جگہ سے قریب نہیں تھا۔ ہاں جہاں یہ نشانیاں نہ ہوں اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو وہاں پر پانی کو تلاش کئے بغیر اگر تیمم کرلیا اور نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ بعد میں پتہ چلا کہ پانی اسی جگہ پر موجود تھا۔ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۶۳۰

۶۴۸ وَعَنْهُ فِیْ قَوْلِهٖ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ قَالَ هُوَ الْمُسَافِرُ لَا یَجِدُ الْمَآءَ فَیَتَیَمَّمُ وَیُصَلِّیْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قول باری تعالیٰ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ کے بارے میں روایت ہے انھوں نے کہا کہ اس آیت میں وہ مسافر مراد ہے جس کو پانی نہ ملے تو وہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے (اس کی روایت طبرانی، ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے کی ہے)

۶۴۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا نَكُوْنُ بِالرِّمَالِ الْاَشْهُرَ الثَّلٰثَةَ وَالْاَرْبَعَةَ وَیَكُوْنُ فِیْنَا الْجُنُبُ وَالنُّفَسَآءُ وَالْحَائِضُ وَلَسْنَا نَجِدُ الْمَآءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جنگل میں چند رہنے والے لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ ہم ریگستان میں تین چار مہینے رہا کرتے ہیں اور ہم میں جنبی اور نفاس وحیض والی عورتیں ہوا کرتی ہیں اور ہمیں

فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَرْضِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ لِوَجْهِهٖ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَمَسَحَ بِهَا إِلٰى يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى۔

پانی نہیں ملتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زمین پر تیمم کر لیا کرو۔ پھر آپ نے چہرے کے لیے زمین پر ایک دفعہ ہاتھ مار کر چہرے پر مل لیا اور دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا (اس کی روایت امام احمد، طبرانی اور ابویعلی نے کی ہے)

۶۵۰/۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّإِنِّيْ تَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْرِبْ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ ثُمَّ نَفَضَهُمَا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے جنابت لاحق ہو گئی تو میں مٹی میں لوٹ گیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں بلکہ اس طرح زمین پر ہاتھ مارو کہہ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے کا مسح فرمایا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں سمیت فرمایا (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد کنکریوں کے گرانے کے لیے ہر ہاتھ کے انگوٹھے کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے پر مار کر جھٹک دیا۔

۶۵۱/۱۰ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِّلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَّرَوَى الْحَاكِمُ مِثْلَهٗ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم یہ ہے کہ ایک دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا چہرے کے لیے اور دوسری دفعہ ہاتھ مارنا کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے) اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ ہیں اور حاکم کی روایت بھی اسی طرح ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے)

۶۵۲/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِّلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو دفعہ (زمین پر) ہاتھ مارنا ہے ایک دفعہ تو چہرے

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَرَوَى الْبَزَّارُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ مَرْفُوْعًا۔

کے لیے اور دوسری دفعہ کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے (اس کی روایت حاکم اور دارقطنی اور ابن عدی نے کی ہے اور بزار نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح برسند مرفوع روایت کی ہے)

۶۵۳
۱۲ وَعَنِ الْاَسْلَعِ قَالَ اَرَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَمْسَحُ فَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ فَرَفَعَهُمَا لِوَجْهِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ بَاطِنَهُمَا وَظَاهِرَهُمَا حَتّٰى مَسَّ بِيَدَيْهِ الْمِرْفَقَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ۔

حضرت اسلع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو (تیمم کرنے کا طریقہ) بتلایا کہ کس طرح مسح کروں؟ پس آپ نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے لیے دونوں ہاتھوں کو اٹھا لیا پھر دوسری دفعہ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کے اندرون و بیرون دونوں حصّوں کا مسح اس طرح فرمایا کہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت مسح میں آگئے اور کچھ حصّہ بھی نہیں چھوٹا (اس کی روایت بیہقی، دارقطنی اور طبرانی نے کی ہے)

ف: تیمم میں تین فرض ہیں۔

(۱) نیت: اگر کسی شخص نے بغیر نیت کے تیمم کیا اور نماز پڑھی تو اس کی نہ تو نماز ہوگی اور نہ تیمم کیونکہ نیت اس میں فرض ہے۔

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے پر پھیرنا جتنے چہرے کے حصّہ کو وضو میں دھونا فرض ہے اتنے ہی حصّہ پر تیمم میں مسح کرنا فرض ہے۔ چہرے کی حد یہ ہے کہ پیشانی جہاں ختم ہوتی ہے یعنی سر کے بال جہاں اُگتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے لے کر دوسرے کان کی لَو تک مسح کرنا فرض ہے

(۳) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔ وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ اس میں کچھ فرق نہیں ہے

ف: تیمم کی سُنتیں: تیمم کی تقریباً دس سنتیں ہیں۔

(۱) بسم اللہ کہنا

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا

(۳) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا

(۴) ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

(۵) زمین پر ہاتھ مار کر لوٹا لینا۔

(۶) پہلے منہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا

(۷) دونوں کانوں کا مسح پے در پے ہونا

(۸) پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔

(۹) داڑھی کا خلال کرنا

(۱۰) انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ سے کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو اس صورت میں انگلیوں کا خلال فرض ہے۔

ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے۔ یوں ہی داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے۔ یہ تیمم کا سنت طریقہ ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت ج ۱ ص ۵۳)

۶۵۴ [۱۳] وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمَّا بَعَثَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ احْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَاَشْفَقْتُ اِنِ اغْتَسَلْتُ اَنْ اُهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِاَصْحَابِي الصُّبْحَ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِاَصْحَابِكَ وَاَنْتَ جُنُبٌ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ احْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَاَشْفَقْتُ اِنِ اغْتَسَلْتُ اَنْ اُهْلِكَ وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللّٰهِ "وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا" فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو غزوۂ ذات السلاسل کے ساتھ روانہ فرمایا تو مجھے ایک نہایت سردی کی رات میں احتلام ہو گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر غسل کروں تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمم کر لیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے اپنے ساتھیوں کی نماز ایسی حالت میں پڑھا دی کہ تم جنبی تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہایت ٹھنڈی یا سخت سردی کی رات محتلم ہو گیا اور خوف کیا کہ اگر غسل کروں تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے (سورۂ نساء ہ پ ۵ آیت ۲۹) یاد آیا تو میں نے تیمم کیا پھر اسی سے نماز ادا کی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہیں فرمایا (اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد، حاکم، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے اور طبرانی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

---

۶۵۵ [۱۴] وَعَنْ عَلِيٍّ فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ فِي السَّفَرِ فَتُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ وَمَعَهُ الْمَاءُ الْقَلِيْلُ يَخَافُ اَنْ يَعْطَشَ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَلَا يَغْتَسِلُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جو سفر میں ہو اور اس کو جنابت لاحق ہو جائے اور اس کے ساتھ تھوڑا سا پانی ہو، اگر اس پانی سے غسل کر لے

(رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ)

تو پیاسا رہنے کا اندیشہ ہوگا ہو تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیمم کرلے اور غسل نہ کرے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۶۵۶/۱۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَتِ الْجَنَازَۃُ وَاَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ۔ (رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ آجائے اور تم بے وضو ہو، (اور وضو کرنے تک نماز جنازہ کے فوت ہوجانے کا خوف ہو) تو تیمم کرلو اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ نماز جنازہ تیار ہو اور اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرنے لگیں تو نماز جنازہ فوت ہوجائے گی تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ تیمم کرلے اور نماز جنازہ میں شریک ہوجائے کیونکہ نماز جنازہ کا بدل اور قائم مقام کوئی اور نماز نہیں ہے البتہ میت کا ولی یعنی ایسے قریبی رشتہ دار ہو کہ جس کو نماز جنازہ پڑھانے کا حق ہے اور اس طرح بادشاہ اور قاضی یہ تینوں مذکورہ بالا صورت میں تیمم نہیں کریں گے بلکہ وضو ہی کریں گے اس لیے کہ ان کا انتظار کیا جاسکتا ہے۔۱۲

۶۵۷/۱۶ وَعَنْہُ قَالَ اِذَا خِفْتَ اَنْ تَفُوْتَكَ الْجَنَازَۃُ وَاَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرِجَالُہٗ رِجَالُ مُسْلِمٍ اِلَّا الْمُغِیْرَۃَ وَھُوَ مُحْتَجٌّ بِہٖ قَالَہُ الزَّیْلَعِیُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب تم کو اندیشہ ہو کہ جنازہ کی نماز تم سے چھوٹ جائے گی اور تم بے وضو ہو تو تیمم کرلو اور نماز جنازہ پڑھ لو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور اس حدیث کے راوی صرف مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا سب کے سب مسلم کے راوی ہیں اور زیلعی نے کہا ہے کہ مغیرہ بھی ثقہ اور قابل حجت ہیں)

۶۵۸/۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ اُتِیَ بِجَنَازَۃٍ وَھُوَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمَ وَصَلّٰی عَلَیْہَا رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے وضو تھے تو انھوں نے تیمم کیا اور نماز جنازہ پڑھ لی (اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے معرفہ میں کی ہے۔

۶۵۹/۱۸ وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ فِی الْجَنَازَۃِ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَاِنْ ذَھَبَ یَتَوَضَّأُ تَفُوْتُہٗ قَالَ یَتَیَمَّمُ وَیُصَلِّیْ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو نماز جنازہ پڑھنا چاہتا تھا مگر بے وضو ہے اور اگر وہ وضو کرنے کے لئے جائے تو نماز جنازہ چھوٹ جاتی ہے تو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ تیمم کرلے اور نماز جنازہ

۶۶۰/۱۹ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِي الرَّجُلِ تَفْجَأُهُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ قَالَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

۶۶۱/۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَجْنَبَ فَاَرَادَ اَنْ يَّنَامَ تَوَضَّأَ اَوْ تَيَمَّمَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۶۶۲/۲۱ وَعَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحٰرِثِ ابْنِ الصِّمَّةِ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قَالَ عُلَمَاؤُنَا فَيُسْتَفَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَنَّ كُلَّ مَوْضِعٍ يَفُوْتُ فِيْهِ الْاَدَاءُ لَا اِلٰى خَلْفٍ فَاِنَّهُ يَجُوْزُ لَهُ التَّيَمُّمُ كَنَوْمٍ وَسَلَامٍ وَرَدِّهٖ وَصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَالْعِيْدِ وَالْكُسُوْفِ وَسُنَنٍ رَوَاتِبَ وَمَا يَفُوْتُ اِلٰى خَلْفٍ لَا يَجُوْزُ لَهُ التَّيَمُّمُ كَالْجُمُعَةِ۔

پڑھ لے۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے کہ جس کے پاس یکایک جنازہ آجائے اور وہ بے وضو ہے تو آپ نے فرمایا کہ تیمم کرلے اور اس جنازہ کی نماز پڑھ لے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنبی ہوجاتے تھے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرماتے یا تیمم کرتے (اس کی روایت بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے)

حضرت ابوالجہیم بن الحارث بن الصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی جانب سے (جو ایک کنواں تھا) تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آپ سے ملا اور آپ کو اس نے سلام کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوار کی طرف بڑھے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرما لیا (یعنی تیمم فرمایا) پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا (بخاری اور مسلم)

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا ان حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسی عبادتیں کہ جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے اور وضو کرنے تک وقت کے گزر جانے یا نماز کے ختم ہوجانے سے ان کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ایسی عبادتوں میں باوجودیکہ صحت مند ہوں اور پانی موجود ہو، اور پانی کے استعمال پر قدرت بھی حاصل ہو، ان ساری صورتوں کے باوجود تیمم جائز ہے جیسے نماز جنازہ و عیدین، نماز کسوف، سلام اور جواب سلام وغیرہ اور ایسی عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے ان کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے تیمم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ان کا بدل اور قائم مقام موجود ہے جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں۔ ۱۲

ف : واضح ہو کہ عبادتیں دو طرح کی ہوا کرتی ہیں ایک وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے جیسے نماز جمعہ، اس کا قائم مقام ظہر ہے اور نماز پنجگانہ کہ ان کا قائم مقام اور بدل ان کی قضاء ہے اور دوسری وہ عبادتیں کہ جن کا بدل اور قائم مقام موجود نہیں جیسے نماز جنازہ اور عیدین وغیرہ۔

۶۶۳ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ فَلْيُؤَخِّرِ التَّيَمُّمَ إِلَى الْوَقْتِ الْآخِرِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب پانی نہ پائے تو تیمم کو نماز کے آخری وقت تک کے لیے (پانی کی تلاش اور انتظار میں) مؤخر کر دے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

۶۶۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ بِوُضُوءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوَى هُوَ وَأَبُو دَاوُدَ أَيْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا دو آدمی سفر کو نکلے جب نماز کا وقت آ گیا تو دونوں کے ساتھ پانی نہ تھا۔ دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز ادا کی بعد ازاں دونوں نے وقت نماز کے اندر ہی پانی پا لیا تو ان میں سے ایک شخص نے وضو کر کے نماز دہرائی لیکن دوسرے نے نہیں دہرائی پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اپنے واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا جس نے نماز دہرائی نہ تھی کہ تم نے سنت کو پا لیا اور تمھاری نماز تم کو کافی ہوئی اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی ان سے فرمایا کہ تمھارے لیے دگنا اجر ہے (اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے) اور نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور نسائی اور ابوداؤد نے بطور مرسل عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

ف : علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر تیمم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد پانی دیکھ لے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ کہ وقت باقی ہو، البتہ علماء کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ نماز شروع کرنے کے بعد نماز کی حالت میں پانی مل جائے تو احناف کے سوا جمہور کا مسلک یہ ہے کہ نماز کو نہ توڑے اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ اس شخص کا تیمم باطل ہو جائے گا اور اگر تیمم کرنے کے بعد نماز شروع کرنے سے قبل پانی مل جائے تو اس شخص کے تیمم کے باطل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ۱۲

۶۶۵/۲۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْسَحُ عَلَی الْجَبَائِرِ رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پٹیوں پر مسح فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۶۶۶/۲۵ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ انْکَسَرَتْ اِحْدٰی زَنْدَیَّ فَسَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْسَحَ عَلَی الْجَبَائِرِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ وَالدَّارُقُطْنِیُّ۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری ایک کلائی ٹوٹ گئی تو میں نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ پٹیوں پر مسح کیا کرو اور تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ، بیہقی اور دارقطنی نے کی ہے۔)

ف: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور بدن کے مابقی صحیح حصہ کو دھولیا جائے اور صحیح حصہ بدن کو دھو کر پٹی پر مسح کے بجائے تیمم کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس سے وضو اور تیمم کو جمع کرنا لازم آتا ہے حالانکہ بدل اور مبدل کو جمع کرنا درست نہیں ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ پٹی پر مسح کرنے کے بجائے تیمم کیا جائے اور مابقی حصۂ بدن کو دھولیا جائے (مرقات)۔

۶۶۷/۲۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ تَوَضَّأَ وَکَفُّہٗ مَعْصُوْبَۃٌ فَمَسَحَ عَلَیْھَا وَعَلَی الْعِصَابَۃِ وَغَسَلَ سِوٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ الْمُنْذِرِیُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے ایسی حالت میں وضو کیا کہ آپ کی ہتھیلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی تو آپ نے ہتھیلی کے دوسرے جانب کے اس حصہ پر مسح کیا جو زخم کی پٹی کی وجہ سے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا (اور ہتھیلی کی) پٹی پر بھی مسح کیا اس کے بعد دوسرے اعضاء وضو کو دھولیا اور تیمم نہیں فرمایا (اس کی روایت منذری نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے بھی حنفی مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زخم کے علاوہ مابقی حصۂ بدن کے دھولے اور زخم پر مسح کرنے کو جمع فرمایا اور دھونے اور تیمم کو جمع نہیں فرمایا ہے

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

باب مسنون غسل کے بیان میں

۶۶۸ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ وَخَطَایَاهُ فَاِذَا اَخَذَ فِی الْمَشْیِ كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ. وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ حِبَّانَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمْ یَزَلْ طَاهِرًا اِلَی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اور جب وہ نماز جمعہ کے لیے چلنے لگتا ہے تو اس کے لیے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے) اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ آئندہ جمعہ تک پاک رہے گا۔

۶۶۹ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَآءُوْا فَقَالُوْا یَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَی الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ اَطْهَرُ وَخَیْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ یَغْتَسِلْ فَلَیْسَ عَلَیْهِ بِوَاجِبٍ وَّسَاُخْبِرُكُمْ كَیْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِیْنَ یَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَیَعْمَلُوْنَ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَیِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ اِنَّمَا هُوَ عَرِیْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ وَّعَرِقَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰی ثَارَتْ مِنْهُمْ رِیَاحٌ اٰذٰی بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّیَاحَ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِذَا كَانَ هٰذَا الْیَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْیَمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَا یَجِدُهٗ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِیْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَآءَ اللّٰهُ بِالْخَیْرِ وَلَبِسُوْا غَیْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عراق کے چند لوگ آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا آپ جمعہ کے دن کے غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نہیں بلکہ وہ بڑی پاکی کی بات ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اس دن غسل نہیں کیا تو اس پر واجب بھی نہیں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ (جمعہ کے دن) غسل کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ لوگ محنت مزدوری کیا کرتے تھے اور کمبل پہنتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر بوجھ ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور چھت ان کے قریب تھا (یعنی زیادہ بلند نہ تھا) گویا کہ وہ چھپر تھا (مثل جھونپڑی کے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور اور گرمی کا موسم تھا لوگوں کو کمبل کے لباس میں پسینہ آیا جس سے بو پھیلی اور ایک کو دوسرے کے پسینہ کی بو سے تکلیف پہنچی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کی بو کو موجود پایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کر لیا کرو اور چاہیے کہ تم میں

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

باب مسنون غسل کے بیان میں

٦٦٨/١ عَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ وَخَطَايَاهُ فَاِذَا اَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ حِبَّانَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَمْ يَزَلْ طَاهِرًا اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اور جب وہ نماز جمعہ کے لیے چلنے لگتا ہے تو اس کے لیے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے) اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ آئندہ جمعہ تک پاک رہے گا۔

٦٦٩/٢ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ اَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَاُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ اِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَّعَرِقَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ اٰذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيَاحَ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَا يَجِدُهُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عراق کے چند لوگ آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا آپ جمعہ کے دن کے غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نہیں بلکہ وہ بڑی پاکی کی بات ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اس دن غسل نہیں کیا تو اس پر واجب بھی نہیں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ (جمعہ کے دن) غسل کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ لوگ محنت مزدوری کیا کرتے تھے اور کمبل پہنتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر بوجھ ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور چھت ان کے قریب تھا (یعنی زیادہ بلند نہ تھا) گویا کہ وہ چھپر تھا (مثل جھونپڑی کے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور گرمی کا موسم تھا لوگوں کو کمبل کے لباس میں پسینہ آیا جس سے بو پھیلی اور ایک کو دوسرے کے پسینہ کی بو سے تکلیف پہنچی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کی بو کو موجود پایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کر لیا کرو اور چاہیے کہ تم میں

وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالطَّحَاوِيُّ.

سے ہر ایک بہتر تیل اور خوشبو جو اسے میسر ہو لگایا کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مال سے سرفراز فرمایا اور لوگ کمبل کے لباس کے سوا دوسرے کپڑے پہننے لگے اور محنت کے کام سے بچ گئے اور ان کی مسجد وسیع کر دی گئی اور پسینہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو جو اذیت پہنچتی تھی وہ جاتی رہی (اس کی روایت ابو داؤد اور طحاوی نے کی ہے)

---

٦٧٠ / ٣ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلِ فِي الْعِيدَيْنِ قَالَ إِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لَيْسَ مِنَ الْأُمُورِ الْوَاجِبَةِ وَإِنَّمَا هُوَ كَقَوْلِهِ تَعَالَى "وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ" فَمَنْ أَشْهَدَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ تَرَكَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ وَكَقَوْلِهِ تَعَالَى "فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ" فَمَنِ انْتَشَرَ فَلَا بَأْسَ وَمَنْ جَلَسَ فَلَا بَأْسَ.

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا)

حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز جمعہ کے غسل اور پچھنا لگانے کے بعد کے غسل اور عیدین کے غسل کے متعلق دریافت کیا انھوں نے جواب دیا کہ اگر غسل کرو تو بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو جمعہ کو جائے تو وہ غسل کرے، حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں؟ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے) لیکن یہ غسل ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو واجب ہیں بلکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ اور جب تم خرید فروخت کرو تو گواہ کرلو (سورۃ بقرۃ ۲ پ ۳ آیت ۲۸۲) کی طرح ہے تو جس نے گواہ رکھا اس نے اچھا کیا اور جس نے گواہ رکھنا ترک کیا تو اس پر گواہ رکھنا واجب نہیں اور یہ (یعنی غسل جمعہ) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ. یعنی جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ (سورۃ جمعہ ۶۲ پ ۲۸ آیت ۱۰) کی طرح ہے تو جو نماز جمعہ کے اختتام پر باہر نکل جائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور جو بیٹھ جائے تو مضائقہ نہیں (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے)

---

٦٧١ / ٤ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے فرض ادا کیا، اور

فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۔

اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو اس کا غسل کرنا افضل ہے (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے)

۶۷۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ قَالَهُ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے اور اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں جو مجمع الزوائد میں مذکور ہیں۔

۶۷۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ لِلْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ فَلَمَّا كَانَ الشِّتَاءُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرْتَنَا بِالْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ وَقَدْ جَاءَ الشِّتَاءُ وَنَحْنُ نَجِدُ الْبَرْدَ فَقَالَ مَنِ اغْتَسَلَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَلَا حَرَجَ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کر لیا کرے اور جب موسم سرما آگیا تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے ہم کو جمعہ کے لیے غسل کا حکم دیا اب تو موسم سرما آگیا ہے اور ہم سردی محسوس کرتے ہیں اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غسل کیا تو اس نے سنت پر عمل کیا اور بہت اچھا کیا اور جس نے غسل نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے)۔

---

۶۷۴ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحٌ اِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلٰى مَنْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْغُسْلُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ ۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا واجب ہے اور جو مسجد کو جائے تو اس پر غسل کرنا سنت ہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

۶۷۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهُ وَجَسَدَهُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کرے کہ جس میں اپنے سر اور اپنے پورے جسم کو دھو لیا کرے (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہفتہ میں ایک دن غسل کو جو لازم فرمایا ہے۔ اگر وہ دن جمعہ کا مقرر کریں تو اس سے سنت کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے۔ ۱۲

۶۷۶ وَعَنِ الْفَاكِهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت فاکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ عَرَفَۃَ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ)

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروز جمعہ اور روز عید الفطر اور روز عید قربانی اور روز عرفہ میں غسل کیا کرتے تھے۔ (امام احمد و طبرانی)

ف: حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے عرفہ کے دن غسل میدان عرفات میں وقوف عرفہ کے لیے مسنون ہے تو اُس دن تمام دنیا کے مسلمانوں پر غسل مسنون نہ ہوگا بلکہ اُن ہی حضرات پر غسل مسنون ہوگا جو عرفات میں ہوں اور وقوف عرفہ کر رہے ہوں

۶۷۷/۱۰ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ اَبَا قَتَادَۃَ قَالَ لَہٗ اِغْتَسِلْ لِلْجُمُعَۃِ فَقَالَ لَہٗ قَدِ اغْتَسَلْتُ لِلْجَنَابَۃِ۔

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت مصعب بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جمعہ کے لیے غسل کرلو تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ میں نے جنابت کی وجہ سے غسل کر لیا ہے۔ (طحاوی شریف)

۶۷۸/۱۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْاَضْحٰی رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عید الفطر اور روز عید الاضحیٰ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۶۷۹/۱۲ وَعَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ اِغْتَسَلَ لِلْعِیْدِ وَقَالَ اِنَّہُ السُّنَّۃُ۔

(رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عید کے لیے غسل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے (بیہقی)

۶۸۰/۱۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَّغْدُوَ رَوَاہُ مَالِکٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے نکلنے سے قبل غسل کرتے تھے (امام مالک)

۶۸۱/۱۴ وَعَنِ الْفَاکِہِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ عَرَفَۃَ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۶۸۲/۱۵ وَعَنْ خَارِجَۃَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِاِھْلَالِہٖ وَاغْتَسَلَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور

وَالدَّارِمِيُّ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام کے لیے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا (ترمذی و دارمی)

۶۸۳/۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مَكَّةَ اِغْتَسَلَ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يُّحْرِمَ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ کو روانہ ہوتے اور جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرماتے تھے (طبرانی)

۶۸۴/۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرلے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

۶۸۵/۱۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے، جنابت کی وجہ سے اور بروز جمعہ اور پچھنا لگوانے کی وجہ سے اور میت کو غسل دینے سے۔

(ابوداؤد شریف)

۶۸۶/۱۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو وہ غسل کرلے۔ ابن ماجہ اور امام احمد ترمذی اور ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جو میت کو اٹھائے تو وہ وضو کرلے۔

۶۸۷/۲۰ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایسے پانی سے غسل کریں کہ جس میں بیری کے پتے ڈالے گئے ہوں۔ (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی۔)

۶۸۸/۲۱ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ لَمَّا اَسْلَمْتُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِغْتَسِلْ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاحْلِقْ عَنْكَ شَعَرَ الْكُفْرِ رَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ وَّرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ قَتَادَةَ اَبِيْ هِشَامٍ نَحْوَهٗ وَرِجَالُهٗ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب میں نے اسلام قبول کیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی اور بیری کے پتے سے غسل کرلو، اور کفر کی حالت کے بالوں کو اپنے سے

ثِقَاتٌ (قَالَهُ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ)

موند ھ دو (اس کی روایت ابونعیم نے کی ہے اور طبرانی نے کبیر میں اسی طرح قتادہ ابی ہشام سے روایت کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ مجمع الزوائد میں مذکور ہے۔

۶۸۹/۲۲ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طُوًى ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما حرم (یعنی مکۃ المکرمہ) کے قریب ترین مقام کو پہنچ جاتے تو ٹھہر جایا کرتے اور مقام ذی طوی میں شب گذارتے پھر صبح کی نماز وہیں ادا کرتے اور وہیں غسل کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی ایسا ہی تھا۔ (بخاری شریف)

بَابُ الْحَيْضِ

باب حیض کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔
(ترجمہ) "اور تم سے (اے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں میں" (یعنی ان سے جماع نہ کرو)۔
(سورۃ بقرۃ پ۲ آیت ۲۲۲)

۶۹۰/۱ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلُّ الْحَيْضِ لِلْجَارِيَةِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ الثَّلَاثُ وَأَكْثَرُ مَا يَكُونُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ فَإِذَا زَادَ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ۔

رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ باکرہ اور ثیبہ دونوں کے لیے کم از کم حیض کی مدت تین دن کی ہے اور زائد سے زائد مدت دس دن کی ہے اس لیے اگر حیض دس دن سے زیادہ ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی۔ (اس کی روایت دارقطنی)

ف: استحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے سے خون جاری ہوتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کرے اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں ہے (مرقات) ۱۲

۶۹۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيْضُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّخَمْسَةٌ وَّسِتَّةٌ وَّسَبْعَةٌ وَّثَمَانِيَةٌ وَّتِسْعَةٌ وَّعَشَرَةٌ فَاِذَا جَاوَزَتِ الْعَشَرَةَ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِّثْلَهٗ مَوْقُوْفًا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت تین دن اور چار دن اور پانچ دن اور چھ دن اور سات دن اور آٹھ دن اور نو دن اور دس دن ہے اور جب دس دن سے زائد ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے اور دارقطنی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح موقوفاً روایت کی ہے)

۶۹۲ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَّاَكْثَرُهٗ عَشَرَةُ اَيَّامٍ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

۶۹۳ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَيْضَ دُوْنَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَّلَا حَيْضَ فَوْقَ عَشَرَةِ اَيَّامٍ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت تین دن سے کم کی نہیں، اور دس دن سے زائد مدت حیض میں شمار نہیں ہے (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

۶۹۴ وَعَنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثٌ وَّاَكْثَرُهٗ عَشَرٌ وَّاَقَلُّ مَا بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا۔ (رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن، اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن کی ہے اور دو حیض کے درمیان کم سے کم پاک رہنے کی مدت پندرہ دن ہے (ابن الجوزی)

وَقَالَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَقَدْ رُوِيَ تَقْدِيْرُ الْاَقَلِّ وَالْاَكْثَرِ عَنْ سِتَّةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ

رد المحتار میں لکھا ہے کہ حیض کی کم سے کم اور زائد مدت کے تعین کے متعلق چند صحابہ سے مختلف اسناد کے ذریعہ روایتیں

بِطُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ هِيَ تَرْتَفِعُ إِلَى الْحَسَنِ كَمَا بَسَطَ ذٰلِكَ الْكَمَالُ وَالْعَيْنِيُّ فِي شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَلَخَّصَهُ فِي الْبَحْرِ۔

آئی ہیں اور یہ تمام اسناد حسن کے درجہ تک پہنچتی ہیں جس کی تفصیل علامہ کمال اور علامہ عینی رحمہما اللہ نے شرح ہدایہ میں بیان کی ہے اور جس کی تلخیص بحر میں بھی گئی ہے۔ ۱۲

۶۹۵ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ الْحَائِضُ إِذَا جَاوَزَتْ عَشَرَةَ أَيَّامٍ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ هٰذَا الْأَثَرُ لَا بَأْسَ بِإِسْنَادِهٖ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حیض والی عورت کا خون دس دن سے بتجاوز ہوجائے تو وہ عورت مستحاضہ کی طرح ہے اس لیے وہ غسل کرے اور نماز پڑھے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے اس اثر (یعنی حدیث کے متعلق کہا ہے کہ اس کے اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں)

۶۹۶ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ فِي سُنَنِهٖ رِجَالُهُ رِجَالُ مُسْلِمٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے (اس کی روایت دارمی نے اپنی سنن میں کی ہے اور اس حدیث کے راوی مسلم کے راوی ہیں)

۶۹۷ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَقْعُدُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاس والی عورت چالیس دن تک بیٹھی رہا کرتی تھی۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے)

۶۹۸ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن ہمیں فرمایا ہے مگر یہ کہ چالیس دن سے پہلے پاکی دیکھ لے (یعنی چالیس دن کے اندر خون بند ہوجائے تو وہ پاک سمجھی جائے گی (اس کی روایت دارقطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

۶۹۹ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنْتَظِرُ النُّفَسَاءُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنْ بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَلَمْ تَرَ الطُّهْرَ فَلْتَغْتَسِلْ وَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ

حضرت ابو درداء اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک انتظار کرے مگر یہ کہ پاکی کو چالیس دن کے پہلے دیکھ لے اور اگر چالیس دن کی مدت کو پہنچ جائے اور پاکی نہ دیکھے تو وہ غسل کرلے اور مستحاضہ کی طرح ہوگی (اس کی روایت

عساکر۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے کی ہے)

۷۰۰/۱۱ وَعَنْ عَائِشَةَ فِي الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ لَا يَمْنَعُهَا ذٰلِكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ رِجَالُهٗ رِجَالُ الْجَمَاعَةِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسی عورت کے متعلق روایت ہے جو حاملہ ہو اور حمل کی حالت میں خون دیکھتی ہو تو اس کو خون کا آنا ادائی نماز کے لیے مانع نہیں ہے اس لیے کہ یہ استحاضہ سمجھی جائے گی۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس کے راوی جماعت محدثین کے راوی ہیں)

ف: ان حدیثوں کے پیش نظر صاحب ہدایہ نے وضاحت کی ہے کہ وہ خون جس کو حاملہ عورت حمل کے زمانہ میں دیکھے یا زچگی کے وقت بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے دیکھے وہ استحاضہ کا خون ہوگا اور اگر دوران حمل میں خون زیادہ دنوں تک جاری رہے تو وہ بھی استحاضہ ہی ہوگا۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس خون کو جو ولادت کے وقت بچہ کی پیدائش سے قبل نظر آتا ہے نفاس کا اعتبار کرتے ہوئے حیض قرار دیا ہے کیونکہ امام موصوف کے نزدیک نفاس کا خون اور وہ خون جو ولادت سے پہلے نظر آتا ہے رحم ہی سے نکلتے ہیں۔ لیکن احناف کی تحقیق یہ ہے کہ عادتاً حمل کی وجہ سے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد کھلتا ہے۔ اس لیے ولادت سے پہلے جو خون نظر آئے گا۔ وہ رحم کا خون نہیں ہے بلکہ ایک رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے آرہا ہے، اس خون کو حیض کا خون کہنا یا نفاس کا خون کہنا مناسب نہیں اور اسی بنا پر ہمارے نزدیک یہ خون استحاضہ ہی ہے (عمدۃ الرعایۃ میں ایسا ہی مذکور ہے)

۷۰۱/۱۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ الْحَيْضَ عَنِ الْحُبْلٰى وَجَعَلَ الدَّمَ بِمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حاملہ سے روک دیتے ہیں اور اس حیض کے خون کو جو رحم میں جمع ہوتا ہے بچہ کی غذا بنا دیتے ہیں

ف: اس حدیث میں تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ کا ترجمہ تکملہ مجمع البحار سے لیا گیا ہے ۱۲

۷۰۲/۱۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ الدَّمَ عَنِ الْحُبْلٰى وَجَعَلَهٗ رِزْقًا لِلْوَلَدِ رَوَاهُمَا ابْنُ شَاهِيْنٍ نَقَلَهُمَا صَاحِبُ الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ کے خون کو روک دیا ہے اور اسی کو بچہ کا رزق بنایا ہے۔

ف: ان دونوں حدیثوں کی روایت ابن شاہین نے کی ہے جن کو صاحب الجوہر النقی نے نقل کیا ہے

۷۰۳/۱۴ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا رَاَتِ الْحُبْلَى الدَّمَ فَلَيْسَتْ بِحَائِضٍ فَلْتُصَلِّ وَلْتَصُمْ وَلْيَاْتِهَا زَوْجُهَا وَتَصْنَعُ مَا تَصْنَعُ الطَّاهِرُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے تو وہ حائضہ نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اس سے اس کا شوہر صحبت بھی کر سکتا ہے اور وہ ان تمام کاموں کو کر

سکتی ہے جو ایک پاک عورت کرتی ہے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

۵۰۴ / ۱۵ — وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَآءُ یَبْعَثْنَ اِلٰی عَائِشَةَ بِالدَّرَجَةِ فِیْهَا الْكُرْسُفُ فِیْهِ الصُّفْرَةُ مِنَ الْحَیْضِ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰی تَرَیْنَ الْقَصَّةَ الْبَیْضَآءَ تُرِیْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَیْضِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ مِثْلَهٗ تَعْلِیْقًا۔

حضرت علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ماں نے کہا کہ عورتیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں تھیلی میں حیض کی چندیاں رکھ کر بھیجا کرتی تھیں اگر حیض کے خون کا رنگ زرد ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمادیا کرتیں کہ جلدی مت کرو، تاوقتیکہ تم حیض کو سفید پانی کی طرح نہ دیکھ لو (کیونکہ حیض جب ختم ہوجاتا ہے تو آخر میں سفید پانی خارج ہوتا ہے جس سے رحم کی پاکی معلوم ہوتی ہے) یہ فرمانے سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا منشا یہ ہوتا تھا کہ حیض سے بالکل پاکی حاصل ہوجائے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اس کی روایت اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسی طرح تعلیقاً روایت کی ہے)

۵۰۵ / ۱۶ — وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِی الصَّلَاةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِیَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِیَّةٍ وَّلٰكِنِّیْ اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ یُصِیْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّلَاةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزے کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم خارجی عورت ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جی نہیں میں خارجی عورت نہیں ہوں بلکہ صرف دریافت کرنا چاہتی ہوں، تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کو حیض آیا کرتا تھا تو ہم کو روزوں کی قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا تھا لیکن نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث میں لفظ حروریۃ جو مذکور ہے وہ حروراء کی طرف منسوب ہے جو کوفہ کے نواح میں ایک قریہ ہے اور حروراء وہ قریہ ہے جہاں سے فتنہ خارجیت کا آغاز ہوا اور خوارج ایک ایسا فرقہ ہے جنہوں نے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کی اور اہل سنت و جماعت کے مسلک سے ہٹ کر عقائد اور اعمال میں ایک علیحدہ راستہ اختیار کیا جو آگے چل کر ایک گمراہ فرقہ بن گیا۔

اس حدیث میں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سائلہ عورت نے جب سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اندیشہ ہوا کہ ان کا یہ سوال بداعتقادی کی وجہ سے تو نہیں ہے اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تمہارا تعلق حروریہ یعنی فرقہ خوارج سے تو نہیں ہے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اس لیے بھی دریافت کیا کہ خوارج کی ایک جماعت نے حائضہ پر ایام حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو واجب قرار دیا تھا جو خلافِ اجماع ہے اور جب سائلہ عورت نے جواب دیا کہ میں خارجی نہیں ہوں تو پھر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو جواب دیا تھا جو صدر میں مذکور ہے (عینی، معجم البلدان اور دائرۃ المعارف بستانی) ۱۲

۵۰۶/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنْ اِمْرَاَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ لَكَ مَا فَوْقَ الْاِزَارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ وَفِي النَّيْلِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ صَدُوْقَانِ وَبَقِيَّتُهٗ ثِقَاتٌ وَرَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى عَنْ عُمَرَ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حیض کی حالت میں ہو تو مجھے اپنی بیوی سے کیا چیز حلال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے جائز ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا ڈھانک کر کپڑے کے اوپر سے نفع لیں (اور بغیر کپڑا ڈھانکے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے نفع لینا جائز نہیں) (اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام احمد نے کی ہے) اور نیل میں مذکور ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں دو راوی صدوق ہیں اور ابوداؤد کے باقی راوی بھی ثقہ ہیں، نیز اس کی روایت ابویعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور ابویعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

ف: عورت جب حیض کی حالت میں ہو تو اس کے بدن سے استفادہ کے متعلق علامہ شامی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ عورت کی ناف اور ناف کے اوپر کے سارے بدن اور گھٹنہ اور گھٹنے کے نیچے پاؤں تک کے حصے سے کپڑا ڈھانکے بغیر عورت کے جسم سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے بلکہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے بھی کپڑا ڈھانک کر نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اگرچہ کرسف یعنی حیض کے کپڑے پر خون آرہا ہو، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قول جدید میں اسی کو اختیار کیا ہے (ردالمحتار اور مرقات)

۵۰۷/۱۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں خود اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَاحِدٍ وَكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

علیہ وسلم جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور حیض کی حالت میں آپ مجھ کو حکم دیا کرتے تھے کہ میں ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا اوڑھا یک لوں اور آپ مجھ سے لپٹتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں (مسجد میں بیٹھ کر) میری جانب اپنے سر مبارک کو بڑھاتے (اور میں مسجد کے باہر رہتی تھی) اور حیض کی حالت میں آپ کے سر مبارک کو دھویا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

۴۰۸/۱۹ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنَكَ بِأَعْلَاهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حائضہ ہو تو ایسی حالت میں میرے لیے میری بیوی کی کیا چیز حلال ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تمہاری بیوی اپنی ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا باندھ لے اور پھر تم (ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے) کپڑے کے اوپر سے بغیر جماع کے نفع حاصل کرو (اس کی روایت امام مالک اور دارمی نے مرسلاً کی ہے)

۴۰۹/۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیا کرتی اور پھر اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ (اس پانی کے کٹورے سے) جہاں میں منہ لگا کر پانی پیتی تھی، اسی جگہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہ لگا کر پانی پیتے اور اسی طرح حیض کی حالت میں گوشت والی ہڈی کے گوشت کو منہ سے چھڑا کر کھاتی اور اسی ہڈی کو خدمت اقدس میں پیش کرتی تو آپ میرے منہ لگا کر کھانے کی جگہ سے اپنا دہن مبارک لگا کر گوشت کھاتے تھے۔

۴۱۰/۲۱ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری گود سے ٹیک لگاتے پھر قرآن پڑھتے (مسلم شریف)

١١/٢٢ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے مجھے چٹائی دے دو، میں نے جواب دیا کہ میں حالت حیض میں ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے (مسلم شریف)

١٢/٢٣ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَأَنَا حَائِضٌ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھ کر نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس کا کچھ حصہ مجھ پر ہوتا تھا اور کچھ حصہ آپ پر ہوتا اور میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

١٣/٢٤ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَنَامُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لِحَافٍ وَهِيَ حَائِضٌ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حیض کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوجایا کرتی تھیں۔ (سعید بن منصور نے اسے روایت کیا ہے)

١٤/٢٦ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حائضہ سے جماع کیا، یا عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کی، یا نجومی کے پاس گیا تو اس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو چیز اتاری گئی ہے اس سے کفر کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی) اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ جس نے نجومی کے قول کی تصدیق کی، پس بے شک وہ کافر ہوا۔

١٥/٢٧ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرے تو وہ نصف دینار خیرات کرے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی اور ابن ماجہ)

ف: جس سے نادانستہ ایسا واقع ہوا (یعنی اس نے حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی) اگر تو حیض کے آخری دنوں میں ایسا واقع ہوا (اور اسی میں حکما وہ صورت داخل کہ خون دس دن سے کم میں منقطع ہوا اور عورت نے ابھی غسل نہ کیا۔ اور نہ کوئی نماز اس پر دین ہوئی) وہ ایک خمس دینار کفارہ دے اور اگر شباب حیض میں تھا تو دو خمس اور جس نے دانستہ ایسا کیا (یعنی جان بوجھ کر حالت حیض میں ہم بستری کی) اگر تو آخر حیض میں تھا نصف دینار دے اور اول میں تو ایک دینار۔ ہاں ایک کی طاقت نہ ہو تو نصف ہی دے۔ یہ سب حکم استحبابی ہے۔ واجب نہیں مگر استغفار۔ فتاوی رضویہ جلد ۲

۱۷/۲۷ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ دَمًا اَحْمَرَ فَدِيْنَارٌ وَاِذَا كَانَ دَمًا اَصْفَرَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر (ایسی حالت میں جماع کرے کہ) حیض کا خون سرخ ہو تو ایک دینار (یعنی ساڑھے چار ماشہ سونا) خیرات کرے اور اگر خون کا رنگ زرد ہو تو نصف دینار خیرات کرے (ترمذی)

وَقَالَ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ سِوَى الْاِسْتِغْفَارِ وَهُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا اَيْضًا ثُمَّ اِنَّ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا اِلٰى عَدَمِ وُجُوْبِ الصَّدَقَةِ اَجَابُوْا اِنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَصَدَّقُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ اِنْ شَاءَ تَصَدَّقَ وَاِلَّا لَا قَالَهُ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ وَكَذَا فِي الْعٰلَمْگِيْرِيَّةِ وَقَالَ فِيْ بَذْلِ الْمَجْهُوْدِ اِخْتَلَفُوْا فِيْ وُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ فِيْ اِتْيَانِ الْحَائِضِ فَقَالَ مَالِكٌ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بَلْ يَسْتَحِبُّ اَنْ يَتَصَدَّقَ اِنْ وَطِئَ فِيْ اَوَّلِ الْحَيْضِ بِدِيْنَارٍ وَفِيْ اٰخِرِهٖ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى۔

اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ حیض کی حالت میں جماع کرنے والے پر استغفار کے سوا کوئی چیز واجب نہیں ہے اور ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے، واضح رہے کہ جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حالت حیض میں جماع کر لینے سے خیرات واجب نہیں ہوتی، انھوں نے یہ جواب دیا کہ حائضہ سے جماع کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں خیرات کرنے کا جو ذکر ہے وہ استحباب پر محمول ہے چاہے تو خیرات کرے اور چاہے تو نہ کرے، چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو عمدۃ القاری میں بیان کیا ہے اور اسی طرح عالمگیریہ میں مذکور ہے البتہ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ علماء نے حائضہ سے جماع کرنے سے کفارہ واجب ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ، اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر کچھ بھی واجب نہیں ہے بلکہ خیرات دینا مستحب ہے اگر

ابتدائی حیض میں جماع کر لیا ہو تو ایک دینار خیرات کرے اور اگر آخری حیض میں جماع کیا ہو تو نصف دینار خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

باب مستحاضہ کے بیان میں

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے، عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کریں اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں (مرقات) ۱۲

۴۱۷/۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ إِسْنَادُ أَبِي دَاوُدَ عَلَى شَرْطِهِمَا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت کو مدت حیض سے زائد خون آیا کرتا تھا تو اس عورت کے لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان کو جو یہ خون جاری ہوا ہے اس سے پہلے کے مہینے میں جتنی راتیں اور دنوں تک ہر ماہ عادتاً حیض آیا کرتا تھا۔ ان کو وہ شمار کرلے اور مہینے کے اتنے ہی دن پر ایام حیض میں شمار ہونے کی وجہ سے نماز ترک کیا کرے اور جب اتنے دن گزار دے تو غسل کرے پھر کپڑے سے لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھا کرے (اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی بیہقی اور دارمی نے کی ہے اور نسائی نے اسی کے ہم معنی روایت کی ہے اور امام نووی نے کہا ہے۔ کہ ابوداؤد کی اسناد مسلم اور بخاری کی شرط کے موافق ہیں)

۴۱۸/۲ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ اَنْ تَغْتَسِلَ اِلَّا غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ مَالِكٍ فِي الْمُوَطَّأِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا وَكَذَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوْفًا۔

وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مستحاضہ پر خون جاری رہنے کی وجہ سے صرف ایک ہی غسل کے سوا بار بار غسل کرنا واجب نہیں ہے پھر وہ اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرتی جائے (اس کی روایت امام محمد نے امام مالک سے مؤطا میں کی ہے اور طبرانی نے اسی طرح حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی روایت مرفوعًا کی ہے اور اسی طرح عبد الرزاق، امام طحاوی اور سعید بن منصور نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موقوفًا روایت کی ہے)

۱۹/۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورت جس کے استحاضہ سے پہلے حیض کے معینہ دن تھے وہ استحاضہ کی حالت میں ان معینہ دنوں میں نماز چھوڑ دے اور اس کے بعد ایک دفعہ غسل کرلے پھر ہر نماز کے وقت وضو کرتی رہے (اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے)

۲۰/۴ وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِيْ حُبَيْشٍ تَوَضَّئِيْ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَرَوَى مُحَمَّدٌ مِثْلَهٗ فِي الْاَصْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُسْتَحَاضَةِ ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى تَجِيْئَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (جب کہ وہ مستحاضہ تھیں) فرمایا کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرو (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور اسی طرح امام محمد نے اصل میں روایت کی ہے اور بخاری اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستحاضہ کو فرمایا کہ پھر تم ہر نماز کے لیے وضو کرلیا کرو یہاں تک کہ (دوسری نماز) کا وقت آجائے (یعنی جب دوسری نماز کا وقت آجائے تو پھر تازہ وضو کرلیا جائے اگرچہ کہ پہلے وضو کو توڑنے والی کوئی بات صادر نہ ہوئی ہو)

ف : اس حدیث میں (ثُمَّ تَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ) جو مذکور ہے اس کے معنی محاورۂ عرب کے لحاظ سے (لِوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) یعنی ہر نماز کے وقت وضو کیا کرو کے ہوں گے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ (اٰتِیْكَ لِصَلَاۃِ الظُّھْرِ اَیْ وَقْتِھَا) یعنی میں تمہارے پاس نماز ظہر کے وقت آؤں گا، اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ لام بمعنی وقت کے ہے جس پر امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کی روایت کردہ حدیث دلیل ہے جس میں (لِوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) بھی وارد ہے جس سے وقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مذہب ہے (فتح القدیر) - ۱۲

۷۲۱/۵ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَ بِنْتَ جَحْشٍ کَانَتْ تُھَرَاقُ الدَّمَ وَاِنَّھَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَھَا اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَتُصَلِّیْ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاِبْنِ مَاجَۃَ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَتَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَۃَ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خون جاری رہتا تھا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کریں اور نماز پڑھیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے) اسی طرح طحاوی نے بھی روایت کی ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پھر تم غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضو کرتی جاؤ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

۷۲۲/۶ وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَۃَ کَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَتَمْکُثُ السِّنِیْنَ وَاِنَّھَا کَانَتْ تَدْخُلُ الْمِرْکَنَ حَتّٰی یَعْلُوَا الدَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ اِنَّمَا ھُوَ عِرْقٌ وَّکَانَتْ تَغْتَسِلُ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَہٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مستحاضہ ہوئیں اور استحاضہ کی حالت میں سالہا سال رہیں اور وہ ٹب میں بیٹھ جایا کرتیں یہاں تک کہ استحاضہ کے خون کا رنگ پانی پر غالب آجاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک خاص رگ کا خون ہے، چنانچہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے اور امام طحاوی اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

وَقَالَ فُقَھَاءُنَا یُسْتَفَادُ مِنْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّ الْمُعْتَادَۃَ تُرَدُّ لِعَادَتِھَا وَتَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا اِذَا مَضَتْ اَیَّامُ اَقْرَائِھَا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَّ

ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر بصراحت کی ہے کہ جس عورت کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے حیض اور استحاضہ میں فرق کرنا دشوار ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں اس

تُصَلِّيْ إِلَى الْوَقْتِ الْآخَرِ وَإِنْ سَالَ دَمُهَا وَأَمَّا الْمُعْتَادَةُ الَّتِيْ اِسْتَمَرَّ دَمُهَا وَاشْتَبَهَ عَلَيْهَا كُلٌّ مِنْ عَدَدِ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَالْمَكَانِ فَتَتَحَرّٰى وَمَضَتْ عَلٰى مَا اسْتَقَرَّ رَأْيُهَا عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا رَأْيٌ لَا يُحْكَمُ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَيْضِ وَالطُّهْرِ عَلَى التَّعْيِيْنِ بَلْ تَأْخُذُ بِالْأَحْوَطِ فَتَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ فَإِنِ اشْتَبَهَ عَلَيْهَا الْبَعْضُ فَإِنْ تَرَدَّدَتْ بَيْنَ الطُّهْرِ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْحَيْضِ صَلَّتْ بِالْوُضُوْءِ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَإِنْ تَرَدَّدَتْ بَيْنَ الطُّهْرِ وَبَيْنَ الْخُرُوْجِ مِنَ الْحَيْضِ اِغْتَسَلَتْ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ۔

عورت کے ایام حیض کے بارے میں اگر ایک معہود عادت ہے تو وہ ایسی عادت کی طرف پلٹائی جائے گی یعنی ایام عادت تو حیض میں شمار ہوں گے اور ایام عادت سے جتنے دن زائد خون جاری رہے گا وہ استحاضہ ہوں گے تو ایسی عورت کے جب ایام حیض ختم ہو جائیں تو وہ ختم حیض پر صرف ایک دفعہ غسل کر لے اور بعد ازاں ہر نماز کے وقت وضو کرتی جائے اور دوسری نماز کے وقت تک اسی وضو سے جو نماز چاہے پڑھ لے اگرچہ کہ خون بہہ رہا ہو، اور وہ عادت والی عورت کہ جس کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا ہو لیکن اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایام حیض کی تاریخیں مشتبہ ہو چکی ہوں تو وہ تحری کر لے کہ اس کا ظن غالب حیض کے دنوں کے متعلق کیا ہے تو جتنے دن اس کے خیال میں حیض کے ثابت ہوں اتنے دنوں کو حیض سمجھے اور باقی کو استحاضہ اور اگر ایسی عورت کا خیال کسی بات پر نہیں جمتا ہو تو حیض یا طہر میں سے کسی کا تصفیہ معین طور پر نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسی عورت احتیاط پر عمل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے اور بعض حالات میں مستحاضہ کو شبہ ہو جائے کہ جو دن گزر رہے ہیں وہ طہر کے تھے اور اب حیض شروع ہو رہا ہے تو ایسی حالت میں ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کیا کرے اور اگر مستحاضہ کو اس بارے میں شبہ ہو کہ جو دن گزر رہے ہیں وہ حیض کے تھے اور اب طہر شروع ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کی جائے۔ ۱۲

ف: مستحاضہ کے اقسام اور احکام کو وضاحت کے پیش نظر حسب تفصیل ذیل نمبر وار مرتب کیا گیا ہے۔

(۱) معینہ عادت والی مستحاضہ: ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ اس کے ایام عادت حیض میں شمار ہوں گے اور جو ایام اس کی عادت سے زائد ہوں ان کا شمار استحاضہ میں ہوگا اس لیے یہ ایام حیض کے ختم پر ایک دفعہ غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت وضو کرے اور اس کا وضو دوسری نماز کے وقت تک باقی رہے گا اور یہ اپنے اس وضو سے جملہ عبادات ختم وقت تک ادا کر سکے گی۔

(۲) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو اور اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایام حیض کی مقررہ تاریخ مشتبہ ہو جائے

تو ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ تحری (ظن غالب) یعنی ایام حیض کی تعداد اور تاریخ کے بارے میں اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔

(۳) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو اور اس کا خیال کسی بات پر جما نہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ احوط پر عمل کرے اور احوط یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرے۔

(۴) ایسی مستحاضہ جس پر بعض حالات میں حیض اور طہر مشتبہ ہو جائیں اور اس کو تردد ہو کہ موجودہ ایام طہر کے ہیں یا حیض شروع ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کرے

(۵) اگر مستحاضہ کو یہ تردد ہے کہ وہ حالت استحاضہ یعنی طہر میں ہے یا حیض سے فارغ ہو چکی ہے تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کرے، اس لیے کہ حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل ضروری ہے اور چونکہ حیض سے فارغ ہونے کا یقین نہیں بلکہ اس میں تردد ہے، اس لیے اس پر ہر نماز کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

۷۲۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ لَا بَأْسَ اَنْ يُّجَامِعَهَا زَوْجُهَا۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاؤُدَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وَّكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا وَسَكَتَ اَبُوْدَاؤُدَ عَنْهُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مستحاضہ سے اگر اس کا شوہر جماع کرے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے (اس کی روایت عبد الرزاق نے کی ہے) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اور بیہقی کی روایت جو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور وہ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے شوہر ان سے مجامعت کرتے تھے اور ابوداؤد نے اس حدیث کے اسناد کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے جو صحت حدیث کی دلیل ہے اور امام نووی نے بھی وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(۱) اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ ترجمہ: " اور نماز قائم رکھو"۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۴۳) (ترجمہ کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۲) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ ترجمہ: "اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے" (سورۃ عنکبوت آیت ۴۵) (کنز الایمان)

ف: یعنی ممنوعات شرعیہ سے۔ لہٰذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جس میں مبتلا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا تھا۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی گئی فرمایا اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہوگیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ (خزائن العرفان ترجمہ کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(۳) وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ ترجمہ: "اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ۔" (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۲) (ترجمہ کنز الایمان)

ف: نمازی کامل وہ شخص نہیں جو صرف خود نماز پڑھے بلکہ وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو اور اپنے سارے گھر والوں کو بھی نمازی بنا دے۔ اس آیت کریمہ میں حکم صلاۃ کے متعلق ارشاد ہے۔ حکم کی مختلف نوعیتیں ہیں چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار پیٹ کر نماز پڑھائے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے بھائی برادر اور بڑوں کو زبانی حکم دے کر نماز پڑھائے۔ (نور العرفان ترجمہ کنز الایمان)

(۴) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ۔ ترجمہ: "تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں" سورۃ مائدہ آیۃ (ترجمہ کنز الایمان)

ف : اس آیت میں ان کا بیان فرمایا جن کے ساتھ موالات واجب ہے۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست (ہم نشینی) نہ کریں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر۔ اس کے رسول کے نبی ہونے پر مؤمنین کے دوست ہونے پر۔ آیت کا حکم تمام مؤمنین کے لیے عام ہے سب ایک دوسرے کے دوست و محب ہیں۔ (خزائن العرفان)

(۵) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ أُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ۔

ترجمہ: "اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ ہیں جن کا باغوں (بہشت) میں اعزاز ہوگا" (کنز الایمان)

(سورۃ معارج آیت ۳۴، ۳۵)

ف : یعنی نماز کے ارکان فرائض، واجبات، سنتوں اور مستحبات کو کامل طور پر ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۶) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ترجمہ: "اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا (کنز الایمان)

(سورۃ البقرۃ پ۱ آیت ۴۵، ۴۶)

ف : اس آیت کریمہ میں مومنین کو بشارت ہے کہ انہیں قیامت کے دن دیدار الٰہی کی نعمت نصیب ہوگی۔ (حاشیہ خزائن العرفان)

(۷) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔

ترجمہ: "اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو بھی" (کنز الایمان) سورۃ ابراہیم آیت ۴۰

ف : کیونکہ بعض اولاد کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو با علام الٰہی معلوم تھا کہ کافر ہوں گے۔ اس لیے بعض ذریت کے واسطے نمازوں کی پابندی و محافظت کی دعا کی۔ (حاشیہ خزائن العرفان)

(۸) وَقَوْلُهٗ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔

ترجمہ: "تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے (کنز الایمان) سورۃ مریم آیت ۵۹

ف : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ غی جہنم کی ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم کی وادی بھی پناہ مانگتی ہے یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو زنا کے عادی ہیں اور اس پر مصر ہوں اور جو شراب کے عادی ہوں اور جو سود خوار سود کے خوگر ہوں اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔
(تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ کنز الایمان)

(۹) وَقَوْلُهٗ ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ ۔

ترجمہ : "بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ (تعالیٰ) کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوں (مومنین کے ساتھ) تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)
(سورۃ نساء پ۵ آیت ۱۴۲)

ف : حقیقت میں رب تعالیٰ کو دھوکا دینا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ منافقین صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے گمان میں دھوکہ دیتے تھے۔ ان کو دھوکہ دینا دراصل رب تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے۔ اس آیت میں منافقین کی نمازوں کا راز بیان کیا گیا ہے کہ وہ دکھاوے کے لیے نمازیں پڑھتے تھے نماز میں انتہائی سستی کرتے تھے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مسجد میں حاضر نہ ہونا بغیر کسی وجہ کے نماز باجماعت ادا نہ کرنا۔ جان بوجھ کر تاخیر سے مسجد میں پہنچنا کہ جماعت کھڑی ہوجائے۔ سر پہ ٹوپی یا عمامہ باندھنے کی سستی کرنا۔ نماز میں توجہ نہ کرنا اور مختلف حرکات کرنا وغیرہ وغیرہ (نور العرفان ترجمہ کنز الایمان)

۲۴/ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلِمَ اَنَّ الصَّلٰوةَ حَقٌّ وَّاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یقین کرلیا کہ نماز (اللہ تعالیٰ کا ہم پر) حق ہے، اور فرض ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے، اور حاکم نے بھی مستدرک میں اس کی روایت کی ہے)

۲۵/ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الشَّيْطَانُ ذَعِرًا مِّنَ الْمُؤْمِنِ مَا حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَاِذَا ضَيَّعَهُنَّ تَجَرَّاَ عَلَيْهِ وَاَوْقَعَهٗ فِي الْعَظَائِمِ وَطَمِعَ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَّاَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبُخَارِيُّ فِيْ اَمَالِيْهِ وَالرَّافِعِيُّ ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن سے شیطان اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ پنجگانہ نمازوں کی پابندی کرتا رہتا ہے، اور جب مومن نمازوں کو ضائع کرتا ہے تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے اور اس کو کبیرہ گناہوں میں ڈال دیتا ہے اور اس پر (قابو پانے کی) حرص کرتا ہے (اس کی روایت ابو نعیم نے کی ہے اور ابو بکر محمد بن الحسین بخاری

نے اپنی امالی میں اور رافعی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

۷۲۶/۳ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ الْعَبْدُ فِيْ صَلَاتِهٖ ذُرَّ الْبِرُّ عَلٰى رَأْسِهٖ حَتّٰى يَرْكَعَ فَإِذَا رَكَعَ عَلَتْهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يَسْجُدَ وَالسَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلٰى قَدَمِ اللّٰهِ فَلْيَسْأَلْ وَلْيَرْغَبْ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مُرْسَلًا۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوجاتا ہے تو رکوع میں جانے تک اس کے سر پر رحمت نازل ہوتی رہتی ہے، اور جب رکوع میں چلاجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سجدہ میں جانے تک اس کو گھیر لیتی ہے، اور سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ (اس وقت دل میں) اللہ تعالیٰ سے مانگے اور بہت رغبت سے مانگے، (کیونکہ یہ مقبولیت کا وقت ہے) (اس کی روایت سعید بن منصور نے مرسلاً کی ہے)

ف: حدیث مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند کے آخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے۔ مثلاً تابعی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو سلسلہ سند سے چھوڑ دے۔

۷۲۷/۴ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُصَلِّيْ لَيَقْرَعُ بَابَ الْمَلِكِ وَإِنَّهٗ مَنْ يُّدِمْ قَرْعَ الْبَابِ يُوْشِكُ أَنْ يُّفْتَحَ لَهٗ۔ (رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا یقیناً شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے توقع ہے کہ بہت جلد اس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے (اس کی روایت دیلمی نے کی ہے)

۷۲۸/۵ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوْا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيْعُوْا إِذَا أَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی پانچوں نمازوں کو ادا کرتے رہو، اور اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھا کرو، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو، اور جب تم کو تمہارا امیر کوئی حکم دے (اور وہ حکم خلاف شرع نہ ہو) تو اس کے حکم کی اطاعت کیا کرو تو تم (اس کے صلہ میں) اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

۷۲۹/۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا تذکرہ اس طرح فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی

وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

کیا کرتا ہے تو قیامت کے دن نماز اس کے لیے نور ایمان کی زیادتی اور کمال ایمان کی دلیل اور مغفرت کا سبب ہو گی، اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا تو اس کے نورِ ایمان میں نہ تو زیادتی ہو گی اور نہ اس کے کمالِ ایمان کی کوئی دلیل ہو گی اور نہ اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ ہو گا، اور بے نمازی قیامت کے دن قارون فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ رہے گا۔ (اور عذاب میں مبتلا ہو گا) (اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے)

۳۰/۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ نُوْرٌ فِيْ قَلْبِهٖ فَمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فَلْيُنَوِّرْ قَلْبَهٗ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز سے نمازی کے دل میں نور پیدا ہو جاتا ہے تو تمھارے اختیار میں ہے کہ نماز کی پابندی سے اپنے دل میں نور پیدا کریں (اس کی روایت دیلمی نے کی ہے)

۳۱/۸ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَكًا يُّنَادِيْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ يَا بَنِيْ اٰدَمَ قُوْمُوْا اِلٰى نِيْرَانِكُمُ الَّتِيْ اَوْقَدْتُمُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاَطْفِئُوْهَا بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ الضِّيَآءُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ (مقرر) ہے جو ہر نماز کے وقت یہ آواز دیتا ہے کہ اے اولاد آدم! اٹھو تم نے اپنے اوپر (اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے) جو آگ سلگائی ہے اس کو نماز پڑھ کر بجھا دو (اس کی روایت ضیاء نے کی ہے اور طبرانی نے بھی کبیر میں اس کی روایت کی ہے)

۳۲/۹ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُصَلِّيْ ثَلَاثُ خِصَالٍ يَتَنَاثَرُ الْبِرُّ مِنْ عَنَانِ السَّمَآءِ اِلٰى مَفْرِقِ رَاْسِهٖ وَتَحُفُّ بِهِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ لَّدُنْ قَدَمَيْهِ اِلٰى عَنَانِ السَّمَآءِ وَيُنَادِيْهِ مُنَادٍ لَوْ يَعْلَمُ الْمُصَلِّيْ مَنْ يُّنَاجِيْ مَا انْفَتَلَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِي الصَّلٰوةِ مُرْسَلًا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں (ایک) یہ کہ آسمان سے لے کر اس کے سر تک رحمت الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے (دوسرا) ملائکہ اس کو اس کے دونوں قدموں سے لے کر آسمان تک گھیرے ہوئے رہتے ہیں اور (تیسرے) یہ کہ ندا کرنے والا ندا کرتا رہتا ہے کہ اگر نمازی جان لیتا کہ وہ کس سے راز و نیاز کر رہا ہے تو وہ نماز سے نہ پلٹتا (اس کی روایت محمد بن نصر نے اپنی کتاب

الصلوٰۃ میں مُرسلاً کی ہے)

۳۳ے وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ نَافِلَةٍ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ نَافِلَةٌ أُتِمَّ بِهَا الْفَرِيضَةُ ثُمَّ الْفَرَائِضُ كَذٰلِكَ لِعَائِدَةِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَهُوَ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً پہلی چیز جس کا حساب بندہ سے لیا جائے گا وہ نماز ہے پس اگر نماز درست ہوگی تو بندہ کے جملہ اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو دوسرے تمام اعمال بھی درست نہیں ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندے کے اعمال میں نفل (عبادتیں) ہیں؟ اگر نفل (عبادتیں) ہوں گی تو ان کے ذریعہ سے فرض کی تکمیل کر دی جائے گی۔ کیونکہ نفل فرض کی تکمیل کے لیے ہیں اور اصل تو فرائض ہی ہیں (اس لیے معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ فرائض کے ذریعہ سے (بندوں پر) نعمت کی تکمیل اور اپنی رحمت نازل کرنا چاہتے ہیں (اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے)

۳۴ے وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز پنج گانہ، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک یہ تینوں چیزیں ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوئے ہوں مٹانے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہ صادر نہ ہوئے (مسلم شریف)

ف: اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیثوں میں نماز اور دیگر عبادات کی وجہ سے گناہوں کے مٹا دیئے جانے کا جو ذکر ہے اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں نہ کہ کبیرہ، کیونکہ گناہ کبیرہ کی معافی کے لیے باتفاق اہل سنت وجماعت توبہ ضروری ہے (ماخوذ از مرقات)

۳۵ے وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کیا کرتا ہے کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہے گا؟ سب نے عرض کیا کہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پانچ نمازوں

کے ذریعہ سے خطاؤں کو مٹا دیتے ہیں (بخاری و مسلم)

۳۶۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ اِمْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِيْ هٰذَا قَالَ لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ لیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز کی پابندی کیجئے دن کے دونوں کناروں اور رات کے قریبی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں (اس آیت کے الفاظ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے پانچوں نمازوں کی طرف اس طرح اشارہ ہو رہا ہے کہ طَرَفَيِ النَّهَارِ دن کے دونوں طرف ہیں، طرف اول سے نماز فجر اور طرف آخر سے نماز ظہر اور عصر اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ رات کے قریبی ساعتوں سے نماز مغرب اور عشاء مراد ہے) اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا یہ میرے ہی لیے ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری تمام امت کے لیے ہے اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ میری امت میں جو بھی اس آیت پر عمل کر کے برائیوں کے بعد (برائیوں پر نادم ہو کر) نیکیاں کرے گا اس کے لیے بھی یہی ہے۔

(بخاری و مسلم)

ف: اس صحابی کا نام ابو الیسر ہے۔ کھجوروں کی دکان کیا کرتے تھے ایک عورت خریدنے کے لیے آئی، ان کا دل اس عورت کی طرف مائل ہو گیا۔ کہنے لگے کہ اچھی کھجوریں گھر میں ہیں۔ اسی بہانے عورت کو گھر کے اندر لے جا کر بوسہ لے لیا۔ وہ بولی خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ چونکہ صحابی رسول تھے اپنے کئے پر سخت نادم ہو کے۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے حالانکہ ان کا یہ گناہ صغیرہ ہی تھا مگر پھر بھی شفیع المذنبین کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اقرار جرم کر کے بخشش مانگ رہے ہیں۔ چونکہ صحابہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ گناہ ہو جانے کے بعد بارگاہ محبوب کریم میں حاضر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی رب تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ اب ہم گناہگاروں کے لیے بھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم ہی جائے پناہ ہے۔ گناہ ہو جانے کے بعد سرکار دو جہاں کی بارگاہ عالیہ میں پریشان و پشیمان توبہ استغفار کرتے ہوئے حاضر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ نہ سوچنا چاہیے کہ اب تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام ظاہراً ہم میں موجود نہیں ہیں پھر آپ کی شفقت

اور رحمت کیسے ہم پر پہنچے گی تو صحابہ کرام نے اس مسئلہ کو پہلے ہی حل فرما دیا تھا کہ آپ ہمارے درود و سلام کا جواب اس دنیا سے ظاہراً چلے جانے کے بعد بھی عطا فرمائیں گے فرمایا ہاں تو آقا کریم اب ہمارے صلوٰۃ و سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور سنتے بھی ہیں۔ اگر ہم ان سے گناہ کی معافی کے لیے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکار دو جہاں ضرور دعا فرمائیں گے۔ جس کے لیے حضور دعا فرما دیں تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کی دعا کو رد نہیں فرماتا (مرآۃ)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ گفتگو کرنا اور وہ بھی تنہائی میں یہ بہت خطرناک ہے مرد و عورت دونوں کے لیے۔ اس لیے کہ جہاں دو غیر محرم اکٹھے ہوں گے وہاں تیسرا شیطان بھی ان میں ضرور ہوگا۔ از روئے قرآن غیر محرم مردوں کو عورتوں کی طرف اور عورتوں کو مردوں کی طرف دیکھنے کا بھی حکم نہیں ہے۔ چہ جائے کہ آپس میں مل لگی اور باتیں کرتے پھریں۔

۳۷/۱۴ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ شَيْئًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةَ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک عورت سے مدینہ منورہ کی آخری آبادی میں لپٹ گیا تھا اور اس سے جماع تو نہیں کیا لیکن بوس و کنار وغیرہ کر لیا، اور اب میں حاضر ہوں تو حضور مجھ پر جو سزا چاہیں جاری فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھاری پردہ پوشی کی ہے، کاش کہ تم بھی اپنی پردہ پوشی کر لیتے! ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا۔ وہ شخص اٹھا اور جانے لگا

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو روانہ کر کے اس شخص کو بلوایا اور یہ آیت اس کو پڑھ کر سنائی وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے" (ترجمہ کنز الایمان) یہ سن کر مجمع میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ حکم کیا خاص اسی شخص کے لیے ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ تمام لوگوں

۷۳۸/۱۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللهِ قَالَ اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے لیے عام حکم ہے (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس پر حد جاری فرمائیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے اس کے فعل کے متعلق دریافت نہیں فرمایا (کہ تم نے کیا کیا ہے؟) اسی اثنا میں نماز کا وقت آگیا تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز با جماعت ادا کی اور جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو وہی شخص اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایسا گناہ کیا ہے جس پر حد جاری ہوتی ہے اس لیے آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم جاری فرمائیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز با جماعت ادا نہیں کی ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھارے گناہ کو معاف کر دیا ہے، یا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھاری حد کو بخش دیا ہے (بخاری و مسلم)

ف: یعنی میں نے ایسا گناہ کیا ہے جو شرعی سزا کا موجب ہے۔ "حد" سزائے معین کو کہتے ہیں جس طرح کہ زانی کی سزا سو کوڑے یا سنگساری ہے اور چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے "تعزیر" اس سزا کو کہتے ہیں جو شرعاً معین نہ ہو۔ قاضی اپنی رائے سے جو سزا تعزیر کی مقرر کر دے اسی کو تعزیر کہیں گے۔ ہاں یہ بات ہے کہ سزائے تعزیر سزائے حد سے تجاوز نہ کرے۔ اس صحابی رسول نے کوئی معمولی سا گناہ کیا تھا مگر سمجھے کہ حد شرعی والا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس لیے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش کر دیا۔ صحابہ کے دلوں میں یہ بات بھی ہوا کرتی تھی کہ آخرت کی سزا دنیا کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ اگر دنیا میں ہی کسی جرم کی سزا بندے کو مل جائے تو پھر آخرت میں اس جرم کی سزا نہ ہوگی۔ صحابہ اس وجہ سے اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کر دیا کرتے تھے۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ شاید کبیرہ گناہ کا معاف ہو جانا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی وجہ سے ہو اور یہ آپ کی خصوصیت ہو کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تو نے ہمارے پیچھے نماز ادا کر لی ہے عرض کی جی ہاں فرمایا تیرا

گناہ معاف ہوگیا۔ لہٰذا یہ آپ کی خصوصیت ہوسکتی ہے کہ کبیرہ گناہ آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کی برکت سے مٹ جائے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بندوں کے گناہ نمازیں پڑھنے کی برکت سے معاف ہوجاتے ہیں اس لیے نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ بے شک نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ تو نماز پڑھنے سے بندہ برے کاموں سے بچتا ہے۔

ف: اس حدیث میں سائل سے جس گناہ کے سرزد ہونے کا ذکر ہے انھوں نے اس کو اپنے خیال میں گناہ کبیرہ سمجھا اور اسی خیال میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس گناہ کی پاداش میں حد جاری کردی جائے لیکن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی معلوم فرما لیا کہ وہ گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر حد جاری کی جائے اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ وہ گناہ نماز با جماعت ادا کرنے کی وجہ سے معاف ہوگیا ہے۔ اس لیے اب حد جاری کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی (لمعات)

۳۹/۱۶ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَہَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَہَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِہَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَہَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَہَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرما کے موسم میں جب پتے (درختوں سے) گر رہے تھے باہر نکلے، آپ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ لیا، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شاخ سے پتے گرنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اے ابوذر کہہ کر پکارا میں نے جواباً لبیک یا رسول اللہ کہا! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب نماز اس مقصد سے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوجائے تو اس کے گناہ اسی طرح گر جاتے ہیں جس طرح پتے اس درخت سے گرتے جارہے ہیں (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۴۰/۱۷ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّیْ وَخَطَایَاہُ مَرْفُوْعَۃٌ عَلٰی رَاْسِہٖ فَکُلَّمَا سَجَدَ تَحَاتَّتْ فَیَفْرُغُ عَنْہُ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَقَدْ تَحَاتَّتْ خَطَایَاہُ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے گناہ گرتے چلے جاتے ہیں، اور جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی حالت ایسی ہوجاتی ہے کہ اس کے تمام گناہ اس سے گر چکے ہوتے ہیں (اور وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے) (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے اور بیہقی نے بھی

شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

۷۴۱/۱۸ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَتَمَّ وُضُوْءَهُ ثُمَّ دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ فَأَتَمَّ صَلَاتَهُ خَرَجَ مِنْ صَلَاتِهِ كَمَا يَخْرُجُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ مِنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے اور (سنتوں کی ادائیگی کے ساتھ) کامل وضو کرتا ہے، پھر نماز شروع کرتا ہے اور (سنتوں اور مستحبات کے ساتھ) کامل نماز ادا کرتا ہے تو نماز سے فراغت کے بعد وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح انسان اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت گناہوں سے پاک تھا (اس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے)

۷۴۲/۱۹ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيْهِمَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو رکعت نماز حضور قلب کے ساتھ ادا کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو بخش دیتے ہیں (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۷۴۳/۲۰ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَى مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے، جس نے ان نمازوں کے وضو (سنتوں اور مستحبات کے ساتھ) اچھی طرح ادا کیا، اور ان نمازوں کو ان کے مستحب اوقات میں ادا کیا، اور ان نمازوں کے رکوع اور سجود کو خشوع کے ساتھ سنت طریقہ سے ادا کیا تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے اور جس نے ایسا نہیں کیا۔ اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرما دے اور چاہے تو اس کو عذاب دے (اس کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے، اور امام مالک اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۷۴۴/۲۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اعمال میں کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب

ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهٗ لَزَادَنِیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

سے زیادہ پسندیدہ ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز اس کے مستحب وقت پر (ادا کرنا افضل اعمال ہے) میں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل (افضل اعمال سے ہے ؟) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا میں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں جہاد کرنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو بیان فرمایا، اگر میں اسی طرح اور سوال کرتا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح جواب دیتے جاتے (بخاری و مسلم)

۴۴۵/۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِیْرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز ترک کردی تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے)

۴۴۶/۲۳ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میرے خلیل حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اگرچہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تمھیں جلا دیا جائے اور فرض نماز کو جان بوجھ کر ہرگز ترک مت کرو پس جو شخص عمداً نماز کو ترک کر دیتا ہے تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کی وہ ذمہ داری (جو مسلمانوں کے ساتھ ہے اس بے نمازی سے) اٹھ جاتی ہے (اور وہ کفر سے قریب ہو جاتا ہے) اور شراب مت پیو، کیونکہ بلا شبہ شراب (اور ہر نشہ لانے والی چیز) برائی کی کنجی ہے

۴۴۷/۲۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ارشاد فرمایا کہ بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترک صلوٰۃ ہے یعنی جب بندہ نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ کفر سے قریب ہو جاتا ہے) (مسلم شریف)

۲۵/۴۲۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْإِيْمَانِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کو کمزور کر کے کفر سے قریب کرنے والی چیز ترک صلوٰۃ ہے (یعنی جب بندہ نماز چھوڑ دیتا ہے تو اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

ف : ان احادیث میں تارک نماز کے لیے کتنی سخت وعیدیں ہیں حتیٰ کہ اس کے کفر کا خطرہ ہے نماز افضل ترین عبادات میں سے ہے جب کہ صحیح طور پر اوقات مستحبہ میں تعدیل ارکان (یعنی کامل قیام، قرأت، رکوع، سجود، قومہ جلسہ وغیرہ) کے ساتھ اور کامل و احسن وضو کے ساتھ ادا کی جائے تو بندے کی نجات، گناہوں سے معافی اور دخول جنت کا سبب بنتی ہے۔ اور جو نماز اچھی طرح ادا نہ کی جائے وہ بندے کے منہ پر ہی ماری جاتی ہے ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تارک صلوٰۃ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ ترک نماز سے کافر نہیں ہوتا کیوں کہ نماز چھوڑنے سے ایمان کمزور ہوتا ہے۔ ایمان ختم نہیں ہوتا۔ تارک صلوٰۃ جب تک سچی توبہ نہیں کرے گا اس کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ لہٰذا گناہوں کی معافی کے لیے نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے کیونکہ پانچ وقت کی نماز ہی بندہ مومن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ جو چیز فرض ہو اس کے ترک پر گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

۲۶/۴۲۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِنْ تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کو مشرک بنانے والی کوئی چیز ترک صلوٰۃ سے بڑھ کر نہیں ہے، بندہ جب نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ مشرک کہلانے کے لائق بن جاتا ہے (ابن ماجہ)

ف : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث نمبر ۳۴۲ / ۲، اس بات پر دلیل ہے کہ تارک صلوٰۃ اس لیے کافر نہیں قرار دیا جا سکتا کہ وہ منکر صلوٰۃ نہیں۔ اس حدیث میں تارک صلوٰۃ کی وعید پر ارشاد ہے ان شاء غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ (اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کی مغفرت فرما دیں اور چاہیں تو اس کو عذاب دیں) ان الفاظ سے بخوبی ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو تارک صلوٰۃ کی مغفرت فرما دیں گے، اگر تارک صلوٰۃ کافر ہوتا تو کسی حال میں بھی اس کی مغفرت نہیں ہو سکتی تھی اس لیے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر نہیں ہوتا بلکہ کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے، اسی بناء پر اس باب میں اس مضمون کی جو حدیثیں موجود ہیں اور ان میں فَقَدْ كَفَرَ، اور فَقَدْ أَشْرَكَ کے الفاظ ہیں، ان کا ترجمہ کفر سے قریب پہنچ جانے اور شرک سے قریب پہنچ جانے سے کیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مذہب حنفی میں تارک صلوٰۃ کو قتل نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو زد و کوب کر کے قید

میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ توبہ کرکے نماز کا عادی بن جائے ۔ (اشعۃ اللمعات)

۷۵۰/۲۷ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ جِھَارًا رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے عمداً نماز چھوڑ دی تو وہ علانیہ کافروں جیسے فعل کا مرتکب ہوا (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

۷۵۱/۲۸ وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ عہد و پیمان جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے وہ نماز ہی کی وجہ سے باقی رہتا ہے ، تو جس نے نماز ترک کردی اس کا کفر ظاہر ہوگیا اور وہ عہد و پیمان باقی نہ رہا (اس کی روایت امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

ف : واضح ہو کہ منافقین نماز پڑھنے، جماعت میں حاضر ہونے اور اسلام کے ظاہری احکام کی تابعداری کرنے کی وجہ سے مسلمانوں سے مشابہت رکھتے ہیں، اسی لیے منافقین کو امن دیا جاتا ہے کہ ان کو قتل نہیں کیا جاتا اور ان پر احکام اسلام جاری ہوتے ہیں تو جس نے نماز جیسی عمدہ ترین عبادت چھوڑ دی تو اس کا کفر و نفاق ظاہر ہوگیا اور وہ جن رعایتوں کا مستحق تھا اس کا یہ استحقاق باقی نہ رہا ۔ ۱۲

۷۵۲/۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کسی گناہ کو بجز صلوٰۃ کے کفر سے قریب نہیں سمجھتے تھے ۔ (ترمذی شریف)

ف : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص۱۶۵ میں تارک صلوٰۃ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ کا کفر و اسلام قدیم سے ہمارے آئمہ کرام میں مختلف فیہ رہا ہے صدر اول یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں ترک نماز بمعنی کف (رکنا نماز سے ہی کہ حقیقتاً فعل من الافعال ہے) اسی قبیل (کفر) سے گنا جاتا تھا ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

"کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ"

ترجمہ : اصحاب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے تھے ۔

"رواہ الترمذی والحاکم وقال صحیح علی شرطھما و روی الترمذی عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی مثلہ"۔

ولہٰذا بہت سارے صحابہ و تابعین تارک صلوٰۃ کو کافر کہتے تھے۔ سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ" جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:
"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَقَدْ كَفَرَ" جس نے نماز چھوڑی وہ بے شک کافر ہوگیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی وابو عمر بن عبد البر۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَلَا دِيْنَ لَهٗ" جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے "مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ" بے نماز کافر ہے۔ رواہ ابو عمر

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا صَلٰوةَ لَهٗ" بے نمازی کے لیے ایمان نہیں۔ رواہ ابن عبد البر

ایضاً امام اسحٰق فرماتے ہیں: "صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ كَافِرٌ وَكَذٰلِكَ كَانَ رَأْيُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ لَّدُنِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ تَارِكَ الصَّلٰوةِ عَمَدًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا كَافِرٌ"

ترجمہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بصحت ثابت ہوا کہ حضور انور نے تارک الصلوٰۃ کو کافر فرمایا اور زمانہ اقدس سے علماء کی یہی رائے ہے کہ جو شخص عمداً و قصداً بے عذر نماز ترک کرے یہاں تک کہ وقت نکل جائے وہ کافر ہے۔

اسی طرح امام ابو ایوب سختیانی سے مروی ہوا کہ "تَرْكُ الصَّلٰوةِ كُفْرٌ لَا يُخْتَلَفُ فِيْهِ" ترک نماز بغیر اختلاف کفر ہے

ابن حزم کہتا ہے: "قَدْ جَاءَ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اَنَّ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَرْضًا وَّاحِدًا مُّتَعَمِّدًا حَتّٰى يَخْرُجَ وَقْتُهَا فَهُوَ كَافِرٌ مُّرْتَدٌّ وَلَا يُعْلَمُ لِهٰؤُلَاءِ مُخَالِفٌ۔"

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف احد العشرۃ المبشرۃ، حضرت معاذ بن جبل امام العلماء، حضرت ابو ہریرہ حافظ الصحابۃ وغیرہم اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اجمعین سے وارد ہوا کہ جو شخص ایک نماز فرض قصداً چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے وہ کافر مرتد ہے۔

ابن حزم کہتا ہے کہ اس حکم میں صحابہ کا خلاف کسی صحابی سے معلوم نہیں۔ انتہی

امام اہلسنت مجدد دین و ملت حاضرہ امام احمد رضا القادری البریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ بالجملہ اس قول (تارک صلوٰۃ کے کفر) کو مذاہب اہلسنت سے کسی طرح خارج نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ ایک جم غفیر قدمائے

اہلسنت صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلاشبہ وہ اس وقت وحالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔ صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے قلب میں سستی وکسل نے جگہ پائی۔ نمازمیں کامل چستی ومستعدی نہ رہی کہ صدر اول میں مطلقاً ہر مسلمان کا شعار دائم تھی۔ اب بعض لوگوں سے چھوٹنے چلی۔ وہ امارت مطلقہ وعلامت فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی لہٰذا جمہور آئمہ نے اسی اصل اجماعی مؤید بدلائل قاہرہ آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔ یہی مذہب آئمہ حنفیہ، آئمہ شافعیہ، آئمہ مالکیہ اور ایک جماعت آئمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین وآئمہ معتمدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارک نماز کو سخت فاجر جانتے ہیں مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے۔

یہی ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے اس کی رو سے یہ مذہب مہذب حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع علیہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس طرف بحمد اللہ نصوص شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں اصلاً تاویل کو گنجائش نہیں بلکہ بخلاف دلائل مذہب اول کہ اپنے نظائرہ کثیرہ کی طرح استحلال واستحقات وجحود وکفران وفعل مثل فعل کفار وغیرہا تاویلات کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں۔ یعنی فرضیت نماز کا انکار کرے یا اسے ہلکا اور بے قدر جانے یا اس کا ترک حلال سمجھے تو کافر ہے یا یہ کہ ترک نماز سخت کفران نعمت وناشکری ہے

حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ" پانچ نمازیں خدا نے بندوں پر فرض کیں۔

اِلٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ" جو انہیں نہ پڑھے اس کے لیے خدا تعالیٰ کے پاس کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو عذاب فرمائے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے۔ رواہ الامام مالک وابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ۔ یہ حدیث بے نمازی کے اسلام پر نص قاطع ہے۔ اگر معاذ اللہ وہ کافر ہوتا تو اس کہنے کا کوئی موقع نہ تھا۔

دوسری حدیث میں ہے حضور انور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے:

اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ فَدِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَؤُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَالْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَعْبَؤُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهٗ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ مِنْ صَوْمِ يَوْمٍ تَرَكَهٗ اَوْ صَلٰوةٍ تَرَكَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ ذٰلِكَ اِنْ شَاءَ وَتَجَاوَزَ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَمَظَالِمُ الْعِبَادِ بَيْنَهُمُ الْقِصَاصُ لَا مَحَالَةَ۔"

ترجمہ: دفتر تین ہیں۔ ایک دفتر (کتاب حساب یعنی اعمال نامہ) میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر جس کی اللہ تبارک وتعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ نہ چھوڑے وہ دفتر جس میں سے

اللہ تبارک و تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا وہ دفتر کفر ہے۔ اور وہ جس کی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اپنے اور اپنے رب تعالیٰ کے معاملے میں۔ مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا۔ یا کوئی نماز چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف فرما دے گا اور درگزر فرمائے گا۔ اور وہ دفتر جس میں کچھ نہ چھوڑے گا وہ حقوق العباد ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ضرور بدلہ ہونا ہے۔ رواہ الامام احمد والحاکم عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

بالجملہ وہ فاسق ہے اور سخت فاسق، مگر کافر نہیں، وہ شرعاً سخت سزاؤں کا مستحق ہے۔ ائمہ ثلثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اسے قتل کیا جائے۔ ہمارے ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک وہ فاسق فاجر اور مرتکب (گناہ) کبیرہ ہے۔ اسے ہمیشہ کے لیے قید میں رکھیں یہاں تک کہ توبہ کرے یا قید میں ہی مر جائے اگر (ترک نماز سے توبہ نہیں کرتا) امام محبوبی وغیرہ مشائخ حنفیہ فرماتے ہیں اتنا ماریں کہ خون بہا دیں اس کے بعد قید کریں۔ یہ تعزیرات یہاں جاری نہیں۔ لہٰذا اس کے ساتھ کھانا پینا، میل جول اور سلام کلام وغیرہ معاملات ہی ترک کریں کہ یوں ہی زجر ہو۔ اسی طرح بنظر زجر ترک عیادت (بیمار پرسی) میں مضائقہ نہیں۔ رہی نماز جنازہ کی بات تو وہ ہر مسلمان جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کی پڑھی جائے گی) کیونکہ ترک نماز سے بندہ کافر نہیں ہو جاتا بلکہ بہ کبیرہ گناہ ہے۔ گناہ کبیرہ کے بارے میں سرکار ابد قرار سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے "شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ" میری شفاعت امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔

۵۷۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم کیا کرو، اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو (نماز کی پابندی نہ کرنے پر) مار کر نماز کے پابند بناؤ اور ان کے سونے کی جگہ الگ الگ کر دو (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں بچوں کے درمیان بستروں کے جدا کرنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب بچے دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو بھائی بہن کے بستر الگ الگ کر دیئے جائیں (اشعۃ اللمعات اور مرقات)

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ
باب، اوقاتِ نماز کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔"
(کنزالایمان) (سورۃ نساء، پ۵ آیت ۱۰۳)

وَقَوْلُهٗ:
وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں"
(کنزالایمان) (سورۃ ہود، پ۱۲ آیت ۱۱۴)

ف: اس آیت کریمہ میں طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ سے پانچوں نمازیں مراد ہیں۔ دن کے دو کناروں سے صبح اور شام کی دو نمازیں مراد ہیں زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور بعد کا وقت شام میں داخل ہے صبح کی نماز فجر اور شام کی نمازیں ظہر اور عصر ہیں اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب وعشاء ہیں۔
(حاشیہ خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں" (کنزالایمان) (سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ آیت ۷۸)

ف: اس آیت کریمہ میں لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ (سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک) ظہر سے عشاء تک کی چار نمازیں آگئیں وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ میں فجر کی نماز مراد ہے۔ نماز فجر کو قرآن اسی لیے فرمایا گیا کہ قرأت نماز کا ایک رکن ہے اور جزء سے کل تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں نماز کو رکوع اور سجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرأت نماز کا رکن ہے۔ نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں۔ (حاشیہ خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو (یعنی اس کے فضل وعطا اور انعام واکرام سے) کنزالایمان)

(سورۃ طٰہٰ ۲۰ پ ۱۶ آیت ۱۳۰)

ف: قبل طلوع الشمس سے مراد فجر کی نماز ہے وقبل غروبہا سے مراد ظہر و عصر کی نمازیں ہیں جو دن کے نصف اخیر میں زوال و غروب کے درمیان واقع ہیں۔ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ (رات کی گھڑیوں میں) سے مراد نماز مغرب وعشاء ہیں اور اطراف نہار میں فجر اور مغرب کی نمازوں کی تاکید کی گئی ہے۔ بعض مفسرین قبل غروب سے نماز عصر اور اطراف نہار سے ظہر کی نماز مراد لیتے ہیں ان کی توجیہ یہ ہے کہ نماز ظہر زوال کے بعد ہے اور اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کے اطراف ملتے ہیں یعنی نصف اول کی انتہا ہے اور نصف آخر کی ابتداء۔

(حاشیہ خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

ترجمہ: تو اللہ (تعالیٰ) کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔ (کنزالایمان)

(سورۃ روم ۳۰ پ ۲۱، آیت ۱۷، ۱۸)

ف: پاکی بولنے سے یا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وثنا مراد ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے مراد نماز ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا پنجگانہ نمازوں کا بیان قرآن پاک میں ہے؟ فرمایا ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔

نماز کے لیے یہ پنجگانہ اوقات مقرر فرمائے گئے اس لیے کہ افضل وہ ہے جو مدام (ہمیشہ) ہو اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے اور دوسری حوائج وضروریات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندہ پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے اول واوسط (درمیانے) وآخر میں اور رات کے اول وآخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات میں مشغول رہنا نماز کے لیے دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔

(حاشیہ خزائن العرفان)

۷۵۴ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اِنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّشْهَدَ الصَّلٰوةَ مَعَهٗ فَصَلَّى الصُّبْحَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ فَعَجَّلَ ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا مِنَ الْغَدِ فَاَخَّرَ ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ مَا بَيْنَ صَلَاتَيَّ فِيْ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ

حضرت ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اوقات نماز کے متعلق سوال کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ نمازوں میں شریک رہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز صبح ادا فرمائی

..... وَقْتٌ كُلُّهُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

اور اول وقت میں ادا فرمائی، پھر نماز ظہر ادا فرمائی، پھر نماز عصر ادا فرمائی اور اول وقت میں ادا فرمائی، پھر نماز مغرب ادا فرمائی اور اول وقت میں ادا فرمائی پھر نماز عشاء ادا فرمائی اور اول وقت میں ادا فرمائی، پھر دوسرے دن پانچوں نمازیں ادا فرمائیں اور ہر نماز اس کے آخر وقت میں ادا فرمائی، پھر دوسرے دن پانچوں نمازیں ادا فرمائیں اور ہر نماز اس کے آخر وقت میں ادا فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں دنوں کی میری نمازوں کو تم نے دیکھا ہے (اور تم کو ان دونوں دنوں کی ہر نماز کا اوّل وقت اور آخر وقت معلوم ہو گیا) تو ان دونوں دنوں کی ہر نماز کے اول وقت اور آخر وقت کے درمیان کا پورا وقت ہے (امام طحاوی)

۷۵۵ وَعَنْ اَبِيْ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الظُّهْرِ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلًا۔

حضرت ابو جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے شروع ہو جاتا ہے (اس کی روایت عبد الرزاق نے مرسلاً کی ہے)

۷۵۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّاِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر نماز کے لیے ایک اوّل وقت ہے اور نماز ظہر کا ابتدائی وقت یہ ہے کہ جب آفتاب ڈھل جائے اور نماز ظہر کا آخری وقت وہ ہے کہ جب وقت عصر آجائے۔ (ترمذی و امام احمد)

ف: زوال سورج ڈھلنے کو کہتے ہیں۔ یہ وقت وہ ہے کہ نماز کی ممانعت کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور نماز ظہر یا نوافل کے جواز کا وقت آتا ہے۔ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِى الْبَحْرِ عَنِ الْحِلْيَةِ تو وقت ممانعت کو زوال کا وقت کہنا صریح مسامحت ہے اور غایت تاویل مجاز مجاورت ہے۔ بلکہ (جسے ہم اپنے عرف میں زوال کا وقت کہتے ہیں اور اس میں نماز نہیں پڑھتے) اسے وقت استواء کہنا چاہیے یعنی نصف النہار کا وقت (دن کا نصف حصہ) اب علماء کو اختلاف ہے کہ اس سے نہار عرفی کا نصف حقیقی مراد ہے یا نہار شرعی کا نصف حقیقی مراد ہے۔ نہار عرفی یہ ہے کہ طلوع کنارہ شمس سے غروب کل قرص شمس تک ہے اس کا نصف، نصف النہار عرفی کہلاتا ہے۔ نصف النہار شرعی سے مراد یہ ہے کہ طلوع فجر صادق سے غروب کل آفتاب تک ہے۔ تو اس کا نصف

نصف النہار شرعی اور ضحوۂ کبری کہلاتا ہے۔ اور نصف النہار شرعی ہمیشہ نصف النہار عرفی سے پہلے ہوگا۔ اور اسی ضحوۂ کبری اور نصف النہار شرعی سے پہلے اگر کوئی روزے کی نیت کرے اور اس نے کھایا پیا بھی نہ ہو تو ایسی نیت جائز ہے۔ اور نصف النہار شرعی اور ضحوۂ کبری کے وقت نماز پڑھنا اور نیت روزہ ممنوع ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۱۸۶)

ف : ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے کہ سایۂ اصلی کے علاوہ سایہ جو اس دن ٹھیک دوپہر کو شروع ہوا ہو دو مثل ہو جائے۔ اور عصر کا وقت غروب آفتاب تک یعنی جس وقت سورج کی کوئی کرن بالائے افق پر نہ رہے تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (یعنی اگر کوئی ایک کرن بھی سورج کی افق آسمان پر موجود رہے گی عصر کی نماز کا وقت رہے گا۔ وقت مستحب یہ ہے کہ آفتاب کے قرص (ٹکیہ) پر نظر اچھی طرح نہ جمے۔ جس وقت بغیر کسی عارضہ کے بخار یا گرد و غبار وغیرہ کے نگاہ قرص آفتاب پر جمنے لگے تو وقت کراہت شروع ہو جاتا ہے۔ اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ یہ وقت فقیر کے تجربہ کے مطابق اس وقت آتا ہے جب سورج ڈوبنے میں بیس منٹ رہ جاتے ہیں۔ مغرب کا وقت سپیدی ڈوبنے تک رہتا ہے۔ یعنی چوڑی سپیدی کہ جنوباً شمالاً پھیلی ہوتی ہے اور سرخی کے غائب ہو جانے کے بعد دیر تک باقی رہتی ہے جب وہ سپیدی نہ رہے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وقت عشاء شروع ہو جاتا ہے۔ مغرب کے انتہائی وقت کے لیے دراز سپیدی کا کوئی اعتبار نہیں وہ دراز سپیدی صبح کاذب کی طرح شرقاً غرباً ہوتی ہے۔ فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۰۳

۵۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَّوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَاَلَهٗ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ رَوَاهُ مَالِكٌ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ مَوْقُوْفًا وَرَوٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا فِي التَّمْهِيْدِ۔

حضرت عبد اللہ بن رافع رضی اللہ تعالی عنہ جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے وقتِ نماز کے متعلق دریافت کیا تھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا میں تم کو ظہر اور عصر کی نمازوں کا وقت بتلاتا ہوں نماز ظہر اس وقت پڑھو جب کہ تمھارا سایہ (سایہ اصلی کو چھوڑ کر) تمھارے ایک مثل ہو جائے

فَثَبَتَ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ اَدَاءَ الظُّهْرِ حِيْنَ صَارَ الظِّلُّ مِثْلًا يَجُوْزُ وَيَبْقٰى وَقْتُ الظُّهْرِ بَعْدَ الْمِثْلِ اَيْضًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ مَرْفُوْعًا فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ اِحْتَجُّوْا لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ لِاَنَّ فِيْهِ بِاِبْرَادِ الظُّهْرِ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ وَلَا يَحْصُلُ ذٰلِكَ الْاِبْرَادُ اِلَّا اِذَا بَلَغَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ۔

اور نماز عصر اس وقت ادا کرو جب کہ تمھارا سایہ (سایۂ اصلی کو چھوڑ کر) تمھارے دو مثل ہو جائے (اس کی روایت امام مالک نے اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اسی طرح موقوفاً کی ہے، اور تمہید میں بھی عبد اللہ بن رافع سے ہی مرفوعاً اسی طرح مروی ہے۔

ف : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے الفاظ "صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ" نماز ظہر اس وقت پڑھو جب کہ تمھارا سایہ (سایۂ اصلی کو چھوڑ کر) تمھارے ایک مثل ہو جائے۔ حدیث کے ان الفاظ سے

یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نماز ظہر کا شروع کرنا اس وقت بھی جائز ہے جب کہ کسی چیز کا سایہ اس کے سایۂ اصلی کو چھوڑ کر اس چیز کے ایک مثل کو پہنچ جائے اور یہ ایک واضح بات ہے کہ جب نماز ایک مثل پر شروع کی جائے گی تو باقی نماز ایک مثل کے بعد ہی ادا ہوگی، اگر ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی نہیں رہتا ہے تو پھر یہ نماز جو ایک مثل کے بعد ادا ہو رہی ہے اس کا شمار ادا میں ہوگا یا قضا میں؟ حدیث شریف سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ایک مثل کے بعد بھی ادا ہونے والی نماز کا شمار ادا میں ہوگا تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اور یہی حنفی مذہب ہے۔

ف ۲: بخاری شریف کی ایک روایت میں مرفوعاً مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی شخص سے فرمایا "اَبْرِدْ حَتّٰی سَاوَی الظِّلُّ التُّلُوْلَ" (نماز ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھو یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جائے (اور جب سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جاتا ہے تو دو مثل ہو جاتا ہے، اور نماز ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے) بخاری شریف کے ان مذکورہ الفاظ "اَبْرِدْ حَتّٰی سَاوَی الظِّلُّ التُّلُوْلَ" سے دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں ایک تو یہ چیز کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور یہ لفظ "اَبْرِدْ" (نماز ظہر) ٹھنڈی کر کے پڑھو سے حاصل ہوا کیوں کہ ٹھنڈک ایک مثل کے بعد ہی شروع ہوتی ہے اور حدیث کے باقی الفاظ "حَتّٰی سَاوَی الظِّلُّ التُّلُوْلَ" (یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جائے) ان الفاظ کے برابر ہونے تک باقی رہتا ہے اور یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب کہ سایہ دو مثل کو پہنچ جائے تو اس سے ثابت ہوا کہ نماز ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے اور یہی حنفی مذہب ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ فائدہ ۱ میں نماز ظہر کے وقت کے بارے میں جو وضاحت کی گئی ہے؟ وہ از راہ تحقیق ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ شیخ الاسلام نے سراج میں جو لکھا ہے اسی پر عمل ہو اور وہ یہ ہے کہ گو ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ نماز ظہر کو ایک مثل سے پہلے ختم کر دیں اور نماز عصر اس وقت تک نہ پڑھی جائے جب تک کہ دو مثل نہ ہو جائیں۔ اس سے دونوں نمازیں بالاجماع اپنے اپنے وقت پر ادا ہوں گی۔ یہ ردالمحتار میں مذکور ہے۔

۷۵۸ (۵) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ لَا بَأْسَ بِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ (سایۂ اصلی کو چھوڑ کر) دو مثل کو پہنچ گیا تھا۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے ایسی سند کے ساتھ کی ہے جو قابل قبول ہے)

۷۵۹ (۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری چھوٹی عمریں تم سے پیشتر امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں اتنی ہیں جتنا وقت عصر

اليهود والنصارى كرجل استعمل عمالا فقال من يعمل لي الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت اليهود الى نصف النهار الى صلوة العصر على قيراط قيراط فعملت النصارى من نصف النهار الى صلوة العصر على قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين الا فانتم الذين يعملون من صلوة العصر الى مغرب الشمس الا لكم الاجر مرتين فغضبت اليهود والنصارى فقالوا نحن اكثر عملا واقل عطاء قال الله تعالى فهل ظلمتكم من حقكم شيئا قالوا لا قال الله تعالى فانه فضلي اعطيه من شئت۔
(رواه البخاري)

سے لے کر غروب آفتاب تک ہوا کرتا ہے، اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند کام کرنے والوں کو کام میں اجرت پر لگایا اور یہ کہا کہ کون میرا کام صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط اجرت پر کرے گا؟ تو یہود صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط اجرت پر کام انجام دیتے رہے، پھر اس شخص نے کہا دوپہر سے لے کر نماز عصر تک ایک ایک قیراط اجرت پر کون میرا کام کرے گا؟ تو نصاریٰ دوپہر سے لے کر نماز عصر تک ایک ایک قیراط کی اجرت پر کام کرتے رہے پھر اس شخص نے کہا کہ کون میرا کام نماز عصر سے لے کر آفتاب کے ڈوبنے تک دو دو قیراط کی اجرت پر انجام دے گا؟ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) خوب سن لو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک عمل کرتے ہو! پھر سن لو کہ تم ہی دوہرے اجر کے مستحق ہو! یہود و نصاریٰ اس پر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم تو زیادہ عمل کریں اور اجرت کم پائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق کے ادا کرنے میں تم پر کچھ ظلم کیا ہے؟ یہود و نصاریٰ نے جواب دیا کہ نہیں! بس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دوگنا اجر دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں دے دوں
(بخاری شریف)

واستدل به علماؤنا تقوية لقول امامنا ابي حنيفة رحمه الله تعالى ان اول العصر بعد صيرورة ظل كل شيء مثليه اذ لا يتصور ان يكون النصارى اكثر عملا من هذه الامة الا باعتبار هذه المدة۔

اس حدیث سے ہمارے علماء نے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی تائید میں استدلال کیا ہے کہ نماز عصر کا ابتدائی وقت اس وقت ہوتا ہے جب کہ ہر شئے کا سایہ (سایۂ اصلی چھوڑ کر) اس شئے کے دو مثل ہو جائے کیونکہ اگر عصر کا وقت ایک مثل پر قرار دیا جائے تو ایک مثل سے غروب تک زیادہ مدت ہوتی ہے اور دوپہر سے ایک مثل تک تھوڑی مدت حالانکہ اس حدیث میں جو مثال دی گئی ہے اس میں نصاریٰ کی مدت جو دوپہر سے عصر تک ہے اس کو زیادہ بتایا گیا ہے اور عصر سے مغرب تک کی مدت کو جو اس امت کی مدت ہے کم بتایا گیا ہے؟ اس طرح اس سے ثابت ہوا کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔

۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَیَسْقُطْ قَرْنُھَا الْاَوَّلُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَغْرُبِ الشَّمْسُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب کا رنگ زرد نہ پڑ جائے اور آفتاب کا پہلا کنارہ ڈوب نہ جائے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے) اور مسلم کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ نماز عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ آفتاب ڈوب نہ جائے۔

ف : اس حدیث میں نماز عصر کے آخری وقت کے بارے میں مسلم کی ایک[1] روایت جو عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے یہ ہے (وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَغْرُبِ الشَّمْسُ) نماز عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے (اور غروب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے) اور نماز فجر کی ابتداء اور انتہا کے بارے میں امام احمد اور ترمذی کی یہ حدیث[2] مروی ہے "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ آخِرَ وَقْتِھَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ" نماز فجر کا ابتدائی وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نماز فجر کا آخری وقت طلوع آفتاب سے ختم ہو جاتا ہے۔

وہ اوقات جن میں نمازوں کا پڑھنا ممنوع ہے، اس بارے میں بخاری و مسلم کی متفق[3] ایک حدیث یہ ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ وَلَا تَحَیَّنُوْا بِصَلَاتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَھَا فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ" حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آفتاب کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو صبح کی نماز کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ آفتاب خوب ظاہر ہو جائے (اس کا اندازہ فقہاء نے سورج کے ایک نیزہ برابر طلوع ہونے سے کیا ہے) اور جب آفتاب کا کنارہ ڈوبنے لگے تو نماز عصر کو چھوڑ دو یہاں تک کہ پورا آفتاب ڈوب جائے اور آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔

ان تینوں حدیثوں نمبر (۱ و ۲ و ۳) کو پیش نظر رکھ کر ذیل کی حدیث کا مطالعہ کیا جائے جس کو بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے "مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ" جو طلوع آفتاب سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت کو پالے اس نے صبح کی پوری نماز پالی اور جو غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پالے تو اس نے عصر کی پوری نماز پالی۔ اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ جو طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے

اور اس نے باقی نماز طلوع یا غروب کے بعد ادا کرلی تو وہ فجر اور عصر کی پوری پوری نماز پا گیا۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْ حَدِيْثَيْ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" الخ اَنَّهُ قَدْ تَوَاتَرَتِ الْاٰثَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا مَا لَمْ تَتَوَاتَرْ بِاِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ ذٰلِكَ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ مَا كَانَ فِيْهِ الْاِبَاحَةُ كَانَ كِلَاهُمَا مَنْسُوْخًا بِمَا كَانَ فِيْهِ التَّوَاتُرُ بِالنَّهْيِ وَيُؤَيِّدُهٗ مَا وَقَعَ فِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاَشَارَهٗ صَاحِبُ رَدِّ الْمُحْتَارِ۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی یہ حدیث اور اسی مضمون کی جو دوسری حدیث مروی ہے ان دونوں حدیثوں کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں مذکورالصدر تینوں حدیثوں سے تعارض کی بنا پر منسوخ ہیں کیونکہ شروع کی تینوں حدیثیں متواتر ہیں، اور یہ دونوں متعارض حدیثیں اس درجہ کو نہیں پہنچیں اس لیے یہ دونوں متعارض حدیثیں شروع کی تینوں متواتر حدیثوں سے منسوخ ہیں۔ ان دونوں متعارض حدیثوں کے منسوخ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان تینوں حدیثوں سے دو چیزیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ طلوع اور غروب کے وقت نماز ناجائز ہے اور دوسرے یہ کہ فجر اور عصر کا وقت طلوع اور غروب تک رہتا ہے اس کے برخلاف ان دونوں متعارض حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ طلوع اور غروب کے وقت نماز جائز ہے اور دوسرے یہ کہ فجر اور عصر کا وقت طلوع اور غروب کے بعد باقی رہتا ہے جو صریح تعارض ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں متعارض حدیثوں کا منسوخ ہونا مسلم کی ایک اور حدیث "صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا" (ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا کرو) سے بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ

ان دونوں متعارض حدیثوں سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نماز اپنے وقت سے متجاوز ہو کر ادا ہو رہی ہے اور یہ مسلم کی اس روایت کے صریحاً خلاف ہے۔ علاوہ ازیں کتاب اللہ کی آیت "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" (یقیناً نماز مسلمانوں پر بقیدِ وقت فرض ہے) یہ آیت بھی ان دونوں متعارض حدیثوں کے منسوخ ہونے پر قوی حجت ہے کیونکہ ان دونوں متعارض حدیثوں سے غیر وقت میں نماز ادا کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اس کے برخلاف آیتِ مذکورہ سے صرف یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ نماز کو اس کے وقت پر ہی ادا کیا جائے۔

واضح ہو کہ شروع کی تینوں حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، ان تینوں حدیثوں سے "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں متعارض ہو رہی تھیں اس تعارض کو علامہ عینی رحمۃ اللہ نے اس طرح دُور فرمایا کہ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں منسوخ ہیں اس کی تفصیلی بحث ابھی سطور بالا میں آپ کی نظر سے گذر چکی ہے۔ اب ذیل میں امام طحاوی رحمۃ اللہ نے اس تعارض کو جس طرح دُور فرمایا ہے اس کو سنیئے:

وَقَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الطَّحَاوِيُّ فِيْ تَاوِيْلِ حَدِيْثَيْ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" الخ اَنَّهٗ

يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْنَى الْاِدْرَاكِ فِى الصِّبْيَانِ الَّذِيْنَ يُدْرِكُوْنَ يَعْنِىْ يَبْلُغُوْنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَالْحُيَّضِ اللَّاتِىْ يَطْهُرْنَ وَالنَّصَارٰى الَّذِيْنَ يُسْلِمُوْنَ لِاَنَّهٗ لَمَّا ذَكَرَ فِىْ هٰذَا الْاِدْرَاكِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّلٰوةَ فَيَكُوْنُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ وَمَنْ اَشْبَهَهُمْ مُدْرِكِيْنَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فَيَجِبُ عَلَيْهِمْ قَضَاؤُهَا وَاِنْ كَانَ الَّذِىْ بَقِىَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَّقْتِهَا اَقَلَّ مِنَ الْمِقْدَارِ الَّذِىْ يُصَلُّوْنَ فِيْهِ۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں ان لوگوں کے بارے میں نہیں ہیں جنہوں نے فجر یا عصر کی نماز دیر کر کے ادا کی ہو یہاں تک کہ ایک رکعت کے ادا کرنے کے بعد طلوع یا غروب ہو گیا اور انہوں نے باقی نماز طلوع یا غروب کے بعد ادا کی ہو بلکہ یہ دونوں حدیثیں واجب العمل ہیں اور منسوخ نہیں ہیں اور ان دونوں حدیثوں کا حکم اس قسم کے لوگوں سے متعلق جیسے نابالغ لڑکے جو آفتاب کے طلوع یا غروب سے پہلے ایسے وقت میں بالغ ہوں کہ ان کو طلوع یا غروب سے پہلے صرف اتنا وقت مل گیا جس میں ایک رکعت ادا کی جا سکتی ہے تو ایسے وقت میں بالغ ہونے والے لڑکے پر اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور اس نماز کی قضاء اس پر لازم ہوگی۔ نماز کے واجب ہو جانے کا سبب نماز کے وقت کا مل جانا ہے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اور یہاں بالغ ہونے والے لڑکے کو تھوڑا وقت مل گیا ہے اس لیے اس پر نماز واجب ہو گئی ایسا ہی "مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً" والی دونوں حدیثیں اُن حیض والی عورتوں کے بارے میں ہیں جو طلوع یا غروب سے پہلے پاک ہو جائیں اور ان کو طلوع یا غروب سے پہلے اتنا وقت مل گیا جس میں ایک رکعت ادا کی جا سکتی ہے تو ان پر بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور وہ اس نماز کی قضاء کریں گی۔

اور بالکل اسی طرح "مَنْ اَدْرَكَ" والی دونوں حدیثیں اُن نومسلموں سے بھی متعلق ہیں جو طلوع یا غروب سے پہلے اسلام قبول کریں، اور طلوع یا غروب سے پہلے اسلام لانے کے بعد ان کو اتنا وقت مل گیا کہ اس میں ایک رکعت ادا ہو سکتی ہے تو ان پر بھی اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی اور وہ اس نماز کی قضاء کریں گے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ حدیث میں لفظ ادرک مذکور ہے جس کے معنے پانے کے ہیں نہ کہ نماز پڑھنے کے، اگر طلوع یا غروب سے پہلے ایک رکعت نماز پڑھ لینے سے طلوع یا غروب کے بعد باقی نماز کا پڑھنا جائز ہوتا اور یہ نماز ادا نماز میں محسوب ہوتی تو "من ادرک" کی بجائے "مَنْ صَلّٰى" جس نے نماز پڑھی ارشاد ہوتا۔ یہاں تک بجائے مَنْ صَلّٰى کے ارشاد ہوا ہے "من ادرک رکعۃ" (جس نے ایک رکعت پالی) یعنی جس نے ایک رکعت کا وقت پا لیا تو ایسا شخص جس نے ایسے وقت میں ایک رکعت پالی ہو وہ پوری نماز کا پانے والا سمجھا جائے گا اور اس پر اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور وہ شخص اس نماز کی قضا کرے گا۔ ۱۲

۱۷۶۱/۸ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کا ابتدائی وقت وہ ہے جب سورج غروب

وَقْتُهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّبْرَانِيِّ ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرُبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا يُرٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ہو جائے (اور مغرب کے آخری وقت کے بارے میں ارشاد ہوا ہے "حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ" یعنی مغرب کا آخری وقت وہ ہے جب کنارۂ آسمان سیاہی پھیلنے کی وجہ سے نظر نہ آئے یعنی سفید شفق غائب ہو جائے) (اس کی روایت ترمذی اور امام احمد نے کی ہے) اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ پھر مغرب کی اذان غروب آفتاب کے وقت دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی، اور طویل قرارت سے نماز میں اس قدر تاخیر فرمائی یہاں تک کہ دن کی سفیدی (یعنی سفید شفق) قریب تھا کہ غائب ہو جائے (اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کا آخری وقت سفید شفق)

کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ اگر مغرب کا آخری وقت سرخ شفق کے غائب ہونے تک ہی قرار دیا جائے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز مغرب کا جو حصہ سرخ شفق کے بعد ادا فرمایا ہے وہ وقت کے بعد ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے) ہیثمی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے)

۷۶۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتِ الشَّمْسُ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز مغرب اس وقت پڑھا کرتے تھے جب کہ آفتاب ڈوب جایا کرتا تھا (طحاوی)

۷۶۳ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّى الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب غروب آفتاب کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے (طحاوی)

۷۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کا وقت شفق کے پھیلاؤ کے ختم ہونے تک رہتا ہے (مسلم شریف)

ف : امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مایہ ناز فتاوی "فتاوی رضویہ" میں نماز مغرب کے وقت کے بارے میں فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ وقت مغرب شفق احمر تک ہے جیسا کہ دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اور ہمارے (احناف) کے نزدیک نماز مغرب کا وقت شفق ابیض تک ہے۔ ہمارا مذہب شفق ابیض مثل افضل الخلق بعد الرسل خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ، امام العلماء معاذ بن جبل، سید القراء ابی بن کعب، سید الحفاظ ابوہریرہ، عبد اللہ بن زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکابر تابعین مثل امام اجل محمد باقر، امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز اور اجلائے تبع تابعین مثل امام الشام اوزاعی، امام الفقہاء والمحدثین والصالحین عبد اللہ بن مبارک، نصر بن الہذیل اور آئمہ لغت مثل مبرد، ثعلب، فراء اور بعض کبرائے شافعیہ مثل ابو سلیمان خطابی، امام مزنی تلمیذ خاص امام شافعی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے منقول ہے کما فی عمدۃ القاری وغنیۃ المستملی وغیرھما

اب اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صراحۃً ثابت بھی ہو کہ انہوں نے سفیدی کے غروب ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھی تو صاف احتمال ہے کہ انہوں نے کسی سفر میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شفق احمر کے بعد شفق ابیض میں نماز مغرب اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بناء پر یہی سمجھا ہو کہ حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے وقت قضا کرکے جمع فرمائی۔ اب چاہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو جائے کہ انہوں نے رات کے پہر یا آدھی رات کے وقت نماز مغرب پڑھی تو یہ ان کے اپنے مذہب پر مبنی ہوگا۔ کہ جب ایک نماز کا وقت قضا ہو گیا اس کے لیے ایک گھڑی یا ایک پہر سب یکساں ہیں۔ مگر ہم پر حجت نہ ہو سکے گا کیونکہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی۔ جسے جمع حقیقی سے اصلاً کوئی تعلق نہ تھا۔ آگے اعلیٰ حضرت بریلوی بڑے وثوق سے فرماتے ہیں کہ یہ تقریر بحمد اللہ تعالیٰ وافی وکافی اور مخالف کے تمام دلائل وشبہات کی دافع ونافی ہے اور اگر ہمت ہے تو کوئی صحیح اور صریح حدیث دلیل کے طور پر پیش کی جائے جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ حضور انور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حقیقۃً شفق ابیض گزار کر وقت اجماعی عشاء میں مغرب کی نماز پڑھی یا اس طرح پڑھنے کا حکم فرمایا۔ مگر بحول اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی ایسی حدیث نہ دکھا سکیں گے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۵۸)

۷۶۵/۱۴ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى اُصَلِّي الْعِشَاءَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْوَدَّ الْاُفُقُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ مَرْفُوْعًا كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْاُفُقُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں عشاء کی نماز کب پڑھوں تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نماز عشاء، اس وقت پڑھا کرو) جب آسمان کے کناروں میں سیاہی پھیل جائے (مسلم شریف) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں مرفوعاً مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء اس وقت ادا فرماتے جب افق یعنی کنارۂ آسمان میں سیاہی دکھائی دیا کرتی اس حدیث کو ابن خزیمہ اور دیگر محدثین نے

صحیح قرار دیا ہے۔

ف : کتاب الاختیار میں لکھا ہے کہ شفق سے مراد سفید شفق ہے اس سے معلوم ہوا کہ سپیدی ختم ہونے تک مغرب کا وقت رہتا ہے اور سپیدی ختم ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق معاذ بن جبل اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی قول ہے، اور صاحب ردالمحتار کہتے ہیں کہ اس کی روایت عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی کی ہے اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفق سے سفید شفق مراد لی ہے۔ البتہ شفق سے سرخ شفق مراد ہونے کی روایت بیہقی نے صرف ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے اور اس حدیث کی پوری روایت بیہقی میں موجود ہے اور اسی لیے صاحبین نے شفق سے سرخ شفق مراد لیا ہے۔

ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب احادیث وآثار میں تعارض پیدا ہو گیا کہ شفق سے کیا مراد لیں؟ شفق کے بارے میں کسی حدیث سے سفیدی اور کسی حدیث سے سرخی معلوم ہوتی ہے تو شک پیدا ہو گیا اس لیے اس شک کی وجہ سے سرخ شفق کے غائب ہونے سے مغرب کا وقت ختم نہیں ہوگا۔

علامہ قاسم نے فرمایا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول صحیح ترین قول ہے اور بحرالرائق نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن اس زمانہ میں اکثر ممالک میں لوگوں کا تعامل صاحبین کے قول پر ہو چلا ہے۔ نہر نے نقایہ، وقایہ، درر، الاصلاح، دُرَرُ البحار، الامداد، المواہب اور اس کی شرح البرہان نے بھی ان ساری کتابوں کے حوالہ سے صاحبینؒ کے قول کی تائید کی ہے اور ان سب نے صراحت کی ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہی ہے اور سراج میں مذکور ہے کہ صاحبینؒ کے قول پر عمل کرنے میں سہولت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر عمل کرنے میں احتیاط ہے، یہ پورا مضمون ردالمحتار سے ماخوذ ہے، عمدۃ الرعایہ میں لکھا ہے کہ اس اختلاف کی وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ نماز مغرب سرخ شفق تک ادا کر لی جائے اور نماز عشاء سفید شفق کے ختم ہونے کے بعد شروع کی جائے تاکہ ہر دو نمازیں مغرب اور عشاء بالاتفاق اپنے اپنے وقت پر ادا ہو جائیں ۱۲

٧٦٦/١٣ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَآءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَحْمَدُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عشاء کا ابتدائی وقت اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب کہ کنارۂ آسمان سیاہی پھیلنے سے نظر نہ آئے (اس کی روایت ترمذی اور امام احمد نے کی ہے)

٧٦٧/١٤ وَعَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الْعِشَآءِ اِذَا اَمْلَأَ اللَّیْلُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشاء کا وقت اس وقت ہوتا ہے کہ رات کی تاریکی روئے زمین پر پھیل

جائے (اس کا حاصل یہ ہے کہ سفید شفق غائب ہو جائے) (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

۷۶۸/۱۵ وَعَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى وَقَالَ اِنَّهٗ لَوَقْتُهَا لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات ختم ہونے کے قریب تھی اور مسجد کے نمازی سو گئے پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور نماز عشاء ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک رات کا آخری حصہ بھی نماز عشاء کا وقت ہے اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسی وقت نماز عشاء پڑھنے کا حکم دیتا (اس کی روایت امام طحاوی، نسائی اور مسلم نے کی ہے)

ف: امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں اس مقام پر ایک بڑی اچھی بات لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان جملہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز عشاء کا آخری وقت صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس، ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء کی ادائی میں ایک تہائی شب تک تاخیر فرمائی ہے اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں نصف شب تک تاخیر فرمائی ہے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اس وقت تک تاخیر فرمائی کہ رات کا دو تہائی حصہ گذر چکا تھا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات ختم ہونے کے قریب تھی۔ یہ تمام روایتیں صحیح میں مذکور ہیں۔ اسی بناء پر امام طحاوی نے وضاحت کی ہے کہ ان احادیث کی روشنی میں یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ پوری رات نماز عشاء کا وقت ہے اس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہدایہ کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

۷۶۹/۱۶ وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَيَّ اللَّيْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام یہ حکم نامہ روانہ فرمایا کہ نماز عشاء رات کے جس حصہ میں چاہے پڑھیئے اور اس نماز کو غفلت کر کے قضاء نہ ہونے دیجئے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۷۷۰/۱۷ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ

حضرت عبید بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ مَا اِفْرَاطُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَالَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ نماز عشاء میں افراط کرنا (یعنی اس قدر تاخیر کرنا جو ناجائز ہے) کیا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نماز عشاء میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبح صادق طلوع ہو جائے افراط (اور ناجائز) ہے (اس لیے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے سے نماز عشاء کا وقت باقی نہیں رہا) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

---

۱۷۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۱۸ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَجْرُ فَجْرَانِ فَاَمَّا الَّذِيْ يَكُوْنُ كَذَنَبِ السِّرْحَانِ فَلَا يَحِلُّ الصَّلٰوةُ وَلَا يَحْرُمُ الطَّعَامُ وَاَمَّا الَّذِيْ يَذْهَبُ مُسْتَطِيْلًا فِي الْاُفُقِ فَاِنَّهٗ يَحِلُّ الصَّلٰوةَ وَيَحْرُمُ الطَّعَامُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح دو ہیں (ایک صبح کاذب، اور دوسری صبح صادق) صبح کاذب وہ صبح ہے جس کی روشنی بھیڑیئے کی دم کی طرح مشرق سے مغرب کی طرف دراز ہوتی ہے (اس کے بعد پھر سیاہی آ جاتی ہے) اس میں نماز فجر جائز نہیں ہے لیکن سحری کھانا جائز ہے، اور صبح صادق وہ صبح ہے جس کی روشنی آسمان کے کناروں جنوب و شمال کی طرف پھیلتی ہے (اس کے بعد سیاہی نہیں آتی بلکہ سفیدی بڑھتی جاتی ہے) اس میں نماز صبح جائز ہے اور سحری کھانا ممنوع ہو جاتا ہے (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور مسلم کی ایک روایت بھی اسی طرح ہے)

---

۲۷۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ۱۹ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز فجر کا ابتدائی وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور سورج طلوع ہونے پر اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

۳۷۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ۲۰ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ بِلَيْلٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز وتر رات میں پڑھی جاتی ہے (یعنی یہ رات کی نماز ہے) (اس کی روایت امام احمد اور ابو یعلیٰ نے کی ہے)

۴۷۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ ۲۱ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَنِيْ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

زَادَنِي صَلٰوةً وَّهِيَ الْوِتْرُ وَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَآءِ إِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے میری (امت کے لیے) ایک اور نماز زیادہ فرما دی ہے اور وہ وتر کی نماز ہے اور اس کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے (اس کی روایت احمد نے کی ہے۔

۴۷۵/۲۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ إِلَى السَّحَرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں نماز وتر ادا فرمائی ہے اول شب میں وسط شب میں اور آخر شب میں، اور آپ کے وتر کی ادائیگی سحر کے وقت بھی پہنچی (بخاری اور مسلم)

۴۷۶/۲۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَ كُلُّ صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ فَأَوْتِرُوْا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو رات کی نماز اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس لیے تم نماز وتر کو صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لیا کرو (ترمذی)

۴۷۷/۲۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے وتر کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

(مسلم شریف)

بَابُ تَاخِيْرِ الصَّلَوَاتِ وَتَعْجِيْلِهَا

(بعض نمازوں کو تاخیر کرکے مستحب وقت میں اور بعض نمازوں کو جلدی کرکے اول وقت پڑھنے کی فضیلت کا باب)

۷۷۸ عَنْ خَالِدِ بْنِ دِيْنَارٍ صَلّٰى بِنَا اَمِيْرُنَا الْجُمُعَةَ ثُمَّ قَالَ لِاَنَسٍ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الظُّهْرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الظُّهْرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت خالد بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے امیر نے نماز جمعہ پڑھانے کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح نماز ظہر پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب سخت سردی کا موسم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ظہر میں تعجیل فرماتے تھے، اور جب گرمی سخت ہوجاتی تو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں ادا فرماتے۔ (بخاری شریف)

۷۷۹ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَجِّلُهَا فِى الشِّتَاءِ وَيُؤَخِّرُهَا فِى الصَّيْفِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت انس بن مالک اور حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موسم سرما میں نماز ظہر جلد ادا فرمایا کرتے اور گرما میں نماز ظہر میں تاخیر فرمایا کرتے تھے (طحاوی)

۷۸۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ مِّنْ رِّجَالِ الصَّحِيْحِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب موسم گرما ہوتا تو نماز ظہر کو ٹھنڈے وقت میں ادا فرمایا کرتے اور جب سردی کا موسم ہوتا تو جلدی ادا فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور سب صحیح کے راوی ہیں)

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ بِهٰذَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْاَخْبَارِ الْمُتَعَارِضَةِ الظَّاهِرِ فِى الظُّهْرِ اَنَّهٗ كَانَ يُعَجِّلُهَا وَاَنَّهٗ كَانَ يُؤَخِّرُهَا وَاَمَّا مَا وَقَعَ فِيْهَا مِنَ التَّعْجِيْلِ حَتّٰى عِنْدَ شِدَّةِ الْحَرِّ فَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ نماز ظہر کے بارے میں متعارض حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ بعض حدیثوں سے بلا قید موسم تعجیل ثابت ہوتی ہے اور بعض احادیث سے بلا قید موسم تاخیر، اور یہ تعارض اس باب کی حدیثوں سے اس طرح دور ہوجاتا ہے کہ جن حدیثوں میں تعجیل ظہر

مذکور ہے۔ وہ موسم سرما سے متعلق ہیں اور جن حدیثوں میں تاخیر ظہر مذکور ہے وہ موسم گرما سے متعلق ہیں، اور جن حدیثوں سے موسم گرما میں بھی تعجیل ظہر ثابت ہے ایسی حدیثوں کے متعلق بیہقی کا قول ہے کہ ایسی حدیثیں منسوخ ہیں۔ ۱۲

---

۴۸۱ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِهَا وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيْرِهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شدت کی گرمی ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے جہنم نے اپنے پروردگار سے شکایت کی اور یہ کہا کہ اے میرے پروردگار میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دو دفعہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس سرما میں اور دوسری گرما میں اسی وجہ سے تم سخت سے سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور سخت سے سخت سردی پاتے ہو (جو انہی دونوں سانسوں کا اثر ہے) (بخاری اور مسلم) بخاری کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ گرمی کی شدت جس کو تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کی گرم سانس کی وجہ سے ہوتی ہے اور سخت سردی جس کو تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے طبقہ زمہریر کی ٹھنڈی سانس کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔

---

۴۸۲ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی کا موسم ہو تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے۔ (طحاوی)

۴۸۳ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ بِالْهَجِيْرِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ فَأَخْبَرَ الْمُغِيْرَةُ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا أَنَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ بَعْدَ أَنْ كَانَ يُصَلِّيْهَا فِي

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو نماز ظہر دوپہر ڈھلنے یعنی ابتدائی وقت میں پڑھائی اور ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اس لیے ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ (طحاوی) اور امام طحاوی نے کہا ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز

الْحَرِّ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ نَسْخُ تَعْجِيْلِ الظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَوَجَبَ اِسْتِعْمَالُ الْاِبْرَادِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ۔

ظہر تاخیر کر کے ٹھنڈے وقت پڑھیں اور یہ حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت دیا کہ آپ اس حکم کے دینے سے پہلے نماز ظہر کو گرمی میں ابتدائی وقت ادا فرمایا کرتے تھے اس سے یہ ثابت ہوا کہ سخت گرمی میں نماز ظہر کا ابتدائی وقت میں پڑھنا جانا منسوخ ہو گیا اور نماز ظہر کو گرمی میں تاخیر کر کے ٹھنڈے وقت پڑھنا واجب ہو گیا۔

---

۷۸۴ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ دھوپ میں ٹھنڈک آنے دو، تھوڑی دیر کے بعد مؤذن نے ارادہ کیا کہ اذان دیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے فرمایا کہ دھوپ میں ٹھنڈک آنے دو۔ (مؤذن نے) تھوڑی دیر کے بعد ارادہ کیا کہ اذان دیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر ان سے فرمایا کہ دھوپ میں ٹھنڈک آنے دو، یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ٹیلوں کے ایک مثل ہو گیا (یعنی عام چیزوں کا سایہ ان کے دو مثل کے قریب پہنچا اور اس وقت ظہر ادا کی گئی) اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے (بخاری)

ف: اس حدیث پاک سے ظہر کی نماز کے لیے مبالغۃً تاخیر کا اندازہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ مؤذن نے تین بار اذان کا ارادہ فرمایا اور ہر دفعہ ابراد (یعنی ٹھنڈی کرنے) کا حکم ہوا۔ اور یقیناً یہ بات ثابت ہے کہ مؤذن کے دو ارادوں میں اس قدر فاصلہ ضرور تھا جس کو ابراد کہہ سکیں اور وہ وقت بہ نسبت پہلے وقت کے ٹھنڈا ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم نہ کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذان میں ابراد تک تاخیر ہوئی اور نماز تو اذان کے بعد کچھ وقت گذار کر ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے نماز ظہر میں اور بھی تاخیر ہوئی۔ لہٰذا احناف کا مذہب ثابت کہ موسم گرما میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

علماء فرماتے ہیں کہ ٹیلے غالباً بسیط اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کا سایہ دوپہر کے وقت دیر بعد ظاہر ہوتا ہے، بخلاف اشیائے مستطیلہ کے جو مینار اور دیواروں کی مثل ہوں کہ ان کا سایہ جلدی ظاہر ہوتا ہے امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتا جب تک کہ ظہر کا اکثر وقت گزر نہ جاتے۔ ابو داود و نسائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ "قَدْرُ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَلظُّھْرُ فِی الصَّیْفِ ثَلٰثَۃَ اَقْدَامٍ اِلٰی خَمْسَۃِ اَقْدَامٍ" گرمی میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز کی مقدار تین قدم سے پانچ قدم تک تھی۔ یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ساتویں حصہ کے تین یا پانچ مثل ہو جاتا تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز ادا فرماتے (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۳۲۶)

۷۸۵ وَعَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنْزِلٍ فَاَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَہْ یَا بِلَالُ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ مَہْ یَا بِلَالُ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ مَہْ یَا بِلَالُ حَتّٰی رَاَیْنَا فِی التُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کی ایک منزل میں فروکش ہوئے تھے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اذان دینا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ اے بلال! پھر انھوں نے تھوڑی دیر کے بعد ارادہ کیا کہ اذان دیں تو حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھر فرمایا ٹھہر جاؤ اے بلال! یہاں تک کہ ہم کو ٹیلوں کا سایہ دکھائی دینے لگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اس لیے تم ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو، جب کہ گرمی کا موسم سخت ہو جائے (طحاوی) ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ جن ائمہ (جیسے امام اعظم، امام احمد اور ابن مبارک وغیرہم رحمہم اللہ) نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ سخت گرمی میں نماز ظہر میں تاخیر کی جائے، یہ قول پیروی کے لیے مرجح اور اولیٰ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے جو مسلک اختیار کیا ہے کہ گرمی کے موسم میں تاخیر ظہر کی رخصت ان لوگوں کے لیے ہے جو دور سے آتے ہیں اس لیے ان کی مشقت دور کرنے کے لیے تاخیر کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ، کی اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کی تائید نہیں کرتا کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے اگر وہ درست ہوتا تو سفر کی حالت میں ابراد (یعنی ٹھنڈے وقت میں) نماز ظہر پڑھنا ایک بے معنی بات ہو جاتی۔ کیونکہ نماز ادا کرنے والے حالت سفر میں تھے اور ایک جگہ جمع تھے اور ان کو اس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ دور سے آکر اکٹھے ہوں (یہ پورا مضمون ترمذی میں مذکور ہے)۔

۷۸۶ وَعَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ الْکُوْفَۃِ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بِالْعَصْرِ وَشَیْخٌ جَالِسٌ فَلَامَہٗ وَقَالَ اِنَّ اَبِیْ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ

حضرت عبد الواحد بن نافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا تو مؤذن نے عصر کی اذان دی (وہاں) ایک سن رسیدہ بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے مؤذن کو ملامت کی اور کہا کہ میرے

يَأْمُرُ بِتَأْخِيرِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

والد نے مجھے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے تھے کہ یہ نماز (عصر) تاخیر سے پڑھی جائے۔ یہ سُن کر میں نے اس بزرگ کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت عبداللہ بن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں (ان کے والد رافع بن خدیج جلیل القدر صحابی ہیں) (اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے کی ہے)

۷۸۷/۱۰ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے تو دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ آفتاب صاف اور روشن رہتا تھا (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۷۸۸/۱۱ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ رِجَالُهُ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيْحِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں تم لوگوں سے زیادہ جلدی فرماتے تھے اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عصر کی نماز میں جلدی کرتے ہو (اس کی روایت (امام احمد اور ترمذی) نے کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس حدیث کے راوی صحیح کی شرط کے موافق ہیں)

۷۸۹/۱۲ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّخَعِيِّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ فَقَالَ اِجْلِسْ فَجَلَسَ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ هٰذَا الْكَلْبُ يُعَلِّمُنَا الصَّلٰوةَ فَقَامَ عَلِيٌّ فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ كُنَّا فِيْهِ جُلُوْسًا فَجَثَوْنَا لِلرُّكَبِ لِنُزُوْلِ الشَّمْسِ لِلْغُرُوْبِ نَتَرَاءَاهَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَ

حضرت زیاد بن عبداللہ نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سب سے بڑی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مؤذن نے آکر الصلوٰۃ کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے۔ دوسری دفعہ پھر مؤذن نے الصلوٰۃ کہا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کتا ہم کو نماز سکھا رہا ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور ہمیں نماز عصر پڑھائی نماز سے فراغت کے بعد ہم پلٹ کر اسی جگہ پہنچے جہاں ہم

رَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ مِثْلَهٗ ۔

پہلے بیٹھے ہوئے تھے اور ہم گھٹنے ٹیک کر آفتاب کے ڈوبنے کو دیکھنے لگے (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اگرچہ کہ انھوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے اور اس حدیث کی روایت دارقطنی نے بھی اسی طرح کی ہے)

۷۹۰/۱۳ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي جَنَازَةٍ فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ وَسَكَتَ حَتّٰى رَاجَعْنَاهُ مِرَارًا فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰى رَأَيْنَا الشَّمْسَ عَلٰى رَأْسِ أَطْوَلِ جَبَلٍ بِالْمَدِيْنَةِ ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم ایک نماز جنازہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک تھے، انھوں نے نماز عصر ادا نہیں کی اور ساکت رہے، یہاں تک کہ ہم ان کو بار بار متوجہ کرتے رہے، اس پر بھی انھوں نے نماز عصر اس وقت تک ادا نہیں کی جب تک ہم نے مدینہ منورہ کے سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی پر آفتاب کو نہیں دیکھ لیا۔ (طحاوی)

۷۹۱/۱۴ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ أَدْرَكْتُ أَصْحَابَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ فِي آخِرِ وَقْتِهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي كِتَابِ الْحُجَجِ

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کو دیکھا ہے کہ وہ نماز عصر کو آخری وقت میں ادا کیا کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الحجج میں کی ہے)۔

۷۹۲/۱۵ وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَتِ الْعَصْرُ لِتُعْصَرَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ ۔

ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ عصر کا نام اس لیے عصر رکھا گیا ہے کہ عصر کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب کہ آفتاب نچوڑا جا رہا ہو (یعنی آفتاب میں ایسی تمازت نہیں رہتی جیسی کہ ایک مثل کے وقت رہتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ عصر کی نماز دو مثل پر ہی ہوا کرتی تھی) (امام طحاوی)

۷۹۳/۱۶ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہوتی ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ سورج جب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان پہنچ جائے (یعنی زرد پڑ جائے) تو اس وقت اٹھ کر (مرغ کی طرح) چار ٹھونگ مارے جن

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کم کرنے کا (موقعہ) ملے (مسلم شریف)

۷۹۴/۱۷ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكِّرُوْا بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ الْغَيْمِ فَاِنَّهٗ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دن ابر آلود ہو تو نماز عصر ابتدائی وقت پڑھ لیا کرو، (اس لیے کہ ابر کی وجہ سے تعیین وقت کا صحیح اندازہ نہ ہوگا اور نماز ترک ہو جائے گی) اور (یہ معلوم ہے کہ) جو نماز عصر (کسی کام کی وجہ سے) ترک کر دیتا ہے تو (اس کام سے) برکت مٹا دی جاتی ہے (ابر کی وجہ سے بھی اگر تمھاری نماز ترک ہو جائے گی تو تمھارے اس وقت کے کام سے برکت مٹا دی جائے گی) (ابن ماجہ، امام احمد اور ابن حبان)

۷۹۵/۱۸ وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا اَبُوْ اَيُّوْبَ غَازِيًا وَّعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَّوْمَئِذٍ عَلٰى مِصْرَ فَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ فَقَامَ اِلَيْهِ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ يَا عُقْبَةُ قَالَ شُغِلْنَا قَالَ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ اُمَّتِيْ بِخَيْرٍ اَوْ قَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ اِلٰى اَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ)

حضرت مرثد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جہاد کی غرض سے تشریف لائے تو اس زمانہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم مصر تھے امیر مصر عقبہ نے نماز مغرب میں کچھ دیر کی حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور فرمایا کہ اے عقبہ یہ کیسی نماز ہے عقبہ نے جواب دیا کہ ہم (حکومت کے) کاموں میں مشغول تھے (اور یہی عبادت ہے اس وجہ سے دیر ہو گئی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو نہیں سنا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا یوں فرمایا کہ میری امت اسلام کی اصلی حالت پر رہے گی جب تک کہ نماز مغرب کے ادا کرنے میں اس قدر تاخیر نہ کرے کہ تارے چمکنے لگیں (ابوداؤد)

۷۹۶/۱۹ وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ مَعَ سُقُوْطِ الشَّمْسِ بَادِرُوْا بِهَا طُلُوْعَ النَّجْمِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب کو غروب آفتاب کے ساتھ ہی پڑھا کرو اور اس کی ابتداء تاروں کے نکلنے سے پہلے کیا کرو (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے۔

۷۹۷/۲۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَبْلَ طُلُوْعِ النَّجْمِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارُقُطْنِيُّ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب کی ابتدا ء تارا نکلنے سے پہلے کیا کرو۔ (امام احمد اور دار قطنی)

۷۹۸/۲۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا الْمَغْرِبَ حِيْنَ فِطْرَ الصَّائِمِ مُبَادَرَةَ طُلُوْعِ النَّجْمِ۔ (رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز مغرب تارے نکلنے سے پہلے اس وقت پڑھا کرو جب روزے دار کے افطار کا وقت آجاتا ہے (ابن ابی شیبہ)

۷۹۹/۲۲ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی شخص نماز کے بعد واپس ہوتا (تو ایسی روشنی میں واپس ہوتا تھا) کہ اس کو اپنے تیر کا نشانہ دکھائی دیتا۔ (بخاری اور مسلم)

۸۰۰/۲۳ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِّلُوْا صَلٰوةَ النَّهَارِ فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ وَاَخِّرُوا الْمَغْرِبَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ فِيْ مَرَاسِيْلِهِ قَالَ الْعَزِيْزِيُّ اِسْنَادُهُ قَوِيٌّ مَعَ اِرْسَالِهِ وَحَسَّنَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِالرَّمْزِ۔

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابر کے دنوں میں دن کی نمازیں جلدی پڑھا کرو اور مغرب کی نماز میں دیر کیا کرو (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنے مراسیل میں کی ہے عزیزی نے کہا کہ اس حدیث کی سند قوی ہے باوجودیکہ یہ مرسل ہے اور جامع صغیر میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۸۰۱/۲۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انھیں یہ حکم دیتا کہ وہ نماز عشاء میں تہائی شب یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۸۰۲/۲۵ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز عشاء کو (سفید) شفق غائب

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہونے کے بعد سے رات کے پہلی تہائی تک پڑھ لیا کرتے تھے (بخاری اور مسلم)

۸۰۳/۲۶ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَنَا اَعْلَمُهُمْ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اس نماز یعنی نماز عشاء کے وقت سے بخوبی واقف ہوں۔ نماز عشاء کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیسری تاریخ کا چاند ڈوبنے کے وقت ادا فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے)

۸۰۴/۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهٗ فَلَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ شَغَلَهٗ فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَّا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم ایک رات عشا کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیر تک انتظار کرتے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت باہر تشریف لائے جب کہ رات کا ایک تہائی حصہ گذر چکا تھا یا اس کے بعد تشریف لائے معلوم نہیں کہ تشریف آوری میں کیا چیز مانع تھی؟ کوئی خانگی ضرورت تھی یا کچھ اور؟ بہرحال تشریف لا کر ارشاد فرمایا تم لوگ ایک ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمھارے سے علاوہ دیگر مذاہب والوں میں سے کوئی اس وقت نماز کے انتظار میں نہیں ہے اگر میری امت پر بار نہ گذرتا تو میں ان کو اسی وقت اس نماز کو پڑھایا کرتا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو مؤذن نے نماز کی تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ (مسلم)

۸۰۵/۲۸ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِّنْ صَلَاتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچوں نمازوں کو (اوقات کے لحاظ سے) تقریباً تمھاری نمازوں کی طرح ادا فرمایا کرتے تھے اور عشاء کی نماز میں تمھاری نماز کے وقت سے کچھ تاخیر فرمایا کرتے اور نمازوں کو (قرارت کے اعتبار سے) ہلکی پڑھایا کرتے تھے (نہ کہ ارکان کے اعتبار سے) (مسلم)

۸۰۶/۲۹ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعَتَمَۃِ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوًا مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقَمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھنے کے ارادے سے جمع ہوئے آپ باہر تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ تقریباً نصف شب گزر گئی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو تو ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اس وقت نماز پڑھ چکے ہیں اور اپنی اپنی خوابگاہوں میں آرام کر رہے ہیں اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، اس وقت سے نماز ہی میں ہو۔ (اور تم کو برابر نماز کا ثواب مل رہا ہے) اور اگر ضعیف کے ضعف کا اور بیمار کی بیماری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس نماز میں نصف شب تک تاخیر کرتا (ابوداؤد اور نسائی)

۸۰۷/۳۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّامَ عَنْ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ حَتّٰی یَفُوْتَہٗ وَقْتُهَا فَلَا نَامَتْ عَیْنُہٗ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرٍ مُرْسَلًا۔

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عشاء سے غافل ہو کر سو گیا اس طرح کہ اس کا وقت گزر جائے تو خدا کرے اس کو نیند نہ آئے (اس کی روایت ابن عساکر نے مرسلاً کی ہے)

۸۰۸/۳۱ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَلَیْسَ عِنْدَ النَّسَآئِیِّ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر روشنی پھیلنے پر پڑھو کیونکہ یہ بہت بڑے اجر کا باعث ہے (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے)

۸۰۹/۳۲ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر روشنی میں ادا کرو کیونکہ یہ بڑے اجر کا باعث ہے (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۸۱۰/۳۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ یُغْفَرْ لَکُمْ۔

(رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر سپیدی پھیلنے پر ادا کرو اس سے تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ (دیلمی)

۸۱۱/۳۳ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ عَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بِلَالُ اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ خَیْرٌ لَّکُمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صبح کی نماز سپیدی پھیلنے پر پڑھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۸۱۲/۳۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَوَّرَ بِالْفَجْرِ نَوَّرَ اللّٰہُ فِیْ قَبْرِہٖ وَقَلْبِہٖ وَقَبِلَ صَلَاتَہٗ۔ (رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو اور اس کے دل کو روشن کردیتے ہیں اور اس کی نماز قبول فرمالیتے ہیں۔ (دیلمی)

۸۱۳/۳۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا اَسْفَرُوْا بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت فطرت اسلام یعنی اسلام کی اصلی حالت پر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک وہ فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر ادا کرتی رہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے اور طبرانی نے بھی الاوسط میں کی ہے۔

۸۱۴/۳۷ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یَرَی الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ رَوَاہُ الطَّیَالِسِیُّ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز صبح کو اس قدر روشنی پھیلنے پر ادا کرو کہ لوگ اپنے تیروں کے نشانوں کو دیکھ سکیں (طیالسی)

۸۱۵/۳۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالصُّبْحِ بِقَدْرِ مَا یُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِھِمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبح کی نماز ادا کرنے میں اس قدر روشنی آنے دو کہ لوگ اپنے تیر کے نشانوں کو دیکھ سکیں (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۸۱۶/۳۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَیْلٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤَخِّرُ الْفَجْرَ کَاسْمِھَا رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فجر میں اس کے نام کی طرح

تاخیر فرماتے تھے (فجر کے معنی یہ ہیں کہ تاریکی پھٹ جائے سفیدی پھیلنے لگے) (اس کی روایت طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے)

ف: نماز فجر کا وقت طلوع یا انتشار صبح صادق سے ہے علی اختلاف المشائخ۔ انتہا نماز فجر کی شمس کا اول کنارہ طلوع ہونے پر ہے۔ ہمارے علماء کے نزدیک آدمیوں کو ہمیشہ ہر زمان اور ہر مکان میں اسفار یعنی نماز فجر کو خوب روشن کر کے پڑھنا سنّت ہے۔ سوا یوم النحر کے کہ حجاج کرام کو اس دن مقام مزدلفہ میں تغلیس یعنی نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی سنّت ہے کما صرح بہ فی عامۃ کتبھم

اسفار بالفجر کے بارے میں بے شمار احادیث ہیں) احادیث صریحہ معتبرہ وارد، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، دارمی ابن حبان اور طبرانی وغیرہ کتب میں مذکور ہے ولفظ الطبرانی فکلما اسفرتم بالفجر فانہ اعظم للاجر ولفظ ابن حبان کلما اصبحتم بالصبح فانہ اعظم لاجورکم۔ ان الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر تم اسفار میں مبالغہ کرو گے ثواب زیادہ پاؤ گے اور طبرانی و ابن عدی نے اسی صحابی رسول (یعنی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبلال یا بلال نادِ بصلوۃ الصبح حتی یبصر القوم مواقع نبلھم من الاسفار۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے ارشاد فرمایا۔ اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فجر کی اذان اس وقت دیا کرو جب لوگ اپنے تیر گرنے کی جگہیں دیکھ لیں بسبب روشنی کے۔ یہ بات اس وقت حاصل ہوگی جب صبح خوب روشن ہو جائے گی جب اذان ایسے وقت میں ہوگی تو نماز تو اس سے بھی زیادہ روشنی میں ہوگی۔ حکمت فقہی اس بات میں یہ ہے کہ اسفار میں تکثیر جماعت ہے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلوب و محبوب ہے۔ اور تغلیس میں تقلیل اور لوگوں کو مشقت میں ڈالنا ہے اور یہ دونوں ناپسند و مکروہ ہیں۔

حد اسفار کیا ہے؟ کتب فقہ بدائع و سراج وہاج سے ثابت ہے کہ وقت فجر کے دو حصے کئے جائیں پہلے حصے میں تغلیس اور دوسرے میں اسفار ہے۔ امام حلوائی اور قاضی امام ابو علی نسفی وغیرہ عامہ مشائخ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں نماز فجر شروع کی جائے کہ نماز بقرأت مسنونہ ترتیل اور اطمینان کے ساتھ پڑھ لے۔ اس کے بعد اگر کوئی نمازی حالت نماز میں حدث پر متنبہ ہو تو وضو کر کے پھر اسی طرح نماز قرأت مسنونہ ترتیل و اطمینان کے ساتھ پڑھ سکے۔ اور ہنوز آفتاب طلوع نہ کرے (فتاویٰ رضویہ ج ۲)

۸۱۲ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مَا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کا اتفاق کسی چیز پر اس طرح نہیں ہوا جیسا کہ نماز فجر کے خوب روشنی میں ادا کرنے پر ہوا ہے۔ (طحاوی)

ف: مذکورہ بالا حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز فجر اسفار یعنی سفیدی میں ادا کی جائے اس بارے میں یہ واضح رہے کہ نماز فجر کے ادا کرنے میں اس قدر تاخیر نہ ہو کہ طلوع آفتاب کا شک ہونے لگے بلکہ نماز فجر

کو اسفار یعنی ایسی سفیدی میں ادا کرنا مستحب ہے کہ بہ ترتیل کم وبیش چالیس آیتوں کے ساتھ نماز ختم ہونے پر اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو دوسری مرتبہ نماز فجر اسی طرح ادا کی جا سکے جیسے کہ پہلی مرتبہ ادا کی تھی۔ (ملتقی الابحر)

۸۱۸/۴۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا بِغَلَسٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ہمیشہ ہر نماز اس کے مستحب وقت پر ادا فرمایا کرتے تھے (البتہ میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے حج کے موقعہ پر دو نمازیں مغرب اور فجر ان کے مستحب وقت سے ہٹا کر اس طرح ادا فرمائی ہیں) کہ مزدلفہ میں نماز مغرب کو (اس کے مستحب وقت سے ہٹا کر) عشاء کے ساتھ ادا فرمایا اور (اسی طرح) نماز فجر کو اس کے مستحب وقت (اسفار) سے ہٹا کر غلس یعنی تاریکی میں ادا فرمایا۔

۸۱۹/۴۲ وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَمَرَنِيْ عَلْقَمَةُ اَنْ اَلْزَمَهٗ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ مُزْدَلِفَةَ وَطَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اَقِمْ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَا رَاَيْتُكَ تُصَلِّيْ فِيْهَا قَطُّ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهٖ يَعْنِيْ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا هٰذِهِ السَّاعَةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تَحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاْتِي النَّاسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ وَصَلٰوةُ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَنْزِعُ الْفَجْرُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کو تشریف لائے مجھے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ رہوں مزدلفہ کی رات (جب دسویں ذوالحجہ کی) صبح صادق طلوع ہونے لگی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اقامت کہو میں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے کبھی آپ کو اس طرح تاریکی میں نماز فجر ادا کرتے نہیں دیکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہی اس دن کی نماز فجر کو اس جگہ ایسے وقت پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو نمازیں ہیں جو اپنے مستحب وقت سے ہٹا کر ادا کی جاتی ہیں۔ ایک تو مغرب کی نماز ہے جو اپنے مستحب

وقت سے ہٹا کر (عشاء کے ساتھ) اس وقت پڑھی جاتی ہے جب لوگ (عرفات سے) مزدلفہ کو پہنچ جاتے ہیں، اور دوسری نماز فجر ہے جو صبح صادق ہوتے ہی تاریکی میں پڑھی جاتی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح ادا فرماتے ہوئے دیکھا ہے (طحاوی)

---

۸۲۰ / ۴۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو قرار دو (مسلم)

ف: اس حدیث میں جو ارشاد ہوا کہ رات کی نمازوں میں آخری نماز وتر ہونی چاہیے تو واضح رہے کہ یہ حکم مستحب ہے اس لیے وتر کے بعد اگر کوئی نماز ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتے ہیں کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے (اشعۃ اللمعات) ۱۲

۸۲۱ / ۴۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلَاثٍ صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے میرے دلی دوست نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے (ایک ہر مہینے کے وسط میں) تین روزہ رکھنے کی (جس کو ایام بیض کہتے ہیں) اور دوسرے دو رکعت نماز چاشت ادا کرنے کی (جو نماز چاشت وعلم سے کم مقدار ہے اور آٹھ یا بارہ رکعت نماز چاشت کی پوری مقدار ہے۔) تیسری وصیت یہ فرمائی کہ میں سونے سے قبل نماز وتر ادا کر لیا کروں (مسلم اور بخاری)

۸۲۲ / ۴۵ وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحٰرِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَرَاَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَمْ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَمْ فِيْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بتائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنابت کا غسل اول شب میں کیا کرتے تھے یا آخر شب میں؟ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی اول شب غسل جنابت فرمایا ہے تو کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں آسانی فرما دی ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا اچھا

لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَۃً قُلْتُ کَانَ یَجْهَرُ بِالْقِرَاءَۃِ اَمْ یَخْفُتُ قَالَتْ رُبَمَا جَهَرَ بِهٖ وَرُبَمَا خَفَتَ قُلْتُ اللّٰهُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَۃً رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ الْفَصْلَ الْاَخِیْرَ۔

یہ تو فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز وتر اول شب میں ادا فرماتے تھے یا آخر شب میں؟ ام المؤمنین نے جواب دیا کہ کبھی اول شب میں آپ نے وتر ادا فرمائی ہے اور کبھی آخر شب میں، میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں وسعت عطا فرمائی پھر میں نے دریافت کیا اچھا یہ بھی بتائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز تہجد میں) قرآن آواز سے پڑھا کرتے تھے یا آہستہ؟ ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ کبھی آپ قرآن آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی آہستہ میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے دین میں آسانی کر دی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے صرف آخری فقرہ روایت کیا ہے)

۸۲۳ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا یَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ یَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْیُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّیْلِ فَاِنَّ صَلٰوۃَ اٰخِرِ اللَّیْلِ مَشْهُوْدَۃٌ وَذٰلِکَ اَفْضَلُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ وہ اخیر رات نیند سے نہ اُٹھ سکے گا تو وہ اول شب میں نماز وتر ادا کرے اور جس کو اُمید ہو کہ وہ آخر شب میں اُٹھ سکے گا تو وہ آخر شب میں نماز وتر ادا کرے کیونکہ آخر شب کی نماز میں رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسی لیے آخر شب میں نماز وتر پڑھنا افضل ہے (مسلم اور امام احمد)

۸۲۴ وَعَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ الْعَیْزَارِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرِو الشَّیْبَانِیَّ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ولید بن عیزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعمرو شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کے مالک نے ہمیں حدیث سنائی اور (یہ کہہ کر) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اعمال میں کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے پاس زیادہ پسندیدہ ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز اس کے (مستحب) وقت پر ادا کرنا اور

والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا (اللہ تعالیٰ کے پاس پسندیدہ ہیں) (نسائی)

---

۸۲۵ / ۴۸ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَهَا كُفُوًا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تین چیزیں ہیں کہ ان میں دیر نہ کرو۔ (ایک) نماز کو جب اس کا (مستحب) وقت ہو جائے (تو پھر اس کی ادائیگی میں دیر نہ کرنا) اور دوسرے جنازہ کہ جب وہ آجائے (تو اس کی نماز میں دیر نہ کرو) اور تیسرے بے شوہر عورت کہ جب اس کو مناسب خاوند مل جائے (تو اس کے نکاح کر دینے میں دیر نہ کرو) (ترمذی شریف)

۸۲۶ / ۴۹ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً لِوَقْتِهَا الْاٰخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں (چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کو ہمیشہ اس کے مستحب وقت پر ادا فرماتے تھے اس لیے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک کسی ایک کو بھی اس کے آخری وقت میں ادا فرمایا (ترمذی)

۸۲۷ / ۵۰ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلَاةَ اَوْ يُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ حَدِيْثُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مَنْسُوْخٌ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُس زمانہ میں تمھارا کیا حال ہو گا جب کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو (ان کے آداب و شرائط کے لحاظ سے) مردہ کرکے پڑھیں گے یا نمازوں کو اُن کے مستحب وقت سے ہٹا کر مکروہ اوقات میں ادا کریں گے میں نے عرض کیا حضور ایسے وقت کے لیے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نمازوں کو ان کے مستحب وقت پر پڑھا کرو اور اگر اسی نماز کو ان حکام کے ساتھ پھر پاؤ تو دوبارہ باجماعت پڑھ لو کیوں کہ وہ بعد والی نماز تمھارے لیے نفل ہوگی (مسلم)

ف: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً والی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے منسوخ ہے مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً والی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل گئی اور اس نے باقی نماز کو طلوع یا غروب کے بعد ادا کر لیا تو اس کو فجر اور عصر کی پوری پوری نماز مل گئی من ادرك ركعة والی یہ حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکور الصدر حدیث سے متعارض ہو رہی ہے کیونکہ من ادرك ركعة والی حدیث میں تاخیر صلوۃ کا جواز مذکور ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکور الصدر حدیث سے تاخیر صلوۃ کا عدم جواز ثابت ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں سے کوئی ایک حدیث منسوخ قرار پائے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس وجہ سے منسوخ نہیں ہو سکتی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ۸۲۷ سے بصراحت ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پوری عمر شریف میں کبھی کسی نماز میں تاخیر نہیں فرمائی بلکہ ہر نماز کو ہمیشہ اس کے مستحب وقت پر ادا فرمایا ہے اس لیے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکور الصدر حدیث ناسخ ہے اور من ادرك ركعة والی حدیث منسوخ۔

مَنْ ادركَ رَكْعَةً والی حدیث کے منسوخ ہونے کی تفصیلی بحث اور مزید ناسخ حدیثوں کا ذکر "باب المواقیت" کی حدیث نمبر ۷۰۰ کے فائدہ میں مذکور ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔ ۱۲

۸۲۸/۵۱ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ اُمَرَآءُ يَشْغَلُهُمْ اَشْيَآءُ عَنِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جن کو بر وقت نماز ادا کرنے سے ان کی دنیاوی مشغولیات اس طرح مانع ہوں گی کہ نماز کا وقت ہی گذر جائے گا اس لیے تم نماز کو اس کے مستحب وقت پر پڑھ لیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا میں (علیحدہ بر وقت تنہا نماز پڑھ لینے کے بعد) ایسے امیروں کے ساتھ بھی نماز پڑھ لوں؟ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں پڑھ لو۔ (ابوداؤد)

۸۲۹/۵۲ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ اَوِ الصُّبْحِ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا فَلَا يُعِيْدُ لَهُمَا غَيْرَ مَا قَدْ صَلَّاهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے مغرب یا صبح کی نماز تنہا پڑھ لی اور اس کے بعد یہ نمازیں باجماعت مل گئیں تو وہ ان دونوں نمازوں کو پھر دوبارہ نہ پڑھے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور دارقطنی

نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح اس حدیث کی روایت مرفوعاً کی ہے)

ف : ایسے زمانہ میں جب کہ حکام نمازوں میں تاخیر کر کے نمازوں کو مکروہ اوقات میں ادا کرتے ہوں تو مناسب یہ ہے کہ نمازیں تنہا مستحب اوقات میں ادا کر لی جائیں اور پھر حکام کے ساتھ نماز باجماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہو جائیں، یہ واضح رہے کہ نفل کی نیت سے شرکت صرف ظہر اور عشاء کی حد تک رہے گی کیونکہ فجر اور عصر کے بعد نفل نمازیں جائز نہیں اور تنہا مغرب پڑھ لینے کے بعد نفل کی نیت سے مغرب کی نماز میں شرکت اس لیے ناجائز ہے کہ نفل نماز تین رکعت والی نہیں ہوا کرتی، اگر ایک رکعت کے اضافہ سے نفل کی چار رکعتیں پوری کر لی جائیں تو امام کی نماز کے خلاف ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تنہا مغرب پڑھ لینے کے بعد نفل کی نیت سے مغرب کی جماعت میں شریک ہونا ناجائز ہے اگرچہ کہ مغرب کی نماز کے بعد نفل نمازیں ادا کرسکتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

۸۳۰/۵۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے یا اس نماز کو ادا نہ کر کے سوئے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ نماز جب یاد آئے (اور وہ مکروہ وقت نہ ہو) اسی وقت ادا کر لے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کا کفارہ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ (بخاری اور مسلم)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے یا نیند کی وجہ سے نماز ادا نہ کر سکے اور اس نماز کا وقت گذر جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب وہ اس نماز کو یاد کرے اُسی وقت پڑھ لے اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ ممنوعہ اوقات میں قضا نمازوں کا ادا کرنا اس لیے جائز ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب نماز یاد آجائے پڑھ لے۔ چونکہ نماز ممنوعہ اوقات میں یاد آئی ہے۔ اس لیے ممنوعہ اوقات میں ہی نماز ادا ہونی چاہیے یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے لیکن ہمارے پاس ان اوقات ممنوعہ میں فوت شدہ نماز یاد بھی آجائے تو اس کا ان اوقات میں ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ وہ نماز قضاء ہو یا ادا ہو یا نفل۔ اس حدیث سے ہمارے پاس فوت شدہ نماز کے یاد آتے ہی اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ کہ اس نماز کا اسی وقت ادا کرنا، اور چونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ ممنوعہ اوقات کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے فوت شدہ نمازوں کو ممنوعہ اوقات میں ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ ممنوعہ اوقات کے بعد وہ نمازیں ادا ہوں گی اور یہی وہ صورت ہے جس سے دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اس کے برخلاف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث پر عمل کر کے ممنوعہ اوقات میں فوت شدہ نمازوں کے یاد آتے ہی

فوراً انہی اوقات میں نمازیں ادا کرلی جائیں تو اس حدیث پر عمل ہوجاتا ہے مگر ممنوعہ اوقات والی حدیث پر عمل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں ہمارے قول کی تائید حدیث تعریس سے بھی ہوتی ہے جو آگے آرہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم راستہ میں آرام فرما ہوئے یہاں تک کہ سورج نکل پڑا اور نماز فجر قضاء ہوگئی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً سب اس جگہ سے کوچ کریں چنانچہ آگے جاکر سورج کے بلند ہونے کے بعد فوت شدہ نماز فجر ادا کی گئی۔ اگر ممنوعہ اوقات میں نماز کے یاد آتے ہی نماز کا اسی وقت پڑھ لینا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موقع پر طلوع آفتاب کے ساتھ ہی نماز پڑھ کر آگے کوچ فرماتے لیکن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا جو حنفی مسلک پر قوی دلیل ہے (عمدۃ القاری) ۱۲

۸۳۱/۵۴ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (کسی وقت) نیند کی وجہ سے کسی نماز کا وقت گذر جائے) تو کوئی قصور نہیں (بروقت نماز نہ پڑھنے کا گناہ تو نہیں ہوگا۔ مگر نماز کی قضاء ضروری ہوگی) البتہ بیداری میں (کسی وجہ سے کوئی نماز فوت ہوجائے) تو (ایسا شخص) قصور وار ہوگا (کہ اس نماز کی قضا بھی لازم ہوگی اور گناہ بھی ہوگا) اس لیے تم میں سے کوئی شخص کسی نماز کو بھول جائے یا اتنی دیر سویا رہے کہ اس نماز کا وقت گذر جائے تو جب یاد آجائے (اور مکروہ وقت نہ ہو) نماز ادا کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ" میرے (خوف) سے جب نماز یاد آجائے تو ادا کرلیا کرو۔ (مسلم)

۸۳۲/۵۵ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا وتر پڑھنا بھول جائے تو وہ وتر کو اس وقت پڑھ لے جب یاد آجائے یا جب نیند سے بیدار ہو (اور مکروہ وقت نہ ہو) (ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ)

ف: اس حدیث میں وتر کے فوت ہوجانے پر ارشاد ہو رہا ہے فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ یعنی جب نماز وتر یاد آجائے تو پڑھ لے اور یہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نمبر ۸۳۰ میں فرض نماز کے بھول جانے پر بھی اسی قسم کے الفاظ وارد ہیں اور وہ یہ ہیں اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا یعنی جب نماز کو یاد کرے تو

اسی وقت پڑھ لے، جب وتر کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جیسے فرض نماز کے لیے تو اس سے وتر کا وجوب ثابت ہوتا ہے ۱۲

۸۳۳/۵۶ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرَى حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ إِكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَكَلَأَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ اسْتَنَدَ إِلٰى رَاحِلَتِهِ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِّنَ الرَّكْبِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَبَعَثُوا رَوَاحِلَهُمْ فَاقْتَادُوا شَيْئًا ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِينَ قَضَى الصَّلٰوةَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي رَوَاهُ مَالِكٌ وَّمُسْلِمٌ وَّقَالَ عُلَمَاءُنَا إِنَّ اقْتِيَادَهُمْ وَخُرُوجَهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ الْوَادِي كَانَ لِأَنَّهُ انْتَبَهَ حِينَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَمِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَّا يُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِهَا وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا فَلَا يَجُوزُ أَدَاءُ الْفَائِتَةِ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيهَا وَخَصَّ الذِّكْرَ بِالذِّكْرِ فِي غَيْرِ هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس ہوئے تو رات بھر چلتے رہے، یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ باقی رہ گیا تو آرام کے لیے ایک مقام پر اتر پڑے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ارشاد فرمایا اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بیدار رہ کر صبح کی نماز کے لیے ہم کو بیدار کر دو، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سو گئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جہاں تک ہو سکا بیدار رہے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنی سواری سے ٹیک لگا کر مشرق کی طرف رُخ کر کے بیٹھے رہے یہاں تک کہ ان کو بھی نیند آگئی اور دھوپ آنے تک نہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور نہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور نہ کوئی صحابی قافلے سے جاگ سکے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے اٹھے اور فرمایا اے بلال! حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اسی نے سلا دیا جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سلا دیا تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کجاوے کسو اور یہاں سے چلو تو سب نے اپنی اپنی سواریوں کو اٹھایا کجاوے کس دیئے اور کچھ دور چلے (اور جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو گیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اذان کا حکم دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی دو سنتیں اطمینان کے ساتھ ادا فرمائیں

اور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ

کو اقامت کا حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کو نماز صبح کی قضا پڑھائی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو (اس طرح) بھول جائے (کہ نماز قضا ہوگئی) تو وہ فوت شدہ نماز کی قضا اس وقت ادا کرے جب اس کو یاد آجائے (اور وہ مکروہ وقت نہ ہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے" اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ " (جب نماز یاد آجائے تو پڑھ لیا کرو) (اس آیت کا ترجمہ للذکری راء کے فتح اور الف مقصورہ کی قراءت کے لحاظ سے ہے جس کی تحقیق ذیل کے فائدہ نمبر (۱) میں آرہی ہے) (اس کی روایت امام مالک اور مسلم نے کی ہے)

ف : واضح ہو کہ " اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ " میں دو قراءت ہیں ایک لِذِکْرِیْ (راء کے زیر اور یاء متکلم کے ساتھ) اور دوسرے لِلذِّکْرٰی (راء کے زیر اور الف مقصورہ کے ساتھ) ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۸۳۲ میں پہلی قراءت لِذِکْرِیْ کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۸۳۳ میں دوسری قراءت لِلذِّکْرٰی کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے تحقیق یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں اس آیت سے جو استدلال فرمایا ہے۔ وہ دوسری قراءت کی بناء پر ہے جو راوی کے تصرف سے لِذِکْرِیْ ہوگیا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد نے اسی روایت میں لِلذِّکْرٰی کہا ہے اور ابن شہاب جن کو زہری کہا جاتا ہے اور جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بھی لِلذِّکْرٰی کی قراءت پڑھا کرتے تھے

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی سواریوں کو اس مقام سے لے کر چلے یہاں تک کہ اس وادی سے باہر ہوگئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ فوت شدہ نماز کو وہیں ادا کرتے اور پھر روانہ ہوتے، ایسا نہ کرکے وہاں سے روانہ ہوئے اور نماز اس وقت ادا فرمائی جب کہ آفتاب ایک نیزہ بلند ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ممنوعہ اوقات میں نماز یاد آتے ہی نماز نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ممنوع وقت گذرنے کے بعد فوت شدہ نماز کو ادا کرنا چاہیئے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ (عمدۃ القاری) ۱۲

۸۳۴/۵۷ وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ الْحَكَمَ وَحَمَّادًا عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ فَيَسْتَيْقِظُ وَقَدْ طَلَعَ مِنَ الشَّمْسِ شَيْءٌ قَالَا لَا يُصَلِّيْ حَتّٰى تَنْبَسِطَ الشَّمْسُ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرات حکم اور حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو سوتا رہا یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت گذر گیا اور ایسے وقت بیدار ہوا کہ آفتاب کا کچھ حصہ طلوع ہو چکا تھا۔ دونوں نے جواب دیا کہ وہ اس

وقت تک نماز نہ ادا کرے جب تک کہ آفتاب بلند نہ ہو جائے (امام طحاوی)

٨٣٥ / ٥٨ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَسَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُعِدِ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيُعِدِ الَّتِي صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ وَالْخَطِيبُ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا (صاحب ترتیب) شخص جو کسی نماز کو بھول جائے اور اس قضاء نماز کو ادا کئے بغیر دوسری نماز میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے (فوت شدہ نماز جماعت میں شریک ہونے تک یاد نہ آئی اور شریک ہونے کے بعد یاد آ گئی) اور اس نے امام کے ساتھ پوری نماز ادا کی اور سلام پھیرا (اب اس کا حکم یہ ہے کہ) نماز با جماعت سے فراغت کے بعد پہلے اس فوت شدہ نماز کو ادا کرے جس کو بھول گیا تھا اور اس نماز کو دہرائے جس کو امام کے ساتھ پڑھا ہے (دارقطنی بیہقی، طبرانی اور خطیب)

ف: یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیثیں صاحب ترتیب کے احکام سے متعلق ہیں جو فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس بارے میں مذہب حنفی یہ ہے وقتیہ نماز صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ قضاء نماز کے لیے ادا کی جائے کیونکہ صاحب ترتیب کے لیے اس طرح فرض ہے کہ وہ پہلے قضا نماز ادا کرے پھر وقتی نماز ادا کرلے۔ اس کی وضاحت نہایت شرح و بسط سے ابن الہمام نے فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق نے شرح المنار میں کی ہے۔ تفصیل کے لیے ان کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ ۱۲

٨٣٦ / ٥٩ وَعَنْ حَبِيبٍ وَّكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَنَسِيَ الْعَصْرَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهٖ هَلْ رَأَيْتُمُوْنِيْ صَلَّيْتُ الْعَصْرَ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَلَّيْتَهَا فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَنَقَضَ الْأُوْلٰى ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز مغرب ادا فرمائی اور نماز عصر ادا کرنا بھول گئے تھے۔ (غالباً یہ واقعہ کسی جنگ کا ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے مجھے نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے نماز عصر نہیں پڑھی ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو مؤذن نے اذان دی پھر اقامت کہی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور عصر کے بغیر جو مغرب کی نماز پڑھی گئی تھی اس کو شمار میں نہ لا کر دوبارہ نماز مغرب

ادا فرمائی (امام احمد، طبرانی اور ابونعیم)

۸۳۷/۶۰ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَّقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین قریش کو خندق کی لڑائی کے موقعہ پر برا بھلا کہنے لگے اور وجہ یہ بتائی کہ یا رسول اللہ میں آفتاب غروب ہونے کے قریب تک نماز عصر ادا نہ کرسکا اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا میں نے بھی نماز عصر نہیں پڑھی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بطحان کی وادی میں اترے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہم سب نے بھی وضو کیا (اور اس وقت تک) آفتاب غروب ہو چکا تھا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے نماز عصر ادا فرمائی اور اس کے بعد نماز مغرب پڑھی (بخاری اور مسلم)

۸۳۸/۶۱ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَجُلٍ نَّسِيَ الظُّهْرَ فَذَكَرَهَا وَهُوَ فِي الْعَصْرِ قَالَ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے (صاحب ترتیب) شخص کے متعلق (دریافت کیا گیا) جو نماز ظہر بھول گیا ہو، اور عصر کی نماز میں شریک ہوگیا اور اس کو نماز عصر میں ظہر کی نماز یاد آگئی تو حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ عصر کو توڑ دے اور ظہر کی نماز پہلے پڑھ لے۔ اس کے بعد عصر ادا کرے (امام طحاوی)

۸۳۹/۶۲ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّامَ عَنْ وِّتْرِهٖ فَلْيُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَّقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ يَعْنِيْ قَبْلَ فَرْضِ الصُّبْحِ اِذَا كَانَ صَاحِبُ تَرْتِيْبٍ اِنْ اَمْكَنَ وَاِلَّا فَبَعْدَهٗ وَلَوْ اٰخِرَ الْعُمْرِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز وتر نہ پڑھ کر سوئے اور رات میں ادا نہ کرسکے اور وہ صاحب ترتیب ہے) تو وہ وتر کو صبح صادق ہونے کے بعد (نماز فجر کے پہلے) پڑھ لے (اس کی روایت ترمذی نے مرسلاً کی ہے)۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب ترتیب کے لیے جس طرح فرض نمازوں کی قضاء کے موقع پر قضاء اور وقتیہ نمازوں کے درمیان ترتیب کا قائم رکھنا فرض ہے (کہ وہ پہلے قضاء ادا کرے پھر وقتیہ نماز) اسی طرح صاحب ترتیب کے لیے یہ بھی فرض ہے کہ وتر اور فرض نمازوں کے درمیان ترتیب قائم رکھے مثلاً کسی صاحب کی نماز وتر فوت ہوگئی اور فجر کا وقت شروع ہوگیا تو ایسے صاحب ترتیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے وتر کی قضاء پڑھے پھر فجر کے فرض ادا کرے یہ مضمون شرح وقایہ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

۵۴۳ وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الْمُشْرِكِیْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِ صَلَوَاتٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَى ابْنُ حِبَّانَ وَالْبَزَّارُ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین نے خندق کی لڑائی کے موقع پر چار نمازوں سے روک رکھا تھا (اس لیے چار نمازیں ادا نہ کرسکے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں جہاں تک منظور تھا رات کا کچھ حصہ گذر گیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی پھر اقامت کہی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر ادا فرمائی، پھر اقامت ہوئی اور نماز عصر ادا فرمائی پھر اقامت ہوئی اور مغرب ادا فرمائی پھر اقامت ہوئی اور عشاء کی نماز ادا فرمائی (ترمذی، نسائی، ابن حبان اور بزار نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

وَقَالَ عُلَمَاءُنَا بِهٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ اِحْتَجَّ اَصْحَابُنَا فِیْ فَرْضِیَّةِ التَّرْتِیْبِ بَیْنَ الْوَقْتِیَّاتِ وَالْفَوَائِتِ وَبَیْنَ الْفَوَائِتِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ۔

ہمارے علماء نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے کہ صاحب ترتیب کے لیے وقتیہ نمازوں اور قضاء نمازوں کے درمیان ترتیب کا قائم رکھنا فرض ہے اس طرح کہ پہلے قضا نماز ادا کی جائے پھر وقتیہ اور اسی طرح قضاء نمازوں کے درمیان بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا فرض ہے۔

ف: اگر کسی صاحب ترتیب کی نماز صبح فوت ہو جائے اور وہ ظہر تک اس کو ادا نہ کر سکے تو وہ ظہر کے وقت پہلے نماز فجر ادا کرے اور اس کے بعد نماز ظہر ادا کرے، اور اسی طرح کسی صاحب ترتیب کی فجر اور ظہر دونوں قضا ہوں تو اس کو چاہیے کہ پہلے فجر کی قضا ادا کرے پھر ظہر کی قضا ادا کرے، صاحب ترتیب کے بارے میں مزید توضیح یہ ہے کہ کسی شخص کی دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور ان نمازوں کے سوا اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر میں سن بلوغ سے کبھی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی اور اگر فوت ہوئی تو اس کی قضا کر لی ایسا شخص صاحب ترتیب ہے اور ایسے شخص کے لیے ادا نماز کا پڑھنا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ ان پانچوں فوت شدہ نمازوں کی قضاء نہ پڑھ لے اور ایسا شخص ان فوت شدہ نمازوں میں بھی لازماً ترتیب رکھے گا یعنی جو نماز سب سے اول فوت ہوئی ہے پہلے اس کی قضاء پڑھے، پھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی اس طرح ترتیب سے پانچوں کی قضاء پڑھے مثلاً کسی سے دن بھر کی پانچوں نمازیں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا فوت ہو گئیں تو یہ صاحب ترتیب ہونے کی وجہ سے پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب اور پھر عشاء ترتیب سے پڑھے، اگر اس نے پہلے فجر کی قضاء نہیں پڑھی بلکہ ظہر

کی قضا پڑھ لی یا عصر کی قضا کی یا ان پانچوں نمازوں میں سے بالالحاظ ترتیب کوئی اور نماز ادا کر لی تو یہ نماز درست نہیں ہوئی اور اس شخص کے لیے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ البتہ کسی شخص کی چھ نمازیں فوت ہو جائیں تو ایسا شخص صاحب ترتیب نہیں رہا۔ اب وہ ان فوت شدہ نمازوں کی قضا سے پہلے ادا نماز پڑھ سکتا ہے اور ایسے شخص کے لیے فوت شدہ نمازوں میں بھی ترتیب ضروری نہیں ہے ۱۲

بَابُ فَضَائِلِ الصَّلٰوةِ

باب فضائل الصلاۃ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی۔"
(کنزالایمان پ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۳۹)

ف: یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اس آیت میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ اولاد و ازدواج کے مسائل و احکام کے درمیان نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو۔ نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں ہے۔

ف: حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ اور جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔ اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

۸۴۱ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمارۃ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر وہ شخص جو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے قبل کی نمازوں یعنی فجر اور عصر کو پابندی سے ادا کرتا ہو وہ ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا۔
(مسلم شریف)

۸۴۲ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دونوں ٹھنڈے وقت کی نمازوں کو پڑھتا رہتا ہے (وہ بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوگا (ٹھنڈے وقت

کی نمازوں سے مراد فجر اور عصر یا فجر اور عشا ہیں

(بخاری ومسلم)

٥٤٣ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس باری باری رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے (بندوں کے اعمال لکھنے اور لے جانے کے لیے) آتے رہتے ہیں اور وہ فجر کی نماز میں اور عصر کی نماز میں یکجا جمع ہوتے ہیں (فجر کے وقت اس لیے جمع ہوتے ہیں کہ ان میں ایک جماعت رات کے اعمال لے جاتی ہے اور دوسری جماعت دن کے اعمال لکھنے کے لیے آتی ہے اور اسی طرح عصر کے وقت جمع ہو کر ایک جماعت تو دن کے اعمال لے جاتی ہے اور دوسری جماعت رات کے اعمال لکھنے کے لیے آتی ہے) پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس رات گذارتے ہیں وہ اوپر جاتے ہیں تو ان سے پروردگار عالم باوجودیکہ اپنے بندوں کے حالات سے ان سے زیادہ باخبر ہیں دریافت فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کو اس حالت میں چھوڑ آئے کہ وہ نماز (فجر) پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو نماز (عصر) پڑھ رہے تھے (بخاری اور مسلم)

٥٤٤ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے میں کیا ثواب ہے؟ اور نماز کی پہلی صف میں کیا اجر ہے؟ (تو ایک دوسرے پر سبقت کرتے اور ہر ایک چاہتا کہ خود اذان دے اور پہلی صف میں جگہ حاصل کرے) تو اس کے تصفیہ کے لیے قرعہ اندازی کی ضرورت پڑتی اور اگر لوگ جانتے کہ ہر نماز کو اس کے مستحب وقت میں ادا کرنے کے لیے (بہت سویرے) مسجد کو پہنچ جانے میں کیا اجر ہے؟ تو (اس فضیلت کو حاصل

کرنے کے لیے مسجدوں کی جانب دوڑتے ہوئے آتے اور اگر اُن کو معلوم ہوتا کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کیا فضیلت ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لیے (مسجدوں کی جانب کسی وجہ سے چل نہ سکتے ہوں تو) سرین کے بل زمین پر گھسٹتے ہوئے آتے۔ (بخاری و مسلم)

---

۸۴۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلٰوةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَ لَوْ حَبْوًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے بڑھ کر دشوار نہیں اور اگر یہ جانتے کہ ان دونوں نمازوں کے لیے (مسجد کو آنے میں) کیا فضیلت ہے؟ تو وہ (کسی وجہ سے چل نہ سکتے تو) سُرین کے بل زمین پر گھسٹتے ہوئے آتے (بخاری و مسلم)

---

۸۴۶ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نمازِ عشاء باجماعت ادا کی تو گویا وہ آدھی رات تک عبادت میں مشغول رہا اور جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی تو گویا وہ پوری رات نماز میں رہا (مسلم شریف)

۸۴۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَ تَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ وَقَالَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلَاتِكُمُ الْعِشَاءِ فَاِنَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَاءُ فَاِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ہرگز نماز مغرب کو دیہاتی عربوں کی طرح عشاء نہ کہا کرو' راوی یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دیہاتی عربوں کی طرح نماز عشاء کو (عتمہ) نہ کہا کرو کیونکہ قرآن میں اس نماز کا نام عشاء ہے (دیہاتی عرب عشاء کو عتمہ اس وجہ سے کہا کرتے تھے کہ) اُس وقت اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا (جس کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت سے تشبیہ کی بناء پر منع فرمادیا اور بعض حدیثوں میں عشاء کو جو عتمہ کہا گیا ہے وہ اس نہی سے پہلے کا واقعہ ہے جو اس حدیث سے منسوخ ہوگیا) (مسلم)

---

۸۴۸ وَعَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ

حضرت جندب قسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ الْقُشَيْرِيِّ بَدَلَ الْقَسْرِيِّ.

ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز فجر (جماعت کے ساتھ) پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور امان میں آگیا (تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے بدسلوکی نہ کریں کیونکہ ایسے امن دیئے ہوئے شخص سے بدسلوکی کرنا اللہ تعالیٰ کے اس امن کو توڑنا ہے جو اس نمازی کو ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے امن کو توڑنے کی وجہ سے جس کسی سے وہ کچھ بھی مواخذہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پکڑ لیتے ہیں اور منہ کے بل اس کو جہنم کی آگ میں جھونک دیتے ہیں (ایسا ہی جو امن دیئے ہوئے نمازی کو ایذا دے گا تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈال دیں گے (مسلم شریف) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں راوی کے نام کے ساتھ قسری کی بجائے قیشری آیا ہے)

---

۸۴۹ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلٰئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةُ النَّهَارِ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قول باری تعالیٰ "اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا" (بے شک صبح کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے) کے متعلق فرمایا کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ترمذی)

۸۵۰ وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ.

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص نماز صبح کے لیے نکلتا ہے تو وہ ایمان کا پرچم لے کر نکلتا ہے (کہ یہ اس کے ایمان کی علامت ہے) اور جو شخص (بغیر نماز پڑھے) بازار کو جاتا ہے تو وہ ابلیس کا پرچم لیے ہوئے جاتا ہے (ابن ماجہ)

۸۵۱ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَاَنَّ عُمَرَ غَدَا اِلَى السُّوْقِ وَكَانَ مَنْزِلُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فَمَرَّ عُمَرُ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمَانَ

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو نماز صبح میں موجود نہ پایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار کی طرف نکلے اور سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر بازار اور مسجد کے درمیان تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

الشِّفَاءَ فَقَالَ لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ أَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُوْمَ لَيْلَةً ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

نے ان کی ماں جن کا نام شفاء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تھا ان سے ملتے ہوئے گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا ہے ان کی ماں شفاء نے جواب دیا کہ آج سلیمان رات بھر نماز پڑھتے رہے (اور صبح کی نماز کے وقت) ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمام رات عبادت میں گذارنے سے میرے پاس بہتر یہ ہے کہ میں نماز صبح کی جماعت میں حاضر رہوں (امام مالک)

۸۵۲ / ۱۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحُلْيَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے پاس فضیلت والی نماز جمعہ کے دن کی فجر کی نماز ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے (اس کی روایت ابو نعیم نے حلیۃ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۸۵۳ / ۱۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْهَجِيْرِ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ رَوَاهُ ابْنُ نَصْرٍ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کی نماز فضیلت میں رات کی نماز (یعنی تہجد) کی طرح ہے (اس کی روایت ابن نصر نے کی ہے اور طبرانی نے بھی الکبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

۸۵۴ / ۱۴ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کی لڑائی کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ مشرکین نے ہم کو صلوٰۃ الوسطیٰ یعنی نماز عصر سے روک رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے (بخاری اور مسلم)

۸۵۵ / ۱۵ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَاتَلْنَا الْأَحْزَابَ فَشَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى كَرَبَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيْبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم احزاب یعنی خندق کی لڑائی میں مشغول تھے تو کفار نے ہم کو نماز عصر سے باز رکھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ آفتاب ڈوب جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

أَمْلَأَ قُلُوْبَ الَّذِيْنَ شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى نَارًا وَأَمْلَأَ بُيُوْتَهُمْ نَارًا أَوْ أَمْلَأَ قُبُوْرَهُمْ نَارًا قَالَ عَلِيٌّ كُنَّا نَرٰى أَنَّهَا صَلٰوةُ الْفَجْرِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

فرمایا کہ اے اللہ! جن لوگوں نے ہم کو صلوٰۃ الوسطیٰ (نماز عصر) سے باز رکھا ہے ان کے دلوں میں آگ بھر دے اور ان کے گھروں کو بھی آگ سے بھر دے اور ان کی قبروں کو بھی آگ سے بھر دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز فجر مراد ہے (مگر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے) (امام طحاوی)

۸۵۶/۱۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن مسعود اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ان دونوں حضرات نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے۔ (ترمذی شریف)

۸۵۷/۱۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ أَقْبَلَ حَتّٰى نَزَلَ دِمَشْقَ عَلٰى آلِ أَبِيْ كُلْثُوْمِ الدَّوْسِيِّ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَجَلَسَ فِيْ غَرْبِيِّهٖ فَتَذَاكَرُوا الصَّلٰوةَ الْوُسْطٰى فَاخْتَلَفُوْا فِيْهَا فَقَالَ اخْتَلَفْنَا فِيْهَا كَمَا اخْتَلَفْتُمْ وَنَحْنُ بِفِنَاءِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْنَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَبُوْ هَاشِمِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ لَكُمْ ذٰلِكَ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ جَرِيًّا عَلَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا فَأَخْبَرَنَا أَنَّهَا صَلٰوةُ الْعَصْرِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دمشق آکر ابوکلثوم دوسی کے گھر فروکش ہوئے پھر مسجد کو تشریف لائے اور مسجد کے غربی جانب ایک جگہ بیٹھ گئے (وہاں دیکھا کہ) لوگ صلوٰۃ وسطیٰ کا باہم تذکرہ کرتے ہوئے اس کے متعلق آپس میں اختلاف کر رہے ہیں یہ سن کر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو بھی صلوٰۃ وسطیٰ کے متعلق اختلاف ہوا تھا جس طرح کہ آپ حضرات کے درمیان صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین میں اختلاف ہو رہا ہے کہ وہ کونسی نماز ہے؟ اور اس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور ہماری مجلس میں اس وقت ایک باخدا بزرگ ابوہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس موجود تھے ابوہاشم نے کہا کہ میں اس مسئلہ کو آپ لوگوں کے لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معلوم کر کے آتا ہوں یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جرأت سے حاضر ہو جایا کرتے تھے، انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور اندر گئے، پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کو خبر دی کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ (امام طحاوی)

۸۵۸/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ الطَّائِفِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَقَالَ سَاَقْرَاُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى تَعْرِفَهَا اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِىْ كِتَابِهٖ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الظُّهْرَ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ الْمَغْرِبُ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمُ الْعَتَمَةُ وَيَقُوْلُ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا اَلصُّبْحُ ثُمَّ قَالَ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ هِيَ الْعَصْرُ هِيَ الْعَصْرُ ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبد الرحمٰن بن لبیبہ طائفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلوٰۃ وسطیٰ کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو قرآن پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کونسی نماز ہے؟ سنو! کیا اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا ہے "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ" (نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے) یہ مغرب کی نماز ہے اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ (رات کی اندھیری تک) یہ مغرب کی نماز ہے وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ (تمہاری خلوت کے تین وقت ہیں منجملہ ان کے نماز عشاء کے بعد کا وقت بھی ہے) یہ عتمہ یعنی عشاء کی نماز ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں یہ فجر کی نماز ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ "نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی، اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے" یہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر ہی ہے، عصر ہی ہے (صدر کی مذکورہ آیتوں میں ظہر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں کا ذکر آچکا ہے اب وہی نماز عصر تو اس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اس طرح ثابت ہوا کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہی ہے (امام طحاوی)

۸۵۹/۱۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِىْ يَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز عصر چھوٹ جائے (تو اس کو ایسا رنج ہونا چاہیے) جیسے گھر بار اور مال و دولت برباد ہونے سے ہوتا ہے (بخاری اور مسلم)

۸۶۰/۱۹ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عصر کو چھوڑ دے (تو اس نے جس کام کی وجہ سے نماز عصر چھوڑی ہے) اس کام سے برکت مٹا دی جاتی ہے (بخاری)

۸۶۱/۲۰ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْتَمُوْا بِھٰذِہٖ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّکُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِھَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّھَا اُمَّۃٌ قَبْلَکُمْ

(رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نماز عشاء میں تاخیر کیا کرو، تم کو اس نماز عشاء کی وجہ سے دوسری امتوں پر فضیلت دی گئی ہے کیوں کہ اس نماز کو کوئی امت تم سے قبل نہیں پڑھتی تھی۔ (ابوداؤد)

۸۶۲/۲۱ وَعَنْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَقَدْ اَخَذَ حَظَّہٗ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نماز عشاء جماعت سے پڑھا کرتا ہے تو اس کو شب قدر سے حصہ مل جاتا ہے (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے)

ف: نماز ہمیشہ اس کے وقت یعنی افضل وقت میں ادا کرنی چاہیے اور باجماعت ادا کرنی چاہیے جیسا کہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مذکور ہے۔ اوقات نماز کے بارے میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص نماز باجماعت ادا نہیں کر سکا، یا وقت مستحب میں نہیں پڑھ سکا تو نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے ادا کرے یہ نماز اس کی ادا ہوگی قضاء نہیں ہوگی۔ کیونکہ قضاء کا وقت اسی وقت شروع ہوتا ہے جب ایک نماز کا وقت ختم ہو جائے اور دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے تب جا کر نماز قضاء ہوتی ہے۔ مثلاً نماز عشاء کا وقت صبح صادق یعنی نماز فجر کے وقت کی ابتداء سے پہلے تک ہے۔ کوئی اگر نصف رات یا دو تہائی رات یا تہجد کے وقت نماز عشاء پڑھنی چاہتا ہے تو پڑھ سکتا ہے اس کی نماز ادا ہوگی قضاء نہیں۔ اسی طرح جس وقت سورج نکلے گا نماز فجر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے اور عصر کی نماز کی ابتداء تک رہتا ہے یعنی جب وقت عصر شروع ہوگا وقت ظہر ختم ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ادا ہو سکیں ان میں ایک ضرور بالضرور قضاء ہوگی۔ جمع بین الصلاتین کی دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ایک وقت کی نماز اور دوسری آنے والی نماز جس کا ابھی وقت شروع نہیں ہوا۔ دونوں نمازوں کو پہلے وقت میں ادا کر لیا جائے۔ تو پھر بھی ایک ہی نماز فرض اس کے ذمہ سے ادا ہوگی۔ جس نماز کا ابھی وقت شروع نہیں ہوا وہ نماز فرض ہی نہیں ہوئی۔ تو جب فرض ہی نہ ہوئی ادا کیسے ہوگی؟ اس لیے ایک وقت میں دو نمازیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح وقت عصر کے اختتام پر متصلاً وقت مغرب شروع ہو جائے گا اور وقت مغرب کے ختم ہونے پر وقت عشاء شروع ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ارشاد صریح کہ جب ایک نماز کا وقت آیا دوسری نماز کا وقت جاتا رہا۔ قضاء ہوگئی اور اس کی ممانعت و مذمت ہے"۔

بَابُ الْاَذَانِ — یہ باب اذان کے بیان میں ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
ترجمہ: "اور جب تم نماز کے لیے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ وہ نرے بے عقل ہیں۔"

(کنزالایمان پ۶ سورۃ مائدہ ۵ آیت ۵۸)

ف: شان نزول، کلبی کا قول ہے کہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مؤذن نماز کے لیے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہود ہنستے اور تمسخر کرتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سدی کا قول ہے کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا۔ ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے۔ آگ سے ایک شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس کا تمسخر اور مذاق اڑانے والے کافر یہودی ہیں۔ مسلمان اذان کی آواز سن کر مسجد میں فرض کی ادائیگی کے لیے آتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

قَوْلُهٗ،
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔"

(کنزالایمان پ۲۸ سورۃ جمعہ ۶۲ آیت ۹)

ف: روز جمعہ کا نام عربی میں عروبہ تھا۔ جمعہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لیے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ وجہ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لؤی ہیں۔ پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا۔ اصحاب سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بارہویں ربیع الاول روز پیر کو چاشت کے وقت مقام قباء میں اقامت فرمائی۔ پیر، منگل، بدھ اور جمعرات اسی مقام قباء میں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی جمعہ کے دن مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ ارشاد فرمایا جمعہ کا دن سید الایام ہے جو کوئی اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذان اول ہے نہ کہ اذان ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذان اول زمانہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں اضافہ کی گئی مگر وجوب سعی اور ترک بیع وشرا اسی سے متعلق ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان)

ف: فَاسْعَوْا (دوڑو) سے بھاگنا مراد نہیں ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کردو۔ اور اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ سے جمہور کے نزدیک خطبۂ جمعہ مراد ہے۔

آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں۔ اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

۸۶۳ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِّثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مسلمان (ہجرت کرکے) جب مدینہ منورہ پہنچے اور اس وقت نماز کے لیے ندا نہ کی جاتی تھی تو نماز کے لیے وقت کا اندازہ کر کے خود جمع ہو جاتے تھے اس بارہ میں صحابہ نے ایک دن آپس میں مشورہ کیا کسی کی رائے ہوئی کہ نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ایک ناقوس بنالیں اور بعض کہنے لگے (یہ نہیں) بلکہ یہود کی سینگ کی طرح سینگ بجانے کا انتظام کرلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کو کیوں نہیں مقرر کر دیتے جو نماز کے لیے سب کو ندا کر دیا کرے (یہ تجویز سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھو اور نماز کے لیے لوگوں کو (اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ نماز تیار ہے کہہ کر) ندا کرو (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ ابتدا میں اذان سے پہلے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے "اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ" کے الفاظ سے بلایا جاتا تھا پھر بعد میں اذان شروع ہوئی۔ (مرقات)

۸۶۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّهُ الْاَذَانُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يَّاْمُرَ رِجَالًا فَيَقُوْمُوْنَ عَلَى الْاٰطَامِ فَيَرْفَعُوْنَ وَيُشِيْرُوْنَ اِلَى النَّاسِ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى رَاَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ عَلٰى سُوْرِ الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَرْبَعًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان کے متعلق فکر لاحق ہوئی یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیال کیا چند لوگوں کو مامور کریں کہ وہ اٹیبں اور ٹیلوں پر چڑھ جائیں اور لوگوں کو نماز کے لیے اشارہ کرکے بلائیں (عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص دو سبز کپڑے پہنا ہوا مسجد کے حصار کی دیوار پر کھڑا ہوا کہہ رہا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہد ان لا الٰہ

أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا وَقَالَ فِي اٰخِرِهَا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذْهَبْ فَقُصَّهَا عَلٰى بِلَالٍ فَفَعَلْتُ فَأَقْبَلَ النَّاسُ سِرَاعًا وَلَا يَدْرُوْنَ إِلَّا أَنَّهُ فَرَغَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَوْلَا مَا سَبَقَنِيْ بِهِ لَأَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ قَدْ طَافَ بِهِ رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَأَحْمَدُ نَحْوَهُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبُخَارِيُّ فِيْمَا حَكَاهُ عَنْهُ فِي الْعِلَلِ۔

إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (کچھ دیر کے بعد وہ شخص) پھر کھڑا ہوا اور کہا (نماز کے لیے تکبیر میں بھی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے اضافہ کے ساتھ) وہی الفاظ کہو (جو اذان میں کہے گئے ہیں یہ کہہ کر تکبیر اس طرح کہنے لگا۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) (عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے اپنا خواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سُنایا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اس کو حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو سکھا دو، میں نے ایسا ہی کیا (چونکہ یہ نئی چیز تھی اس لیے) لوگ (یہ سُن کر) دوڑتے ہوئے آئے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ (یہ کیا ہے) یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اذان سے فارغ ہو گئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی تشریف لائے اور کہا کہ اگر اس خواب کے بیان کرنے میں حضرت عبداللہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سبقت نہ کرتے تو میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع دیتا کہ مجھے بھی ایسا ہی خواب دکھائی دیا جو حضرت عبداللہ ابن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو دکھائی دیا (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے اور ابن ماجہ ابوداؤد اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے بخاری سے اس کو علل میں نقل کیا ہے۔

۸۶۵ وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ اَعْجَبَنِیْ اَنْ تَکُوْنَ صَلٰوۃُ الْمُسْلِمِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاحِدَۃً حَتّٰی لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبُثَّ رِجَالًا فِی الدُّوْرِ یُنَادُوْنَ بِالصَّلٰوۃِ وَحَتّٰی هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رِجَالًا یَّقُوْمُوْنَ عَلَی الْاٰطَامِ یُنَادُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِحِیْنِ الصَّلٰوۃِ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَمَّا رَاجَعْتُ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ اِهْتِمَامِكَ رَاَیْتُ رَجُلًا کَاَنَّ عَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلَی الْمَسْجِدِ فَاَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَۃً ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّہٗ یَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ صحابہ میں سے جو ہمارے اساتذہ تھے انھوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی نماز ایک جا باجماعت ادا ہوا کرے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ چند لوگوں کو گھروں پر بھیج دوں کہ وہ نماز کے لیے بلا لیا کریں۔ اور میں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ چند لوگوں کو حکم دوں کہ وہ ٹیلوں پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو نماز کے وقت جمع ہو جانے کی اطلاع دیں۔ راوی نے کہا کہ ایک انصاری حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے بارے میں متفکر ہیں تو گھر لوٹا۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے ہے اور وہ مسجد کے اوپر کھڑا ہوا ہے اُس نے اذان دی اور تھوڑی دیر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا (اور تکبیر کے لیے) اذان کی طرح وہی الفاظ کہے مگر یہ کہ اس نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کا اضافہ کیا اور مذکورہ حدیث آخر تک بیان کی۔

(ابوداؤد شریف)

۸۶۶ وَعَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَرَادَ اَنْ یَّتَّخِذَ خَشَبَتَیْنِ یُضْرَبُ بِهِمَا لِیَجْتَمِعَ النَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ خَشَبَتَیْنِ فِی النَّوْمِ فَقَالَ اِنَّ هَاتَیْنِ لَنَحْوُ مَا یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ اَلَا تُؤَذِّنُوْنَ لِلصَّلٰوۃِ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ لَہٗ ذٰلِكَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَذَانِ رَوَاہُ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّاِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا کہ دو لکڑیاں تیار کرائیں ایک کو دوسرے پر ماریں تاکہ اس کی آواز سن کر لوگ نماز کے لیے جمع ہو سکیں حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو لکڑیاں خواب میں دکھائی دیں انھوں نے دل میں کہا کہ یہ وہی دو لکڑیاں معلوم ہوتی ہیں جن کے بنوانے کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے خواب میں کہا گیا کہ کیوں آپ لوگ نماز کے لیے اذان نہیں دیتے؟ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیدار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور اپنا خواب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرما دیا (اس کی روایت امام مالک نے مؤطا میں کی ہے)

٨٦٧ وَعَنْ اَبِیْ عُمَیْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَّهٗ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ اِهْتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ كَیْفَ یُجْمَعُ النَّاسُ لَهَا فَقِیْلَ لَهٗ انْصِبْ رَایَةً عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّلٰوةِ فَاِذَا رَاَوْهَا اٰذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمْ یُعْجِبْهُ ذٰلِكَ قَالَ فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ یَعْنِی الشَّبُّوْرَ فَلَمْ یُعْجِبْهُ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّهٗ مِنْ اَمْرِ الْیَهُوْدِ قَالَ فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوْسُ فَقَالَ هُوَ مِنْ اَمْرِ النَّصَارٰی فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُرِیَ الْاَذَانَ فِیْ مَنَامِهٖ قَالَ فَغَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَبَیْنَ نَائِمٍ وَّیَقْظَانَ اِذْ اَتَانِیْ اٰتٍ فَاَرَانِی الْاَذَانَ قَالَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَاٰهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَكَتَمَهٗ عِشْرِیْنَ یَوْمًا قَالَ ثُمَّ اَخْبَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُخْبِرَنِیْ فَقَالَ سَبَقَنِیْ بِهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ فَاسْتَحْیَیْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا بِلَالُ قُمْ فَانْظُرْ مَا یَاْمُرُكَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ فَافْعَلْهُ فَاَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ اَبُوْ بِشْرٍ الرَّاوِیْ وَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْ عُمَیْرٍ اَنَّ الْاَنْصَارَ تَزْعُمُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَیْدٍ لَّوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مَرِیْضًا یَوْمَئِذٍ لَّجَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو عمیر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فکر کر رہے تھے کہ لوگوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے؟ آپ سے عرض کیا گیا کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا قائم کر دیں، جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو آگاہ کر دیں گے۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پسند نہ آیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ سے سینگھ بجا کر (نماز کے لیے) بلانے کا ذکر کیا گیا آپ نے اس کو بھی پسند نہ کیا اور فرمایا کہ یہ یہود کا طریقہ ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر واپس ہو گئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فکر کی وجہ سے خود بھی متفکر تھے تو ان کو خواب میں اذان سکھائی گئی۔ راوی کہتے ہیں صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے خواب بیان کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ نیند اور کچھ بیداری میں تھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اذان سکھائی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیس روز پہلے اسی طرح خواب دیکھا تھا اور اسے چھپائے ہوئے تھے، پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اب اس کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے اپنے خواب کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھ سے پہلے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کر دیا تھا اس لیے مجھے شرم معلوم ہوئی۔ پھر رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنًا.
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

۸۶۸/۶ وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ حَزِيْنًا وَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَعِمَ تُجْمَعُ اِلَيْهِ فَانْطَلَقَ حَزِيْنًا بِمَا رَاٰى مِنْ حُزْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَ طَعَامَهُ وَمَا كَانَ يَجْتَمِعُ اِلَيْهِ وَدَخَلَ مَسْجِدَهُ يُصَلِّيْ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ نَعَسَ فَاَتَاهُ اٰتٍ فِي النَّوْمِ فَقَالَ هَلْ عَلِمْتَ مِمَّا حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَالَ فَهُوَ لِهٰذَا التَّاْذِيْنِ فَاْتِهِ فَمُرْهُ اَنْ يَّاْمُرَ بِلَالًا اَنْ يُّؤَذِّنَ فَعَلَّمَهُ الْاَذَانَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ عَلَّمَهُ الْاِقَامَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَاَذَانِ النَّاسِ وَاِقَامَتِهِمْ فَاَقْبَلَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَعَدَ عَلٰى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بلال اٹھو اور عبداللہ بن زید تم کو جو سکھائیں اس پر عمل کرو تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی ابوبشر راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ انصار کا یہ خیال تھا کہ اس روز حضرت عبداللہ بن زید بیمار نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بجائے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) ان کو مؤذن مقرر فرماتے (ابوداؤد)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غمگین دیکھا اس انصاری کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کھانا کھاتے تو ان کے ساتھ (شام کے کھانے پر) اور لوگ بھی جمع ہو جاتے تھے (اس روز) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غمگین دیکھ کر وہ غمزدہ ہوئے اور واپس چلے گئے اور کھانا چھوڑ دیا اور جو اجتماع ان کے پاس ہوتا تھا وہ بھی نہ ہوا اور وہ (اپنے محلہ کی) مسجد میں جاکر نماز پڑھنے لگ گئے ان کو اسی حالت میں اونگھ آگئی خواب میں ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں غمگین ہوئے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذان کے بارے میں غمگین ہوئے ہیں تو تم خدمت اقدس میں جاؤ اور عرض کر دو کہ بلال کو حکم دیں کہ وہ اذان دیں اور اس شخص نے ان انصاری کو یہ اذان سکھا دی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

فَقَالَ اِسْتَاْذِنْ لِیْ وَقَدْ رَاٰی مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ الْاَنْصَارِیُّ فَدَخَلَ فَاَخْبَرَ بِالَّذِیْ رَاٰی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ فَاَمَرَ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِذٰلِكَ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِیْفَةَ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ بِسَنَدِهٖ عَنْهُ نَحْوَهٗ۔

اکبر لا الٰہ الا اللہ پھر ان کو اس شخص نے اذان کے یہی الفاظ تکبیر کے لیے بھی سکھائے اور آخر میں قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہا اور اذان و اقامت کے الفاظ یہی تھے جواب لوگوں کی اذان و اقامت کے الفاظ ہوتے ہیں وہ انصاری آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ ان انصاری نے آپ سے عرض کیا کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت طلب کر لیجئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی خواب دیکھ کر آئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر ان انصاری کیلئے اجازت طلب کی اور خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر ان انصاری نے اجازت طلب اور خدمت اقدس میں پہنچے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا خواب سنایا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کا خواب مجھ کو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سنایا ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم دیا کہ اسی طرح اذان دیں (اسکی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور طبرانی نے بھی اوسط میں اپنی سند سے اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ وَسَعِیْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِقَامَةَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ

اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور کی روایت میں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اقامت اس طرح ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا

اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

۸۶۹ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَجُلًا قَائِمٌ وَّعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ عَلٰی جِذْمَۃِ حَائِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی وَقَعَدَ قَعْدَۃً فَسَمِعَ بِذٰلِکَ بِلَالٌ فَقَامَ فَاَذَّنَ مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی وَقَعَدَ قَعْدَۃً رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَبُو الشَّیْخِ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ وَّکِیْعٍ نَحْوَہٗ قَالَ فِی الْاِمَامِ وَہٰذَا رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ وَہُوَ مُتَّصِلٌ عَلٰی مَذْہَبِ الْجَمَاعَۃِ فِیْ عَدَالَۃِ الصَّحَابَۃِ وَاَنَّ جَہَالَۃَ اَسْمَآءِ ہِمْ لَا تَضُرُّ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہم کو حدیث سنائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص دیوار پر کھڑا ہے اور دو سبز چادروں میں ہے اور اس شخص نے اذان کے الفاظ کو دو دو بار ادا کیا اور اقامت کے الفاظ بھی دو دو مرتبہ کہے اور بیٹھ گیا اس کی اذان اور اقامت کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی اذان کے الفاظ کو دو دو بار ادا کیا اور اقامت کے الفاظ بھی دو دو مرتبہ کہہ کر بیٹھ گئے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے کی ہے، اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور الامام میں کہا ہے کہ اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں اور یہ حدیث محدثین کے مذہب کی بناء پر صحابہ کے عادل ہونے کی وجہ سے متصل السند ہے اور ان کے ناموں کا معلوم نہ ہونا مضر نہیں ہے)

ف: اس حدیث میں اذان اور اقامت کے بعد بیٹھنے کا جو ذکر ہے اس سے اس بات کا ارشاد مقصود ہے کہ اذان اور اقامت ختم ہوگئی، نیز اذان اور اقامت کے بعد بیٹھنے سے یہ وضاحت بھی مقصود ہے کہ اذان اور اقامت کھڑے ہو کر کہنا مستحب ہے چنانچہ تنویر الابصار میں لکھا ہے کہ بیٹھے ہوئے اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے۔ ۱۲

۸۷۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ ہَمَّ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بِالْبُوْقِ وَاَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَاُرِیَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فِی الْمَنَامِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ اُنَادِیْ بِهٖ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ هٰذَا قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا رَاٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ فَقَصَّ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَاٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِیْ بِهَا قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ الَّذِیْ رَاٰى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى اَبُوْ دَاؤُدَ مِثْلَهٗ۔

ارادہ فرمایا تھا کہ (لوگوں کو نماز کے لیے سینگ بجا کو جمع کیا جائے) اور ناقوس خریدنے کا بھی حکم دے دیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں غمگین تھا کہ مجھے ایک خواب دکھائی دیا جس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز چادروں میں ہے اور ناقوس لیا ہوا ہے میں نے اس شخص سے کہا اے بندۂ خدا کیا ناقوس بیچو گے؟ اس نے کہا کہ تم اس کو کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلاؤں گا۔ اس شخص نے کہا کہ کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں؟ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ (نماز کے لیے) یہ کہہ کر بلایا کرو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک شخص کو خواب میں دو سبز کپڑوں میں دیکھا اور پورا خواب سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تمہارے دوست نے ایک خواب دیکھا ہے (پھر ان سے یہ فرمایا کہ تم) بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد جاؤ اور ان کو اذان کے الفاظ سکھا دو، اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں۔ اس لیے کہ بلال تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا اور میں ان کو اذان کے الفاظ سکھاتا گیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے گئے حضرت

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کی آواز سنائی دی تو مسجد میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے جس طرح انھوں نے دیکھا ہے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۸۷۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَآءِ أُوْحِيَ إِلَيْهِ بِالْأَذَانِ فَنَزَلَ بِهٖ فَعَلَّمَهُ جِبْرِيْلُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں آسمان کی سیر کرائی گئی تو اس وقت آپ پر اذان (کے الفاظ) کی وحی آئی تھی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج ہی سے اذان کے الفاظ لے کر اترے اور آپ کو اذان جبرئیل علیہ السلام نے سکھائی اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

ف: ہمارے علماء نے کہا ہے کہ طبرانی کی اس روایت میں جس معراج کا ذکر آیا ہے وہ مشہور معراج نہیں، یہ معراج جس میں اذان کے الفاظ سکھائے گئے ہیں جسمانی نہیں بلکہ روحانی تھی۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ایک ہی ہوئی ہے البتہ روحانی معراج متعدد ہوئے ہیں۔ یا یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب تھا۔ جو معراج کے حکم میں ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے اور یہ خواب بھی ایک روحانی معراج تھی جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان کے الفاظ سکھائے گئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پہلے خواب میں اذان سکھائی گئی اور بعد میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں اذان کے بارے میں وحی کی گئی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ اذان کے بارے میں اس موافقت کی وجہ سے صحابۂ کرام کو خوشی حاصل ہو اور یہ ان سے منقول ہو ورنہ درحقیقت اذان کا حکم ایک شرعی حکم ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب کے سوا دوسروں کے خواب سے ثابت نہیں ہو سکتا ۱۲۔

۸۷۲ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ عُمَرَ لَمَّا رَاَى الْأَذَانَ جَآءَ لِيُخْبِرَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ الْوَحْيَ قَدْ وَرَدَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَكَ الْوَحْيُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَعُبَيْدٌ

حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خواب بیان کرنے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ (میرے خواب دیکھنے سے پہلے) وحی آپ کی بے شک آ چکی ہے پھر آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِہٖ۔

کہ تمہارے خواب سے پہلے اذان کے بارے میں وحی آچکی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے مراسیل میں کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں اس کی روایت کی ہے۔)

۸۷۳ وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ کَیْفَ کُنْتَ تُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَیَّ شَیْءٍ کُنْتَ تَجْعَلُ اٰخِرَ اَذَانِکَ قَالَ کُنْتُ اُثَنِّی الْاِقَامَۃَ کَمِثْلِ الْاَذَانِ وَاَجْعَلُ اٰخِرَ الْاَذَانِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ۔

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تکبیر کہا کرتے تھے اور اس کو کس طرح ختم کرتے تھے؟ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں تکبیر کے الفاظ دو دو دفعہ اذان کی طرح کہا کرتا تھا اور تکبیر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ختم کرتا تھا (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے)

وَقَالَ الْاِمَامُ بْنُ الْھُمَامِ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ یَقُوْلُ اَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ الخ وَلَمْ یَذْکُرْ تَرْجِیْعًا۔

حضرت امام ابن الہمام رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کے ایک ایک کلمہ کو اللہ اکبر اللہ اکبر سے شروع فرما کر آخر تک سکھلائے ہیں اور اس میں ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجیع کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ف: ترجیع یہ ہے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہُ کو پست آواز سے ادا کرے پھر اس کے بعد یہی الفاظ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہُ کو بلند آواز سے کہے ترجیع اسی کو کہتے ہیں اور یہ ترجیع احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے جس کی تائید ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے اور اسی طرح حضرت بلال اور ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اذان سے بھی ترجیع ثابت نہیں (شرح وقایۃ، عمدۃ الرعایۃ، ہدایۃ، اور مرقات)

۸۷۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ کَانَ اَذَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفْعًا شَفْعًا فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے عہد مبارک میں) اذان اور اقامت کے الفاظ دو دو تھے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۸۷۵/۱۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ۔
(رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان اور اقامت کے الفاظ دو دو ادا کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

۸۷۶/۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ اَذَانُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِقَامَتُہٗ مَثْنٰی مَثْنٰی۔
(رَوَاہُ اَبُو الشَّیْخِ)

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت کے الفاظ دو، دو ہوتے تھے (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے)

۸۷۷/۱۵ وَعَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ بِلَالٍ اَنَّہٗ کَانَ یُثَنِّی الْاَذَانَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَۃَ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ۔

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے الفاظ کو دو دو مرتبہ ادا کرتے تھے اور اقامت کے الفاظ کو بھی دو دو دفعہ ادا کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی، عبدالرزاق اور دار قطنی نے کی ہے)

۸۷۸/۱۶ وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ کَانَ ثَوْبَانُ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔
(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے کلمے دو دو بار ادا کرتے تھے اور اقامت کے کلمے بھی دو دو دفعہ کہتے تھے (اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے)

۸۷۹/۱۷ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رَفِیْعٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔
(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دیتے ہوئے سنا ہے کہ وہ اذان کے الفاظ کو دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت کے الفاظ بھی دو دو دفعہ ادا کرتے تھے۔ (امام طحاوی)

۸۸۰/۱۸ وَعَنْ مَکْحُوْلٍ اَنَّ ابْنَ مُحَیْرِیْزٍ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا مَحْذُوْرَۃَ یَقُوْلُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَ کَلِمَۃً۔

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابن محیریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو حدیث بیان کی کہ انھوں نے ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

نے اقامت کے سترہ کلمے سکھائے ہیں (اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے)

۸۸۱/۱۹ وَعَنْ مُجَاهِدٍ فِي الْإِقَامَةِ مَرَّةً مَرَّةً إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ اسْتَخَفَّهُ الْأُمَرَاءُ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے اقامت کے بارے میں کہا ہے کہ اقامت کے الفاظ کو جو ایک ایک دفعہ کہتے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس کو امراء نے اپنی آسانی کے لیے جاری کر دیا ہے (امام طحاوی)

ف: امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں وضاحت کی ہے کہ ابوالفرج کا قول ہے کہ اقامت کے الفاظ دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے لیکن جب بنوامیہ کی حکومت آئی تو ان لوگوں نے اقامت کے الفاظ کو ایک ایک مرتبہ جاری کر دیا چنانچہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ان بادشاہوں کی حکومت آنے تک اقامت بھی اذان کی طرح تھی لیکن جب یہ بادشاہ نماز کے لیے نکلتے تو نماز جلد شروع کرنے کی غرض سے اقامت کے الفاظ کو ایک ایک دفعہ کر دیا (زیلعی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

۸۸۲/۲۰ وَعَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِنُهُ بِالصُّبْحِ فَوَجَدَهُ رَاقِدًا فَقَالَ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ هٰذَا يَا بِلَالُ اجْعَلْهُ فِي أَذَانِكَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ صبح صادق کی اطلاع دینے کے واسطے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سویا ہوا پایا۔ انھوں نے دو دفعہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) پکارا یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے یہ الفاظ بہت اچھے ہیں تم اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو صبح کی اذان میں کہا کرو (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۸۸۳/۲۱ وَعَنْ أَبِي مَحْذُوْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَقُوْلُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان دیا کرتا تھا اور فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا کرتا تھا (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

۸۸۴/۲۲ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اَنْ يَقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ۔

ہے انھوں نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ مؤذن اذان فجر میں حیّ علی الفلاح (کے بعد) الصلوٰۃ خیر من النوم کہے (اس کی روایت بیہقی اور ابن خزیمہ نے کی ہے)

۸۸۵/۲۳ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلٰوةِ اَوْ حَرَّكَهٗ بِرِجْلِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز صبح کے لیے نکلا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کسی کے پاس سے گزرتے گئے تو اس کو الصلوٰۃ کہہ کر آواز دیتے گئے یا قدم مبارک سے ہلا کر جگاتے گئے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے تثویب کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ نقایہ میں لکھا ہے کہ تثویب یہ ہے کہ ہر شہر والوں کے عرف کے موافق جو بھی لفظ مقرر کیا جائے اس کے ذریعہ سے اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا اعلان کیا جائے اس لیے تثویب ہر نماز میں ہمارے نزدیک مستحب ہے کیوں کہ امور دینیہ کی ادائیگی میں لوگوں میں سستی پیدا ہو چکی ہے البتہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے تثویب کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے۔ ۱۲

۸۸۶/۲۴ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ حَمَّادٍ اَنَّ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ يَقُوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَكَبَّرَ الْاِمَامُ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا کہ جب تم اذان دیا کرو تو اذان کے کلمات کو ٹھہر ٹھہر کر جدا جدا کہا کرو۔ اور جب اقامت کہا کرو تو اقامت کے الفاظ کو جلد جلد ادا کیا کرو اور اذان و اقامت کے درمیان اتنا وقفہ دیا کرو کہ کھانا کھانے والا کھانے سے اور پانی پینے والا پانی پینے سے فارغ ہو جائے اور جو قضاء حاجت کو گیا ہو اس سے فارغ ہو کر آسکے اور جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو اس وقت تک نماز کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا اور امام (تکبیر تحریمہ کے لیے) اللہ اکبر کہتا۔

ف: اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو نماز

کے لیے کھڑے نہ ہوا کرو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرۂ مبارک سے مؤذن کی اقامت شروع کر دینے کے بعد نکلتے تھے اور مؤذن جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتا تو آپ مسجد کے محراب میں آجاتے اسی لیے ہمارے آئمہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی سب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے وقت کھڑے ہو جائیں اور امام قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت نماز شروع کر دے۔ یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اقامت سے فراغت کے بعد نماز شروع کی جائے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ فتویٰ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر ہے، اس لیے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر نماز شروع کی جائے۔

واضح ہو کہ نماز شروع کرنے کے بارے میں ہمارے ائمہ کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا تعلق استحباب سے ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت نماز شروع کرنا مستحب ہے۔ ورنہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نماز کا شروع کرنا سب کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ چنانچہ خزانہ میں مذکور ہے کہ اگر امام نے نماز شروع نہیں کی یہاں تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو گیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جمہور کا اتفاق امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے قول پر ہے کہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نماز شروع کی جائے کیونکہ اس صورت میں مؤذن کو بھی نماز امام کے ساتھ ابتداء ہی سے مل جاتی ہے اور اسی پر اہل حرمین کا عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ البتہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ امام نماز شروع کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو جائے اور صفیں درست کر لی جائیں (ماخوذ از مرقات و شرح نقایہ)

۸۸۷/۲۵ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحٰرِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُذِّنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں فجر کی اذان کہوں میں نے اذان کہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدائی قبیلہ والے نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہے (اسکی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے، اس بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ اگر اذان دینے والے کی رضامندی سے دوسرا شخص اقامت کہے تو یہ مکروہ نہیں ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اذان دینے والے کے

سوا اگر دوسرا اقامت کہے تو اس کو مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے لیکن اذان دینے والا حاضر نہ ہو تو متفقہ طور پر کسی امام کے نزدیک بھی دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ نہیں ہے ہمارے نزدیک بھی افضل یہی ہے کہ اذان دینے والا ہی اقامت کہے علاوہ ازیں اذان دینے والے کے سوا دوسرے کی اقامت جو ہمارے پاس حاضر ہے اس کی تائید میں ذیل کی حدیثیں ملاحظہ کیجئے (ردالمحتار، شرح وقایہ)

۸۸۸/۲۶ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَذَانِ اَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْاَذَانَ فِي الْمَنَامِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَلْقِهٖ عَلٰى بِلَالٍ فَاَلْقَاهُ عَلَيْهِ فَاَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا رَاَيْتُهٗ وَاَنَا كُنْتُ اُرِيْدُهٗ قَالَ فَاَقِمْ اَنْتَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَكَذَا قَالَ الْحَازِمِيُّ۔

حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے چچا عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کی بجائے کئی چیزوں کے انتظام کا ارادہ فرمایا تھا مگر ابھی کوئی چیز طے نہیں پائی تھی راوی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے بارے میں خواب دکھائی دیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اذان سکھلاتے جاؤ تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اذان سکھلاتے گئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے گئے، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے اور میں ہی اذان دینا چاہتا ہوں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اذان تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو دینے دو) اور تم اقامت کہو (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور حازمی نے بھی ایسا ہی کہا ہے)

۸۸۹/۲۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ حِيْنَ اُرِيَ الْاَذَانَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ فَاَقَامَ۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے اور وہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

(رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انھوں نے اذان دی اس کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اقامت کہی (امام طحاوی)

۸۹۰/۲۸ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ قَالَ اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد سعد بن عمار اپنے دادا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنے دونوں کانوں میں اپنی دونوں انگلیاں رکھا کریں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کانوں میں انگلیوں کا رکھنا تمھاری بلند آوازی کا باعث ہوگا (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ دو انگلیوں سے مراد کلمہ کی دو انگلیاں ہیں جن کو اذان کے وقت کان میں رکھنے کا حکم ہے۔ ۱۲

۸۹۱/۲۹ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِيْ مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يُّؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِيْ بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ اِلَى الْفَجْرِ فَاِذَا رَاٰهُ تَمَطّٰى ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ اَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ قَالَتْ ثُمَّ يُؤَذِّنُ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُهٗ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَّاحِدَةً هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ يُؤْخَذُ مِنْهُ الْاَذَانُ فَوْقَ الْمَنَارَةِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور وہ بنی نجار کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے زیادہ بلند تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس گھر پر چڑھ کر فجر کی اذان دیا کرتے تھے اور وہ آخری شب میں آجاتے اور گھر کی چھت پر بیٹھ کر صبح صادق کے طلوع ہونے کو دیکھتے رہتے اور جب صبح صادق کو دیکھتے تو انگڑائی لیتے پھر یہ دعا مانگتے "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ اَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ" (اے اللہ میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اور قریش کے لیے تیری مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں) وہ کہتی ہیں کہ پھر وہ اذان دیتے۔ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ خدا کی قسم مجھے یاد نہیں پڑتا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی ایک شب میں بھی یہ دعا نہ پڑھی ہو (اس کی روایت

ابوداؤد نے کی ہے، اور ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث سے منارہ پر اذان دینے کا ثبوت ملتا ہے (اور اس حدیث کی اسناد حسن ہے)

ف: اس حدیث پاک سے قبل الاذان درود پاک پڑھنے کا جواز ملتا ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اذان سے پہلے یہ دعا مانگتے رہے۔ درود پاک بھی سب دعاؤں سے بہترین دعا ہے اس دعا کی برکت سے اللہ تعالی بندے کی ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ پر ایک تہائی وقت درود پاک پڑھوں گا یہ میرے لیے کافی ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ پھر عرض کی دو تہائی فرمایا زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے عرض کی سارا وقت پڑھوں گا۔ فرمایا اللہ تعالی پھر تیرا ہر کام آسان فرما دے گا۔ ہر دعا قبول فرمائے گا۔ کسی بھی وقت میں مومن کو درود پاک پڑھنے سے منع نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کی رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اگر قبل الاذان کوئی دعا مانگنی منع ہوتی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کبھی بھی یہ دعا نہ مانگتے۔ جس طرح دعا مانگنے کا اور رب تعالی سے مناجات کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ ہی شریعت مطہرہ نے کسی وقت کی تخصیص کی ہے اسی طرح درود پاک کے لیے بھی کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس کا وقت بہت وسیع ہے جب چاہے جس وقت چاہے درود پاک پڑھ سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ درود پاک پڑھتے وقت اس کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۸۹۲/۳۰ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اذان وہ لوگ دیا کریں جو تم میں نہایت نیک ہوں اور تمہاری امامت وہ کریں جو سب سے زیادہ علم والے ہیں (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

۸۹۳/۳۱ وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ مَّسْنُوْنَةٌ اَنْ لَّا يُؤَذِّنَ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ وَّلَا يُؤَذِّنَ اِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ رَوَاهُ اَبُوالشَّيْخِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اذان کے لیے افضل اور سنت یہ ہے کہ باوضو شخص ہی اذان دے اور یہ کہ اذان دینے والا کھڑا ہو کر ہی اذان کہے (اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے)

۸۹۴/۳۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باوضو شخص ہی اذان دیا کرے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے)

ف: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باوضو شخص کا اذان دینا مستحب ہے اور اذان کے لیے وضو ضروری نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب قرآن کو جو عظمت میں اذان سے زیادہ ہے بغیر ہاتھ لگائے ہوئے بغیر وضو پڑھ سکتے ہیں تو اذان جو عظمت میں قرآن سے کم ہے بغیر وضو کے دینا کس طرح ناجائز ہوگا۔ اس لیے جن روایتوں سے باوضو اذان دینا ثابت ہوتا ہے ان سے اذان باوضو دینا مستحب قرار پائے گا (اس کی تائید حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنے والی روایت سے ہوتی ہے)

۸۹۵/۳۳ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّؤَذِّنَ الْمُؤَذِّنُ وَ هُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ وَقَالَ بِهٖ نَاْخُذُ لَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا وَّ نَكْرَهُ اَنْ يُّؤَذِّنَ جُنُبًا۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر موذن بلا وضو اذان دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الاثار میں کی ہے) اور امام محمد نے کہا ہے کہ ہم حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کو اختیار کرتے ہیں اور بلا وضو اذان دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے البتہ ہم جنبی کے اذان دینے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

۸۹۶/۳۴ وَعَنْهُ قَالَ الْاَذَانُ جَزْمٌ وَّ التَّكْبِيْرُ جَزْمٌ وَ التَّسْلِيْمُ جَزْمٌ وَّالْقُرْاٰنُ جَزْمٌ۔

(رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اذان جزم ہے اور تکبیر جزم ہے اور سلام جزم ہے اور قرآن جزم ہے (یعنی اذان کے جملہ کے آخر کو سکون سے پڑھے اور تکبیر میں بھی اسی طرح اور سلام میں بھی اسی طرح آخر کلمہ کو سکون سے پڑھے اور قرآن میں بھی جہاں آیت ختم ہوتی ہے وہاں وقف کرکے پڑھے) (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

۸۹۷/۳۵ وَعَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِيْ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ رَوٰى مُسْلِمٌ وَّالنَّسَائِيُّ وَ التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو الشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں موذن نے اذان دی، ایک شخص مسجد سے اٹھ کر جانے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے حضور ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے (اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ مسجد میں اذان سننے کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے جانا نہیں چاہیے اور اس نے ایسا نہیں کیا ہے اس لیے یہ نافرمانی ہے) اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور مسلم، نسائی اور ترمذی نے

نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۸۹۸/۳۶ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَّهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد کے اندر ہے اور اذان ہوئی پھر وہ شخص مسجد سے نکل گیا اور کسی ضروری کام کے لیے نہیں نکلا اور وہ دوبارہ مسجد میں واپس ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ)

ف: مسجد سے اذان سننے کے بعد بلا عذر نماز پڑھے بغیر نکل جانا اس حدیث پاک میں اسے منافق کہا گیا ہے کیونکہ اذان سن کر شیطان بھاگتا ہے مسلمان اذان سن کر مسجد میں آتا ہے۔ مسلمان کو اذان سن کر مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے آنے کا حکم ہے نہ کہ جو موجود ہو وہ بھی مسجد سے نکل جائے۔

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَ اَفْضَلِيَّةِ الْاِمَامَةِ وَاِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

یہ باب اذان کی فضیلت اور امام کے مؤذن پر افضل ہونے اور مؤذن کے کلمات کا جواب دینے کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: "اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ (تعالیٰ) کی طرف بلائے اور نیکی کرے۔" (کنز الایمان پ۲۴ سورۃ حم السجدۃ ۴۱ آیت ۳۳)

۸۹۹/۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِيْ اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صِيَامُهُمْ وَصَلٰوتُهُمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی دو چیزوں کی ذمہ داری مؤذن کی گردن پر ہے۔ ایک تو مسلمانوں کے روزوں کی ذمہ داری اور دوسرے

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

مسلمانوں کی نمازوں کی ذمہ داری (اسی لیے موذن کو چاہیئے کہ صحیح وقت پر اذان دے تاکہ نماز اور روزوں میں خلل نہ ہو) (ابن ماجہ)

۹۰۰/۲ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اذان دینے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز گردن (یعنی شاندار) ہوں گے (مسلم)

۹۰۱/۳ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ اذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَذْکُرْ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اذان نہ سننے کی غرض سے گوز مارتے ہوئے (یعنی ہوا چھوڑتے ہوئے) پشت پھیر کر بھاگتا ہے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آتا ہے اور جب نماز کے لیے اقامت ہوتی ہے تو پھر بھاگتا ہے اور جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آکر نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کرو اور فلاں بات یاد کرو اور وہ وہ باتیں یاد دلاتا رہتا ہے جو اسے پہلے یاد نہ تھیں۔ بالآخر آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی؟ (بخاری اور مسلم)

۹۰۲/۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوۃِ ذَھَبَ حَتّٰی یَکُوْنَ مَکَانَ الرَّوْحَآءِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی سِتَّۃٍ وَّثَلَاثِیْنَ مِیْلًا۔
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب شیطان نماز کی اذان سنتا ہے تو وہ بھاگتا ہوا روحاء تک چلا جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ روحاء مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (مسلم)

۹۰۳/۵ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے خواہ جن ہو یا انسان یا

شَیْءٌ اِلَّا شَھِدَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

کوئی اور چیز مؤذن کی اذان سنی ہو تو یہ سب قیامت کے دن مؤذن کے لیے گواہی دیں گے (بخاری شریف)

۹۰۴ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَہٗ مَدٰی صَوْتِہٖ وَیَشْھَدُ لَہٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ وَّشَاھِدُ الصَّلٰوۃِ یُکْتَبُ لَہٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ صَلٰوۃً وَّیُکَفَّرُ عَنْہُ مَا بَیْنَھُمَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ اِلٰی قَوْلِہٖ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ وَقَالَ وَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنی دور تک مؤذن کی اذان کی آواز پہنچتی ہے اتنی ہی اس کی بخشش ہوتی ہے (یعنی اگر گناہوں کا جسم فرض کیا جائے اور اتنے گناہ ہوں کہ جہاں تک آواز پہنچی ہے اتنے حصے ہیں وہ بھر جاتے ہیں تو سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس لیے مؤذن کو چاہیے کہ باآواز بلند اپنی پوری قوت کے ساتھ اذان دیا کرے) اور مؤذن کے لیے ہر تر اور خشک شے گواہی دے گی اور نماز باجماعت ادا کرنے والے کے لیے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور باجماعت نماز ادا کرنے والے کی دو باجماعت نمازوں کے درمیانی اوقات کے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ) اور نسائی نے ہر تر اور خشک کے ذکر تک روایت کرنے کے بعد وَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰی (یعنی مؤذن کو سب نمازیوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا) کا اضافہ کیا ہے

۹۰۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سات برس تک بغیر کمائی کے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور ثواب کے لیے اذان دیتا رہا تو اس کے لیے جہنم کی آگ سے برأت یعنی نجات لکھ دی جاتی ہے (ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۹۰۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ سَنَۃً وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَکُتِبَ لَہٗ بِتَاْذِیْنِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَۃً وَّلِکُلِّ اِقَامَۃٍ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَۃً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بارہ برس تک اذان دیتا رہا تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اذان دینے کی وجہ سے اس کے لیے روزانہ ہر اذان پر ساٹھ نیکیاں

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اور اقامت کہنے کی وجہ سے ہر اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

۹۰۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر رہیں گے ایک وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کیا، اور دوسرا وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا رہا اور لوگ اس سے خوش رہے، اور تیسرا وہ شخص جو دن رات پانچوں نمازوں کی اذان دیتا رہا۔ (ترمذی شریف)

۹۰۸ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي التَّاْذِيْنِ لَتَضَارَبُوْا عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے میں کیا فضیلت ہے؟ تو ہر شخص اذان دینا چاہتا اس لیے) اذان دینے کے لیے تلواریں لے کر لڑ پڑتے (امام احمد)

۹۰۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جس کسی قوم پر حملہ کرتے تو) صبح صادق طلوع ہونے کے بعد حملہ کیا کرتے اور اذان کی طرف کان لگائے منتظر رہتے اگر وہاں سے اذان سنائی دیتی تو رک جاتے ورنہ (اس بستی پر) حملہ کر دیتے تھے ایک بار کسی شخص کے یہ الفاظ سنے اللہ اکبر اللہ اکبر تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَى الْفِطْرَةِ یہ اسلام پر ہے (کیوں کہ مسلمان ہی اذان کہتے ہیں) پھر اس شخص نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا (یعنی میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (توحید کے اقرار سے) تم جہنم کی آگ سے نکل گئے ہو، صحابہ نے دیکھا تو وہ شخص بکریاں چرانے والا نکلا (مسلم شریف)

۹۱۰/۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَاَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَيُّكُمْ تَطِيْبُ نَفْسُهٗ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ.

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے کہا کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور آپ (مہاجرین) میں سے ایک امیر ہو تو ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو (اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ) وہ کون شخص ہے (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے) ان سے سبقت کرنے کو پسند کرتا ہے، سب نے بیک زبان کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ الْهُمَّامِ اَلْاِمَامَةُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ عِنْدَنَا لِمُوَاظَبَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهَا وَكَذَا الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ بَعْدَهٗ.

امام ابن الہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اذان دینے سے امامت کرنا افضل ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کرنے پر مداومت فرمائی ہے اور اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی امامت کرنے کی ہمیشہ پابندی کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ہمارے نزدیک اذان دینے سے امامت کرنا افضل ہے اس کے برخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس امامت سے اذان دینا افضل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اذان کی افضلیت پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ "الامام ضامن والمؤذن مؤتمن اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ" امام ضامن ہے (کہ مقتدیوں کی نماز کی صحت امام کی صحت نماز پر منحصر ہے) اور مؤذن امانت دار ہے (کہ لوگ نمازوں کے پڑھنے اور روزوں کے افطار میں مؤذن پر اعتماد کرتے ہیں) اے اللہ اماموں کو علم و عمل کی ہدایت فرما اور مؤذنوں کو بخش دے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ امین کی حالت ضامن کی حالت سے افضل ہوتی ہے اس لیے امام پر مؤذن کو فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اس حدیث کے بارے میں اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے امام اور مؤذن میں کسی کی افضلیت ظاہر کرنا مقصود نہیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کے حال کو بیان فرما کر ہر دو کے لیے دعائے خیر فرمائی ہے۔

(اشعۃ اللمعات کی عبارت ختم ہوئی) اگر اس حدیث سے کسی ایک کی فضیلت ظاہر کرنا مقصود ہے تو درحقیقت امام ہی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ مؤذن تو صرف اوقات نماز بتاتا ہے حالانکہ امام ارکان نماز کا ضامن ہوتا ہے نیز امام بوقت دعا مقتدیوں اور پروردگار کے درمیان سفارت اور واسطہ کا کام دیتا ہے، یہ کہاں اور وہ کہاں؟ امام افضل کیوں نہ ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جانشین ہے، اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام اور مؤذن میں افضل کون ہے؟ علاوہ ازیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اماموں کے لیے راہ حق پر قائم رہنے کی دعا فرمائی ہے اور مؤذنین کے لیے مغفرت کی دعاء فرمائی ہے۔ واضح ہو کہ راہ حق پر قائم رہنے کی دعا مغفرت کی دعا سے اعلیٰ وارفع ہے کیونکہ مغفرت کا تقاضہ یہ ہے کہ کچھ گناہ سرزد ہوتے ہیں اور ان کی بخشش کی دعا کی جارہی اس کے برخلاف راہ حق پر قائم رہنے کا تقاضہ مقصد کو پالینا ہے (یہ مرقات میں مذکور ہے)

امامت کے افضل ہونے کی تائید میں اور حدیثیں ہیں جو ذیل میں آرہی ہیں۔

٩١١/١٣ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ الْإِمَامُ ثُمَّ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِ الْإِمَامِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں تمام لوگوں میں افضل امام ہے اور امام کے بعد مؤذن ہے اور ان دونوں کے بعد وہ شخص ہے جو امام کی سیدھی جانب ہو (اس کی روایت دیلمی نے اپنی مسند میں کی ہے)

٩١٢/١٤ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے پھر تم میں سے (جو علم، عمر، یا تقوی میں) سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے (بخاری اور مسلم)

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے امامت کی اذان پر افضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اذان دینے والے کے لیے کسی قسم کی شرط نہیں لگائی گئی۔ اس کے برخلاف امام کے لیے بڑے ہونے کی شرط لگائی گئی ہے اور یہ امامت کے افضل ہونے کی واضح ترین دلیل ہے۔ ۱۲

٩١٣/١٥ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّحْمَةُ تَنْزِلُ عَلَى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الْإِمَامِ ثُمَّ عَلَى مَنْ عَلَى يَمِينِهِ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ .

نے ارشاد فرمایا کہ رحمت سب سے پہلے امام پر نازل ہوتی ہے پھر اس شخص پر جو امام کے دائیں جانب (قریب ہونے میں) اول ہے اس کے بعد جو اول ہے اسی لحاظ سے رحمت نازل ہوتی جاتی ہے (ابو الشیخ)

۹۱۴/۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ نَحْوَهُ فِي الْكَبِيرِ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اُن لوگوں کو امام بنایا کرو جو تم میں سب سے اچھے ہوں اس لیے کہ وہ تمھارے اور تمہارے رب کے درمیان نمائندے ہوتے ہیں (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے کبیر میں اسی طرح روایت کی ہے

۹۱۵/۱۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِينًا دَخَلَ الْجَنَّةَ .

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر اذان دینے لگے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (انھیں کی طرح) یقین کے ساتھ اذان کے ہر کلمہ کا جواب دیتا جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی شریف)

۹۱۶/۱۸ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ .

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بے شک اذان دینے والے ہم پر فضیلت رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی جس طرح مؤذن کہتے ہیں کہا کرو اور جب تم اذان کے جواب سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو تمھاری دعا قبول ہوگی۔ (ابوداؤد)

۹۱۷/۱۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ وَالْمُلَبِّينَ يَخْرُجُونَ مِنْ قُبُورِهِمْ يُؤَذِّنُ الْمُؤَذِّنُ وَيُلَبِّي الْمُلَبِّي رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے اپنی اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ مؤذن اذان دے رہا ہوگا اور جواب دینے والا

جواب دے رہا ہوگا (اس کی روایت طبرانی نے الاوسط میں کی ہے)

۹۱۸/۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی مؤذن کی طرح کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لیے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ایک درود کے بدلے اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے مقام وسیلہ ملنے کی دعا کرو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی کے لیے مخصوص ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا (جس کو مقام وسیلہ ملے گا) تو جو شخص میرے لیے مقام وسیلہ کے ملنے کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی۔

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ تم بھی اسی طرح کہو جو مؤذن کہتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اذان سننے والے پر واجب ہے کہ مؤذن جن الفاظ کو ادا کرے جواب دینے والا بھی انہی الفاظ کو جواب میں ادا کرتا جائے۔ لیکن امام حلوانی نے کہا ہے کہ مؤذن کا جواب دینا زبان سے مستحب ہے اور واجب یہ ہے کہ اذان سنتے ہی مسجد کی طرف چلے تاکہ جماعت فوت نہ ہو اگر اذان سن کر مسجد کو نہ جائے تو ترک واجب سے گنہگار ہوگا (یہ درمختار میں مذکور ہے اور درمختار میں اس جگہ اور بھی تفصیل ہے جس کی تشریح ردالمختار میں کی گئی ہے)

۹۱۹/۲۱ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مؤذن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو سننے والا (مؤذن کے جواب میں) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ پھر مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو یہ شخص بھی (اس کے جواب میں) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ پھر مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو یہ بھی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے پھر مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو یہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ پھر مؤذن حَيَّ عَلٰی۔

ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اَلْفَلَاح کہے تو یہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے پھر مؤذن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو یہ بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو یہ شخص بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور سب کا جواب صدق دل سے دے تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا (مسلم شریف)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ان ہر دو کلمات کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔

عمدۃ المفتی میں لکھا ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ان ہر دو کلمات کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے ساتھ "مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ" کا اضافہ کریں اور کافی میں ان دونوں چیزوں میں اختیار دیا ہے کہ چاہیں تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں صرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھیں یا صرف "مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ" پڑھیں، البتہ محیط میں تفصیل ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سن کر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر "مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ" لیکن قول مختار قول اول ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ان کلمات میں سے ہر ایک کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ کو جمع کرے یہ ردالمختار میں مذکور ہے ۱۲

۹۲۰/۲۲ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّيْ لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ اِذْ اَذَّنَ مُؤَذِّنُهٗ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهٗ حَتّٰى اِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان دی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کہتے گئے جس طرح مؤذن نے کہا یہاں تک کہ جب مؤذن نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہا تو انھوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا اور جب مؤذن نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا تو انھوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہا اور اس کے بعد مؤذن نے جس طرح کہا اسی طرح کہہ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذان کے جواب میں اسی طرح کہتے ہوئے سنا ہے۔ (امام احمد)

۹۲۱/۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ وَاَنَا وَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتے کہ وہ

أَنَا ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہہ رہا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے وَاَنَا وَاَنَا (یعنی جیسے تم گواہی دے رہے ہو، میں بھی ایسی ہی توحید اور رسالت دونوں کی گواہی دیتا ہوں۔ اسی لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انا کو مکرر ارشاد فرمایا ہے) (ابوداؤد شریف)

۹۲۲/۲۴ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَوْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ فَلَمَّا أَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْإِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْأَذَانِ ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی صحابی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا یعنی اللہ تعالیٰ نماز کو قائم رکھے اور اس کو ہمیشہ رکھے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیہ الفاظِ اقامت کا جواب اسی طرح ادا فرمایا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہوئی حدیث ۹۱۹/۲۱ میں اذان کا جواب دیا گیا ہے (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اقامت کے الفاظ کو مؤذن نے جس طرح کہے آپ نے بھی اسی طرح ادا فرمائے البتہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرمایا اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا ارشاد فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر کے کلمات کا جواب بھی اسی طرح دینا چاہیے جس طرح اذان کے کلمات کا جواب دیا جاتا ہے) (ابوداؤد شریف)

۹۲۳/۲۵ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ

حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مؤذن کی اذان سن کر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ

رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے اور جس کا شریک کوئی نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوں اور محمدؐ کے رسول اللہ ہونے پر راضی ہوں اور اپنا دین اسلام ہونے سے راضی ہوں۔ اذان سن کر اس طرح کہنے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (مسلم شریف)

ف: حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی اذان میں سن کر انگوٹھوں کو چومنا مسنون ہے۔ احادیث میں صحابہ کرام سے یہ عمل ثابت ہے۔ اسے بدعت یا گناہ کہنا خود صریح گناہ ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو رسالے تحریر فرمائے ہیں۔

(۱) "منیر العینین فی حکم تقبیل الابہامین"

(۲) "نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ"۔

ان دونوں رسائل میں امام موصوف نے دلائل کے ساتھ احادیث اور اصول حدیث کی روشنی میں وضاحت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں کے ساتھ مس کرنا سنت صحابہ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بروز محشر شفاعت کا مژدہ سنایا ہے۔ جو اسے بدعت کہے وہ خود گمراہ منکر حدیث ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اپنے فتاوی رضویہ جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز۔ جس کے جواز میں مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم اور اگر خود کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا جواز کے لیے دلیل کافی تھا۔ جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔ پھر یہاں تو حدیث، فقہ، ارشاد علماء و عمل قدیم سلف صلحاء سب کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابو العباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا الصلوۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَى الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَيَكْفِيْ

لِلْعَمَلِ بِہٖ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ"

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہیں لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شئی کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم نور مجسم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجہ صحت تک مرفوع نہ ہو۔ امام سخاوی "المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرہ علی الالسنہ" میں فرماتے ہیں۔ حدیث مَسْحُ الْعَیْنَیْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَتَیِ السَّبَّابَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِہِمَا عِنْدَ سِمَاعِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَعَ قَوْلِہٖ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا ذَکَرَہُ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ ھٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمُلَتَیْنِ السَّبَّابَتَیْنِ وَمَسَحَ عَیْنَیْہِ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ شَفَاعَتِیْ وَلَا یَعِمْ۔

"یعنی مؤذن سے" اشھد ان محمدا رسول اللہ" سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا" اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا" اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے زیریں سے چوم کر آنکھوں سے مس کئے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت نام رکھتے ہیں۔

۹۲۴/۲۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی (یعنی ضرور قبول ہوتی ہے) (ابوداؤد اور ترمذی)

۹۲۵/۲۷ وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یُلْحِمُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّتَحْتَ الْمَطَرِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ وَتَحْتَ الْمَطَرِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو وقت ایسے ہیں جن میں دعائیں رد نہیں ہوتیں، یا یہ فرمایا کہ بہت کم رد کی جاتی ہیں، ایک اذان کے وقت کی دعا، دوسرے جہاد کے وقت کی دعا جب ایک دوسرے سے گتھ جاتے ہیں، یا یہ فرمایا بارش میں بھیگتے وقت کی دعا۔ (ابوداؤد) اور دارمی نے بھی اس

کی روایت کی ہے لیکن دارمی نے بارش میں بھیگنے وقت کی دعا کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۹۲۶/۲۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (پوری) اذان سننے اور اس کا جواب دینے کے بعد یہ دُعا پڑھے "اے اللہ! اے ہمارے پروردگار، سب بلاووں سے نماز کا بلاوا اکمل ہے اور موجودہ نماز کے مالک جس کی اذان دی جارہی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود عطا کر (جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے) تو اس دعا کے پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت ضرور ہوگی۔ (بخاری)

۹۲۷/۲۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالدُّعَاءِ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم کو حکم دیا جاتا تھا کہ ہم اذانِ مغرب کے وقت دُعا کیا کریں (اس کی روایت بیہقی نے الدعوات الکبیر میں کی ہے)

۹۲۸/۳۰ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْلَ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذانِ مغرب کے وقت اس دعا کی تعلیم دی ہے اللھم هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ (اے اللہ یہ وقت یہ تیری رات کی آمد کا ہے اور تیرے دن کے رخصت ہونے کا اور تیری اذان دینے والوں کی اذان کا وقت ہے پس تو مجھے بخش دے (اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور بیہقی نے الدعوات الکبیر میں بھی اس کی روایت کی ہے)

۹۲۹/۳۱ وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِنْدَ كُلِّ اَذَانَيْنِ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا الْمَغْرِبَ رَوَاهُ

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت وہ حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر دو اذان یعنی

الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ وَهُوَ الْمَحْفُوظُ وَرَوَى الْبَزَّارُ عَنْ بُرَيْدَةَ نَحْوَهُ وَفِي رِوَايَةٍ صَلوٰةٌ إِلَّا بَدَلَ رَكْعَتَيْنِ مَا خَلَا۔

اذان اور اقامت کے درمیان (کم ازکم) دو رکعت ہیں، سوائے نماز مغرب کے (یعنی نماز مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان کوئی نماز نہیں ہے) (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اس کی سند معتبر ہے) اور بزار نے بھی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: اذان اور اقامت کے درمیان بجز نماز مغرب کے ہر نماز کے لیے سنتیں ہیں، اسی حدیث کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان نفل نماز کو مکروہ قرار دیا ہے (یہ مرقات میں مذکور ہے)

۹۳۰ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي قَالَ أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے امام ہو اور تم ان میں سے سب سے ضعیف کا لحاظ کیا کرو، اور ایک ایسے شخص کو مؤذن بنا لو جو اذان پر اجرت نہ لیتا ہو (امام احمد، ابوداؤد اور نسائی)

۹۳۱ وَعَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهُ قَالَ فَأَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانَ فَأَذَّنْتُ ثُمَّ أَعْطَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ صُرَّةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَعَقَدَ تَرْجَمَةً عَلَى الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ أَيْضًا۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ کو اذان سکھاتے گئے اور میں اذان دیتا گیا، پھر جب میں اذان دینے سے فارغ ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک تھیلی عطا فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی (ابن حبان) اور باب کا عنوان اذان پر اجرت لینے کا جواز رکھا ہے۔ (اور اس کی روایت نسائی نے بھی کی ہے)

ف: اذان، اقامت وامامت کی اجرت لینا اس حدیث کی روشنی میں جائز ہے۔ کیونکہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاندی کی ایک تھیلی جو عنایت فرمائی۔ اسی طرح دوسرے تبلیغی و دینی کاموں کی بھی اجرت لی جا سکتی ہے۔

ف: علماء نے اذان، اقامت اور امامت پر اجرت لینے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اذان، اقامت اور امامت پر اجرت لینا مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ

اللہ تعالیٰ اور ان کے شاگردوں نے بھی ان پر اجرت لینا مکروہ قرار دیا ہے اور اس پر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ایسے شخص کو موذن بناؤ جو اذان دینے پر اجرت نہ لیتا ہو، یہ متقدمین احناف کا قول ہے لیکن متاخرین احناف نے اجرت کے جائز ہونے پر فتوی دیا ہے اور ابن حبان کی اس حدیث سے جو ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے استدلال کرتے ہیں۔

۹۳۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنُ الْمُحْتَسِبُ كَالشَّهِيْدِ الْمُتَشَحِّطِ فِيْ دَمِهٖ وَإِذَا مَاتَ لَمْ يُدَوِّدْ فِيْ قَبْرِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ۔
۳۴

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب موذن (جو اجرت نہ لیتا ہو) ایسے شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو، اور جب وہ مر جائے گا تو قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے (اس کی روایت طبرانی نے الکبیر میں کی ہے)

۹۳۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ وَيُصَلِّيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ انْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔
۳۵

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب اس بکریاں چرانے والے پر تعجب کرتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی کے کسی بلند حصہ پر نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو دیکھو کہ اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے اس بندہ کے گناہوں کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا (ابوداؤد اور نسائی)

۹۳۴ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَتَوَضَّأْ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَتَيَمَّمْ فَإِنْ أَقَامَ صَلّٰى مَعَهٗ مَلَكَانِ وَإِنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ مَا لَا يُرٰى طَرَفَاهُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هٰذَا إِسْنَادُهُ بِإِسْنَادِ رِجَالِ الصِّحَاحِ۔
۳۶

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی جنگل میں ہو اور نماز کا وقت آجائے تو وہ وضو کرلے اور اگر پانی نہ ملا تو تیمم کرے، اگر اس نے (صرف) اقامت کہی ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر اس نے اذان و اقامت کہی ہے تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی فوج نماز پڑھتی ہے جس کے اول و آخر کے دونوں سرے دکھائی نہیں دیتے

سکتے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے اور بالیسی حدیث ہے جس کی سند کے راوی صحاح کے راوی ہیں)

باب ۷

ف: ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اذان کے متعلق جو کچھ گزرا ہے یہ باب ان چیزوں کا تتمہ ہے۔ ۱۲

۹۳۵ عَنْ بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ لَا تُؤَذِّنْ حَتّٰی یَسْتَبِیْنَ لَکَ الْفَجْرُ ھٰکَذَا وَمَدَّ یَدَیْہِ عَرْضًا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَلَمْ یُضَعِّفْہُ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ نَحْوَہٗ قَالَ فِی الْاِمَامِ رِجَالُ اِسْنَادِہٖ ثِقَاتٌ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک فجر کی روشنی اس طرح ظاہر نہ ہو جائے اذان مت دیا کرو، اس طرح فرماتے ہوئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک کو آسمان کی طرف عرض میں پھیلایا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو ضعیف نہیں قرار دیا اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے الامام میں کہا ہے کہ اس سند کے راوی سب ثقہ ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ رَوَّادٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ بِلَالًا اَذَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

عبدالعزیز بن ابی رواد کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے اذان دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضبناک ہوئے۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو فجر کی اذان نہ دیا کرو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نماز کی اذان اس کے وقت کے شروع ہونے سے پہلے نہ دی جائے اور اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی ہے تو وقت شروع ہونے پر اس کا اعادہ کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان جماعت کی اطلاع کے لیے دی جاتی ہے اور وقت سے پہلے اذان دینے سے اذان کی جو غرض ہے کہ جماعت کے وقت سے مطلع کیا جائے۔ وہ غرض حاصل نہیں ہوتی تو گویا وقت سے پہلے اذان دینا جماعت کے وقت سے بے خبر

رکھنا ہوا۔ البتہ فجر کی اذان کے بارے میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ رات کے نصف آخر میں فجر کی اذان جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ اس پر اہل حرمین کا نسلاً بعد نسل عمل در آمد ہے لیکن یہ حدیث سب پر حجت ہے یہ ہدایہ سے ماخوذ ہے اور نہایۃ میں مذکور ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث میں لَا یَغُرَّنَّکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ (یعنی تم کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از وقت اذان دیا کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی ہماری دلیل ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی تعالیٰ عنہ کی اذان کا اعتبار نہیں کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کا ایسا اعتبار نہ کریں جیسا کہ وقت کے اندر کی اذان کا اعتبار کیا کرتے ہیں، جب ہی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان تم کو دھوکہ نہ دے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لیے اذان دیتے ہیں کہ شب میں عبادت کرنے والا عبادت کو ختم کر دے، روزہ دار سحری کر لے اور سونے والا نیند سے اٹھے اس لیے ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے اور جب تک لوگوں سے یہ نہ سن لیتے تھے کہ صبح صادق ہو چکی ہے اس وقت تک اذان نہیں دیا کرتے تھے۔ ۱۲

۹۳۶/۳۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ قَالَ اِسْتَیْقَظْتُ وَاَنَا وَسْنَانُ فَظَنَنْتُ اَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ فَاَمَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنَادِیَ عَلٰی نَفْسِہٖ اِلَّا اَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَرَوٰی اَبُوْدَاؤدَ نَحْوَہٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کس لیے تم نے صبح صادق سے پہلے اذان دی ہے؟ تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں نیند سے اونگھتا ہوا اٹھا اور گمان کیا کہ صبح صادق ہو گئی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اپنی طرف سے اس معذرت کا اعلان کریں کہ بندہ وقت معلوم کرنے سے بے خبر تھا اور نیند میں تھا (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وقت سے پہلے اذان دینا جائز نہیں۔ ۱۲

۹۳۷/۳۹ وَعَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّیْ فَقَالَ اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِیْمَا وَلْیَؤُمَّکُمَا اَکْبَرُکُمَا۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک چچا زاد بھائی ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سفر کے لیے نکلو تو اذان دیا کرو اور اقامت کہا کرو اور تم دونوں میں سے جو بڑا ہے وہ امامت کیا کرے۔

(بخاری شریف)

۹۳۸ وَعَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَسْرَيْنَا لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ وَنَامَ النَّاسُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِالشَّمْسِ قَدْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ حَدَّثَنَا مَا هُوَ كَائِنٌ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت برید بن ابی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک رات ہم چلتے رہے جب صبح قریب ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مقام پر اترے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نیند آ گئی اور سب لوگ بھی سو گئے (سب سے پہلے) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت بیدار ہوئے کہ آفتاب نکل چکا تھا اور دھوپ ہم پر گر رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت سنت ادا فرمائی پھر حکم دیا تو مؤذن نے اقامت کہی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرض نماز پڑھائی، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قیامت تک جتنی چیزیں ہونے والی تھیں ہم کو سب بیان فرمائیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور اسی طرح ابو داؤد، حاکم، بزار، طبرانی اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قضاء نماز کے لیے بھی اذان و اقامت دونوں کہی جائیں یہی حنفی مذہب ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے کہ قضاء نماز کے ادا کرتے وقت اذان دے اور اقامت بھی کہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس کے موقع پر نماز فجر کی قضاء اذان و اقامت کے ساتھ ادا فرمائی ہے اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ پر حجت ہے، اس لیے کہ امام موصوف قضا نمازوں کی [illegible] میں صرف اقامت پر اکتفاء فرماتے ہیں۔ ۱۲

۹۳۹ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم اسی وقت اٹھو جب مجھے دیکھ لو کہ میں حجرے سے نکل گیا ہوں (بخاری اور مسلم)

ف: ذخیرہ میں ہے کہ اگر امام مسجد کے باہر ہو اور صفوں کے پیچھے سے مسجد میں داخل ہو رہا ہے تو نمازی امام کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں، اور درمختار کی عبارت یہ ہے کہ اگر امام سامنے سے مسجد میں داخل ہو رہا

ہے تو امام پر نگاہ پڑتے ہی مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ ۱۲

۹۴۰/۴۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَابْنُ حَزْمٍ بِسَنَدٍ مِّثْلِهٖ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ لَا بَاْسَ بِهٖ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِیْ صَلٰوةٍ وَّقَالَ مُحَمَّدٌ لَا تَعْجَلَنَّ بِرُكُوْعٍ وَّلَا افْتِتَاحٍ حَتّٰى تَصِلَ اِلَى الصَّفِّ وَتَقُوْمَ فِيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے مت آیا کرو، بلکہ معمولی رفتار سے اطمینان کے ساتھ آؤ اور جو کچھ نماز تم کو مل جائے اُسے جماعت سے پڑھ لو اور جو باقی رہ جائے بعد میں اسے پورا کر لو (اس کی روایت (ابوداؤد اور طحاوی) اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، اور ابن حزم نے بھی سند صحیح کیساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت کی ہے اور بیہقی نے سند معتبر کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں کوئی شخص نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اس وقت سے نماز ہی میں ہوتا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جب تک تم صف میں نہ پہنچ جاؤ اور صف میں نہ کھڑے ہو جاؤ تب تک ہرگز رکوع کرنے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت میں شریک ہونے کی عجلت مت کیا کرو۔

ف: اس حدیث میں مذکور ہے "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ" (جب نماز کی اقامت ہونے لگے تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے مت آیا کرو) واضح ہو کہ اقامت سن کر دوڑنے کی جو ممانعت یہاں وارد ہے وہ نہی تنزیہی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اسکے بعد آرہی ہے اس سے جماعت کے لیے بغیر مشقت کے تیزی سے آنا ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی وارد ہے " فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا (جو کچھ نماز تم کو مل جائے اسے جماعت کے ساتھ پڑھ لو اور جو باقی رہ جائے بعد میں اس کی قضاء کر لو) اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص کو امام کے ساتھ ابتداء نماز سے جماعت میں شرکت کا موقع نہ مل سکا اور جماعت میں وہ ایسے وقت شریک ہوا جب کہ نماز کا کچھ حصہ ہو چکا تھا ایسے شخص کو مسبوق کہتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق حدیث میں دو طرح کے الفاظ وارد ہیں۔ ایک وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا (نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ نہ ملنے سے فوت ہو گیا ہے اس کی قضاء کر لو۔

دوسرے "وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا (نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ نہ ملنے سے فوت ہوگیا ہے اس کو تمام کرلو) ایک میں قضاء اور دوسرے میں اتمام کا لفظ مذکور ہے، اب اتمام اور قضاء کے معنی میں علماء کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ کیا ان دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہے یا دونوں کے معنی الگ الگ ہیں؟

اس اختلاف کی بناء پر مسبوق کے متعلق یہ اختلاف پیدا ہوگیا کہ مسبوق جب سے امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا ہے تو امام کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز مسبوق کی ابتدائی نماز ہوگی یا اس کی آخری نماز ہوگی؟ اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مسبوق جہاں سے نماز میں شریک ہوا ہے وہاں سے اس کی نماز شروع ہوئی ہے اس لیے یہ اس کی نماز کا ابتدائی حصہ ہوگا اور یہ شخص امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی بقیہ نماز کی تکمیل کرے گا اور نماز کا وہ حصہ جس کو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر رہا ہے اس کی نماز کا آخری حصہ سمجھا جائے گا اور یہ بعد والی نماز جس کو یہ تنہا پڑھ رہا ہے امام کے ساتھ ادا شدہ نماز کا تتمہ کہلائے گی، یہ امام شافعی، امام اسحاق اور امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت میں اسی طرح منقول ہے اور ان سب حضرات نے حدیث کے الفاظ "وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا" سے استدلال کیا ہے اس لیے کہ اتمام کا تعلق ایسی شئے سے ہوتا ہے جس کی ابتداء پہلے سے ہو اور اس کا کچھ حصہ باقی رہ جائے تو اس قول کی بناء پر امام کے بعد مسبوق کی جو نماز ادا ہو رہی ہے وہ نماز کا آخری حصہ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مسبوق جہاں سے جماعت میں شریک ہوا ہے وہ مسبوق کی نماز کا آخری حصہ ہے جیسے کہ خود امام کی نماز کا آخری حصہ ہے۔ اس لیے یہ شخص امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد قضاء نماز جو ادا کرے گا۔ وہ اس کی نماز کے فوت شدہ ابتدائی حصہ کی قضاء ہوگی اور نماز کا وہ حصہ جس کو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر رہا ہے اس کی نماز کا ابتدائی حصہ کہلائے گا جو قضاء ہوگیا تھا اب وہ اس کو ادا کر رہا ہے۔

یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ایک روایت اسی طرح کی ہے۔ نیز حضرت سفیان، مجاہد اور ابن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے، ابن بطال نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی تائید حضرات ابن مسعود، ابن عمر، ابراہیم نخعی، شعبی اور ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتوں سے ہوتی ہے اور اس قول ثانی کے قائلین نے ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، "وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوا" سے استدلال کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب نے "فَأَتِمُّوا" سے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مربوط ہوتی ہے اور اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اس لیے امام کی نماز کا جو آخری حصہ ہے وہ مسبوق کی نماز کا بھی لازماً آخری حصہ متصور ہوگا ورنہ امام کی اقتداء کے منشاء کے خلاف ہوگا اس بنا پر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "فَأَتِمُّوا" کو بمعنی "فَاقْضُوا" اس طرح محمول کیا جائے گا کہ جس نے نماز کے فوت شدہ حصہ کی قضاء کی تو اس نے اپنی نماز کو تمام کر لیا یعنی مکمل کر لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز

کے فوت شدہ حصہ کے باقی رہ جانے سے اس شخص کی نماز ناقص تھی اور اس شخص نے امام کے نماز ختم کرنے کے بعد نماز کے باقی حصہ کو ادا کر کے اپنی اس ناقص نماز کو تمام کرلیا۔ (یہ عمدۃ القاری میں مذکور) اس کو مثال سے اس طرح سمجھئے۔

ایک شخص ظہر کی جماعت میں امام کے ساتھ ایسے وقت شریک ہوا جب کہ امام کی دو رکعتیں ہو چکی تھیں اور اس نے امام کے ساتھ آخری دو رکعتیں ادا کیں تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے لحاظ سے امام کے ساتھ اس نے آخری جو دو رکعتیں ادا کی ہیں اس کی پہلی دو رکعتیں ہوں گی اور اب وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جو دو رکعتیں ادا کر رہا ہے اس کی آخری دو رکعتیں ہیں کہ وہ ان دو رکعتوں سے اپنی نماز کو تمام کر رہا ہے اس لیے وہ ان دونوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے گا کوئی دوسری سورت نہیں ملائے گا۔ اس کے برخلاف امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے لحاظ سے اس مسبوق نے امام کے ساتھ جو دو رکعتیں ادا کی ہیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ جو دو فوت شدہ رکعتیں ادا کرے گا اس کی پہلی دو رکعتیں ہیں جو قضا ہو گئی ہیں، جن کو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر رہا ہے اس وجہ سے وہ ان دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ضم سورہ بھی کرے گا اور جن حدیثوں میں "فَاقْضُوْا" کا ذکر ہے اس کی یہی تفصیل ہے۔ ۱۲

۹۴۱/۴۳ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْاِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيْعِ فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَجْهَدْ نَفْسَهٗ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان ہے) کو گئے ہوئے تھے ان کو مسجد نبوی کی اقامت کی آواز بقیع میں سنائی دی، جس پر وہ وہاں سے تیزی سے آئے۔ (اس کی روایت امام محمد نے امام مالک سے کی ہے اور کہا ہے کہ شرکت نماز کے لیے تیز چل کر آنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ اپنے کو نہ تھکائے اور تکلیف نہ ہو)

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ (یہ باب مسجدوں اور نماز کی جگہوں کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ.

ترجمہ: "کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے"۔ (پ ۱ سورۃ آیت ۱۲۵) (کنزالایمان)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک و صاف رکھا جائے وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے۔ یہ سنت انبیاء ہے۔

تنبیہ: آجکل مساجد میں مروجہ ایصال ثواب کی محافل، میلاد شریف گیارہویں شریف، اموات کے قل و چہلم کی محافل اور دوسرے پروگرام جن میں لنگر و تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ مسئلہ کے مطابق مقامی لوگوں کو مساجد میں کوئی چیز نہیں کھانی چاہیے سوائے مسافروں اور معتکفین کے۔ لوگ مساجد میں تبرک وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور مساجد میں ہی کھاتے ہیں۔ اور بوقت تقسیم کسی قسم کی احتیاط نہیں کرتے خصوصاً مزارات اولیاء کے ساتھ ملحقہ مساجد میں تو بہت ہی لاپرواہی اور غفلت برتی جاتی ہے جس سے ان کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے جس سے مساجد میں گندگی بھی نہ پھیلے اور ایصال ثواب کی محافل میں تبرک بھی باحسن وجوہ تقسیم ہو جائے۔ ارواح اولیاء خوش بھی ہوں مساجد بھی پاک صاف اور ستھری رہیں۔ یہی آیت کریمہ کا مقصود ہے کہ میرا گھر خوب پاک صاف کرو اعتکاف، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے۔ آیت کریمہ کا منشاء اگرچہ خاص ہے یعنی بیت اللہ شریف حرم کعبہ۔ مگر تمام مساجد بھی اس میں شامل ہوں گی کیونکہ بیت اللہ (اللہ کا گھر) ہونے میں وہ بھی تو شامل ہیں۔ تفسیر نور العرفان میں زیر آیت لکھا ہے کہ مساجد کا کوئی متولی، منتظم ہونا چاہیے جو شریعت، نمازی اور صالح ہو اور مسجد کے تمام انتظامات خصوصاً صفائی وغیرہ کا خاص خیال رکھے۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ.

ترجمہ: "اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو"۔ (کنزالایمان) (پ ۲ سورۃ آیت ۱۴۴)

ف: معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ دور والوں کے لیے سمت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے۔ مکہ والوں کے لیے عین کی طرف منہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ شطرہ سے معلوم ہوا۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما۔ (کنز الایمان) (پ۴ سورۃ ۳ آیت ۹۶)

ف: شانِ نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے۔ کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء کا مقام ہجرت و قبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت کے لیے مقرر کیا نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے سابقہ بنیادوں پر تعمیر کیا۔ ورنہ کعبہ تو آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کا ہے۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔

ترجمہ: "ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔" (پ۱۸ سورۃ ۲۴ آیت ۳۶) (کنز الایمان)

ف: ان کی تعظیم و تطہیر لازم کی۔ ان گھروں سے مراد مسجدیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مسجدیں بیت اللہ ہیں زمین میں (لہٰذا مساجد کی تعظیم و تطہیر لازم و ضروری ہے۔ جنبی مرد و عورتیں جو کہ حائضہ بھی ہوں جب تک پاک و صاف نہ ہو جائیں مسجد میں داخل نہ ہوں۔ پلید آدمی کا مسجد میں داخل ہونا سخت منع ہے اگر کسی معتکف، مسافر یا سوئے ہوئے شخص کو مسجد میں احتلام ہو جائے تو وہ فوراً اسی جگہ تیمم کر کے مسجد سے باہر نکل جائے وہاں ٹھہرا نہ رہے کہ اب کیا کروں؟ کیسے مسجد سے نکلوں جتنی زیادہ دیر مسجد میں ٹھہرا رہے گا گنہگار ہوگا۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔

(ترجمہ) اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔"

(پ۱۰ سورۃ توبہ ۹ آیت ۱۸) کنز الایمان

ف: تفسیر خزائن العرفان میں زیر آیت لکھا ہے کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مؤمنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں۔ جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی باتوں سے محفوظ رکھنا جن کے لیے وہ نہیں بنائی گئیں۔ مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لیے بنائی گئیں ہیں۔ اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔ لہٰذا مساجد میں دنیاوی لغویات اور فضول

حرکات نہیں ہونی چاہییں۔

۹۴۲ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَبِلَالٌ خَلْفَهُ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ هَلْ صَلّٰى قَالَ لَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَخَلَ فَسَأَلْتُ بِلَالًا هَلْ صَلّٰى قَالَ نَعَمْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، جب دوسرا دن ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں دو رکعت نماز پڑھی ہے (دار قطنی)

۹۴۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزَّجَّاجِ قَالَ أَتَيْتُ شَيْبَةَ بْنَ عُثْمَانَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عُثْمَانَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَلَمْ يُصَلِّ قَالَ بَلٰى صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ثُمَّ أَلْزَقَ بِهِمَا ظَهْرَهُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى أَبُو يَعْلٰى وَابْنُ عَسَاكِرَ نَحْوَهُ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن زجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر پوچھا کہ اے اباعثمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہو کر کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھتے شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو سامنے کے دو ستونوں کے پاس دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے اور نماز کے بعد دونوں ستونوں سے اپنی پشت مبارک چمٹائے رہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے) اور ابو یعلی اور ابن عساکر نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۹۴۴ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ وَالْفَضْلُ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور حضرت فضل اور حضرت اسامہ بن زید اور عثمان ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی (آپ کے ساتھ داخل

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ السَّارِيَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَهُ۔

ہوئے) (بخاری اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس سے میں ملا وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کہاں نماز پڑھی ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ ان دو ستونوں کے درمیان نماز ادا فرمائی ہے (ابن ابی شیبۃ) طحاوی بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

---

۹۴۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے (ترمذی)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے رہنے والوں کا قبلہ جانب جنوب، مشرق اور مغرب کے درمیان ہے، اس لیے کہ مدینہ منورہ مشرق اور مغرب کے درمیان واقع ہے۔

واضح ہو کہ استقبال قبلہ میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ عین کعبہ کی جانب رخ کرنا فرض ہے۔ اگر عین کعبہ کی جانب رُخ کرنا کعبۃ اللہ کے نگاہ سے غائب ہونے کی وجہ سے دشوار ہے تو عین کعبہ کی جانب رُخ کرنے کی نیت کرنا ضروری ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عین کعبہ کی جانب رُخ کریں اور اسی طرح مدینہ منورہ میں رہنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی عین کعبہ کی نیت کریں جو مدینہ منورہ کے سوا دوسرے مقامات پر رہتے ہوں، ان کے لیے عین کعبہ کی جانب رُخ کرنے کی نیت ضروری نہیں بلکہ ان کے لیے سمت کعبہ کی جانب رُخ کرنے کی نیت کرنا کافی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اس حدیث سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں وارد ہے کہ "مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے" اور اسی سے سمت قبلہ کی نیت کے کافی ہونے کی دلیل حاصل ہوتی ہے (نہایۃ، ہدایۃ، درمختار، مرقات) ۱۲

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سمت قبلہ کے بارے میں فتوی دریافت کیا گیا۔ آپ نے اس پر مفصل و مدلل رسائل تحریر فرمائے (۱) "هداية المتعال فى حد الاستقبال" ۱۳۲۴ (۲) کشف العلة عن سمت القبلة" ان ہر دو مذکورہ رسائل میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمت قبلہ کے تعین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "علمائے کرام کا حکم تو یہ ہے کہ جہت سے بالکل خروج ہو، تو نماز فاسد اور حدود جہت میں بلا کراہت جائز، کہ آفاقی ہی جہت ہے نہ کہ اصابت عین۔

بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی۔ پھر حلیہ امام ابن امیر الحاج حلبی میں فرماتے ہیں "قبلته حالة البعد جهة الكعبة وهي المحاريب لا عين الكعبة" (دوری کی حالت میں قبلہ جہت کعبہ ہے اور وہ محرابیں عین کعبہ کی جانب نہ ہی ہوں) جامع الرموز میں امام زندویسی سے ہے۔ "الجهة قبلة كالعين (جہت قبلہ بھی عین قبلہ کی طرح ہے مترجم) ہاں حتی الوسع اصابت عین قرب مستحب۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ "اتنا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد مدتوں سے بنی ہو اہل علم اور عامۂ مسلمین اس میں بلانکیر نمازیں پڑھتے رہے ہوں تو اگر کوئی فلسفی اپنے آلات وقیاسات کی رو سے اس میں شک ڈالنا چاہے تو اس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا۔ کہ صد ہا سال سے علماء وسائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت بات ہے۔ بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں۔ جن کے تحری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی شرعاً اجازت نہیں۔ ایسی تشکیک بعض مدعیان ہیأت نے بعض محرابات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی پیش کی۔ حالانکہ بالیقین صحابۂ کرام کا علم زائد تھا ہاں اس کے بعد فلسفی ادعا کا سننا بھی حلال نہیں ہاں تحقیق معلوم ہو کہ فلاں محراب کسی جاہل ناواقف نے یوں ہی جزافاً قائم کر دی ہے تو البتہ اس پر اعتماد نہ ہوگا۔

پھر فرماتے ہیں کہ "علماء کے ارشادات اس کے بارے میں تھے جو فن ہیأت کا ماہر کامل، عالم فاضل، ثقہ، عادل ہو، یہ نئی روشنی والے نہ فقہ سے مس، نہ ہیأت سے خبر اور دین و دیانت کا حال روشن تر۔ ان کی بات کیا قابل التفات۔ ان کی ہیأت دانی اس اعتراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانہ راست سے جانب پشت مائل ہونے کو دلیل انحراف بنایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذات قطب میں بنانا چاہتے ہیں علم ہیأت میں ادراک سمت کے لیے دو طریقے ہیں ایک تقریبی کہ عامۂ کتب متداولہ میں مذکور۔ دوسرا تحقیقی کہ زیجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرت ان دونوں سے مجبور۔ محاذات قطب چاہنا بھی ان صاحبوں کے خیال میں علمائے اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے۔ جن کا منشا اگر ان کے خیال میں ہوتا مسجد کا ڈھانا فرض نہ کرتے (علی گڑھ کے کچھ لوگوں نے مسئلہ دریافت کیا کہ علی گڑھ کی عیدگاہ سمت قبلہ کے مطابق نہیں اور انہوں نے نئی روشنی والوں سے اور انگریزوں کے آلات سے یہ معلوم کیا تھا اور انہوں نے عیدگاہ کی عمارت کو گرانے کا حکم بھی دے دیا جس کے جواب میں مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا) آگے فرماتے ہیں زمانۂ اقدس صحابۂ کرام بلکہ حضور پرنور سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام سے غیر مکی کے لیے جہت کعبہ، قبلہ قرار پائی ہے اصابت عین کی ہرگز تکلیف نہیں۔

ولہذا صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلاد متقاربہ بلکہ ملک بھر کے لیے ایک ہی قبلہ قرار دیا۔ ملک عراق کے واسطے باتباع ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وفرمان فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ نے بین المغرب قبلہ مقرر فرمایا۔

ائمہ کرام نے بخارا، سمرقند، نسف، ترمذ، بلخ، مرو، سرخس وغیرہ کا قبلہ مسقط رأس العرب بنایا۔ بیت المقدس، حلب دمشق، رملہ، نابلس وغیرہا تمام ملک شام کا قبلہ ستارۂ قطب کو پس پشت لینا ٹھہرایا۔ کوفہ، ہمدان،

قزوین، طبرستان، جرجان وغیرھا میں نہر شاش تک قطب کو داہنے کان کے پیچھے، ملک عراق میں سیدھے شانے
ملک مصر میں بائیں کندھے، ملک یمن میں منہ کے سامنے بائیں کو ہٹا ہوا فرمایا۔
امام، فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے بغداد، مقدس، بخارا شریف کا قبلہ ایک بنایا۔ علماء نے خراسان وسمرقند وغیرہا
بلاد مشرقیہ کے لیے جن میں ہندوستان بھی داخل ہے، بین المغربین قبلہ ٹھہرایا۔
امام اجل فقیہ النفس قاضی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشائخ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ سے دربارۂ قبلہ چھ قول
نقل کئے ہیں بنات نعش صغریٰ کو، جس کی نعش کا سب سے روشن ستارہ قطب ہے۔ داہنے کان
پرے کر قدرے بائیں کو پھرنا ستارۂ قطب کو سیدھے کان کے پیچھے لینا۔ مسقط راس العقرب کی طرف
منہ کرنا۔ آفتاب جب برج جوزا میں ہو۔ آخر وقت ظہر میں اس کی سمت دیکھ کر ملحوظ رکھنا۔ مسقط دو نسر
طائر و واقع کے درمیان ہیں المغربین کے فاصلے سے دو ثلث داہنے۔ ایک بائیں کو رکھنا اور فرمایا یہ سب
اقوال باہم قریب ہیں۔ ان سب احکام کا منتہیٰ وہی ہے کہ اعتبار جہت میں بڑی وسعت ہے
اسی حکم کی بنار پر ستارۂ قطب سیدھے ہی شانے پر لیا گیا۔ اور قدیم سے عام مساجد اسی سمت پر بنیں کہ
بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدال تھا، اور اسی کی طرف توجہ میں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے
اور اس کی پہچان آسان اور اس میں انحراف بقدر مفر نہیں ولہذا اسی پر تعامل ہوا۔ یہ مدعیان ہیأت سمجھے
کہ عام بلاد ہندیہ خاص علی گڑھ کا ہی قبلۂ تحقیقی ہے حالانکہ وہ محض ناواقفی ہے۔ ہندوستان آٹھ درجے
عرض شمالی سے پینتیس درجے تک آباد ہے۔ اور طول شرقی چھیاسٹھ ۶۶ درجے سے بانوے تک یہ بھی
ہندوستان کی خوش نصیبی ہے کہ چھیاسٹھ ۶۶ عدد ہیں اسم جلالت اللہ کے۔ اور بانوے ۹۲ تک اسم پاک
محمد جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالہ کشف العلۃ عن سمت القبلۃ میں براہین ہندسیہ
سے ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سراندیب وغیرھا سے تئیس سے چونتیس دقیقے عرض تک
جتنے بلاد ہیں جن میں مدراس، احاطہ بمبئی حیدرآباد کا علاقہ داخل ہیں۔ سب کا قبلہ نقطۂ مغرب سے
شمال کو جھکا ہوا ہے۔ ستارۂ قطب داہنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہوگا اور انتیسویں درجۂ عرض
سے اخیر شمالی ہند تک جس میں دہلی، بریلی، مرادآباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، شکارپور، قلات،
پشاور، کشمیر وغیرھا داخل ہیں سب کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے قطب سیدھے کندھے سے پشت کی طرف میلان
کرے گا۔ دلیل کی رو سے یہ عام حکم ساڑھے تئیس درجے سے ہوتا تھا۔ مگر ۲۸ کے بعد سے ۳۲°
تک عدم انحراف کے لیے جتنا طول درکار ہے ہندوستان میں اسی عرض و طول پر آبادی نہیں۔ ۲۳-۲۴
سے ۲۸° تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں ان میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی، کسی کا خاص نقطۂ مغرب کی طرف، علی گڑھ
اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے۔
اعلیٰ حضرت امام المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جہت قبلہ کی حد کیا ہے؟ کہ جب اس سے باہر
ہو جہت سے باہر ہو۔ اس بارے میں عبارات علماء متعدد وجوہ پر پائی گئیں۔ اول، جب تک مشارق
و مغارب نہ بدلیں جہت نہ بدلے گی۔ فتح القدیر، و بحر الرائق، و نہر، و طحطاوی، و رد المختار وغیرہ کتب کثیرہ

میں یہی ہے۔ نیز ترمذی و ابن ماجہ و حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے۔ حاکم نے کہا بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَۃٌ "مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے" امام مالک موطا، اور ابو بکر ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مصنفات اور بیہقی سنن اور ابو العباس اصم اپنے جزء حدیثی میں راوی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا " مابین المشرق والمغرب قبلۃ" مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم مغرب کو داہنے ہاتھ پر لو اور مشرق کو بائیں پر تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے۔ اس وقت رو بقبلہ ہو۔

اقول، (امام اہلسنت فرماتے ہیں میں کہتا ہوں) عبارت مذکورہ علماء سے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک منہ کرنے کے عوض بیٹھ کرنا نہ ہو کہ قبلہ مغرب کو ہے یہ مشرق کو منہ کرے یا بالعکس اس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا جنوب یا شمال کو منہ کر کے کھڑا ہو یعنی کعبہ معظمہ کو ٹھیک داہنی یا بائیں کروٹ پڑے تو جہت ہنوز باقی رہے۔ اور یہ ظاہر الفساد ہے پہلو کرنے کو کوئی منہ کرنا نہ کہے گا۔ یہ فَوَلِّ وَجْهَكَ کے عوض وَلِّ جَنْبَكَ رہے گا۔ اور وہ بالاجماع باطل ہے۔

۹۴۲ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَیْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوۃُ فَصَلِّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے روئے زمین پر کونسی مسجد بنائی گئی؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد الحرام یعنی کعبہ (سب سے پہلے روئے زمین پر عبادت گاہ بنایا گیا ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس میں نے پوچھا کہ ان دونوں مسجدوں کی تعمیر کے درمیان میں کتنے برس کا فاصلہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چالیس سال، پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام روئے زمین تمہارے لیے مسجد ہے جہاں کہیں تم کو نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لو (بخاری اور مسلم)

ف: لمعات میں کہا ہے کہ اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ کعبۃ اللہ کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیت المقدس کے بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور ان دونوں کی تعمیر میں ایک ہزار برس سے

زیادہ مدت کا فرق ہے، اس اشکال کا عمدہ جواب ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ان دونوں مسجدوں کی ابتدائی تعمیر کی طرف ہے کیونکہ جس طرح کعبہ کے بانی اول ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں اسی طرح بیت المقدس کے بانی اول حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں اس بارے میں منقول ہے کہ کعبۃ اللہ کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا اور جب ان کی اولاد روئے زمین پر پھیلی تو ان کی اولاد ہی سے کسی نے اولاً بیت المقدس کی بنا رکھی اور ان دونوں مسجدوں کی اس ابتدائی تعمیر میں چالیس برس کا فرق ہے۔ پھر اس کے بعد دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ بنایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس تعمیر کیا۔ ۱۲

۹۴۷/۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کا ادا کرنا دوسری مساجد کے مقابلہ میں مسجد حرام کے سوائے ایک ہزار نماز ادا کرنے سے بہتر ہے (بخاری اور مسلم)

۹۴۸/۷ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ بِصَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلَاةً وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَّصَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز جس کو وہ اپنے گھر میں ادا کرتا ہے اس سے اس کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور وہ نماز جس کو اپنے محلہ کی مسجد میں ادا کرتا ہے اس کی ایک نماز کا ثواب ہیں پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے اور اس کی ایک نماز جس کو وہ جامع مسجد میں ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس کو پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اس کی وہ نماز جس کو وہ مسجد اقصیٰ میں ادا کرتا ہے۔ اس کا ثواب اس کو پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے اور وہ نماز جس کو وہ میری مسجد میں ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس کو پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے اور وہ نماز جس کو وہ مسجد حرام میں ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس کو ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے (ابن ماجہ)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد نبوی کی ایک نماز ثواب میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس سے پہلے کی حدیث میں مروی ہے کہ مسجد نبوی کی ایک نماز ثواب میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے ان دو حدیثوں میں جو تفاوت پایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ

یہ تفاوت، تفاوتِ احوال کی بنا پر ہو سکتا ہے کیونکہ نیکی تو ایک ہوتی ہے مگر حالات کے لحاظ سے کبھی اس کا ثواب دس گنا اور کبھی ستر گنا اور کبھی سات سو گنا ہوتا ہے تو تفاوتِ حالات کی وجہ سے مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب کسی کو ایک ہزار اور کسی کو پچاس ہزار مل سکتا ہے ۱۲

۹۴۹/۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ يَاْتِ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهٗ اَوْ يُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَآءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى مَتَاعِ غَيْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری اس مسجد میں صرف کسی نیک کام (مثلاً نماز، اعتکاف، تلاوت اور ذکر کے) سیکھنے یا سکھانے کے لیے (یا ان پر عمل کرنے کے لیے آیا ہو) تو وہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جو شخص ان چیزوں کے سوا کسی اور چیز کے لیے آتا ہو تو وہ شخص اس آدمی کی طرح ہے جو دوسروں کے سامان کو صرف دیکھتا ہے (اور اس سے کچھ بھی نفع نہیں اٹھاتا) (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

ف : اس حدیث میں مذکور ہے کہ جو شخص مسجد نبوی میں کسی نیک کام کے لیے نہیں آتا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دوسروں کے سامان کو دیکھتا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ شخص آخرت میں ان لوگوں کے اجر و ثواب کو دیکھے گا جنھوں نے مسجد نبوی میں خیر کے کام کئے تھے تو اس نے اس مسجد میں کار خیر نہ کر کے حصول اجر کا جو موقع ضائع کر دیا اس پر حسرت کرے گا اور رنجیدہ ہو گا کہ میں کیوں ایسی دولت سے محروم رہا (اشعۃ اللمعات) ۱۲

۹۵۰/۸ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ نَآئِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اِذْهَبْ فَاْتِنِیْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّآئِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں سو رہا تھا کہ کسی نے مجھے کنکر مار کر جگایا، میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس بلا لاؤ (کہ مسجد میں پکار کر باتیں کر رہے ہیں) میں نے ان دو آدمیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے ہو؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

والے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ والوں میں سے ہوتے تو ضرور میں تم کو سزا دیتا تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو (بخاری شریف)

ف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں شور و شر کرنا حرام ہے۔ دنیوی بات کے لیے مسجد میں بیٹھنا حرام ہے۔ اور نماز کے لیے جا کر دنیوی تذکرہ مسجد میں مکروہ ہے۔ اور وضو میں بے ضرورت دنیوی کلام نہ چاہیے۔ غیبت کرنے والوں، تہمت اٹھانے والوں، منافقوں اور مفسدوں کو نکلوا دینے پر قادر ہو تو نکلوا دے جب کہ فتنہ نہ اٹھے۔ ورنہ خود ان کے پاس سے اٹھ جائے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۶۰۳)

۹۵۱/۱۰ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدُ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِي هٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین ہی مساجد کی جانب فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے سفر کیا جا سکتا ہے مسجد الحرام (یعنی کعبۃ اللہ) اور مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) اور میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی) (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ مسجد الحرام کی ایک نماز فضیلت میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اسی طرح مسجد نبوی میں بھی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اس لیے جو شخص فضیلت اور ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ان تینوں مسجدوں کی طرف سفر کر سکتا ہے۔ اب رہی دوسری مسجدیں تو ان تینوں مسجدوں کے سوا دنیا بھر کی تمام مسجدیں فضیلت میں ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اس لیے ان تینوں مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی طرف فضیلت حاصل کرنے کی نیت سے سفر کرنا ایک لغو فعل ہوگا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کرو اور صرف ان ہی تین مسجدوں کی طرف سفر کرو۔

بعض حضرات نے اس حدیث کے الفاظ "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ" سے استدلال کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مقابر اور مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے ان الفاظ سے مقابر اور مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کی ممانعت کسی طرح ثابت نہیں کی جا سکتی۔ کیوں کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا سفر کر کے فضیلت اور برکت حاصل کرنے کے قابل کوئی اور مسجد نہیں۔ علاوہ ازیں "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ" میں جو حصر موجود ہے وہ مساجد سے متعلق ہے نہ کہ مقابر سے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح عین العلم میں اس حدیث کا ذکر کر کے صراحت فرمائی ہے "لَا يَمْنَعُ

ھٰذَا زِیَارَۃُ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ لِاَنَّ الْحَصْرَ فِیْ حَقِّ الْمَسَاجِدِ دُوْنَ سَائِرِ الْمَشَاھِدِ
(اس حدیث سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے قبور کی زیارت سے منع نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ حصر مسجدوں سے متعلق ہے نہ کہ زیارت گاہوں سے) تو اس حدیث میں جو حصر مساجد سے متعلق ہے اس حصر کو عام کر کے شدّ رِحال سے متعلق سفر مراد لیا جائے تو پھر نہ صرف مقابر اور مشاہد بلکہ تجارت اور سوداگری اور اسی طرح ہر قسم کے سفر کی ممانعت ثابت کرنا پڑے گی اور اسی صورت میں حدیث ناقابل عمل قرار پائے گی۔ تو شدّ رحال سے جب عام سفر کی ممانعت ثابت نہیں کی جاسکتی تو پھر کس بناء پر اس حدیث سے مقابر انبیاء اور اولیا کی زیارت کے لیے سفر کو ناجائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ دوسری حدیث میں مذکور ہے "کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْھَا" میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روک رکھا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو) حدیث کے الفاظ "اَلَا فَزُوْرُوْھَا" عام ہیں جس سے نہ صرف مقامی بلکہ دور دراز کے مقابر کی زیارت کا حکم حاصل ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ زیارت قبور کے لیے سفر مامور بہ ہے اور منہی عنہ نہیں ہے چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے قبر سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء (امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف اجابت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے) اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ "مَنْ یُسْتَمَدُّ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِہٖ" (جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی تھی اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جا سکتی ہے)

اس کے علاوہ اس حدیث میں ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر اس لیے ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ ان مساجد ثلاثہ کے سوا جتنی مسجدیں ہیں وہ ثواب اور فضیلت میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں تو ان تین مسجدوں کے سوا جس کسی مسجد کی طرف سفر ہوگا وہ فعل عبث ہوگا۔ اس کے برخلاف مقابر اور مشاہد فضیلت اور برکت میں مساوی نہیں ہوتے بلکہ متفاوت ہوتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مناسک میں لکھا ہے کہ مکہ معظمہ میں کئی مشاہد ہیں جن کی زیارت علماء نے مستحب قرار دی ہے مگر تولد سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسکن مبارک کے متعلق سب کا اتفاق ہے، جس کو طرانی نے نقل کیا ہے "ھُوَ اَفْضَلُ مَوَاضِعِ بِمَکَّۃَ بَعْدَ الْمَسْجِدِ" یعنی مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسجد حرام کے بعد مکہ معظمہ کے تمام مقامات متبرکہ میں افضل ترین مقام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں تشریف فرما رہے اور یہیں سے آپ نے ہجرت فرمائی تو جب ثابت ہوا کہ مقابر اور مشاہد برکت میں متفاوت ہیں تو جس علت سے مساجد ثلاثہ کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے وہ علت مقابر اور مشاہد میں نہیں پائی جاتی تو ان مساجد کا حکم بھی ان مقابر اور مشاہد سے متعلق نہیں ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مشاہد اور مقابر فیض رسانی میں مساوی نہیں ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک کی زیارت کی وجہ سے دوسرے کی زیارت سے استغنار حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف مسجدیں کہ بہ ثواب میں یکساں ہوتی ہیں کہ جو ثواب ایک مسجد میں ہے وہی دوسری مسجد میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس حدیث میں ان مساجد ثلاثہ کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اس طرح ثابت ہوگیا کہ " لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ " سے مقابر اور مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کو ممنوع قرار دینا غلط ہے۔ اور بیجا استدلال ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات فصل الخطاب) ۱۲

۹۵۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا فَيُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن پیدل اور سوار ہو کر مسجد قبار تشریف لے جایا کرتے تھے اور مسجد قبار میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے (بخاری و مسلم)

۹۵۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصۂ زمین جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے " مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي " (میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصۂ زمین جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے) اس بارے میں محققین کے دو قول ہیں۔
ایک قول یہ ہے کہ ریاض الجنۃ یعنی مسجد نبوی کا وہ حصہ جو منبر شریف اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے درمیان ہے یہ حصہ اور منبر شریف ہر دو اس عالم کے نہیں ہیں بلکہ جنت کے ہیں جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جنت سے اس عالم میں منتقل کیے گئے ہیں جس طرح کہ حجر اسود حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جنت سے اس عالم میں منتقل کیا گیا۔
دوسرا قول یہ ہے کہ ریاض الجنۃ یعنی مسجد نبوی میں منبر شریف اور حجرۂ نبوی کا درمیانی حصۂ زمین اور منبر شریف دونوں اسی عالم کے ہیں جو بروز قیامت بعینہٖ جنت میں منتقل کیے جائیں گے اور یہ دونوں زمین کے دیگر حصوں کی طرح فنا نہیں ہوں گے کہ ریاض الجنۃ یعنی منبر شریف اور حجرۂ نبوی کا درمیانی حصہ تو جنت کی ایک کیاری بنایا جائے گا اور منبر شریف حوض کوثر پر ہوگا۔ جس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرمائیں گے۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۹۵۴ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض الوفات کی حالت میں جس سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحت یاب نہیں ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے "لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" (اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ ان لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا)

واضح ہو کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں کو دو طرح سے سجدہ گاہ بنا رکھا تھا۔ ایک یہ کہ جس طرح بت پرست بتوں کی پوجا کرتے ہیں یہود و نصاریٰ بھی انبیاء کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور اس سجدہ سے انبیاء کی عبادت کا قصد کرتے۔ ظاہر ہے کہ یہ شرک جلی ہے دوسرے یہ کہ انبیاء کی قبروں کو قبلہ بناتے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتے کہ نماز اور عبادت میں انبیاء کی قبروں کی جانب اس خیال سے متوجہ ہوتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضاء کا ذریعہ ہیں حالانکہ یہ دوسرا طریقہ بھی شرک خفی ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے بھی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا جا رہا ہے الغرض یہود و نصاریٰ کی عبادت کے یہ دونوں طریقے غیر مشروع ہیں، اسی وجہ سے اس حدیث میں یہود و نصاریٰ پر لعنت کی گئی ہے۔

اس حدیث میں یہود و نصاریٰ کے فعل کی حکایت سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان بھی انبیاء اور اولیاء کی قبور کو سجدہ گاہ نہ بنائیں لیکن اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس حدیث سے انبیاء اور اولیاء کے قرب و جوار میں مسجدیں بنانے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ نفس قبر کو مسجد یعنی سجدہ گاہ بنانے اور قبر کے پاس مسجد بنانے میں بڑا فرق ہے۔ قبروں کے پاس مسجد بنانے کا جواز اور استحسان تو قرآن شریف کی آیت (لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا) سے ثابت ہے۔

چنانچہ تفسیر مہائمی میں سورۂ کہف کی آیت ذیل کی تفسیر اس طرح مرقوم ہے (اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ) يَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ اِنَّهُمْ مُسْلِمُوْنَ بَنٰى عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا وَقَالَ الْكُفَّارُ اِنَّهُمْ اَوْلَادُ الْكُفَّارِ وَلَمْ يَثْبُتْ اِسْلَامُهُمْ (فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا) صَوْمَعَةً اَوْ كَنِيْسَةً لٰكِنْ قَطَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ النِّزَاعَ اَيْضًا بِتَغْلِيْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ (رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ) فَغَلَبَ بِالْحُجَّةِ وَالْقُدْرَةِ مِنْ عِلْمِ الْمَلَاءِ عَلٰى حَقِيْقَةِ اَمْرِهِمْ حَتّٰى (قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ) بِالْحُجَّةِ وَالْقُدْرَةِ (لَنَتَّخِذَنَّ) عَلٰى رَغْمِ الْمُشْرِكِيْنَ (عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا) نُصَلِّيْ فِيْهِ

وَنَتَبَرَّكُ بِهِمْ (اس آیت کا مع تفسیر ترجمہ یہ ہے) (اصحاب کہف کے بارے میں مسلمان ہیں، ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ کفار نے کہا کہ اصحاب کہف اولاد کفار ہیں ان کا مسلمان ہونا ثابت نہیں ہے، اس لیے وہ آپس میں کہنے لگے کہ صومعہ یا کنیسہ بناؤ، خدا نے مسلمانوں کو کفار پر غالب بنا کر اس نزع کو قطع کر دیا کیونکہ اصحاب کہف کا رب ان کو زیادہ جانتا ہے۔

پس اس نے ان پر حجت و قدرت کے ساتھ ان کو غالب کر دیا جو اصحاب کہف کی حقیقت حال پر خدا کے مطلع ہونے کا یقین رکھتے تھے توحجت و قدرت کے ساتھ جو اپنے کام میں غالب تھے یعنی مسلمانوں نے کہا کہ مشرکین کے خلاف میں ہم اصحاب کہف کے قرب وجوار میں مسجد بنا کر اس میں نماز پڑھیں گے اور اصحاب کہف سے برکت اور تبرک حاصل کریں گے۔

نہ صرف تفسیر جمائی بلکہ تفسیر مدارک، روح البیان، تفسیر کبیر، اور علامہ شہاب خفاجی کے حاشیہ تفسیر بیضاوی، الغرض ان سارے مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انبیاء یا اولیاء کے قرب وجوار میں مسجد بنا کر بلا قصد تعظیم و بلا توجہ بجانب قبر اس اہل قبر سے محض حصول امداد کی نیت سے نماز ادا کی جائے تاکہ ثواب، عبادت و برکت قرب وجوار صلحاء و حصول امداد کامل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(مرقات، اشعۃ اللمعات اور فصل الخطاب) ۱۲

۹۵۵/۱۴ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے خوب سن لو کہ جو لوگ تم سے پہلے کی امت کے تھے وہ اپنے انبیاء اور اپنے نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا کرتے تھے۔ خوب یاد رہے کہ قبروں کو سجدہ گاہ مت بنایا کرو، میں تم کو اس سے منع کر رہا ہوں۔ (مسلم)

۹۵۶/۱۵ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا کہ اس کی پوجا کی جائے، اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہے کہ جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے (اس کی روایت امام مالک نے مرسلاً کی ہے)

۹۵۷/۱۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام جگہوں میں سب سے محبوب ترین جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مساجد ہیں اور سب جگہوں میں سب سے مبغوض ترین جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازار ہیں۔ (مسلم)

۹۵۸/۱۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ حَبْرًا مِّنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

الْیَھُوْدِ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَیْرٌ فَسَکَتَ عَنْہُ وَقَالَ اَسْکُتُ حَتّٰی یَجِیْئَ جِبْرِیْلُ فَسَکَتَ وَجَآءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰکِنْ اَسْأَلُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ قَالَ وَکَیْفَ کَانَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ وَکَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُھَا وَخَیْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُھَا رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَرَوٰی اَحْمَدُ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَالْحَاکِمُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْبَزَّارُ نَحْوَہٗ وَصَحَّحَہُ الْحَاکِمُ۔

انھوں نے کہا کہ ایک یہودی عالم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب جگہوں میں سب سے بہتر کون سی جگہ ہے ؟ اس پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے تک میں خاموش رہوں گا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس بارہ میں جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ باخبر نہیں ہے لیکن میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے پوچھوں گا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوا تھا کہ ایسی قربت مجھے نصیب نہیں ہوئی تھی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) یہ قربت کیسی تھی ؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام جگہوں میں بدترین جگہ بازار ہیں اور تمام جگہوں میں بہترین جگہ مساجد ہیں (اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں کی ہے اور امام احمد، ابو یعلیٰ، حاکم، طبرانی اور بزار نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

۹۵۹
۱۸ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو تو میوے کھاؤ۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت کے باغات کیا ہیں ؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

نے فرمایا کہ مسجدیں ہیں، سوال کیا گیا کہ میوے کھانا کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا (یہی میوہ کھانا ہے) (ترمذی)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد میں سُبْحَانَ اللّٰہِ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پڑھنا چاہیئے واضح ہو کہ ان کلمات کے پڑھنے کی جو ترغیب وارد ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ صرف انہی کلمات کا پڑھنا مختص ہے بلکہ ان کلمات کا ذکر تمثیلاً ہے اور مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے (مرقات) ۱۲

۹۶۰/۱۹ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو (شہرت) کی نیت نہ کر کے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔ (بخاری اور مسلم)

۹۶۱/۲۰ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِی الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَیَّبَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور مسجدوں کو پاک و صاف رکھا جائے اور ان کو خوشبودار رکھا جائے (ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ)

۹۶۲/۲۱ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاہُ وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ وَاَخْبَرْنَاہُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِیْعَۃً لَّنَا فَاسْتَوْھَبْنَاہُ مِنْ فَضْلِ طُھُوْرِہٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّہٗ لَنَا فِیْ اِدَاوَۃٍ وَّاَمَرَنَا فَقَالَ اُخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَیْتُمْ اَرْضَکُمْ فَاکْسِرُوْا بِیْعَتَکُمْ وَانْضَحُوْا مَکَانَھَا بِھٰذَا الْمَآءِ وَاتَّخِذُوْھَا مَسْجِدًا قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِیْدٌ وَالْحَرَّ شَدِیْدٌ وَّالْمَآءَ یَنْشِفُ فَقَالَ مُدُّوْہُ مِنَ الْمَآءِ فَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُہٗ اِلَّا طِیْبًا۔

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کے نمائندوں کے طور پر حاضر ہوئے ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کر کے مسلمان ہوئے ہم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتلایا کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک گرجا ہے اور ہم نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کے استعمال شدہ پانی کو طلب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ آپ نے وضو فرمایا اور کلی کی، پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پانی کو ہمارے ایک برتن میں ڈال دیا اور ہم کو حکم دیا کہ جاؤ اور جب تم اپنی سرزمین

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

میں پہنچ جاؤ تو اپنے گرجا کو توڑ دو اور اس کی جگہ اس پانی کو چھڑک دو، اور وہاں مسجد بنالو، ہم نے عرض کیا کہ ہمارا وطن دور ہے اور اس وقت سخت گرمی ہے اور یہ پانی تو خشک ہو جائے گا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوسرا پانی اس میں ملا کر اس کو بڑھا لو، اس میں پانی ملانا پاکی اور برکت ہی کو بڑھائے گا۔ (نسائی)

ف: اس حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوتے ہیں (۱) جو چیز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے مس ہو جائے وہ متبرک بن جاتی ہے جیسے آپ کے وضو کا غسالہ مبارک اور خاک مدینہ میں شفاء ہے کیونکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مدینہ کی مٹی اور گرد و غبار میں شفاء ہے۔ مدینہ طیبہ کے کنویں خاص کر بئر غسان سے لوگ بطور تبرک پانی لاتے ہیں۔ مدینہ طیبہ سے کھجوریں اور سرمہ بھی بطور تبرک لاتے ہیں اس حدیث سے تبرک کا اثبات ہوتا ہے (۲) سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غسالہ مبارک معنوی نجاستوں کو بھی دور کر دیتا ہے (۳) جس جگہ یا مسجد یا مسجد میں مختار کل ختم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تبرک ہو وہ دوسری جگہوں اور مسجدوں سے افضل ہے بعض مسجدوں میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک رکھے ہیں ان کے اثبات کا ماخذ یہ حدیث ہے، صحابہ کرام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کی بڑی تعظیم کیا کرتے ہیں حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بال کٹواتے یا حلق کرواتے اور ناخن مبارک ترشواتے تو صحابہ کرام انہیں بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ بطور تبرک محفوظ کر لیتے تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک بھاری قیمت سے خریدے اور وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد بوقت تکفین ان بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ، آنکھوں اور سینے پر رکھ دینا حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرتہ اور دستار مبارک تھی جسے آپ مکہ میں لوگوں کو ہر سال زیارت کرواتی تھیں اور بیمار کو پانی میں کپڑا بھگو کر پلاتی تو صحت یاب ہو جاتا۔ صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے اس کی مثالیں آپ نے پڑھیں حضرت عروہ قبل الاسلام قریش کی طرف سے سفیر بن کر جاتے اور سربراہان مملکت سے گفت و شنید کرتے، کہ رسول اللہ کے بارے میں تاثرات اے قریش میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں گیا ہوں، شاہ حبشہ کے پاس بھی گیا ہوں مگر جتنی عقیدت و احترام، آپ کے تبرکات خصوصاً غسالہ مبارک، بال اور ناخن کو حاصل کرنے کا جذبہ نبی کے صحابہ میں دیکھا ہے کسی بادشاہ کے حواریوں میں یہ بات نہیں دیکھی۔ (۴) بزرگوں کے تبرکات دوسرے شہروں میں لے جانا صحابہ کرام کی سنت ہے۔ مرقات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے آب زمزم۔ بطور تبرک منگوایا کرتے تھے۔ اب حجاج کرام حرمین طیبین کے تبرکات خصوصاً آب زمزم اور کھجوریں بطور تبرک دنیا کے گوشے گوشے میں لے جاتے ہیں۔ آب زمزم اور مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شفاء ہے۔ اور مدینہ کا میرہ سرمہ آنکھوں کے لیے شفاء ہے (۵) تبرک میں جو چیز مکس کر دی جائے وہ بھی تبرک بن جاتی ہے کیونکہ درج بالا حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو غسالہ مبارکہ میں مزید پانی ملانے کا حکم دیا فرمایا وہ بھی تبرک بن جاتا ہے۔ آب زمزم میں دوسرا پانی مکس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶) صحابہ کرام، اولیاء و صالحین اور علماء راسخین چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ہیں اس لیے ان کے تبرکات بھی مقدس و محترم ہیں اور ان سے تبرک اور فیض حاصل کرنا جائز و مستحب ہے اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ حدیث تبرکات کے استحباب

پر دال ہے۔ اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ قرآن و حدیث، تعامل صحابہ و تابعین، فقہاء و اولیاء کا منکر ہے اور ایسے شخص کی کوئی حیثیت نہیں، ہمارے لیے ذخیرۂ احادیث اور صحابہ کا عمل ہی کافی ہے بزرگوں کے تبرکات کی زیارت و ادب کرنا چاہیے اور ان کی بے ادبی و گستاخی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بزرگ فرماتے ہیں بے ادبی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ خطرہ ہے کہ کہیں وہ اپنے ایمان سے ہی نہ ہاتھ دھو بیٹھے۔ آجکل بے ادبی کی بہت فضاء پھیلی ہوئی ہے۔ بہت سارے فرقے بے ادبی کی ندی میں بہہ کر گمراہ ہوگئے، اور اولیاء، صحابہ، انبیاء، خود سرکار دو جہاں اور رب جل و علا کی بے ادبی کرتے نظر آرہے ہیں۔ خداتعالیٰ ایسے گمراہوں سے محفوظ رکھے۔ (ماخوذ از اشعۃ اللمعات، مرقات، مرآۃ)

۹۶۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى۔
۲۲

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسجدوں کو بلند کرنے اور ان کو آراستہ کرنے اور اس میں نقش و نگار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (مستقبل کے حالات کے پیش نظر یہ پیشن گوئی فرمائی) کہ تم یقیناً مسجدوں کو اس طرح آراستہ کروگے کہ جس طرح یہود و نصاریٰ نے ان کو سونے کے نقوش سے آراستہ کر رکھا تھا۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے "مَا اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ" (اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے مسجدوں کو بلند کرنے ان کو آراستہ کرنے، اور ان میں نقش و نگار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے)

اس حدیث کے پیش نظر ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ مسجدوں کی تعمیر کے وقت ان کی بلندی، آراستگی اور نقش و نگار میں اعتدال کا لحاظ رکھنا اور غلو سے پرہیز کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ ان چیزوں میں غلو کرنے سے فتنہ اور فخر و مباہات میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

واضح ہو کہ ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول سے مسجدوں کی بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار میں غلو سے ممانعت ظاہر ہو رہی ہے نہ کہ نفس فعل سے اس لیے مسجدوں کی بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت فی نفسہٖ مباح ہے جس کی تفصیل ذیل میں آرہی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کسی قسم کی زیادتی نہیں فرمائی۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود کثرت مال کے طول و عرض میں کسی قدر اضافہ فرمایا لیکن مسجد کی تجدید ان ہی اشیاء سے فرمائی جن اشیاء سے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تیار کی گئی تھی، یعنی مسجد کی دیواریں پختہ اینٹ سے استون کھجور کے تنوں سے اور چھت کھجور کی شاخوں سے اور بلندی وہی تھی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کافی

اضافہ فرمایا اور دیواروں کو اینٹ کے بجائے منقوش پتھروں اور گچ سے اور ستونوں کو بھی کھجور کے تنوں کی بجائے منقش پتھر سے، اور چھت کو کھجور کی شاخوں کی بجائے ساگوان کی لکڑی سے تعمیر فرمایا۔
الغرض ان دونوں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلندی، زینت، اور نقش و نگار کا لحاظ محض اس وجہ سے نہیں کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان چیزوں کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اور ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعد کے آنے والے مسلمانوں کے لیے اس دنیا میں اعتدال، زہد اور کفایت شعاری کی تعلیم دینی مقصود تھی۔
علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک بن مروان پہلا شخص ہے جس نے مسجدوں کو سونے کے نقش و نگار سے آراستہ کیا اور یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آخری زمانہ تھا اور اس زمانہ کے علماء نے فتنہ کے اندیشہ سے ولید کے مسجدوں کو نقش و نگار میں غلو کرنے پر تنبیہ نہیں فرمائی۔
ابن منیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے جب اپنے گھروں کی تعمیر میں بلندی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت کا رواج شروع کیا تو مسجدوں کی تعمیر میں بھی ان چیزوں کا لحاظ مباح قرار دیا گیا تاکہ عوام کی نظروں میں مسجدیں حقیر نہ معلوم ہونے لگیں۔
امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول بھی یہی ہے کہ مساجد کی تعظیم کے پیش نظر مسجدوں کی تعمیر میں ان کی بلندی، پختگی، آراستگی اور سونے کے نقش و نگار سے زینت دی جاسکتی ہے۔
بشرطیکہ بیت المال اور اموال وقف پر یہ صرفہ عاید نہ کیا جائے۔
علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الکافی شرح الوافی میں فرماتے ہیں "وَزِيْنَةُ مَسْجِدٍ شَيْءٌ عَظِيْمٌ وَفِي ذٰلِكَ تَرْغِيْبُ النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَتَعْظِيْمُ بَيْتِ اللهِ" (مسجد کی زینت بڑی عظمت کی چیز ہے کہ اس سے نہ صرف لوگوں میں جماعت کی ترغیب ہوتی ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعظیم کا سبب ہے۔
مسجد کی زینت کے جواز میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید کئی وجوہ سے ہوتی ہے۔
اولاً خود اس حدیث کے الفاظ "مَا أُمِرْتُ" سے مسجد کی زینت کی تائید ہوتی ہے اگر مسجدوں کی بلندی، پختگی، آراستگی وغیرہ کی صریحاً ممانعت مقصود ہوتی تو حدیث میں "مَا أُمِرْتُ" (مجھے حکم نہیں دیا گیا) کی بجائے "نُهِيْتُ" (مجھے منع کیا گیا ہے) ارشاد ہوتا۔ کیونکہ عدم حکم سے عدم جواز ثابت نہیں ہوتا اور اس طرح خود حدیث سے بھی مسجد کی بلندی اور زینت کا جواز معلوم ہوتا ہے۔
ثانیاً مسجد کی پختگی، آراستگی، نقش و نگار پر سب سے قوی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا فعل ہے جس کی تفصیل ابھی اوپر گذر چکی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الخ (تم میری اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کو لازم کرو جو ہدایت یافتہ ہیں الخ)

"تاشائے کہ مسجد کی بلندی، پختگی، آرائشگی اور نقش ونگار پر عمل قرون اولی سے جاری ہے جو در اصل پوری امت کا تعامل ہے جس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: "مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ" (جو عمل مسلمانوں کو محبوب ہے وہ اللہ تعالی کو بھی محبوب ہے) تو اس حدیث "مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ" الخ کے پیش نظر اجماع امت سے مسجدوں کی بلندی، پختگی، آرائشگی اور نقش ونگار کا جواز حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ نمود ونمائش سے دور رہ کر خالص رضاء الہی کے حصول کی غرض سے یہ کام کئے جائیں ۱۲ (یہ مضمون کچھ اضافہ کے ساتھ عمدۃ القاری سے لیا گیا ہے)

۹۶۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ (مسجدوں کو نقش ونگار سے آراستہ کریں گے اور مسجدوں میں ذکر اور تلاوت قرآن کی بجائے[1]) مسجدوں کو جو آراستہ کیا ہے اس پر باہم فخر کریں گے۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی، اور ابن ماجہ)

[1]: قوسین کی عبارت عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

ف: علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب الکافی شرح الوافی میں اس حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ "مسجدوں کی بلندی، آرائشگی اور سونے کے نقش ونگار سے زینت" ان کاموں کو اگر تعظیم مساجد کے لیے انجام دیا جائے تو محض ان چیزوں کے قیامت کی نشانی ہونے کی وجہ سے ان کی قباحت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ چیز کے قیامت کی نشانی ہونے سے اس کو برا نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اگر ان چیزوں کو علامات قیامت ہونے کی وجہ سے برا سمجھا جائے تو کیا حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کو بھی برا سمجھا جائے گا کہ حضرت کے نزول کو بھی علامات قیامت میں بتایا گیا ہے۔ ۱۲

۹۶۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر، اور قبروں کے اوپر چراغ لگانے والوں پر لعنت بھیجی ہے (ابوداؤد، ترمذی اور نسائی) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو، (کیوں کہ قبروں کی زیارت سے آخرت

کی یاد تازہ ہوتی ہے)

ف: اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین چیزوں کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔

(۱) قبروں کی زیارت کرنے والی عورتیں۔

(۲) قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے

(۳) قبروں کے اوپر چراغ لگانے والے۔

۱۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں عورتوں کے لیے زیارت قبور سے جو ممانعت ثابت ہو رہی ہے وہ مسلم کی اس حدیث سے منسوخ ہے۔ کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا لِاَنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ " میں نے تم کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب میں تم کو (مرد ہو کہ عورتیں) اجازت دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس لیے کہ قبروں کی زیارت سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عورتوں کے لیے زیارت کے جواز میں حدیث " لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ " کی روایت کے بعد فرماتے ہیں قَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِيْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کی تحقیق یہ ہے کہ قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے مرد و عورت ہر دو کو منع فرمادیا تھا، اور جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی اجازت دے دی تو یہ اجازت مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی حاصل ہوگئی ہے) کیونکہ شریعت کا یہ عام قاعدہ ہے کہ اوامر و نواہی بالعموم مردوں کو دیئے جاتے ہیں اور چونکہ عورتیں مردوں کے تابع ہوتی ہیں اس حیثیت سے سارے احکام عورتوں سے بھی متعلق ہو جاتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں"

وَاحْتَجَّ مَنْ اَبَاحَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَاءِ بِحَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ فِي التَّمْهِيْدِ مِنْ رِوَايَةِ بُسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَقْبَلَتْ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنَ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلْتِ قَالَتْ مِنْ قَبْرِ اَخِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقُلْتُ لَهَا اَلَيْسَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَتْ نَعَمْ كَانَ يَنْهٰى عَنْ زِيَارَتِهَا ثُمَّ اَمَرَ بِزِيَارَتِهَا۔

(جن حضرات نے عورتوں کے لیے زیارت قبور کے جواز کو ثابت کیا ہے۔ وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو تمہید میں مروی ہے بسطام بن مسلم رضی اللہ عنہ

ابوالتیاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن قبرستان سے تشریف لا رہی تھیں۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بھائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر کی زیارت کر کے آ رہی ہوں، میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیارت قبور سے منع نہیں فرماتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔ ہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ابتداء اسلام میں) قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر بعد میں آپ نے (مردوں اور عورتوں) دونوں کو اجازت دے دی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء اسلام میں زیارت قبور کی ممانعت کے اسباب بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلنَّهْيُ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اِنَّمَا كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ عِنْدَ قُرْبِهِمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَاتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدَ فَلَمَّا اسْتَحْكَمَ الْاِسْلَامُ وَقَوِيَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَاُمِنَتْ عِبَادَةُ الْقُبُوْرِ وَالصَّلٰوةُ اِلَيْهَا نُسِخَ النَّهْيُ عَنْ زِيَارَتِهَا لِاَنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَتُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا۔

(علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت محض اس لیے تھی کہ لوگوں کو بتوں کی پوجا اور قبروں کی پرستش کو (ترک کیے ہوئے) بہت تھوڑا زمانہ گزرا تھا لیکن جب دین کا استحکام ہو گیا اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت قوی ہو گئی اور قبروں کی پرستش اور قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا اندیشہ دور ہو گیا تو قبروں کی زیارت سے ممانعت منسوخ کر دی گئی اس لیے کہ زیارت قبور آخرت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کا سبب ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں کہ زیارت قبور مستحب ہے کیونکہ اس سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے، موت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور فناء دنیا کا خاکہ سامنے آ جاتا ہے۔ میت کے لیے دعا اور استغفار کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ جمیع مشائخ، صوفیہ کرام اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اہل کشف اور کاملین کے نزدیک یہ ایک محقق بات ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بے شمار حضرات کو ارواح مقدسہ سے فیض حاصل ہوا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "باب الامر بالاستغفار للمومنین" میں ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک طویل حدیث کے آخر میں روایت کرتے ہیں کہ: فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الْبَقِيْعَ فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قُلْتُ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔

(ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں بقیع (یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کو) جاؤں اور اہل بقیع کے لیے دعا کروں میں نے

دریافت کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں کس طرح دُعا کروں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تم یہ کہو سلام ہو تم پہ اے مسلمانوں کے قبور والو اور نزول رحمت ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پیش روؤں پر اور ہمارے پس ماندوں پر اور بلاشبہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اہل بقیع کی زیارت کا حکم دیا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں دُعا اور استغفار کے لیے قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں۔

درمختار اور ردمحتار ہر دو کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ حدیث "کُنتُ نَھَیتُکُم" کے پیش نظر عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اھ۔ بلکہ عورتوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ قبروں کی زیارت کریں اس کو بحر میں مجتبیٰ کے حوالہ سے لکھنے کے بعد واضح کیا ہے کہ یہ حدیث "کُنتُ نَھَیتُکُم" الخ کے حکم صریح کی بناء پر ہے۔ علاوہ ازیں امداد میں بھی یہی مذکور ہے۔

علامہ شامی ردالمحتار میں مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ بعض اوقات اولیاء کرام کی قبروں کے پاس بعض غیر مشروع امور ہوا کرتے ہیں، مثلاً مردوں اور عورتوں کا ہجوم کی وجہ سے خلط ملط ہو جانا وغیرہ تو ایسے غیر مشروع امور کی وجہ سے زیارت قبور ترک نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ زیارت قبور جیسے نیک کام کو بعض غیر مشروع امور کی وجہ سے چھوڑ دینا نامناسب ہے بلکہ انسان کو چاہیئے کہ قبروں کی زیارت کرے اور بدعات پر تنبیہ کرے اور اگر قدرت ہو تو ان غیر مشروع امور کو زائل کر دے۔

(۲) دوسرے اس حدیث میں جن کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستحق لعنت قرار دیا ہے "وہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے ہیں۔"

واضح ہو کہ اس حدیث میں جو وعید مذکور ہے وہ اس صورت میں صادق آئے گی جب کہ یہود و نصاریٰ کی طرح قبر کو بت بنا کر سجدہ کیا جائے یا قبروں کو حصول رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر نماز میں قبروں کی طرف رُخ کیا جائے۔ اس کے برخلاف کسی ولی کے مزار کے قریب مسجد بنائی جائے اور اس میں بغرض تبرک نماز پڑھی جائے تو یہ عمل اُس وعید میں داخل نہ ہو گا۔ چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: لَمَّا كَانَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَسْجُدُوْنَ لِقُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ تَعْظِيْمًا لِشَانِهِمْ وَيَجْعَلُوْنَهَا قِبْلَةً يَتَوَجَّهُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ نَحْوَهَا وَاتَّخَذُوْهَا اَوْثَانًا لَعَنَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنَعَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ فَاَمَّا مَنِ اتَّخَذَ مَسْجِدًا فِيْ جِوَارِ صَالِحٍ وَقَصَدَ التَّبَرُّكَ بِالْقُرْبِ مِنْهُ لَا لِلتَّعْظِيْمِ لَهٗ وَلَا لِلتَّوَجُّهِ اِلَيْهِ فَلَا يَدْخُلُ فِي الْوَعِيْدِ الْمَذْكُوْرِ۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں جب یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کے خیال سے انبیاء کرام کی قبروں کو سجدہ کرنے لگے اور قبروں کو قبلہ بنا کر نماز میں قبروں کی طرف رخ کرنے لگے اور قبروں کو بت بنا کر پوجنا

شروع کیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو بھی ان افعال سے منع فرمایا لیکن جو اصحاب کسی ولی صالح کے قرب وجوار میں مسجد بنائیں اور ان صاحب قبر سے تقرب کا قصد کریں، بشرطیکہ نفس قبر کی تعظیم مقصود نہ ہو اور قبر کی طرف نماز میں رخ نہ کیا جائے تو ایسے حضرات اس وعید میں داخل نہیں ہوں گے)

مرقات اور مجمع البحار میں علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ بالا شرح کے بعد مزید یہ اضافہ ہے

اَلَا تَرٰی اِنَّ مَرْقَدَ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عِنْدَ الْحَطِیْمِ ثُمَّ اِنَّ ذٰلِکَ الْمَسْجِدَ اَفْضَلُ مَکَانٍ یَتَحَرَّی الْمُصَلِّیْ بِصَلَاتِہٖ۔

(کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مزار اقدس مسجد حرام میں حطیم کے اندر واقع ہے اور اس جگہ کو مسجد حرام کے ان سارے مقامات میں فضیلت حاصل ہے جہاں نمازی کو نماز پڑھنا چاہیئے)

اولیاء اللہ کے مزارات کے قرب وجوار میں مسجد بنانے کے جواز پر تفصیلی بحث حدیث نمبر ۱۵۲ کے فائدے میں گذر چکی ہے۔

(۳) تیسرے جن کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستحق لعنت قرار دیا ہے وہ جو قبروں کے اوپر چراغ جلانے والے ہیں۔

واضح ہو کہ حدیث میں قبروں کے اوپر چراغ جلانے والوں کی وعید میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ یہ ہیں "اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" جن کے حقیقی معنی یہ ہیں قبروں کے اوپر چراغ جلانے والے مستحق لعنت ہیں نہ یہ کہ قبروں کے پاس چراغ جلانے والے حرف "علیٰ" کو جس کے معنے (اوپر) کے ہیں "عند" یعنی نزدیک) کے معنوں میں استعمال کرنا مجاز ہے اور کسی لفظ کے معنے مجازی اسی وقت مراد لئے جا سکتے ہیں جب کہ اس لفظ کے حقیقی معنے نہ بن سکتے ہوں، چونکہ یہاں حقیقی معنے بن سکتے ہیں اس لیے "اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" کی وعید میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین داخل ہوں گے جو قبروں کے اوپر چراغ جلایا کرتے ہیں اور چونکہ مسلمانوں کو ان گمراہوں کی مشابہت اور اس عمل سے باز رکھنا مقصود تھا اس لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں مسلمانوں کو یہ تاکید ہے کہ ان اعمال سے باز رہیں اور ان کی مشابہت نہ کریں۔

"اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" کے جو معنی اختیار کئے گئے ہیں ان کی تائید علامہ سید عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف لطیف حدیقہ ندیہ، شرح طریقہ محمدیہ سے ہوتی ہے کیونکہ علامہ موصوف اس حدیث کے اس ٹکڑے کی شرح میں فرماتے ہیں "والسرج" اَیِ الَّذِیْنَ یُوْقِدُوْنَ السُّرُجَ عَلَی الْقُبُوْرِ عَبَثًا مِّنْ غَیْرِ فَائِدَۃٍ" یعنی قبروں پر چراغ جلانے کی وعید ان لوگوں پر صادق آئے گی (جو قبروں کے اوپر بلا ضرورت بے فائدہ چراغ روشن کرتے ہوں)۔

جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ حدیث شریف کے الفاظ "اَلْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا السُّرُجَ" کے حقیقی

معنی بن سکتے ہیں تو وعید میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو قبروں کے اوپر چراغ روشن کرتے ہوں اور وہ حضرات جو قبروں کے پاس چراغ روشن کرتے ہوں اس وعید میں داخل نہیں ہوں گے۔

واضح ہو کہ قبروں کے پاس چراغ لگانے کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک ضرورتاً اور دوسرے بلاضرورت، قبروں کے پاس بلاضرورت چراغ کے روشن کرنا اسراف ہے اور اسراف بے شک ممنوع ہے۔ نیز چراغ کے روشن کرنے سے قبر کی تعظیم یا قبر کی زینت مقصود ہے تو ان صورتوں میں بھی قبروں کے پاس چراغ روشن کرنا ممنوع ہوگا کیونکہ یہ نیتیں شرعاً محمود نہیں، البتہ صاحب قبر اور اولیاء کرام کی تعظیم مقصود ہو تو اس نیت سے قبروں کے پاس چراغ روشن کرنا اسراف نہ ہوگا، بلکہ یہ شرعاً محبوب اور مطلوب ہے۔

قبروں کے پاس ضرورتاً چراغ روشن کرنے کے جواز میں آیت " وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا" کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر روح البیان اس طرح ناطق ہے وَكَذَا إِيقَادُ الْقَنَادِيلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ أَيْضًا لِلْأَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصَدُ مِنْهَا مَقْصَدٌ حَسَنٌ وَنَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَمَحَبَّةً فِيهِمْ جَائِزٌ أَيْضًا لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ (اولیاء اور صلحاء کے مزارات کے پاس قنادیل اور فانوس روشن کیے جا سکتے ہیں، کیونکہ یہ ان کی تعظیم اور بزرگی کا سبب ہے۔ اس لیے یہ عمدہ مقصد ہے، اسی طرح روغن زیتون اور موم بتی مزارات کے قریب جلانا اس سے بھی اولیاء اللہ کی تعظیم اور محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے ان چیزوں سے منع کرنا مناسب نہیں)

علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ فعل مباح پر بھی حسن نیت سے ثواب ملتا ہے، چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مذکور ہے " اِنَّ الْمُبَاحَ قَدْ يَنْقَلِبُ بِالنِّيَّةِ إِلَى دَرَجَةِ مَا يُثَابُ عَلَيْهِ (کسی امر مباح کو اچھی نیت سے انجام دیا جائے تو اس پر بھی ثواب ملتا ہے) اس طرح ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم کی غرض سے ان کی قبروں کے پاس چراغوں کو روشن کرنا حصول ثواب کا ذریعہ ہے۔

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

إِخْرَاجُ الشُّمُوعِ إِلَى الْقُبُورِ بِدْعَةٌ وَإِتْلَافُ الْمَالِ كَذَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ هٰذَا كُلُّهُ إِذَا خَلَا عَنْ فَائِدَةٍ وَأَمَّا إِذَا كَانَ مَوْضِعُ الْقُبُورِ مَسْجِدًا عَلَى الطَّرِيقِ أَوْ كَانَ هُنَاكَ أَحَدٌ جَالِسًا أَوْ كَانَ قَبْرُ وَلِيٍّ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ أَوْ عَالِمٍ مِّنَ الْمُحَقِّقِينَ تَعْظِيمًا لِرُوحِهِ الْمُشْرِفَةِ عَلَى تُرَابِ جَسَدِهِ كَاشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَى الْأَرْضِ إِعْلَامًا لِلنَّاسِ أَنَّهُ وَلِيٌّ لِيَتَبَرَّكُوا بِهِ وَيَدْعُوا اللّٰهَ عِنْدَهُ فَيُسْتَجَابُ لَهُمْ فَهُوَ أَمْرٌ جَائِزٌ لَا مَنْعَ فِيهِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(بزازیہ میں مذکور ہے کہ قبروں کی طرف موم بتیوں کا لے جانا بدعت ہے اور مال کا ضائع کرنا ہے جب کہ چراغوں

کا روشن کرنا کسی فائدے سے خالی ہو اور اگر وہاں قبرستان میں مسجد ہو یا قبرستان سرِ راہ واقع ہو اور قبر کے پاس کوئی شخص بیٹھا ہو یا کسی ولی یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا مزار ہے تو ان صورتوں میں چراغوں کا روشن کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ یہ ان کی روح مبارک کی تعظیم کا سبب ہے جو اپنے بدن کی خاک پر اس طرح تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، اور وہاں چراغ کے روشن کرنے سے لوگ واقف ہو سکیں گے کہ یہ کسی ولی کا مزار ہے جس سے وہ برکت حاصل کریں گے اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے کہ ان کی دعا قبول ہو جائے تو یہ ایسا امر جائز ہے جس میں کوئی ممانعت نہیں ہے اس لیے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

مجمع البحار میں "والمتخذین علیھا السرج" کی شرح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے جس کا ذکر نسائی کے حاشیہ پر بھی ہے "وَاِنْ کَانَ ثَمَّ مَسْجِدًا وَغَیْرَہٗ یَنْتَفِعُ فِیْہِ لِلتِّلَاوَۃِ وَالذِّکْرِ فَلَا بَأْسَ بِالسِّرَاجِ فِیْہِ اھ"

(اگر قبر کے پاس مسجد ہو اور کوئی ایسی جگہ ہو جہاں قرآن کی تلاوت اور ذکر کیا جاتا ہے تو اس جگہ چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح سفر السعادۃ میں ارشاد فرمایا ہے۔

انداختن غلاف بر قبر شریف وافروختن چراغ ہا وغیرہا تکلفات کہ بر مزار ہائے اولیاء اللہ جملہ از مستحسنات اند (قبر شریف پر غلاف ڈالنا اور اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس چراغوں کا روشن کرنا اور ایسے ہی تکلفات کا استعمال مستحسن ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ" (میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی) ایک اور حدیث صحیح مسلم میں ہے: مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَعُمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ۔

(جو کوئی اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو جاری کرے کہ اس کے بعد اس طریقہ پر عمل ہو رہا ہو تو اس شخص کو بعد کے عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی)

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علماء و صلحاء کا فعل دلیل ہے اور ہر بدعت گمراہی نہیں خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح با جماعت کا اہتمام کر کے ارشاد فرمایا "نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ" کیا اچھی بدعت ہے! اس لیے ہر بدعت کو گمراہی سمجھنا نادانی کی بات ہے۔

امام اجل علامہ سید ابو الحسن علی نور الدین بن عبد اللہ المدنی قدس سرہ اپنی کتاب "خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ" میں فرماتے ہیں روضہ انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی روشنی کا سامان سونے اور چاندی اور اس کے مثل اور قیمتی چیزوں کی قندیلیں جو روضہ مطہرہ کے گرد آویزاں کی جاتی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کی ابتداء کب سے ہے۔ ہاں امام حافظ المحدث محمد بن محمد نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب

الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ" میں فرمایا ہے کہ سقف مسجد کریم کے اتنے حصہ میں جو دیوار قبلہ سے حجرۂ مقدسہ تک ہے چالیس سے زیادہ قندیلیں آویزاں ہیں ایک سونے کی اور دو بلوری اور چھوٹی بڑی نقروی قندیلیں منقش اور سادہ ہیں جن کو سلاطین اور امراء اپنی حکومت کی طرف سے حاضر کیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روشنی خاص روضۂ انور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہوتی تھی اور صدہا سال سے اس کا رواج تھا یہاں یہ بات بھی واضح ہوجائے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حجرۂ مقدسہ میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آرام فرما ہیں اور روضہ کے گرد صدہا سال سے روشنی کی جاتی ہے، جس سے تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ میں فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور صحابۂ کرام کے زمانہ سے آج تک یہاں چراغوں کے روشن کرنے پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی رحمۃ اللہ نے اس باب میں ایک کتاب تالیف فرمائی ہے جس کا نام "منزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ" ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ مزار مبارک کے آس پاس روشنی کرنی ہے اور اس پر رحمت الٰہی کا سکینہ اترتا ہے۔

بعض حضرات قبور کے پاس چراغ روشن کرنے کو اس لیے ناجائز قرار دیتے ہیں کہ قبروں کے پاس آگ کا لے جانا آثار جہنم سے ہے حالانکہ اگر رات کے وقت تدفین عمل میں آرہی ہے تو قبر کے پاس چراغ لے جاسکتے ہیں چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری میں ضرورتاً قبر کے پاس چراغ لے جانے کے جواز میں کئی روایتیں نقل فرمائی ہیں۔ بطور نمونہ ایک حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے:

رَوٰی اَبُوْدَاؤدَ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ رَاٰی نَاسٌ نَارًا فِی الْمَقْبَرَۃِ فَاَتَوْھَا فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقَبْرِ وَاِذَا ھُوَ یَقُوْلُ فَاَتُوْنِیْ صَاحِبَکُمْ فَاِذَا ھُوَ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالذِّکْرِ وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَقَالَ النَّوَوِیُّ وَسَنَدُہٗ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔

(ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ چند لوگوں کو قبرستان میں آگ نظر آئی تو وہاں پہنچے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے اندر ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ اپنے دوست کو مجھے دیدو (کہ میں اس کو قبر میں اتاردوں) اور وہ وہی صحابی تھے جو بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبرستان میں ضرورتاً چراغ لے جاسکتے ہیں اس لیے وہ حضرات جو قبروں کے پاس مطلقاً چراغ لے جانے کو آثار جہنم بتاکر ناجائز قرار دیتے ہیں ان کا استدلال بے جا ہے۔
علاوہ ازیں اگر آگ کو آثار جہنم کی وجہ سے مردہ اور قبر کے پاس لے جانا حرام قرار دیا جاتا تو بہت کو گرم

پانی سے غسل دینا بھی آثار جہنم ہے قال اللہ تعالیٰ "یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ" (دوزخیوں کے سروں پر سے گرم پانی بہایا جائے گا)

حالانکہ مردہ کو گرم پانی سے غسل دینا شرعاً مطلوب ہے، چنانچہ درمختار میں مذکور ہے "یُصَبُّ عَلَيْهِ مَاءٌ مُغْلِيٌّ بِسِدْرٍ ان یتسر والا فماء خالص" (غسل میت کے لیے اگر بیری کے پتوں کا گرم شدہ پانی مل جائے تو بہتر ہے ورنہ خالص گرم پانی کافی ہے)

پس ثابت ہوا کہ گرم پانی کے آثار جہنم کے ہونے کے باوجود مردے کے لیے اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ مامور بہ ہے اس طرح قبروں کے پاس چراغ جلانا بھی جائز ہوگا، اور آثار جہنم کی توجیہہ کر کے قبروں کے پاس چراغ جلانے کی ممانعت کو ثابت کرنا غیر صحیح ہوگا۔

امام اہلسنت حامی دین و ملت مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "بریق المنار بشموع المزار" میں باتفصیل دلائل کے ساتھ مزارات اولیاء اللہ پر روشنی کرنے کو بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

بالجملہ! حاصل حکم یہ ہے کہ قبور عامۂ ناس پر روشنی جب کہ خارج سے کوئی مصلحت مصالح مذکورہ کے امثال سے نہ ہو (اس کی تفصیل رسالہ مذکورہ کی ابتداء میں گذر چکی ہے) ضرور اسراف ہے۔ اور اسراف بیشک ممنوع۔ فقہاء اسی کو منع فرماتے ہیں کہ یہی علت منع بناتے ہیں۔ اور اگر زینت قبر مطلوب ہو تو قبر محل زینت نہیں۔ اب بھی اسراف ہوا۔ بلکہ کچھ زائد یوں ہی اگر تعظیم قبر مقصود ہو کہ یہاں تعظیم نسبت نہیں۔ رہے مزارات محبوبان اللہ۔ ان میں اگر زینت قبر یا تعظیم نفسِ قبر کی ہو۔ تو یہاں بھی وہی ممانعت رہے گی۔ کہ یہ نیتیں شرعاً محمود نہیں اور اگر ان کی روح کریم کی تعظیم و تکریم مقصود ہو۔ اب نہ اسراف ہے کہ نیت صالحہ موجود ہے۔ نہ تعظیم قبر۔ بلکہ تعظیم روح محبوب۔ اور وہ شرعاً بلا شبہ مطلوب۔

امام اجل تقی الدین سبکی، و امام نور الدین سمہودی، و امام عبد الغنی نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ اسی کو جائز بتاتے ہیں۔ اور کسی کے قلب پر حکم لگانا کہ اسے تعظیم قبر ہی مقصود ہے، نہ تعظیم روح ولی محض جزاف و بد گمانی و حرام بنص قرآنی ہے۔

"قال اللہ تبارک و تعالیٰ "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"

ترجمہ: "اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں، بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب سے سوال ہونا ہے" (پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل" آیت ۳۶)

"و قال اللہ تبارک و تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ"

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے (پ ۲۶ سورۃ الحجرات ۴۹ آیت ۱۲)

وَقَالَ رسول الله صلی الله علیه وسلم اَفلا شققت عن قلبه ، وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْث ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو بے شک بدگمانی

تعظیم روح اور تعظیم قبر میں فرق نہ کرنا سخت جہالت ہے۔ عارف نابلسی کا ارشاد گزرا۔

امام سمہودی فرماتے ہیں:

لَیْسَ الْقَصْدُ تَعْظِیْمُ بُقْعَۃِ الْقَبْرِ لِعَیْنِھَا بَلْ من حل فِیْھَا

بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند شریف میں لبسند حسن روایت فرماتے ہیں۔

اَقْبَلَ مَرْوَانُ یَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْھَہٗ عَلَی الْقَبْرِ فَاَخَذَ مَرْوَانُ بِرَقَبَتِہٖ، ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَدْرِیْ مَا تَصْنَعُ، فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ نَعَمْ اِنِّیْ لَمْ اٰتِ الْحَجَرَ، اِنَّمَا جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَبْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَہٗ اَھْلُہٗ وَلٰکِنِ ابْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَہٗ غَیْرُ اَھْلِہٖ ۔

ترجمہ: یعنی مروان نے اپنے زمانۂ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ مروان نے ان کی گردن مبارک پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو اس پر ان صاحب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہاں میں سنگ و گل کے پاس نہیں آیا ہوں۔ میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے دین پر نہ روؤ جب اس کا اہل اس پر والی ہو ہاں! اس وقت دین پر روؤ جبکہ نااہل والی ہو۔

یہ صحابی سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ تو تعظیم قبر و روح مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے۔ اور اسی کے ترکہ سے وہابیہ کو پہنچی۔ تعظیم قبر سے جدا ہو کر تعظیم روح کی برکت یعنا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنّت ہے اور اہل سنت کو ان کی میراث ملی ہے۔

اور اہل اللہ کی قبر پر جو چراغاں و روشنی کی جاتی ہے وہ ان کی تعظیم روح اور لوگوں کی توجہ کے لیے ہے کیونکہ مومن اہل قبر کی طرف متوجہ ہو کر دعا گو ہوتا ہے۔ ذکر اذکار، تلاوت قرآن اور درود پاک اور نوافل پڑھتا ہے جس کا فائدہ دونوں کو پہنچتا ہے۔ ویسے بھی قبور اہل اللہ شعائر اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے۔ قرآن " وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۝

ترجمہ: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۝ " جو اللہ کی آداب کی چیزوں کی تعظیم کرے تو اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتری ہے۔" (ترجمہ کنز الایمان)

الغرض ان سارے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کے پاس چراغوں کو روشن کرنا حسب فی الاغراض کی بناء پر جائز ہے۔

(۱) وہاں مسجد ہو کہ نمازیوں کو بھی آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی۔

(۲) اگر مقابر سر راہ ہوں کہ روشنی کرنے سے راہرو کو بھی نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان مقابر مسلمین دیکھ کر سلام کریں گے، قرآن پڑھیں گے، دعا کریں گے اور ثواب پہنچائیں گے، گذرنے والوں کی قوت زائد ہے تو اموات کو نفع پہنچے گا، اگر اموات کی قوت زائد ہے تو گذرنے والے فیض حاصل کریں گے۔

(۴) مزاراتِ اولیاء کرام کے پاس روشنی تو ان کی ارواح طیبہ کی تعظیم کا سبب ہے جو موجب خیر و برکت ہے۔ ۱۲

۹۶۶/۲۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ مسجد سے کچرا نکالنے کا ثواب بھی پیش کیا گیا اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش کئے گئے اور میں نے اس آدمی کے گناہ سے بڑا گناہ نہیں دیکھا جس کو قرآن کی ایک سورہ یاد تھی یا ایک آیت یاد تھی۔ اور وہ اس کو اس طرح بھول گیا (کہ دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا ہے) (ترمذی اور ابو داؤد)

ف: اس حدیث پاک میں سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کتنا عالی شان ہے کہ میری امت کے تمام اعمال مجھ پر پیش کئے گئے، حتیٰ کہ نیکی کرنے والوں کی چھوٹی سی نیکی مسجد کی صفائی کرنے کی۔ میں اپنے امتی کی اس نیکی کو بھی جانتا ہوں۔ امتیوں کے گناہ بھی پیش کئے۔ ہر امتی کے گناہوں کو بھی دیکھتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور آقائے دو جہاں امتیوں کے احوال سے واقف ہیں۔ یہی اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ اس حدیث سے عقیدہ علم غیب عطائی و عقیدۂ حاضر ناظر کا اثبات ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ہفتے میں مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے مسجد کی صفائی، ادب و احترام اور قرآن خوانی کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

۹۶۷/۲۶ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبر گیری کیا کرتا ہے (یعنی مرمت کرتا ہے، جھاڑو دیتا ہے، اس میں نماز پڑھتا ہے، مسجد میں چراغ روشن کرتا ہے اور ذکر و عبادت اور علوم دین کے درس میں

وَالدَّارِمِیُّ)

مشغول رہتا ہے) تو تم اس کے لیے مؤمن ہونے کی شہادت دے دو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ" اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ (پ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۸) (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۹۶۸/۲۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَّعِشْرِينَ ضِعْفًا وَّذَٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ وَزَادَ فِي دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز باجماعت اس کے گھر کی اور بازار (یعنی دکان) کی نماز پر پچیس ۲۵ نمازوں کی فضیلت رکھتی ہے اس لیے کہ جب وہ وضو کرتا ہے اور اچھی طرح جملہ احکام کی پابندی کے ساتھ پورا وضو کرتا ہے، پھر مسجد میں نماز ہی کی خاطر جاتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر اس کا ایک ایک درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور ایک ایک گناہ معاف ہوتا جاتا ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور فرشتے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جائے نماز پر رہتا ہے اور فرشتوں کی دعا ان الفاظ سے ہوتی ہے، "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" یعنی اے اللہ اس شخص کی مغفرت فرما، اے اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرما، اور تم میں جو شخص مسجد میں نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ مسجد میں آجاتا ہے اور نماز ہی اس کو روک رکھتی ہے، (تو گویا وہ نماز ہی میں ہے) اور ملائکہ کی دعا میں یہ بھی اضافہ ہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ اے اللہ اس شخص کو بخش دے، اے اللہ اس شخص کو بخش دے، اے اللہ اس شخص کی توبہ قبول فرما) یہ دعا اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ مسجد میں کسی کو اذیت نہ پہنچاتے

اور جب تک اس کا وضو ٹوٹ جائے (بخاری اور مسلم)

۹۶۹/۲۸ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ کُلُّھُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ حَتّٰی یَتَوَفَّاہُ فَیُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ اَوْ یَرُدَّہٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَۃٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَہٗ بِسَلَامٍ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے (دنیا اور آخرت کے ضرر سے محفوظ رکھنے کا) ذمہ لیا ہے، ایک وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اگر اس کو موت آجائے تو اسے جنت میں داخل کر دے یا اس کو اجر یا مال غنیمت دے کر گھر واپس کرے دوسرا وہ شخص ہے جو مسجد کو جاتے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کرے۔ تیسرا وہ شخص جو گھر میں داخل ہو کر (گھر والوں کو) سلام کرتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ (اس کو فتنوں سے بچائے اور خیر و برکت عطا فرمائے) (ابوداؤد)

۹۷۰/۲۹ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّرًا اِلٰی صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لَا یَنْصِبُہٗ اِلَّا اِیَّاہُ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلَاۃٌ عَلٰی اَثَرِ صَلَاۃٍ لَا لَغْوَ بَیْنَھُمَا کِتَابٌ فِیْ عِلِّیِّیْنَ ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر سے باوضو فرض نماز کے لیے مسجد کو جائے تو اس کا ثواب اس حاجی کے ثواب کی طرح ہے جو احرام باندھے ہوئے ہو اور جو شخص گھر سے چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور اس کے سوا اس کی کوئی اور غرض نہیں ہے تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کے ثواب کی طرح ہوگا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح ادا کرنا کہ دونوں کے درمیان دنیا کی باتیں اور بیہودہ کلام نہ ہو، (تو یہ ایسا اعلیٰ عمل ہے) جو علیین یعنی عالی مرتبہ لوگوں کے دفتر میں لکھا جاتا ہے۔ (امام احمد اور ابوداؤد)

ف: مساجد میں خاموشی اختیار کرنا آداب مسجد میں سے ہے۔ کسی شخص کو مسجد سے باہر گالی گلوچ طعن و تشنیع، بدکلامی۔ اور غیبت وغیرہ کرنا تو ویسے ہی ممنوع ہے۔ مسجد میں ان حرکات کی احتیاط اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس سے اعمال ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ آج کل اکثر مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ نمازی حضرات نماز سے پہلے اور بعد جتنی دیر بھی مسجد میں بیٹھیں گے شور و غوغا۔ دنیاوی باتیں لایعنی اور بیہودہ کلام کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ اس سے انہیں پرہیز کرنا چاہیے۔

۹۷۱/۳۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز کے لیے مسجد کو جائے یا زوال کے بعد کی نمازوں کے لیے مسجد کو جائے تو وہ جیسے جیسے صبح شام مسجد کو جاتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی کے سامان تیار فرماتے جاتے ہیں۔ (بخاری اور مسلم)

۹۷۲/۳۱ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ نماز کا اجر پانے والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ دور سے مسجد کو آتا ہے، پھر اس سے بڑھ کر اجر پانے والا وہ شخص ہے جو اس سے زائد دور سے آتا ہے اور جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو یہ شخص اس شخص سے زیادہ اجر پانے والا ہے جو (تنہا) نماز پڑھ کر سو جایا کرتا ہے۔ (بخاری اور مسلم)

۹۷۳/۳۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اطراف کے گھر خالی ہو گئے تو بنو سلمہ کے قبیلہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں، اس کی خبر نبی انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہو کر آجانا چاہتے ہیں۔ بنو سلمہ والوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے ایسا ہی ارادہ کر لیا ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے بنی سلمہ کے قبیلہ والو! تم اپنے اپنے گھروں میں رہو، تمہارے ہر قدم پر ثواب لکھا جاتا ہے تم اپنے اپنے گھروں میں رہو تمہارے ہر ہر قدم

پر ثواب لکھا جاتا ہے (مسجد کے نزدیک آکر اپنے ثواب کو کم نہ کرو) (مسلم شریف)

۹۷۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا ایک حاکم عادل۔ دوسرے جوان صالح جو اللہ کی عبادت کرتے ہوئے نشو ونما پایا ہو۔ تیسرے وہ شخص جس کا دل (مسجد کی محبت کی وجہ سے) مسجد سے نکلتے وقت دوبارہ مسجد کو لوٹنے تک مسجد ہی میں لگا رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو شخص جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور (کسی غرض کے بغیر) اللہ ہی کی محبت سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اللہ ہی کی محبت سے جُدا ہوتے ہیں۔ پانچویں وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے تو اس کے آنسو بہنے لگتے ہیں چھٹے وہ شخص کہ جس کو ایک شریف الخاندان اور خوبصورت عورت (زنا کے واسطے) اپنی جانب بلائے اور وہ خدا کا خوف کر کے (زنا سے باز رہے) اور ساتویں وہ شخص کہ جس نے (نفل) خیرات کی اور اس کو اس طرح چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ اس کے سیدھے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث میں چھپا کر خیرات دینے کا جو ذکر ہے وہ نفل خیرات سے متعلق ہے اور فرض زکوٰۃ بھی چھپا کر دی جا سکتی ہے مگر افضل یہ ہے کہ زکوٰۃ علانیہ دی جائے (مدارک، خازن)

۹۷۵ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّاَنَسٍ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نماز باجماعت کے لیے) اندھیری رات میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی خوش خبری سنا دو (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی روایت ابن ماجہ نے حضرت سہل

٩٧٦/٣٥ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَی الْمَسْجِدَ لِشَیْءٍ فَهُوَ حَظُّهٗ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

بن سعد اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس غرض کے لیے مسجد کو آئے اس کو وہی چیز ملے گی (اگر وہ آخرت کی غرض سے مسجد کو آیا ہے تو آخرت میں اس کو ثواب ملے گا اور دنیوی غرض سے مسجد کو آئے تو آخرت میں اس کے لیے کچھ ثواب نہ ہوگا) (ابوداؤد)

٩٧٧/٣٦ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لَنَا فِی الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰی وَلَا اخْتَصٰی وَلَا اخْتَصٰی اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِی الصِّیَامُ فَقَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِی السِّیَاحَةِ قَالَ اِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِی الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اِئْذَنْ لَنَا فِی التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِی الْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کو خصی بن جانے کی اجازت دیجئے (تاکہ عورتوں کی خواہش دل سے نکل جائے کیونکہ اسی خواہش کی وجہ سے انسان نیکی سے دور ہوکر دنیا میں پھنس جاتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں ہے جو (کسی کو) خصی بنائے اور نہ وہ شخص جو خود خصی بنے۔ میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے (اس لیے کہ روزہ رکھنے سے شہوت انسان کو بے قابو نہیں کرتی ہے بخلاف خصی ہونے کے کہ اس سے شہوت ہی ختم ہو جاتی ہے) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کو سیاحت کی اجازت دیں (تاکہ تمام عالم میں پھرنے سے عبرت حاصل کرسکیں) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے (کہ جس میں سیر عالم کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام بھی ہوتی ہے) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم کو راہب بن جانے کی اجازت دیجئے (جس سے ہم گوشہ نشین ہوکر دنیا سے دور ہو جائیں) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے (اس لئے کہ یہ ایسی رہبانیت ہے جس میں تعلیم و تعلم جاری رہنے کے علاوہ دنیا میں رہنے کے

باوجود دنیا سے دور رہتے ہیں) (اس کی روایت بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)

۹۷۸ / ۳۷ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوَهٗ عَنْهُ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو بہت حسین صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہ اعمال کیا ہیں جن کی فضیلت میں ملاء اعلیٰ کے فرشتے آپس میں بحث کر رہے ہیں، میں نے کہا کہ اے اللہ آپ ہی اس کو خوب جانتے ہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کے درمیان کی تمام چیزوں کو جان لیا، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اور اسی طرح ہم ا(براہیم (علیہ السلام) کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے) اس کی روایت دارمی نے مرسلاً کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

---

۹۷۹ / ۳۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَادَ فِيْهِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى قُلْتُ نَعَمْ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاةِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِبْلَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَّمَاتَ بِخَيْرٍ وَّكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ

اور ترمذی نے دوسری روایت جس کو حضرت ابن عباس اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں جانتا ہوں (ملاء اعلیٰ کے فرشتے) کفارات یعنی ان اعمال میں بحث کر رہے ہیں جو گناہوں کے مٹانے والے ہیں وہ تین عمل ہیں پہلا نماز دل کے بعد (ذکر، دعا اور دوسری نماز کے انتظار میں مخلوق سے دوری اور مشغول بحق رہنے کے لیے) مسجدوں میں ٹھیرے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔

رہنا۔ دوسرا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد میں کو پیدل جانا۔ تیسرا، ناگوار حالات (جیسے بیماری اور موسم سرما) میں اعضاء وضو کامل طور پر دھونا جس نے ان چیزوں پر عمل کیا تو وہ اچھی طرح (یعنی اطاعت الٰہی کی لذت، عبادت کی توفیق، رزق حلال، قناعت اور قسمت پر راضی رہتے ہوئے زندگی بسر کرے گا اور اس کی موت بھی اچھی طرح (یعنی اعمال کی قبولیت، توبہ، حسن خاتمہ اور موت کے وقت فرشتوں کی خوش خبری پر) ہوگی اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ لو تو یہ دعا کیا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ (اے اللہ میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے امور کے ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت رکھنے کا سوال کرتا ہوں جب تو اپنے بندوں کو فتنوں (یعنی دنیوی عذاب میں) مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے اپنی جانب فتنہ میں مبتلا کئے بغیر بلا لے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے ان اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں جن سے بندوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ درجات بڑھانے والے عمل یہ ہیں۔ پہلا (اپنے اور بیگانے کو) کثرت سے سلام کرنا۔ دوسرا کھانا کھلانا، اور تیسرا رات میں نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

ف: اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "رَاَيْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ" میں نے اللہ عزوجل کو نہایت حسین صورت میں دیکھا۔

واضح ہو کہ یہ اور اسی قسم کے مضامین جو اس حدیث میں اور اس حدیث کے بعد والی حدیث میں مذکور ہیں ان کا شمار متشابہات میں سے ہے اور متشابہات کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ان پر ایمان رکھا جائے اور ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ قرآن حکیم کی سورۂ آل عمران کی وہ آیت

جس میں محکمات اور متشابہات کا ذکر ہے، اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے "وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ اس پر ہمارا ایمان ہے، یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے) الغرض متشابہات کے درپے ہونا دین داری کے خلاف اور گمراہ ہونے کی نشانی ہے (مرقات)

۹۸۰/۳۹ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ احْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ فَنَعَسْتُ فِيْ صَلَاتِيْ حَتّٰى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز صبح میں اس قدر تاخیر فرمائی قریب تھا کہ ہم آفتاب کو دیکھ لیتے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حجرۂ مبارک سے) عجلت کے ساتھ نکلے اور نماز کے لیے اقامت کہی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور (خلاف عادت) اختصار کے ساتھ ادا فرمائی اور جب سلام پھیرا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے، پھر آپ نے فرمایا واضح ہو میں تم کو خبر دوں گا کہ آج صبح کس چیز نے مجھے تمہارے پاس آنے سے روک رکھا تھا؟ وہ یہ ہے کہ میں رات کو (تہجد کے لیے) اٹھا میں نے وضو کیا اور میرے لیے جتنی نماز تہجد مقدر تھی ادا کیا پس مجھے نماز میں غنودگی آگئی یہاں تک کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ پس یکایک میں نے اپنے پروردگار تبارک و تعالیٰ کو نہایت حسین صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے جواب میں کہا لبیک اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، یہ سوال و جواب تین مرتبہ ہوتے رہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور مجھ پر ہر چیز منکشف ہوگئی اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے جواب میں کہا لبیک

وَمَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوٰاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ ثُمَّ قَالَ فِيْمَ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قَالَ قُلْتُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَّاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں، میں نے جواب دیا کہ (ملاء اعلیٰ کے فرشتے) کفارات یعنی ان اعمال میں بحث کر رہے ہیں جو گناہوں کو مٹانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کون سے عمل ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ عمل یہ تین ہیں۔ پہلا نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے مسجدوں کو پیدل جانا۔ دوسرا نمازوں کے بعد (ذکر) دعا اور دوسری نماز کے لیے انتظار میں مخلوق سے دوری اور مشغول بحق رہنے کے لیے مسجدوں میں ٹھیرے رہنا تیسرا ناگوار حالات (جیسے بیماری اور موسم سرما) میں اعضاء وضو کامل طور پر دھونا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے اور کن اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ (ملاء اعلیٰ کے فرشتے) درجات یعنی ان اعمال کی فضیلت میں بحث کر رہے ہیں جن سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کون سے عمل ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ عمل جن سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں وہ بھی تین ہیں۔ پہلا کھانا کھلانا۔ دوسرا نرمی سے کلام کرنا (یعنی لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا) تیسرا رات میں نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو دعا چاہو مانگ لو۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ دعا مانگی (اے اللہ میں آپ سے نیک کاموں کے کرنے، برے کاموں کے چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے اور اپنی مغفرت کرنے اور مجھ پر رحمت کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور جب آپ کسی قوم کو فتنہ میں (یعنی عذاب دنیوی میں) مبتلا کرنے کا ارادہ کریں تو فتنہ میں مبتلا کئے بغیر مجھے وفات دیجئے اور میں آپ سے آپ کی محبت بھی مانگتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت سے قریب کر دیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ یہ خواب سچا ہے اس لیے اس کو یاد رکھو، اور اسے دوسروں کو سکھلاؤ (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے اس حدیث کے متعلق محمد بن اسمٰعیل یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

٩٨١ وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو اُسَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے اللہ آپ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے) اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دُعا پڑھے "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" (اے اللہ میں آپ سے آپ کا فضل (یعنی روزی) طلب کرتا ہوں) (مسلم شریف)

٩٨٢ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَتْ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَكَذَا إِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ بَدَلَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ.

حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی دادی حضرت فاطمہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (یعنی اپنے آپ پر درود اور سلام پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" (اے رب! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے نکلتے تو پہلے کی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (یعنی اپنے آپ پر درود اور سلام پڑھتے اور یہ دعا فرماتے "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ" (اے میرے رب میرے گناہوں کو بخش دے اور اپنے فضل (یعنی روزی کے) دروازوں کو مجھ پر کھول دے) اس کی روایت ترمذی، امام احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ سیدنا فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت صَلَّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ (درود وسلام ہو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر) کے بجائے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فرماتے تھے (میں اللہ کے نام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجد سے نکلتا ہوں اور سلام اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر) فرماتے تھے

۹۸۳/۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ قَالَ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّیْطَانُ حُفِظَ مِنِّیْ سَائِرَ الْیَوْمِ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے (خدائے بزرگ و برتر کی اور اس کریم ذات کی اور اس کے دیرینہ غلبہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص یہ دُعا کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ شخص میرے (شر سے) تمام دن محفوظ رہا۔ (ابوداؤد)

۹۸۴/۴۳ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِی الضُّحٰی فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِیْهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس ہوتے تو بوقت چاشت دن کو تشریف لاتے اور گھر جانے سے قبل مسجد جاکر مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد مسجد میں تشریف رکھتے (بخاری اور مسلم)

۹۸۵/۴۴ وَعَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ قَبْلَ أَنْ یَّجْلِسَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھ لیا کرے (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دُو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیا کرے۔ واضح ہو کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کی نیت سے جو دُو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں وہ دراصل تحیۃ رب المسجد ہیں جن کو اختصار کی غرض سے تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے کیونکہ ان دُو رکعتوں سے مقصود تحیۃ المسجد نہیں بلکہ مقصود رب مسجد کا تحیۃ ہے جو اللہ تعالیٰ ہیں۔

درمختار اور ردالمحتار میں کہا ہے کہ تحیۃ المسجد کا ادا کرنا سنت ہے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ہیں، مسجد میں داخل ہونے کے بعد کسی فرض نماز یا فرض نماز کے سوا کسی اور نماز کا ادا کرنا تحیۃ المسجد کے ادا کرنے کا قائم مقام ہو جاتا ہے اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی جائے اور تحیۃ المسجد کا دن میں ایک دفعہ ادا کرنا پورے اس دن کے لیے کافی ہے، خواہ کتنے ہی مرتبہ مسجد میں آتا جاتا رہا ہو۔ حنفیوں کے پاس تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ جانے سے ساقط نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر بیٹھنے کے بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کر لی جائے تو ادا کی جا سکتی ہے۔

فقہاء نے کہا ہے کہ حاکم وقت اگر فیصلہ کرنے کی خاطر مسجد میں داخل ہو تو خواہ وہ مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد ادا کر لے یا چاہے تو مسجد سے نکلتے وقت تحیۃ المسجد پڑھ لے، اس سے بھی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مقصود تو تحیۃ المسجد کا ادا کرنا ہے۔ یہ غایۃ سے ماخوذ ہے لیکن بخاری اور مسلم کی مذکور الصدر حدیث کے پیش نظر مذہب حنفی پر شبہ وارد ہوتا ہے کہ اس حدیث میں مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کرنے کا حکم ہے اور حنفی مذہب میں بیٹھنے کے بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کی جا سکتی ہے جو بظاہر بخاری اور مسلم کی حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی اس مذکور الصدر حدیث میں جو ذکر ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے ادا کرنا اولیٰ ہے، ضروری نہیں ہے بلکہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے کے بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کر سکتے ہیں اس پر ابن حبان کی حدیث جو اس حدیث کے بعد آرہی ہے دلیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسجد میں آنے والے کے لیے تحیۃ المسجد (مستحب ہے) اور تحیۃ المسجد یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ پس اٹھو ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لو۔

ابن حبان کی اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ اگر دخول مسجد کے بعد بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد ساقط ہو جاتی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھ جانے کے بعد ان کو تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم نہ دیتے اس سے ثابت ہو گیا کہ تحیۃ المسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے کے بعد بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ ردالمحتار میں کہا ہے کہ تفصیل حلیۃ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲

986/45 وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَحْدَهٗ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ لِلْمَسْجِدِ تَحِيَّةً وَّاِنَّ تَحِيَّتَهٗ رَكْعَتَانِ فَقُمْ فَارْكَعْهُمَا قَالَ فَقُمْتُ فَرَكَعْتُهُمَا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما ہیں تو میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جا بیٹھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں (آنے والے کے لیے) تحیۃ المسجد (مستحب) ہے اور تحیۃ المسجد

(رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَہٗ)

دو رکعت میں اٹھو ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دو رکعت ادا کرلو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اٹھا اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کیا۔ (اس کی روایت ابن حبان نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)۔

۹۸۷/۴۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا یَّنْشُدُ ضَالَّۃً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّھَا اللّٰہُ عَلَیْکَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِھٰذَا۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز پکار کر ڈھونڈتے ہوئے سنے تو وہ اس سے کہہ دے کہ خدائے تعالیٰ تجھے تیری گم شدہ چیز واپس نہ کرے کیونکہ مسجدیں آواز بلند کرنے کے لیے نہیں بنائی گئی ہیں۔

۹۸۸/۴۷ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَکَ وَاِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّنْشُدُ فِیْہِ ضَالَّۃً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں کوئی چیز بیچتا ہے یا خریدتا ہے تو کہو کہ اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں کسی گم شدہ چیز کو پکار کر ڈھونڈ رہا ہے تو کہو کہ خدائے تعالیٰ تیری چیز تجھے واپس نہ کرے (ترمذی اور دارمی)

۹۸۹/۴۸ وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّسْتَقَادَ فِی الْمَسْجِدِ وَاَنْ یُّنْشَدَ فِیْہِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِیْہِ الْحُدُوْدُ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ فِیْ سُنَنِہٖ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِیْہِ عَنْ حَکِیْمٍ وَّفِی الْمَصَابِیْحِ عَنْ جَابِرٍ۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے سے منع فرمایا ہے (اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ مسجد میں) اشعار پڑھے جائیں اور حد جاری کی جائے (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن میں کی ہے اور صاحب جامع الاصول نے بھی جامع الاصول میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور مصابیح میں بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (اسی طرح روایت ہے)

ف: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد میں اشعار نہ پڑھے جائیں۔

واضح ہو کہ یہ ممانعت ایسے اشعار سے متعلق ہے جن میں فحش اور بیہودہ کلام، فسق و فجور اور لہو و لعب کی

باتیں بیان کی گئی ہوں۔ اس کے برعکس ایسے اشعار جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت، سچے مضامین، اور وعظ و نصیحت مذکور ہوں مسجد میں پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اس قسم کے اشعار سنایا کرتے تھے چنانچہ ترمذی اور بخاری کی روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے "كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصُبُ لِحَسَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُوْمُ عَلَيْهِ وَيَهْجُوْا الْكُفَّارِ"

(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھتے جس پر وہ کھڑے ہوتے اور مشرکین کی جوابًا ہجو فرمایا کرتے)

اس کے علاوہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے "قَالَ مَرَّ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَنْشُدُ فَلَحِظَ إِلَيْهِ قَالَ كُنْتُ أَنْشُدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ سَمِعْتُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ۔

(سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں سے گذرے اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھور کر دیکھنے لگے تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اشعار پڑھا کرتا تھا جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی مسجد میں سنا کرتے تھے جو آپ سے بہتر تھے (یہ کہہ کر) حضرت حسان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کہ میں مسجد میں اشعار سنایا کرتا تھا۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ اے حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میری طرف سے (مشرکین کا) جواب دو (اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے) اے اللہ آپ روح القدس یعنی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد فرما تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو ایسا ہی فرمایا ہے)

ترمذی اور بخاری کی ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد میں اشعار سنا کرتے تھے اور حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اشعار پڑھا کرتے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں نعتیہ اشعار پڑھنا جائز ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد میں شعر پڑھنے کے جواز پر ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان (باب الشعر فی المسجد) ہے اور اس عنوان کے تحت ایسی ہی حدیث بیان فرمائی ہے جو حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابھی اوپر نقل کی گئی ہے اس حدیث کے فوائد میں علامہ عینی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں : اِنَّ الشِّعْرَ الْحَقَّ لَا یَحْرُمُ فِی الْمَسْجِدِ وَ الَّذِیْ یَحْرُمُ فِیْہِ مَا فِیْہِ الْخَنَاءُ وَ الزُّوْرُ وَ الْکَلَامُ السَّاقِطُ ۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں کہ سچے مضامین والے اشعار کا مسجد میں پڑھنا حرام نہیں ہے البتہ مسجد میں ایسے اشعار کا پڑھنا حرام ہے جن میں فحش، جھوٹ اور بیہودہ باتیں بیان کی گئی ہوں)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کے فوائد میں آگے چل کر کئی محدثین اور فقہاء کا قول نقل کیا ہے جن میں حضرت سعید بن المسیب، امام شعبی، امام ابن سیرین، امام ثوری، امام اوزاعی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ ہیں ان سب حضرات کا مسجد میں سچے مضامین والے اشعار کے پڑھنے کے جواز پر یہ قول ہے " وَلَا بَأْسَ بِإِنْشَادِ الشِّعْرِ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ ھِجَاءٌ وَّلَا نَکْبُ عِرْضِ اَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا فُحْشٌ "

(مسجد میں ایسے اشعار کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جن میں مسلمانوں کی ہجو، آبرو ریزی، اور فحش باتیں بیان نہ کی گئی ہوں) ۱۲

(یہ پورا مضمون عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

$\frac{۹۹۰}{۴۹}$ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَیْعِ وَ الْاِشْتِرَاءِ فِیْہِ وَاَنْ یَّتَحَلَّقَ النَّاسُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فِی الْمَسْجِدِ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے کہ مسجد میں (لہو ولعب) کے اشعار پڑھے جائیں۔ (اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ) مسجد میں خرید وفروخت کی جائے اور لوگوں کو جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں حلقے بنا کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے (ابوداؤد اور ترمذی)

$\frac{۹۹۱}{۵۰}$ وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَّکُوْنُ حَدِیْثُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاھُمْ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ اپنے دینوی کاروبار کی باتیں اپنی مسجدوں میں کیا کریں گے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

$\frac{۹۹۲}{۵۱}$ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ بَنٰی رَحْبَۃً فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّی الْبُطَیْحَاءَ وَقَالَ مَنْ کَانَ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مسجد کے ایک کنارے میں بغیر چھت کے ایک

يُرِيْدُ اَنْ يَّلْغَطَ اَوْ يَنْشُدَ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ ۔ (رَوَاهُ مَالِكٌ فِى الْمُوَطَّا)

کشادہ میدان تیار کر رکھا تھا جس کو بطیحاء کہتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو شخص غل مچانا چاہے یا باآواز بلند شعر پڑھنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے۔ وہ مسجد سے نکل کر اس بطیحاء میں آ جائے (اس کی روایت امام مالک نے مؤطا میں کی ہے

۹۹۳/۵۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس بدبو دار درخت کو (یعنی پیاز اور لہسن کو جو پکائے ہوئے نہ ہوں) کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد میں نہ آئے (یعنی خواہ مدینہ منورہ کی مسجد ہو یا کوئی اور مسجد ہو) کیونکہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں کی بدبو سے تکلیف پہنچتی ہے جن سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہو (بخاری اور مسلم)

۹۹۴/۵۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِى الثُّوْمَ فَلَا يَاْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن کو (جس کو پکایا نہ گیا ہو) کھالے تو وہ ہرگز مسجدوں میں نہ آئے (مسلم)

۹۹۵/۵۴ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِى الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں یعنی پیاز اور لہسن (کے کھانے) سے منع فرمایا ہے (جو پکائے نہ گئے ہوں) اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو پیاز اور لہسن کو (جو پکائے نہ گئے ہوں) کھائے تو وہ ہماری مسجد کو ہرگز نہ آئے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم پیاز اور لہسن کو کھانا ہی چاہتے ہو تو ان کو پکا کر ان کی بدبو کو مار دو (ابوداؤد)

۹۹۶/۵۵ وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَىَّ اَعْمَالُ اُمَّتِىْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال

فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

پیش کئے گئے تو میں نے دیکھا کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی اُمت کے نیک اعمال میں شامل ہے اور میں نے دیکھا کہ امت کے بُرے اعمال میں رینٹھ اور بلغم بھی ہے جو مسجد میں ہو، اور اس کو دفن نہ کیا گیا ہو (مسلم)

۹۹۷/۵۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَکَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو زمین میں چھپا دیا جائے (یا اس کو پاک کر دیا جائے) (بخاری اور مسلم)

۹۹۸/۵۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا یَبْصُقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّمَا یُنَاجِی اللّٰهَ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ یَّمِیْنِهٖ مَلَکًا وَّلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ فَیَدْفُنُهَا وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے قبلہ کی طرف نہ تھوکے اس لیے کہ جب تک وہ اپنے مصلے پر رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرتا رہتا ہے اور سیدھے جانب بھی نہ تھوکے کیونکہ نمازی کے سیدھے جانب ایک فرشتہ رہا کرتا ہے (جو نمازی کی تائید اور اس کی دعا پر آمین کہنے کے لیے متعین رہتا ہے) اور نمازی کو چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوکے، اور تھوک کو زمین میں چھپا دے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے، نمازی جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو تعظیم قبلہ کی خاطر اپنے سامنے نہ تھوکے اور اپنے سیدھے جانب بھی نہ تھوکے کیوں کہ سیدھے جانب ایک فرشتہ رہتا ہے البتہ اپنے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔

واضح ہو کہ سامنے اور سیدھے جانب تھوکنے کی ممانعت عام ہے خواہ وہ مسجد میں نماز ادا کر رہا ہو یا مسجد کے سوا کسی اور جگہ نماز پڑھ رہا ہو ہر دو حالتوں میں نماز کے موقع پر سامنے اور سیدھے جانب تھوکنا ممنوع ہے۔

نمازی اگر مسجد میں ہو تو خواہ وہ بائیں جانب تھوکے یا قدم کے نیچے تھوکے دونوں حالتوں میں تھوک کو اپنے کپڑے میں لے لے، اور اگر مسجد کے سوا کسی اور جگہ ہو تو اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے زمین پر

تھوک سکتا ہے (مرقات)

۹۹۹/۵۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِي وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهٗ وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر جو قبلہ کی طرف تھی رینٹھ کو دیکھا اور یہ چیز شاق گذری، یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ناراضگی کے آثار دکھائی دیئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھ کر خود دست مبارک سے اس کو کھرچ دیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو وہ اپنے پروردگار سے راز و نیاز کر رہا ہے (اسی لیے کہا گیا ہے کہ نماز مسلمان کی معراج ہے) اور اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے اس لیے تم میں سے کوئی شخص ہرگز قبلہ کی طرف نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھوکے (جبکہ وہ مسجد میں نہ ہو) اس کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے ایک کنارے کو لے کر اس میں تھوکا۔ پھر اس کے ایک حصّہ کو دوسرے حصّہ سے رگڑ دیا اور فرمایا اس طرح کیا کرے (جب کہ وہ مسجد میں ہو) (بخاری)

۱۰۰۰/۵۹ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكَ قَدْ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ)

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے لوگوں کی امامت کی اس نے قبلہ کی جانب تھوکا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو دیکھ رہے تھے، اس کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص آئندہ سے نماز نہ پڑھائے پھر اس کے بعد جب اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کو مطلع کیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں نے منع کیا ہے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یقیناً تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے (ابوداؤد)

۱۰۰۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
۶۰

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی کچھ نہ کچھ (نفل) نمازیں گھروں میں بھی پڑھا کرو اور گھروں کو (نماز نہ پڑھ کر) مثل قبروں کے نہ بناؤ) کیونکہ قبروں میں مردے نماز نہیں پڑھا کرتے) (بخاری اور مسلم)

۱۰۰۲ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الصَّلٰوةَ فِي حِيطَانٍ قَالَ بَعْضُ رُوَاتِهِ يَعْنِي الْبَسَاتِينَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ فِي جَنْبِ الْجُدْرَانِ لِئَلَّا يَمُرَّ عَلَيْهِ مَارٌّ وَلَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ۔
۶۱

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیطان میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ اس حدیث کے بعض راویوں نے کہا ہے کہ حیطان سے مراد باغ ہے (اسی لیے باغوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ واضح ہو کہ حیطان حائط کی جمع ہے اور حائط کے معنی دیوار کے ہیں۔ چونکہ باغ کا احاطہ دیواروں سے محصور ہوا کرتا ہے اسی وجہ سے باغ کو حیطان بھی کہتے ہیں۔ یہ حیطان کے ایک معنی ہیں) (امام احمد اور ترمذی)
(حیطان کے ایک اور بھی معنی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ حیطان لغت میں دیوار کو کہتے تو اس لغوی معنے کے لحاظ سے حدیث کے یہ معنے ہوئے "فی حیطان ای فی جنب الجدران" (دیواروں کے قریب ہیں) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیواروں کے قریب نماز پڑھنے کو پسند فرماتے تھے تاکہ کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزر نہ پائے اور کوئی چیز نمازی کی توجہ کو پھیر نہ سکے (حیطان کے اس دوسرے معنی کی صراحت مرقات میں مذکور ہے)۔

۱۰۰۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضُ كُلُّهَا
۶۲

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةُ وَالْحَمَّامُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۔

فرمایا کہ قبرستان اور حمام کے سوا پوری روئے زمین مسجد ہے جہاں چاہے نماز پڑھ سکتے ہیں (ابوداؤد، ترمذی اور دارمی)

۱۰۰۴/۶۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِيْ مَوَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (۱) گندگی کا ڈھیر ڈالنے کی جگہ (۲) جانور ذبح کرنے کی جگہ (۳) قبرستان (۴) سڑکوں پر (۵) حمام (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) بیت اللہ شریف کی چھت پر (ترمذی اور ابن ماجہ)

۱۰۰۵/۶۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِيْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اتفاقاً نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو) بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز پڑھنے سے اطمینان قلب باقی نہیں رہتا۔ (ترمذی)

ف: بکریوں کے باڑے میں نماز اس صورت میں ہوگی کہ جس جگہ پر نماز پڑھنی ہے وہ نجاست آلودہ نہ ہو۔ اگر اس جگہ بھی نجاست لگی ہو اور اسے صاف پاک کئے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز ہی نہ ہوگی جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے کہ نماز کے لیے جگہ پاک ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لیے تو فرمایا کہ بکریوں کے باندھنے کی جگہ پر اگر کوئی نماز پڑھ بھی لے تو دلی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جگہ پاک ہو۔ شرطِ طہارت میں جسم کا، کپڑوں کا اور جگہ کا پاک صاف ہونا شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

بَابُ السَّتْرِ (باب، ستر کے بیان میں)

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:
خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: (اے آدم کی اولاد) اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔ (سورۃ اعراف آیت ۳۱)

ف: خزائن العرفان میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے زیر آیت بیان فرمایا کہ لباس زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا، خوشبو لگانا داخل زینت ہے مسئلہ اور سنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہو کیونکہ نماز میں رب سے مناجات ہے۔ تو اس کے لیے زینت کرنا، عطر لگانا مستحب جیساکہ ستر طہارت واجب ہے۔

شانِ نزول: مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں دن میں مرد اور عورتیں ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اس آیت میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ ستر عورت نماز و طواف ہر حال میں واجب ہے۔

وَقَوْلُهٗ:
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور (عورتیں) اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔ (کنز الایمان سورۃ نور آیت ۳۱)

ف: اظہر یہ ہے کہ یہ حکم نماز کا ہے نہ کہ نظر کا۔ کیونکہ حرّہ (یعنی آزاد عورت) کا تمام بدن عورت ہے۔ شوہر اور محرم کے سوا اور کسی کے لیے اس کے کسی حصّہ کا دیکھنا بے ضرورت جائز نہیں۔ اور علاج معالجہ کی ضرورت سے بقدر ضرورت جائز ہے (محرم عورت کے صرف ظاہری اعضا منہ، ہاتھ اور پاؤں دیکھ سکتا ہے۔

وَقَوْلُهٗ:
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اے نبی اپنی بی بیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں"۔ (کنز الایمان سورۃ احزاب آیت ۵۹)

۱۰۰۶ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز ایک کپڑے (یعنی

عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صرف تہ بند میں اس طرح) نماز نہ پڑھے کہ اس کے جسم کا بالائی حصہ یعنی پیٹ اور پیٹھ اور دونوں کندھے اس کپڑے (یعنی تہ بند کے بقیہ حصہ یا کسی اور کپڑے سے) ڈھکے ہوئے نہ ہوں (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص صرف تہ بند سے اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے جسم کا بالائی حصہ اس کے تہ بند کے حصے یا کسی اور کپڑے سے ڈھکا ہوا نہ ہو۔
واضح رہے کہ جو شخص تہ بند کے علاوہ اپنے جسم کے بالائی حصہ کو چادر یا کسی اور کپڑے سے ڈھانکنے پر قادر نہ ہو تو ایسے شخص کی نماز صرف تہ بند کے ساتھ بغیر کسی کراہت کے جائز ہو جائے گی البتہ ایسا شخص جو چادر کے اوڑھنے پر قدرت کے باوجود جسم کے بالائی حصہ پر کچھ اوڑھے بغیر صرف تہ بند کے ساتھ نماز پڑھ لے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور جمہور ائمہ رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے (مرقات)

۱۰۰۷/۲ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں اشتمال کئے نماز پڑھتے دیکھا کہ جس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر (اس طرح تھے رکہ بایاں کنارہ سیدھے مونڈھے پر اور سیدھا کنارہ بائیں مونڈھے پر تھا۔ (بخاری اور مسلم)

ف: اشتمال سے مراد یہ ہے کہ تہ بند کا بایاں کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے نکال کر سیدھے مونڈھے پر ڈالے اور تہ بند کا سیدھا کنارہ سیدھے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالے اگر کنارے چھوٹے ہوں تو دونوں کناروں کو گردن پر باندھے یا کناروں کو سینہ پر باندھے، اور اگر کنارے دراز ہوں تو ان کے پیچھے لٹکتا ہوا چھوڑ دے توشح بھی اسی کو کہتے ہیں۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ وَقَالَ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ اُزُرِهِمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ" ابو حازم نے کہا ہے کہ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کپڑے میں اس طرح نماز ادا کی کہ ان کے تہ بند کے (دونوں کنارے) ان کے گردن پر باندھے ہوئے تھے (مرقات۔ اشعۃ اللمعات۔ نیل الاوطار) ۱۲

۱۰۰۸/۳ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انھوں نے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فَرَأَيْتُهٗ يُصَلِّيْ عَلٰى حَصِيْرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهٗ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّتَوَشِّحًا بِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایک ہی کپڑے میں توشح یعنی اشتمال کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے (مسلم)

۱۰۰۹ / ۴ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو وہ اس کپڑے کے دونوں کناروں میں اشتمال کرے (بخاری)

۱۰۱۰ / ۵ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ اَمْرِيْ فَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّيْ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَّاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهٖ وَصَلَّيْتُ اِلٰى جَانِبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرٰى يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِحَاجَتِيْ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْاِشْتِمَالُ الَّذِيْ رَاَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ فَاِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهٖ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِنْ كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلٰى حَقْوِكَ.

حضرت سعید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک رات میں اپنے کسی کام کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور اس وقت مجھ پر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اس کو اپنے بدن پر اشتمال صمّاء کے طور پر لپیٹ لیا تھا (اشتمال صماء کی تعریف ذیل کے فائدہ میں درج ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو کی طرف نماز پڑھتا رہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس وقت رات میں آنے کا کیا سبب ہے تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی حاجت ظاہر کی، جب میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنی حاجت کے اظہار سے فراغت پائی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ بھی کوئی اشتمال ہے جس میں میں تم کو دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا ایک ہی کپڑا ہونے سے میں نے اس طرح اشتمال کیا ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کپڑا بڑا ہو تو اشتمال کرنا چاہیے یعنی کپڑے کا بایاں کنارہ

بائیں ہاتھ کے نیچے سے نکال کر سیدھے مونڈھے پر اور سیدھا کنارہ سیدھے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال دیں اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو تہ بند باندھ لیا جائے (بخاری) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو اس کے دونوں کناروں میں اشتمال کرو اور اگر کپڑا چھوٹا ہے تو تہ بند کی طرح اس کو اپنی کمر پر باندھ لو۔

ف: اشتمال صماء سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا ایک کپڑے کو اپنے پورے جسم پر اس طرح لپیٹ لے کہ کپڑا کسی طرف سے نہ اٹھ سکے اور دونوں ہاتھ اور پاؤں اس کپڑے میں ایک بے شگاف ٹھوس پتھر کی طرح کسے ہوئے ہیں اور جب ہاتھوں کو کسی ضرورت سے باہر نکالا جائے تو بے ستری کا اندیشہ رہتا ہو۔ اسی وجہ سے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشتمال کے اس طریقہ سے منع فرمایا ہے۔ (عمدۃ القاری، مجمع البحار) ۱۲

۱۰۱۱/۶ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِيْ إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّيْ فِيْ إِزَارٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِيْ أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو صرف ایک تہ بند میں نماز پڑھائی جس کے دونوں کناروں کو انھوں نے اپنی گدی پر باندھا تھا اور ان کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے (بطور اعتراض) کہا کہ آپ صرف ایک تہ بند میں نماز پڑھا رہے ہیں (حالانکہ آپ کے کپڑے تپائی پر موجود ہیں) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح ایک کپڑے میں نماز پڑھائی تاکہ تم جیسا احمق مجھے دیکھ کر (یہ سمجھ سکے کہ اس طرح ایک کپڑے میں نماز پڑھنا اور پڑھانا بھی جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ جس کے دو کپڑے ہوں (بخاری)

۱۰۱۲/۷ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ الصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهٗ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ إِذَا كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا یہ سن کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فَاَمَّا اِذَا وَسَّعَ اللّٰہُ فَالصَّلٰوۃُ فِی الثَّوْبَیْنِ اَزْکٰی۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

کہا کہ یہ بات اسی وقت تھی کہ جب کپڑوں کی قلت تھی لیکن جب کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت دے رکھی ہے تو دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے (اس لیے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے ستر کھل جانے کا اندیشہ رہتا ہے)

(امام احمد)

۱۰۱۸ وَعَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ رَجُلٌ اَصِیْدُ فَاُصَلِّیْ فِی الْقَمِیْصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْہُ وَلَوْ بِشَوْکَۃٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شکار کرتا رہتا ہوں (اور شکار کے پیچھے دوڑنے میں سہولت کی غرض سے صرف کرتہ پہنتا ہوں تہ بند نہیں باندھتا) تو کیا میں اسی ایک کرتہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اس کرتے کی گنڈی لگالو اگرچہ کانٹے ہی کی ہو (تاکہ تم کو ستر نظر نہ آئے)
(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کرتہ میں بلا تہ بند نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ گریبان میں گنڈی لگادی جائے۔

واضح ہو کہ بوقت نماز نمازی پر ستر عورت فرض ہے۔ ستر عورت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ستر کو دوسروں کی نظر سے بچانا۔ دوسرے، ستر کو اپنی نظر سے بچانا۔

ستر کو دوسروں کی نظر سے بچانے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک ستر کو اطراف سے بچانا۔ دوسرے، ستر کو نیچے سے بچانا۔

ستر کو اطراف سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت پر نماز میں اپنے جسم کے جس قدر حصے کو کپڑے سے چھپانا فرض ہے اس پورے حصہ کو کپڑے سے اس طرح چھپانا واجب ہے کہ چاروں طرف سے ستر کا کوئی حصہ دکھائی نہ دیتا ہو۔

دوسرے نیچے سے چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرد تہ بند باندھے یا عورت ساڑھی پہنے تو تہ بند یا ساڑھی کا نچلا یعنی زمین کی طرف والا حصہ کھلا رہتا ہے اور تہ بند یا ساڑھی کے اس نچلے حصہ کے کھلے رہنے سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

اطراف ستر کو دوسروں کی نظر سے بچانے کی بھی دو حیثیتیں ہیں، ایک حقیقی، دوسرے حکمی۔

استر حقیقی یہ ہے کہ کپڑے سے ستر پوشی کی جائے۔

ہے اور ستر حکمی یہ کہ بغیر کسی کپڑے کے اندھیرے میں یا خالی جگہ یا صحرا میں جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑتی ہو نماز ادا کی جائے تو ستر حکمی کی ان تینوں صورتوں میں اگرچہ نمازی کا ستر دوسروں کی نگاہ سے محفوظ ہے مگر یہ ستر حقیقی ہے۔ اس لیے یہ ستر حکمی معتبر نماز ہے جب تک ستر کو کپڑے سے نہ چھپایا جائے ستر حقیقی نہیں ہوتا۔ اس لیے نمازی پر فرض ہے کہ اپنے ستر کو اندھیرے میں ہو یا خالی مکان میں کپڑے سے چھپائے۔

اب رہا نماز میں ستر کو اپنی نظر سے بچانا تو یہ واضح رہے کہ نماز کی حالت میں اگر خود نمازی کی نگاہ اپنی ستر پر پڑ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جائے گی۔ چنانچہ منیہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہی روایت ہے۔

اس حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی نظر سے ستر کو بچانے کی خاطر جو حکم دیا ہے کہ کرتے کے گریبان میں گنڈی لگالی جائے تو اس سے مقصود اسے کراہت سے بچانا ہے۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ بحالت نماز نمازی کی نگاہ اس کے ستر پر پڑ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جاتی ہے (درمختار، ردمحتار شرح منیۃ)

۱۰۱۴/۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ السَّدْلِ فِى الصَّلٰوةِ وَاَنْ يُّغَطِّىَ الرَّجُلُ فَاهُ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں سدل کرنے سے منع فرمایا اور نمازی کو اپنے دہن یعنی منہ پر سر اور گردن سمیت ڈھاٹے کی طرح کپڑا لپیٹنے سے بھی منع فرمایا ہے (اس لیے کہ اس سے قرات اور سجدہ اچھی طرح ادا نہیں ہوتا (ابوداؤد اور ترمذی)

ف: سدل کے معنی یہ ہیں کہ نمازی چادر یا رومال کو اپنے کندھوں پر اس طرح ڈالے کہ دونوں کناروں کو لٹکتا ہوا چھوڑ دے اور وہ سمٹے ہوئے نہ ہوں، یا قبا اور عبا کو اس طرح اوڑھ لے کہ اس کی آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ یا ایک چادر یا کسی کپڑے میں سارے بدن کو اس طرح لپیٹ لے کہ دونوں ہاتھ اسی چادر یا کپڑے میں داخل کر لیے ہوں جیسا کہ یہود کا دستور تھا، ان چیزوں سے نماز مکروہ ہوتی ہے (مرقات اشعۃ اللمعات)

اور عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے "فَاِنْ اَرْسَلَ جَانِبًا وَضَمَّ جَانِبَهُ الْاٰخَرَ وَاَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ فَلَيْسَ بِسَدْلٍ" اگر چادر کے ایک کنارہ کو لٹکتا ہوا چھوڑ دے اور دوسرے کنارہ کو سمیٹ کر دوسرے کندھے پر ڈال لیا جائے تو یہ سدل نہیں کہلائے گا اور اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔

ف: آج کل ہمارے اس زمانے میں اہل عرب خصوصاً سدل کرتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ سر پہ رومال رکھ کر اس کے دونوں اطراف سینے کی جانب لٹکا لیتے ہیں۔ حالت نماز ہو یا غیر نماز اسی طرح وہ لٹکائے رکھتے ہیں جو کہ قطعاً غلط و ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ سدل ہے اور سدل سے سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع

فرمایا بجز رومال لٹکانے کی بجائے سر پر عمامہ باندھنے کا حکم ہے حضور انور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری تمام امت عموماً اور اہل عرب خصوصاً اپنے سر پر عمامہ (پگڑی) باندھیں گے تو عزت ہوگی جب وہ اپنے سر سے عمامہ اتار دیں گے تو ذلیل و خوار ہوں گے۔ آج عرب میں کہیں بھی عمامہ نظر نہیں آتا ہے اور دنیا کے امیر ترین ممالک ہونے کے باوجود غیر مسلم اقوام کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں یہود کا چھوٹا سا خطہ اسرائیل انہی عرب سے چھینا ہوا ہے ان پر غالب ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ہے۔

۵۱۰۱ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَالَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص اپنے تہ بند کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (نماز ختم کرنے کے بعد) حکم فرمایا کہ جاؤ اور وضو کر لو (یہ سن کر) وہ گیا اور وضو کر کے واپس آیا ایک اور شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے اس شخص کو کس لیے وضو کا حکم فرمایا ہے؟ (حالانکہ وہ باوضو تھا) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ وہ اپنے تہبند کو ٹخنے کے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھتا ہے۔ (ابوداؤد)

وَقَالَ عَلِيٌّ نِ الْقَارِيْ إِطَالَةُ الذَّيْلِ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَفِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ وَيُكْرَهُ لِلرِّجَالِ السَّرَاوِيْلُ الَّتِيْ تَقَعُ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمَيْنِ۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حالت نماز میں ہوں یا نماز کے باہر ہوں ہر دو صورتوں میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے پاس تہ بند یا پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ ہے اور رد المحتار میں ہے کہ مردوں کے لیے ایسے پاجاموں کا پہننا مکروہ ہے جن کے کنارے ٹخنوں پر گرتے ہوں۔

ف: اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ (اللہ تعالیٰ) اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو اپنے تہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھتا ہے)

واضح ہو کہ یہاں ٹخنوں کے نیچے تہ بند کے لٹکانے پر نماز کے قبول نہ ہونے کا ارشاد ہوا ہے اور نماز کے صحیح نہ ہونے کا ارشاد نہیں ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں ٹخنوں سے نیچے تہ بند یا پاجامہ

کو رکھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے تہبند یا پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھ کر نماز ادا کرنے پر نماز کی کراہت کا حکم لگایا ہے نماز کے فساد کا حکم نہیں لگایا۔

اس حدیث میں اس شخص کو جو ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکائے ہوئے نماز ادا کر رہا تھا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ" (جاؤ اور وضوء کرلو) یہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس کے باوضوء ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرنے کا جو حکم ارشاد فرمایا ہے اس کی ایک غرض یہ تھی کہ اس شخص نے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھے ہوتے جو نماز ادا کی ہے اس کا گناہ معاف ہو جائے اس لیے کہ وضوء سے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس شخص کو دوبارہ وضو کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی دوسری غرض یہ تھی کہ اس شخص نے اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے رکھ کر اپنے باطن میں کبر وغرور کی جو گندگی پیدا کرلی تھی وہ اس دوبارہ وضوء سے زائل ہو جائے اور اس طرح اس طہارت ظاہری سے اس کو طہارت باطنی حاصل ہو جائے کہ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے (یہ مضمون مرقات اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۰۶/۱۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِذْهَبُوْا بِخَمِيصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّاْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک منقش حاشیہ دار چادر اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ پس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر کے نقش ونگار کو (نماز کے اندر) ملاحظہ فرمایا اور نماز ختم کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ میری اس چادر کو حضرت ابوجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ اور میرے لیے ابوجہم کی سادہ کملی لے آؤ کیوں کہ اس چادر کے نقش ونگار نے میری توجہ نماز سے ہٹا دی (بخاری اور مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِيْ۔

اور بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز میں اس چادر کے نقش ونگار کو دیکھ رہا تھا پس مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دے (اور مہر سے حضور قلب میں فرق نہ پڑے)

ف: اس حدیث سے امت کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ نماز کے موقع پر ایسے لباس کے پہننے سے

بازرہیں جس سے دل ہٹ جاتا ہو۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۱۷/۱۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ریشم کا قبا تحفۃً دیا گیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پہنا اور اس میں نماز ادا فرمائی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی اس قبا کو جسم مبارک سے بہت جلد علیحدہ فرما دیا اور اس وقت چہرہ مبارک پہ ناگواری کے آثار ظاہر تھے۔ پھر فرمایا ریشم متقیوں کے لیے سزاوار نہیں ہے (بخاری اور مسلم)

ف: واضح ہو کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ریشمی قبا پہن کر ناگواری کا اظہار فرمانا اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ مردوں کے لیے ریشم پہننے کی حرمت کا حکم ابھی نہیں آیا تھا لیکن جب حکم آ گیا تو مردوں کے لیے ریشم کا پہننا حرام ہو گیا خواہ متقی ہوں یا غیر متقی (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۱۸/۱۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلَاتِيْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک باریک رنگین باتصویر پردہ تھا جس کو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرۂ مبارک کی دیوار کی زینت کے لیے باندھ رکھا تھا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پردہ کو ہمارے سامنے سے نکال دو۔ اس لیے کہ اس کی تصویریں مجھے نماز میں دکھائی دینے سے میری مشغولیت ان کی طرف ہو جاتی ہے (بخاری)

ف: اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ نماز ادا کرتے وقت نمازی کے لباس پر یا نمازی کے سامنے تصویریں نہیں ہونی چاہیے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصویروں کو نکال دینے کا حکم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نمازی کے سامنے یا لباس پر تصویریں ہونے سے نماز مکروہ ہوتی ہے فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نماز کی حالت میں تصویریں تھیں تو آپ نے ان کو نکالنے کا حکم دیا مگر نماز کا اعادہ نہیں فرمایا چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا اعادہ نہیں فرمایا۔ اسی وجہ سے نماز کے فاسد ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ نماز کے مکروہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے (عمدۃ القاری)

۱۰۱۹/۱۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى رُكْبَتِهِ مِنَ الْعَوْرَةِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ وَفِيْهِ سَوَّارُ بْنُ دَاؤُدَ لَيَّنَهُ الْعُقَيْلِيُّ لٰكِنْ وَثَّقَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ۔

انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں مرد کے لیے جو ستر شرط ہے وہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔ یہ ایک طویل حدیث کا ایک حصّہ ہے اور اس کی سند میں حضرت سوار بن داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کو عقیلی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام ابن معین ان کو ثقہ قرار دیتے ہیں) (ابن معین فن رجال کے امام ہیں اس لیے ان کا قول معتبر ہے)

ف : اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ تو معلوم ہے کہ مرد کے لیے ناف سے زانو تک عورت ہے ناف خارج، گھٹنے داخل۔ مگر جدا جدا اعضاء بیان کرنے میں یہ نفع ہے کہ ان میں ہر عضو کی چوتھائی پر احکام جاری ہیں۔ مثلاً:

(۱) ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگرچہ اس کے بلا قصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو نماز بالاتفاق جاتی رہی۔

(۲) اگر صورت مذکورہ میں پورا رکن تو ادا نہ کیا مگر اتنی دیر گذر گئی جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا تو بھی مذہب مختار پر جاتی رہی۔

(۳) اگر نمازی نے بالقصد کسی عضو کی چہارم بلا قصد کھولی تو فوراً نماز جاتی رہی اگرچہ معاً چھپالے یہاں ادائے رکن یا اس قدر دیر کی کچھ شرط نہیں۔

(۴) اگر تکبیر تحریمہ اسی حالت میں کہی کہ ایک عضو کی چہارم کھلی ہے تو نماز سرے سے منعقد ہی نہ ہوگی۔ اگرچہ تین تسبیحوں کی دیر تک مکشوف نہ رہے۔

(۵) ان سب صورتوں میں اگر ایک عضو کی چہارم سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ اگرچہ نیت سے سلام تک انکشاف رہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں گناہ و سوئے ادب بے شک ہے۔

(۶) اگر ایک عضو دو جگہ سے کھلا ہو مگر جمع کرنے سے اس عضو کی چوتھائی نہیں ہوتی تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی ہو جائے تو بتفاصیل مذکورہ نہ ہوگی۔

(۷) متعدد عضووں مثلاً دو میں سے اگر کچھ کچھ حصّہ کھلا ہے تو سب جسم مکشوف ملانے سے ان دونوں میں جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کی چوتھائی تک نہ پہنچے تو نماز صحیح ہے ورنہ بتفصیل سابق باطل۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ "الطرۃ فی ستر العورۃ" میں مردوں اور عورتوں کے ستر (یعنی جن اعضاء کو چھپانا فرض و ضروری ہے) کے بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں مردوں کے آٹھ اعضاء ہیں جن کا چھپانا فرض ہے۔

(۱) ذکر مع اپنے سب اجزاء کے یعنی حشفہ، قصبہ اور قلفہ کے ایک عضو ہے۔ یہاں تک کہ مثلاً صرف

قصبہ کی چوتھائی یا فقط حشفہ کا نصف کھلنا مفسد نماز نہیں۔ اگر باوجود علم وقدرت ہو تو گناہ و بے ادبی ہے اور ذکر کے گرد سے کوئی پارۂ جسم اس میں شامل نہ کیا جائے گا یہی صحیح ہے۔ یہاں تک کہ صرف ذکر کی چوتھائی کھلنی مفسد نماز ہے۔ دیرای ذلک وتمام التحقیق فی رسالتنا المذکورۃ

(۲) اُنثیین (دونوں شرمگاہیں) یعنی بیضے کہ دونوں مل کر ایک عضو ہے، یہی حق ہے۔ یہاں تک کہ ان میں ایک چہارم بلکہ تہائی کھلنی بھی مفسد نہیں۔ وَقَدْ زَلَّتْ هٰهُنَا قَدَمُ الْعَلَّامَةِ الْبِرْجَنْدِيِّ فِيْ شَرْحِ النُّقَايَةِ كَمَا نَبَّهْنَا عَلَيْهِ فِي الطُّرَّةِ فَلْيُتَنَبَّهْ۔

پھر یہاں بھی صحیح یہی ہے کہ ان کے ساتھ ان کے حول سے کچھ ضم نہ کیا جائے گا۔ یہ دونوں تنہا عضو مستقل ہیں۔

(۳) دُبُر یعنی پاخانہ کی جگہ اس سے بھی صرف اس کا حلقہ مراد ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد۔

(۴، ۵) اِلْیَتَیْن یعنی دونوں چوتڑ۔ ہر چوتڑ مذہب صحیح میں جدا عورت ہے کہ ایک چوتھائی کھلنی باعث فساد ہے۔

(۶، ۷) فَخِذَیْن یعنی دونوں رانیں کہ ہر ران اپنی جڑ سے جسے عربی میں رُفْغ وَ رُفْغٌ و مُغَبَّنٌ اور فارسی میں پیغولہ ران اور اردو میں چڑھا کہتے ہیں گھٹنے کے نیچے تک ایک عضو ہے۔ ہر گھٹنا اپنی ران کا تابع، اور اس کے ساتھ مل کر ایک عورت ہے۔ یہاں تک کہ اگر صرف گھٹنے پورے کھلے ہوں تو صحیح مذہب پر نماز صحیح ہے۔ کہ دونوں مل کر ایک ران کے ربع کو نہیں پہنچتے۔ ہاں خلاف ادب وکراہت ہونا جدا بات ہے۔

(۸) کمر باندھنے کی جگہ ناف سے اور اس کی سیدھ میں آگے پیچھے داہنے بائیں چاروں طرف پیٹ، کمر، اور کولھوں کا جو ٹکڑا باقی رہا وہ سب مل کر ایک عورت ہے۔

ردالمحتار میں ہے: اَعْضَاءُ عَوْرَةِ الرَّجُلِ ثَمَانِيَةٌ الْاَوَّلُ الذَّكَرُ وَمَا حَوْلَهُ، اَلثَّانِي الْاُنْثَيَيْنِ وَمَا حَوْلَهُمَا، اَلثَّالِثُ الدُّبُرُ، اَلرَّابِعُ وَالْخَامِسُ الْاِلْيَتَانِ، اَلسَّادِسُ وَالسَّابِعُ الْفَخِذَانِ مَعَ الرُّكْبَتَيْنِ اَلثَّامِنُ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ اِلَى الْعَانَةِ مَعَ يُحَاذِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْجَنْبَيْنِ وَالظَّهْرِ وَالْبَطْنِ۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مردوں کے آٹھ ستروں کو فارسی اشعار میں یوں مختصراً بیان فرمایا ہے۔

۱۔ ستر عورت بر دو نہ است	از تہ ناف تا تہ زانو
۲۔ ہر چہ ربعش بقدر رکن کشود	باکشودی دسے نماز مجو
۳۔ ذکر و انثیین و حلقہ بس	دو سرین ہر فخذ بزانوئے او
۴۔ ظاہر افصل انثیین و دبر	باقی زیر ناف از ہر سو

۱۰۲۰/۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی

يَقُوْلُ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْفَلَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ.

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مردوں کے لیے نماز میں ہوں یا غیر نماز میں ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے سمیت چھپانا ضروری ہے (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور دارقطنی کی دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ (مرد کے لیے) ستر عورت کی ابتداء ناف کے نیچے سے ہوتی ہے (یعنی ناف ستر میں داخل نہیں ہے)

۱۰۲۱ / ۱۶ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ (رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت عقبہ بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھٹنا (مرد کے لیے) ستر میں داخل ہے۔ (دارقطنی)

۱۰۲۲ / ۱۷ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ فَلَا يَنْظُرَنَّ إِلَى عَوْرَتِهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ أَمَتَهُ عَبْدَهُ وَأَجِيْرَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ فَإِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ضَرَبَ أَمَةً لِآلِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَآهَا مُتَقَنِّعَةً فَقَالَ اكْشِفِيْ رَأْسَكِ لَا تَتَشَبَّهِيْ بِالْحَرَائِرِ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی باندی سے کر دے تو وہ ہرگز اپنی باندی کے ستر (یعنی باندی کے جسم کے اس حصہ کو) نہ دیکھے (جس کا اجنبیوں سے چھپانا فرض ہے اس لیے کہ غیر سے نکاح ہونے کے بعد مالک بھی مثل اجنبی کے ہو جاتا ہے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے) اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام یا اپنے نوکر سے کر دے تو اس باندی کے ناف کے نیچے اور گھٹنے کو نہ دیکھے، اس لیے کہ باندی کے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے سمیت جسم کا حصہ

پورا ستر ہے اور عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی ایک باندی کو مارا جس کو انھوں نے منہ چھپائے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تو اپنے سر کو کھلا رکھ، اور وہ عورتیں جو باندی نہیں ہیں ان سے مشابہت مت اختیار کر۔

۱۰۲۳ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۸

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس باریک کپڑے پہنی ہوئی داخل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور چہرے کے سوا تمام بدن کو چھپائے (ابوداؤد)

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ باریک تنزیب یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں یہ اس وقت ہے جب کہ اس کپڑے میں سے بدن دکھائی دیتا ہے اور اگر جتنے بدن کا ڈھانکنا ضروری ہے اس کو دوسرے کپڑے سے ڈھانک لیا گیا اور اس کے اوپر سے باریک دوپٹہ بھی اوڑھ لیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔ (غنیۃ اور درمختار)

۱۰۲۴ وَعَنْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْجَارِيَةَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا وَجْهُهَا وَيَدَاهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ۔

۱۹

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب لڑکی حائضہ یعنی بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور پہنچوں تک ہاتھوں کے سوا بدن کے کسی حصہ کا دکھائی دینا جائز نہیں ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے مراسیل میں کی ہے)

ف: امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں عورتوں کے تیس اعضاء کو شمار کیا ہے جن کا چھپانا فرض و ضروری ہے۔

زن آزاد کا سارا بدن سر سے پاؤں تک سب عورت ہے۔ مگر منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیاں کہ یہ بالاجماع اور عبارت خلاصہ سے مستفاد کہ ناخن پا سے ٹخنوں کے نیچے جوڑ تک پشت قدم بھی بالاتفاق عورت نہیں۔ اور پشت کف دست میں اختلاف تصحیح ہے۔ اصل مذہب یہ کہ وہ دونوں بھی

عورت ہیں تو اس تقدیر پر صرف پانچ ٹکڑے مستثنیٰ ہوئے۔ منہ کی ٹکلی، دونوں، ہتھیلیاں دونوں پشت پا۔ ان کے سوا سارا بدن عورت ہے۔ اور وہ تیس اعضاء پر مشتمل کہ ان میں جس عضو کی چوتھائی کھلے گی تو نماز نہ ہوگی۔ عورت کے وہ تیس اعضاء یہ ہیں

(۱) سر یعنی طول میں پیشانی کے اوپر سے گردن کے شروع تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جتنی جگہ پر عادۃً بال جمتے ہیں۔

(۲) بال یعنی سر سے نیچے جو لٹکے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔

(۳ و ۴) دونوں کان

(۵) گردن جس میں گلا بھی شامل ہے۔

(۶ و ۷) دونوں بازو یعنی اس جوڑ سے کہنیوں سمیت کلائی کے جوڑ تک

(۸ و ۹) دونوں بانہ یعنی اس جوڑ سے کہنیوں سمیت کلائی کے جوڑ تک

(۱۰ و ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے اس جوڑ سے گٹوں کے نیچے تک۔

(۱۲ و ۱۳) دونوں ہاتھوں کی پشت

(۱۴) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی زیریں تک

(۱۵، ۱۶) دونوں پستانیں جبکہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں یعنی اگر ہنوز بالکل نہ اٹھیں یا خفیف نوخاستہ ہیں کہ ٹوٹ کر سینہ سے جدا عضو کی صورت نہ بنائیں۔ تو اس وقت تک سینہ ہی کے تابع رہیں گی۔ الگ عورت نہ گنی جائیں گی۔ اور جب ابھار کی اس حد پر آجائیں کہ سینہ سے جدا عضو قرار پائیں تو اس وقت ایک عورت سینہ ہوگا۔ اور دو عورتیں یہ۔ اور وہ جگہ کہ دونوں پستان کے بیچ میں خالی ہے اب بھی سینہ میں شامل رہے گی۔

(۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارہ زیریں تک، ناف پیٹ ہی میں شامل ہے۔

(۱۸) پیٹھ یعنی پیٹ کے مقابل پیچھے کی جانب محاذات سینہ کے نیچے سے شروع کمر تک جتنی جگہ ہے۔

(۱۹) اس کے اوپر جو جگہ پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے جوڑوں اور پیٹھ کے بیچ میں سینہ کے مقابل واقع ہے۔ ظاہراً جدا عورت ہے۔ ہاں بغل کے نیچے سے سینہ کی حد زیریں تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ سینہ میں شامل ہے۔ اور پچھلا اسی سترہویں عضو یا شانوں میں۔ اور زیر سینہ سے شروع کمر تک جو دونوں پہلو ہیں ان کا اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔

(۲۰ و ۲۱) دونوں سُرین یعنی اپنے بالائی جوڑ سے رانوں کے جوڑ تک

(۲۲) فرج

(۲۳) دبر

(۲۴، ۲۵) دونوں رانیں یعنی اپنے بالائی جوڑ سے زانوؤں کے نیچے تک دونوں زانوں بھی رانوں میں شامل ہیں۔

(۲۶) زیر ناف کی نرم جگہ اور اس کے متصل و مقابل جو کچھ باقی ہے یعنی ناف کے کنارہ زیریں سے ایک سیدھا دائرہ کمر پر کھینچے۔ اس دائرے کے اوپر اوپر تو سینہ تک اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں شامل تھا۔ اور اس کے نیچے نیچے دونوں سُرین اور دونوں رانوں کے شروع جوڑ اور دبر و فرج کے بالائی کنارے تک جو کچھ حصہ باقی ہے، سب ایک عضو ہے۔ عانہ یعنی بال جمنے کی جگہ بھی اسی میں داخل ہے۔

(۲۷ و ۲۸) دونوں پنڈلیاں یعنی زیر زانو سے ٹخنوں کے نیچے تک۔

(۲۹ و ۳۰) دونوں تلوے

(یہ تو وہ اعضاء تھے جن کا چھپانا عورت کے لیے فرض لازم و ضروری ہے۔ باقی سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک چھپانا بھی نہایت لازمی و ضروری ہے۔)

۱۰۲۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالغہ عورت (جو باندی نہ ہو) اس کی نماز اوڑھنی کے بغیر (یعنی کھلے سر) صحیح نہیں ہوتی (ابوداؤد اور ترمذی)

ف : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت جو باندی نہ ہو، اگر وہ نماز پڑھتے وقت سر نہ ڈھانکے تو اس کی نماز ادا نہیں ہوگی اس لیے کہ عورت کا سر اور اس کے بال ستر میں داخل ہیں اسی بناء پر سر اور بالوں کا چھپانا فرض ہے۔ عورت کی نماز ایسے باریک کپڑوں میں بھی صحیح نہیں جن میں اس کے بالوں کا رنگ یا بدن دکھائی دیتا ہو، یہ بھی بے ستری میں داخل ہے (لمعات)

۱۰۲۲ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّی الْمَرْاَةُ فِیْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَّيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ قَالَ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُّغَطِّیْ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا۔
(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا عورت بغیر تہبند کے کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں (عورت بغیر تہبند کے بھی نماز پڑھ سکتی ہے) جب کہ اس کا کرتہ اس قدر دراز ہو کہ اس کے پشتِ قدم کرتے میں چھپ جاتے ہوں (ابوداؤد)

ف : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے پشتِ قدم کو چھپانا فرض ہے، اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ عورت کے قدم بھی ستر میں داخل ہیں، اور اس حدیث کی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں (یہ شرح النقایہ میں مذکور ہے)
عورت کا قدم ستر میں داخل ہونے کی وجہ سے خانیہ میں کہا ہے کہ نماز کے وقت عورت کے قدم کا

چوتھائی حصہ دکھائی دینے سے نماز نہیں ہوگی جیسا کہ جسم کے دیگر اعضاء کا چوتھائی حصہ نظر آنے سے نماز جائز نہیں ہوتی ہے۔ البتہ نماز میں قدم یا کسی اور عضو کا چوتھائی حصہ سے کم حصہ دکھائی دے تو نماز ادا ہو جائے گی (مرقات، عمدۃ الرعایۃ)

۱۰۲۷/۲۲ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْيَهُوْدَ فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِىْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم (جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز پڑھ کر) یہود کی مخالفت کرو، اس لیے کہ یہود جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز نہیں پڑھتے۔ (ابوداؤد)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے اور موزے پہن کر نماز پڑھنا دو شرطوں کے ساتھ مباح ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ جوتے اور موزے پاک ہوں، اور دوسری شرط یہ ہے کہ جوتا یا موزہ یا چپل اس قسم کے ہوں کہ سجدہ کی حالت میں پاؤں کی تمام انگلیاں زمین پر ٹک جاتی ہوں۔

واضح ہو کہ ان شرطوں کے باوجود بھی جوتا یا چپل اتار کر نماز پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل جوتے اتار کر نماز پڑھنا تھا۔

اب رہا یہود کی مخالفت تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود اپنی نماز جوتا اور چپل نکال کر پڑھتے اور جوتے اور چپل پہن کر نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے اسی لیے حدیث میں ارشاد ہوا کہ یہود کی مخالفت میں جوتا اور چپل پہن کر نماز پڑھو لیکن اس زمانہ میں یہود و نصاریٰ اپنی اپنی نماز جوتے اور موزے پہنے ہوئے پڑھتے ہیں اس لیے اس زمانے میں ان کی مخالفت یہ ہے کہ نماز جوتا اور چپل کے بغیر پڑھی جائے۔ (مرقات، عمدۃ القاری)

۱۰۲۸/۲۳ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ بِاَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهٖ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْقَوْمُ اَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ قَالُوْا رَاَيْنَاكَ اَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَاَلْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِىْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے کہ یکایک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے نعلین مبارک اتار کر بائیں جانب رکھ دیئے اور صحابہ نے جب یہ دیکھا تو انھوں نے بھی اپنے اپنے نعلین اتار دیئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نماز ختم کی تو فرمایا تم نے اپنی نعلین کیوں اتار دی؟ صحابہ نے عرض کیا جب ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نعلین مبارک اتار دیئے ہیں تو اس لیے ہم نے اپنے اپنے جوتے

فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ فِیْھِمَا قَذَرًا اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَنْظُرْ فَاِنْ رَاٰی فِیْ نَعْلَیْہِ قَذَرًا فَلْیَمْسَحْہُ وَلْیُصَلِّ فِیْھِمَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ۔

بھی اتار دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور خبر دی کہ نعلین میں نجاست ہے (اس لیے میں نے ان کو اتار دیا) جب تم میں سے کوئی مسجد کو آئے تو دیکھ لے اگر اپنی نعلین میں نجاست پائے تو اس کو پونچھ ڈالے پھر انھیں میں نماز پڑھے (ابوداؤد، دارمی)

ف: نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں ان میں سے خفین اور نعلین کا بھی نجاستوں سے پاک ہونا شرط ہے۔ اس لیے ان میں سے کسی پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کر دیا جائے اگر نجاست پاک نہ کی گئی تو نماز جائز نہیں ہوگی۔

اس لحاظ سے اس حدیث شریف میں جو واقعہ مذکور ہے اس پر بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اطلاع دینے پر آپ نے نعلین مبارک اتار دیئے جن کو قذر یعنی نجاست لگی ہوئی تھی اور نماز کا اعادہ نہیں فرمایا حالانکہ مذکورہ بالا شرط کے لحاظ سے نماز کا اعادہ ضروری تھا۔

اس شبہ کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں قذر کا لفظ واقع ہوا ہے جس کے معنی نجاست کے نہیں بلکہ ایسی چیز کے ہیں جس سے طبیعت کو ناگواری ہوتی ہے جیسے رینٹھ وغیرہ۔ چونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کو ایسی ہی چیز لگی تھی اس لیے آپ نے نماز کا اعادہ نہیں فرمایا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر نعلین مبارک کو نجس چیز ہی لگی ہوئی تھی تو وہ مقدار درہم سے کم تھی جس سے نماز ادا ہو جاتی ہے اور اعادہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز میں اطلاع دینا آپ کی لطافت طبع کی وجہ سے تھا تاکہ آپ نعلین مبارک اتار دیں اور نماز اکمل طریقہ پر ادا ہو جائے۔ (مرقات اشعۃ اللمعات)

۱۰۲۹/۲۴ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَضَعْ نَعْلَیْہِ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَلَا عَنْ یَّسَارِہٖ فَتَکُوْنُ عَنْ یَّمِیْنِ غَیْرِہٖ اِلَّا اَنْ لَّا یَکُوْنَ عَنْ یَّسَارِہٖ اَحَدٌ وَّلْیَضَعْھُمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَوْ لِیُصَلِّ فِیْھِمَا۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے نعلین کو اپنی بائیں جانب رکھنے سے نعلین دوسرے کے سیدھے جانب رکھنا لازم آتا ہے (جو دوسرے کی ناگواری کا سبب بنتا ہے) البتہ نعلین کو اس وقت اپنی بائیں جانب رکھے جب کہ بائیں جانب کوئی شخص نہ ہو (اور اگر بائیں جانب بھی کوئی ہو) تو نعلین کو اپنے

ابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ)

دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے اور دوسری روایت میں اس طرح ہے یا اپنے نعلین پہن کر نماز پڑھ لے (جب کہ دونوں پاک ہوں) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کی معناً روایت کی ہے)

۱۰۳۰/۲۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَافِيًا وَّمُتَنَعِّلًا (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، ان کے دادا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی ننگے پاؤں اور کبھی نعلین پہنے ہوئے دونوں حالتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

بَابُ السُّتْرَةِ یہ باب سترہ کے بیان میں ہے

ف : سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کو نمازی بوقت نماز اپنے آگے کھڑا کر لیتا ہے تاکہ نمازی کے سامنے گذرنے والے کو نمازی کے سجدہ کی جگہ کا امتیاز ہو جائے اور گذرنے والا گنہگار نہ ہو سترہ طول میں ایک ہاتھ اور موٹائی میں انگلی برابر ہو تو کافی ہے۔ سترہ کے لیے لکڑی، دیوار، اور ستون یا ان کے علاوہ رومال یا ہاتھ کی لکڑی کو نمازی اپنے سامنے اس طرح ڈال دے کہ ایک سر قبلہ کی جانب ہو تو دوسرا نمازی کے سجدہ کی جگہ ہو، نیز نمازی کے سامنے کوئی آدمی قبلہ رُخ اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو تو یہ بھی سترہ کے حکم میں داخل ہوگا، نمازی کو چاہیے کہ وہ سترہ سے قریب کھڑا رہے اور اس کے اور سترے کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو سترہ کے لیے کوئی چیز نہ مل سکے تو نمازی اپنے سامنے پتھر یا مٹی کا ڈھیر بنا لے، یا طول میں ایک لکیر سجدے کی جگہ کے پاس سے شروع کر کے قبلہ کی جانب کھینچ لے، سترہ جو کچھ بھی ہو نمازی کے بالکل سامنے نہ ہو بلکہ نمازی کی سیدھی یا بائیں آنکھ کے مقابل رہے۔ (مرقات)

۱۰۳۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ إِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کے وقت (نماز عید کے لیے) عیدگاہ تشریف لے جاتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے آگے آگے برچھی لیے ہوئے چلتے اور برچھی کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے عیدگاہ میں نصب کر دیتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی جانب ہو کر نماز ادا فرماتے (بخاری)

۱۰۳۲ وَعَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ کی وادی ابطح میں چمڑے کے سرخ خیمے میں دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضوء کا مستعمل پانی لیئے ہوئے ہیں اور لوگوں کو دیکھا کہ اس مستعمل پانی کو (تبرک لینے کے لیے) گرتے جا رہے

اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہیں۔ پس جس کسی کو اس میں سے کچھ پانی مل گیا تو اس کو وہ برکت کے لیے اپنے چہرہ پر مل رہا ہے اور جس کو نہیں ملا تو وہ اپنے ساتھ والے کے ہاتھ کی تری کو لے رہا ہے، پھر میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے برچھی لی اور اس کو زمین میں سترہ بنانے کے لیے نصب کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دامن اٹھائے ہوئے سُرخ دھاری دار جوڑہ زیب تن فرمائے ہوئے خیمے سے نکلے اور برچھی کی جانب ہو کر ہم سب کو دو رکعت نماز (قصر) پڑھائی (اس لیے کہ آپ سفر کی حالت میں تھے) اور میں نے لوگوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ برچھی کے آگے سے گذر رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۳۳ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِىْ بَادِيَةٍ لَّنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِىْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَلِلنَّسَائِىِّ نَحْوُهٗ)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم (عرب کے دستور کے مطابق تفریح کی غرض سے) اپنے جنگل میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگل میں ایسی حالت میں نماز ادا فرمائی کہ آپ کے سامنے سترہ نہ تھا اور ہمارے کتے اور گدھے آپ کے سامنے کودتے پھر رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ نے اس کا کچھ خیال نہ فرمایا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ نمازی کے لیے بوقت نماز سترہ قائم کرنا واجب نہیں ہے اگر عوام کی گذرگاہ ہو تو سترہ کا قائم کرنا مستحب ہے اور عوام کی گذرگاہ نہ ہونے کی صورت میں بھی سترہ کا قائم کرنا اولیٰ ہے (عمدۃ الرعایۃ، اشعۃ اللمعات)

۱۰۳۴ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّىْ اِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِىُّ قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری کے اونٹ کو اپنے قبلہ کے درمیان عرضاً (آڑا) بٹھاتے تھے اور (اس کو سترہ بنا کر) اس کی جانب

قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ فَيُصَلِّيْ إِلَى آخِرَتِهِ۔

رخ کرکے نماز پڑھتے تھے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری نے یہ عبارت زیادہ کی ہے حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اگر اونٹ (چرنے یا پانی پینے) چلے جاتے تو بتلایئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کجاوے کو لیتے اور اس کو سامنے رکھ کر کجاوے کے آخری حصہ کی پچھلی لکڑی کو (سترہ بناتے) اور اس کی طرف رخ کرکے نماز ادا فرماتے تھے۔

۱۰۳۵/۵ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوٗدَ وَيُجْزِئُ عَنْهُ إِذَا مَرَّ وَابَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے کجاوے کے پچھلے حصہ کی لکڑی کے برابر کسی چیز کو (سترہ بناکر) کھڑا کرلے تو اس کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھے اور جو بھی اس کے آگے سے گذرے تو اس کی کوئی پروا نہ کرے (مسلم) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ سترہ نہ ہونے کی صورت میں نمازی کے سامنے (اس کے سجدہ کی جگہ سے) تین ہاتھ آگے سے گذریں تو یہ سترہ کا قائم مقام ہوگا۔ (یہ حکم مسجد اور صحراء دونوں کو شامل ہے)

ف: واضح ہو کہ ابوداؤد کی اس حدیث میں "قذف حجر" کے الفاظ ہیں اور علماء نے "قذف حجر" سے مراد "رمی جمار" لیا ہے۔

حج کے موقع پر منیٰ میں جو کنکریاں ماری جاتی ہیں اس کو "رمی جمار" کہا جاتا ہے، اور یہ کنکریاں تین ہاتھ کے فاصلہ سے ماری جاتی ہیں اس لیے حدیث کے الفاظ "قذف حجر" کا ترجمہ تین ہاتھ پرے سے گذرنا کیا گیا ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۳۶/۶ وَعَنْ أَبِيْ جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهٗ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ

حضرت ابوجہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جانتا کہ اس کو (سترہ نہ ہونے کی صورت میں نمازی کے سامنے سے

يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

گذرنے میں) کس قدر گناہ ہوتا ہے؟ تو وہ (بجائے سامنے سے گذرنے کے چالیس دن یا ماہ یا سال تک (راوی کو تعین مدت میں شک ہے) رکا ہوا کھڑے رہنا پسند کرتا (بخاری ومسلم)

۱۰۳۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَالَهُ فِي أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيْهِ مُعْتَرِضًا فِي الصَّلٰوةِ كَانَ لِأَنْ يُقِيْمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخَطْوَةِ الَّتِي خَطَا۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے سے جب کہ وہ نماز کی حالت میں ہو عرضاً (آڑا) گذرنے میں اس کو کتنا گناہ ہوتا ہے؟ تو اس کو سو سال تک کھڑا رہنا (نمازی کے سامنے) چلنے سے بہتر معلوم ہوتا (ابن ماجہ)

۱۰۳۸ وَعَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُّخْسَفَ بِهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَهْوَنُ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اس پر نمازی کے سامنے سے گذرنے کا کیا گناہ ہے گذرنے والے تو اس کو اپنا زمین میں دھنسا دیا جانا اس گذرنے سے بہتر معلوم ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر (اس گذرنے سے زمین میں دھنس جانا) آسان ہوتا۔ (امام مالک)

۱۰۳۹ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ وَادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نمازی کے سامنے سے گذرنے والی) کوئی چیز نماز کو فاسد نہیں کرتی جہاں تک تم سے ہو سکے گذرنے والے کو روکو۔ کیونکہ وہ شیطان ہے (کہ تمہارے سامنے سے گذر کر تمہارے خشوع میں خلل ڈالتا ہے) (ابوداؤد اور طبرانی)

ف: شرح منیۃ میں مذکور ہے کہ جب نمازی کے سامنے سے گذرنے والا نمازی کے سجدہ کی جگہ یا نمازی اور اس کے سترہ کے درمیان سے گذرنا چاہے تو نماز پڑھنے والا اس کو اشارہ کر کے یا سبحان اللہ کہہ کر روکے لیکن بیک وقت ان دونوں سے نہ روکے کیونکہ یہ بھی عمل کثیر ہے۔ اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ گذرنے والے کو روکنے کے لیے نمازی عمل کثیر کا مرتکب نہ ہو (مرقات)

۱۰۴۰ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ قَالَا لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَّادْرَءُوْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ (نمازی کے سامنے گذرنے والی) کوئی چیز مسلمان کی نماز کو فاسد نہیں کرتی اور جہاں تک تم سے ہو سکے (گذرنے والے کو) روکو۔ (طحاوی وبیہقی)

ف: امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں کہا ہے کہ نمازی کے سامنے سے آدمی کا گذرنا گذرنے والے کے لیے مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے تو نمازی جہاں تک ہو سکے اس کو روکے لیکن اس آدمی سے نہ لڑے۔

اگر نمازی گذرنے والے سے لڑ پڑے تو نمازی کا لڑنا گناہ میں گذرنے والے کے گناہ سے زیادہ سخت ہوگا۔ اس لیے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا گذرنے والے کے لیے مکروہ ہے۔ فاسدِ نماز نہیں۔ اس کے برخلاف نمازی کا اس آدمی سے لڑنا عمل کثیر ہونے کی وجہ سے خود اس کی نماز کے لیے مفسد ہوگا۔

اب رہا یہ کہ حدیث شریف میں نمازی کے سامنے سے گذرنے والے سے نمازی کو فَلْيُقَاتِلْهُ فرما کر لڑنے کا جو حکم ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ روکنے میں مبالغہ کیا جائے نہ کہ ایسی حقیقی لڑائی اختیار کی جائے کہ جس سے اس کی نماز فاسد ہو جائے۔ عامہ علماء کا یہی قول ہے

۱۰۴۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ الْكَلْبُ وَلَا الْحِمَارُ وَلَا الْمَرْاَةُ وَلَا مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الدَّوَابِّ فَادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی نماز کو (اس کے سامنے سے گذرنے والی) کوئی چیز خواہ وہ کتا ہو یا گدھا ہو یا عورت ہو، فاسد نہیں کرتی اور ان کے سوا دوسرے جانور بھی نمازی کے سامنے سے گذر جائیں تو نماز فاسد نہیں ہو گی اور جہاں تک تم سے ہو سکے (سامنے سے گذرنے والے کو عمل قلیل سے) روکو (طحاوی)

وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا حَدِيْثُ الْقَطْعِ بِمُرُوْرِ الْمَرْاَةِ وَغَيْرِهَا مَنْسُوْخٌ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَبِالْاَحَادِيْثِ الْاٰتِيَةِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْمَلِكِ كَمَا حَقَّقْتُهُ فِي الْحِلْيَةِ

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ یہ مذکورہ بالا حدیثیں اور آئندہ آنے والی حدیثیں اس حدیث کی ناسخ ہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ نمازی کے سامنے سے عورت کتا، گدھا وغیرہ گذر جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کو ابن الملک نے ذکر کیا ہے، اور حلیۃ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ ان ہی مذکورہ حدیثوں سے وہ تمام حدیثیں منسوخ ہیں جن میں عورت کتا، گدھا وغیرہ گذرنے سے نماز فاسد ہونے کا ذکر ہے۔

وَقَالَ الْإِمَامُ السَّرْخَسِيُّ إِنَّ الْأَمْرَ بِالْمُقَاتَلَةِ فِي حَدِيْثِ فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ فَهُوَ مَنْسُوْخٌ وَّأَيْضًا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ حِيْنَ كَانَ الْعَمَلُ فِي الصَّلٰوةِ مُبَاحًا۔

اور امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ وہ حدیث بھی منسوخ ہو چکی ہیں "فَلْیُقَاتِلْهُ" فرما کر نمازی کو اس کے سامنے سے گذرنے والے سے لڑنے کا حکم دیا گیا تھا نیز امام موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ "فَلْیُقَاتِلْهُ" والی حدیث میں نمازی کے سامنے گذرنے والے سے لڑنے کا جو حکم مذکور ہے وہ اسلام کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ حالت نماز میں عمل کثیر کی ممانعت نہ تھی۔ ۱۲

۱۴۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھا کرتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح عرض میں سوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

ف:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے سامنے عورت ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (اشعۃ اللمعات)

۱۴۳ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی اور میرے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف (آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سجدہ کی جگہ) ہوتے اور جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو (میرے پاؤں کو اپنے ہاتھ سے) دبا کر اشارہ فرماتے تو میں اپنے دونوں پاؤں کھینچ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر میں پاؤں دراز کر لیتی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ اس زمانہ میں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے۔ (بخاری اور مسلم)

۱۴۴ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَّأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک روز میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر دیوار اور سترہ کے منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے پس میں صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گذر کر سواری سے اتر گیا اور گدھی

دَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْکِرْ ذٰلِکَ عَلَیَّ اَحَدٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

کو (گھاس) چرنے چھوڑ کر نماز میں شریک ہو گیا اور کسی شخص نے بھی میرے اس فعل کو برا نہ سمجھا (بخاری اور مسلم)

ف: اس حدیث کے پیش نظر ابن الملک نے کہا ہے کہ نمازی کے سامنے گدھا گذرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے مقتدی کو علیحدہ سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صف کے سامنے گزرنے پر کسی نے اعتراض نہیں کیا (مرقات)

۱۰۴۵/۱۵ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ حُجْرَۃِ اُمِّ سَلَمَۃَ فَمَرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ اَوْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ فَقَالَ بِیَدِہٖ فَرَجَعَ فَمَرَّتْ زَیْنَبُ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَۃَ فَقَالَ بِیَدِہٖ ھٰکَذَا فَمَضَتْ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھُنَّ اَغْلَبُ۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سے حضرت عبد اللہ یا حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما گذرے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرما کر (گذرنے سے روکا) تو وہ رک گئے پھر حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گزریں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اسی طرح اشارہ فرما کر (ان کو بھی روکا) لیکن وہ نہ رکیں اور آپ کے سامنے سے چلی گئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ عورتیں (مردوں پر) غالب ہو کر رہتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

۱۰۴۶/۱۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ شَیْئًا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیَنْصِبْ عَصَاہُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَہٗ عَصًا فَلْیَخْطُطْ خَطًّا لَا یَضُرُّہٗ مَا مَرَّ اَمَامَہٗ۔

(رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنا چاہے تو وہ (دیوار، درخت یا کم جیسی کسی چیز کے آڑ میں) نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسی چیز (آڑ کے لیے) نہ ملے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی نصب کرے اور اگر لکڑی بھی اس کے پاس نہ ہو تو پھر ایک لکیر ہی کھینچ لے (یہ سب سترہ کا کام دیتے ہیں) اس کے بعد اس کے سامنے سے گذرنے والا (اس کی نماز میں) خلل نہ ڈالے گا اور گزرنے والے کو بھی گناہ نہ ہو گا۔ (ابو داؤد اور ابن ماجہ)

ف : ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار میں کہا ہے کہ سترہ کے لیے لکڑی یا سترہ کے قائم مقام کسی چیز کے نہ ہونے کی صورت میں نمازی اپنے سامنے سترہ کے مقدار کی کوئی چیز زمین پر رکھ لے اور یہ بھی نہ ہو تو زمین پر خط کھینچ لے تو یہ سترے کے قائم مقام ہیں اور اس سے سنت پر عمل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قدوری نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ زمین پر کسی چیز کو سترے کے لیے رکھنا سنت ہے۔ واضح ہو کہ جس چیز کو بطور سترہ زمین پر رکھا جائے اس کو طول میں رکھے عرض میں اڑا نہ رکھے تاکہ اس کا طول میں رکھنا نصب کرنے کے اس طرح قائم مقام ہو جائے جس طرح کھڑے ہوئے سترہ کا سایہ طول میں گرتا ہے اگر سترہ کھڑا کرنے کے لیے لکڑی یا کوئی اور چیز نہ ہو کہ جس کو سترہ کی بجائے رکھا جا سکے تو ابوداؤد کی مذکور الصدر حدیث کی وجہ سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری روایت یہ آئی ہے کہ نمازی کا اپنے سامنے طول میں خط کھینچ لینا بھی مسنون ہے۔

(مرقات، عمدۃ الرعایۃ)

۱۰۴۷ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهٗ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص (کسی چیز کو سترہ بنا کر) نماز پڑھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ سترہ سے اتنا قریب ہو (کہ سترہ کے نزدیک سجدہ کر سکے) تاکہ شیطان (سترہ سے دور رہنے کی صورت میں کسی کے گذرنے کے وسوسہ کی وجہ سے خشوع میں خلل ڈال کر) اس کی نماز خراب نہ کر سکے۔ (ابوداؤد)

۱۰۴۸ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ اِلٰى عُوْدٍ وَّلَا عَمُوْدٍ وَّلَا شَجَرَةٍ اِلَّا جَعَلَهٗ عَلٰى حَاجِبِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهٗ صَمْدًا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ جب کبھی کسی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھتے تو اس کو اپنے دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل رکھ کر پڑھتے اور اس کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیانی جگہ کے مقابل نہیں رکھتے تھے (تاکہ بت پرستی سے مشابہت نہ ہو) (ابوداؤد)

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ (یہ باب نماز کی صفت یعنی کیفیت کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:
"وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور ان لوگوں کو تو (توریت و انجیل میں) یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے (یعنی اخلاص کے ساتھ شرک و نفاق سے دور رہ کر)
(کنز الایمان سورۃ بینہ آیت ۵)

یعنی اہلِ کتاب کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ وہی حکم دیئے گئے جو تورات و انجیل میں بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اچھے عقیدے رکھنا، اور بے دینوں سے علیحدگی، نماز در روزہ کی پابندی اگرچہ ان کے طریقۂ ادائیگی میں کچھ فرق ہے۔ مگر اصول وہی ہے، پھر یہ اہلِ کتاب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بدکتے اور بھڑکتے کیوں ہیں؟ خیال رہے کہ عقائد خالص اسلامی ہونا، اخلاص فی الدین ہے اور کفار سے دلی بیزاری، صورت و سیرت و اعمال میں ان سے علیحدگی حنیفیت ہے۔ (نور العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
"وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو!
(کنز الایمان سورہ مدثر آیت ۳)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "اللہ اکبر" فرمایا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکبیر سن کر تکبیر کہی اور خوش ہوئیں کہ وحی آئی۔ (خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَوْلُهٗ:
"وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور اپنے رب کا نام لے کر (یعنی تکبیر افتتاح کہہ کر) نماز پڑھی (پنجگانہ) (کنز الایمان سورہ اعلیٰ آیت ۱۵)

مسئلہ:۔ اس آیت سے تکبیر افتتاح ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نماز کا جزو نہیں ہے کیونکہ نماز کا اس پر عطف کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ افتتاح نماز کا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے جائز

ہے۔ (خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ" ترجمہ: "اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔"

(کنز الایمان سورۃ بقرہ آیت ۲۳۸)

ف: اس سے نماز کے اندر قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ کیونکہ "قُوْمُوْا" امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے کیونکہ "قوموا" صیغہ جمع ہے۔ تیسرے یہ کہ حالت نماز میں کھانا پینا، بات چیت کرنا حرام ہے جیسا کہ قَانِتِیْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت سے منسوخ ہے۔ (نور العرفان زیر آیت)

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" ترجمہ: "تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو۔"

(کنز الایمان سورۃ مزمل آیت ۲۰)

ف: اس آیت سے مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ خیال رہے کہ اس آیت سے مقدار قیام منسوخ ہوئی۔

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ" ترجمہ: "روشن عربی زبان میں اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے (کنز الایمان سورۃ شعراء آیت ۱۹۶)

ف: معلوم ہوا کہ قرآن کے ترجمے قرآن نہیں۔ بلکہ اگر خود عربی زبان میں بھی اس قرآن کا ترجمہ کر دیا جائے تو وہ بھی قرآن نہیں ہو گا۔ ان ترجموں سے نماز نہ ہو گی، ان کا پڑھنا جنبی کو حرام نہ ہو گا ان تراجم کے پڑھنے پر قرآن کا ثواب نہ ملے گا۔ صرف اور صرف وہی قرآن ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو آکر سنایا۔ بلکہ عربی عبارت کو ہندی یا انگریزی خط میں لکھنا بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ عربی حروف کا فرق اور تلفظ صحیح نہ ہو گا۔ (نور العرفان)

"اِنَّہٗ" کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا ذکر تمام کتب سماویہ میں ہے اور اگر سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ضمیر راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اگلی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت مذکور ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَارْکَعُوْا" ترجمہ: "اور رکوع کرو" (کنز الایمان پ۱ سورۃ بقرہ آیت ۴۳)

ف: اس آیت سے رکوع کی فرضیت ثابت ہوئی۔ اشارۃً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" ترجمہ: "اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم رکھو۔" کنز الایمان (سورۃ نساء، آیت ")

شان نزول: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے۔ ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں پہنچاتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔

نماز ہجرت سے پہلے شب معراج میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ۲ھ میں فرض ہوئی اور جہاد ۲ھ میں، روزہ بھی ۲ھ میں، تحویل قبلہ کے بعد، زکوٰۃ کے بعد فرض ہوئے۔ (نور العرفان)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں رفع یدین کرنا منسوخ ہے۔

وَقَوْلُهٗ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"وَاسْجُدُوْا" ترجمہ: "اور سجدہ کرو۔"

ف: اس آیت سے سجدہ کی فرضیت ثابت ہوئی۔

۱۰۴۹ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَاَعْلِمْنِيْ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَاْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں آکر نماز پڑھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے (وہ شخص نماز سے فارغ ہوکر) خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس جاؤ۔ نماز پڑھو گویا کہ تم نے ٹھیک نماز نہیں پڑھی (حسب الحکم) اس شخص نے واپس جاکر (پہلے کی طرح) نماز پڑھی اور خدمت گرامی میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (جواب میں) وعلیک فرماکر ارشاد فرمایا پھر واپس جاؤ اور نماز پڑھو (کیونکہ) تم نے ٹھیک نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کیا کہ حضور ہی مجھے بتلائیں (میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اِرْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا اِنْتَقَصْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ۔

ارشاد فرمایا جب تم نماز کا ارادہ کرو تو (پورے ارکان اور مستحبات کی رعایت کے ساتھ) وضو کرو پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اللہ اکبر کہو اور جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس میں سے بہ سہولت جو پڑھ سکتے ہو پڑھو اس کے بعد رکوع کرو، جب رکوع بہ نہایت اطمینان کے ساتھ کر چکو تو سر اٹھاؤ، جب اطمینان سے بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ میں جاؤ۔ یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ کو بھی ادا کر چکو تو سر اٹھاؤ اور اطمینان سے سیدھے بیٹھ جاؤ، بعد ازاں (دوسرا) سجدہ کرو، اور اس سجدہ کو بھی اطمینان سے ادا کرو، پھر (دوسرے) سجدہ سے اٹھو، یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح پوری نماز میں کیا کرو (بخاری) (اور ترمذی، نسائی و ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پس جب تم نے یہ کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اور اگر تم نے اس میں کسی چیز کی کمی کی تو اپنی نماز ناقص کر لی)

ف: ترمذی کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تعدیل ارکان واجب ہے اور تعدیل ارکان یہ ہے کہ نماز کے جملہ ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے اور ان کے ادا کرنے میں جلدی نہ کی جائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ رکوع کو پورے اطمینان کے ساتھ ادا کریں، رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں بھی اطمینان سے کھڑے رہیں۔ اسی طرح سجدہ کو بھی اطمینان کے ساتھ ادا کریں اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی جلدی نہ کریں بلکہ اطمینان سے بیٹھیں۔ الغرض اسی طرح پوری نماز کو ٹھیر ٹھیر کر اطمینان کے ساتھ ادا کریں اور اگر اس طرح تعدیل ارکان کے بغیر نماز ادا کی جائے تو نماز ناقص ہو جاتی ہے اور اس کا اعادہ لازم آجاتا ہے۔

اس حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کی مذمت ہے جیسا کہ آج کل بعض نمازی کیا کرتے ہیں گویا جلدی جلدی ٹھونگیں مار کر سر سے ایک بوجھ اتارتے ہیں (شرح وقایۃ، ترجمہ ترمذی)

ف ۲: بخاری کی مذکورہ الصدر حدیث میں یہ الفاظ ہیں "وَاقْرَءْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" (جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس میں سے جو بسہولت پڑھ سکتے ہو پڑھ لو) حدیث کے ان الفاظ سے نماز میں مطلق قرات کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بخاری کی اسی مذکورہ الصدر حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا" (دوسرا سجدہ کرو، یہاں تک کہ سجدہ کی حالت میں مطمئن ہو جاؤ پھر دوسرے سجدے سے اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا

سجدہ اور قیام کے درمیان جلسہ استراحت نہیں ہے، اگر یہاں جلسہ استراحت ہوتا تو اس کا ذکر فرمایا جاتا اور یہی مذہب حنفی ہے (مرقات، اشعۃ اللمعات)

۱۰۵۰ ۲ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلٰوتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أُصَلِّي قَالَ إِذَا تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَمَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَقْرَأَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِلسُّجُودِ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مَعَ تَغْيِيرٍ يَسِيرٍ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ۔

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے مسجد میں آ کر نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی نماز کو دہراؤ، کیونکہ تم نے (ٹھیک) نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سکھا دیجئے کہ کس طرح نماز پڑھوں؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم (نماز کے لیے کھڑے ہو) تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ اکبر کہو، پھر سورۃ فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ کے لیے قرآن میں سے جو چاہو پڑھو اور جب تم رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ کو ہموار رکھ کر اپنے رکوع کو اطمینان کے ساتھ اچھی طرح کرو (کہ سر اور سرین برابر رہیں) اور قومہ کے لیے جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو اطمینان کے ساتھ اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ تمام جسم کی ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں پر قائم ہو جائیں اور جب تم سجدہ کرو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ پھر اسی طرح ہر رکعت کے رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ کو اطمینان کے ساتھ ادا کرتے رہو (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور ابو داؤد نے اس کی روایت کسی قدر تغیر کے ساتھ کی ہے۔ اور ترمذی اور نسائی نے اس کی روایت بالمعنیٰ کی ہے)

۱۰۵۱ ۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور آخری صف میں ایک شخص تھا جو (تعدیل ارکان کے ساتھ) نماز ادا نہیں کر رہا تھا جب اس شخص نے سلام پھیرا تو اس کو رسول اللہ

اللّٰهَ اَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّيْ اِنَّكُمْ تَرَوْنَ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرٰى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آواز دی ملے فلاں شخص! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو؟ کیا تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ تم کیسی نماز پڑھ رہے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے چھپا رہتا ہے؟ خدا کی قسم! میں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھا کرتا ہوں (امام احمد)

١٥٢ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى اَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے اور قرات کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے فرماتے تھے اور جب رکوع کرتے تو سر مبارک کو نہ اونچا کرتے نہ نیچا بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت میں اس طرح رکھتے کہ گردن اور پیٹھ برابر رہتی اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پوری طرح اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ میں نہیں جاتے تھے اور اسی طرح جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اچھی طرح بیٹھے بغیر دوسرا سجدہ نہیں فرماتے اور ہر دو رکعت کے بعد (قعدہ فرماتے) اور اس میں التحیات پڑھتے اور قعدے میں بائیں پاؤں کے پنجہ کو زمین پر بچھاتے اور سیدھے پاؤں کے پنجے کو کھڑا رکھتے اور عقبۃ شیطان سے منع فرماتے تھے (عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے کہ عقبۃ شیطان یہ ہے کہ پاؤں کے پنجوں کو اس طرح کھڑا کیا جائے جیسے سجدہ میں کھڑا کرتے ہیں اور پھر دونوں سرین کو ایڑیوں پر ٹکا کر ان پر بیٹھ جائے نماز میں اس طرح بیٹھنا مکروہ ہے۔ یہ علامہ طیبی اور کرخی کا قول ہے جس کو ابن الہمام نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے اور اشعۃ اللمعات نے بھی اس کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ لفظ عقبہ کو اسی معنی سے زیادہ مناسبت ہے، اس وجہ سے کہ عقبہ ایڑی کو کہتے ہیں، اور نہایۃ میں بھی یہی مذکور ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس

بات سے بھی منع فرماتے تھے کہ مرد سجدہ میں اپنے دونوں بازو (پہونچے اور کہنی کی درمیانی ہڈی) درندوں کی طرح زمین پر بچھائے (یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں کو چاہیئے کہ سجدہ میں اپنے بازو بچھا یا کریں) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کو سلام پھیر کر ختم فرماتے تھے (مسلم)

۱۰۵۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے، پھر رکوع کو جاتے تو اللہ اکبر فرماتے، پھر جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فرماتے اور جب بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فرماتے پھر سجدے کے لیے جاتے ہوئے اللہ اکبر فرماتے اور جب سر کو سجدہ سے اٹھاتے تو اللہ اکبر فرماتے، پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر فرماتے، پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر فرماتے، اسی طرح نماز میں کہا کرتے تھے اور جب دو رکعت پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی اللہ اکبر فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۵۴ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ الْبَرَّادُ قَالَ وَكَانَ عِنْدِیْ اَوْثَقَ مِنْ نَفْسِیْ قَالَ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدِ ہِ الْبَدْرِیُّ اَلَا اُصَلِّیْ لَكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِنَا اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يُكَبِّرُ فِيْهِنَّ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے سالم براد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی ہے، عطاء کہتے ہیں کہ سالم میرے پاس مجھ سے زیادہ ثقہ ہیں سالم نے کہا کہ ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کی تعلیم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح نماز پڑھتے تھے وہ بتلائے دیتا ہوں۔ پھر آپ نے ہم کو چار رکعت نماز پڑھائی جس میں ہر رکن میں جانے کے لیے جھکتے وقت اور رکن سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے (بجز رکوع سے اٹھتے وقت

کہ اس میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تھے) اور فرمایا کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے (طحاوی)

ف: امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح معانی الآثار میں باب الخفض فی الصلوٰۃ ھل فیہ تکبیر" کے تحت ابن عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث بیان کر کے لکھا ہے کہ ایک جماعت کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ نماز میں خفض یعنی رکوع اور سجدہ میں جانے کے لیے جھکتے وقت اللہ اکبر نہیں کہتے ہیں، اور بنو امیہ کا بھی یہی عمل تھا۔ لیکن متعدد و متواتر احادیث جن کو امام طحاوی رحمۃ اللہ نے اسی باب میں بیان فرمایا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں کسی رکن میں جانے کے لیے جھکتے وقت ایسے ہی اللہ اکبر کہتے جیسے اس رکن سے اٹھتے وقت اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھی یہی تھا اور ائمہ مذہب امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

واضح رہے کہ امام طحاوی کی مذکورہ بالا حدیث اور ذیل کی بخاری کی دونوں حدیثیں اس کا بیّن ثبوت ہیں

۱۰۵۵ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ صَلَّى لَنَا اَبُوسَعِيدِ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَ حِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سعید بن الحارث بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہماری تعلیم کے لیے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو انھوں نے پہلے سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور (دوسرے) سجدہ میں جاتے وقت بلند آواز سے اللہ اکبر کہا ہے اور پہلی دو رکعتوں کے بعد قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح عمل فرماتے دیکھا ہے۔ (بخاری)

ف: اس حدیث میں صرف پہلے سجدہ سے اٹھتے وقت اور دوسرے سجدے میں جاتے وقت اور قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت تکبیروں کے بلند آواز سے کہنے کا ذکر ہے اور دیگر ارکان میں جاتے وقت تکبیر کہنے کا ذکر نہیں ہے اس لیے کہ اس وقت یہی تین مذکورہ موقعوں میں تکبیر کہنے پر بحث ہو رہی تھی۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر تکبیرات نہ کہی گئی ہوں چنانچہ اسماعیلی کی روایت میں باقی اور تکبیرات کا ذکر موجود ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۱۰۵۶ وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے مکہ معظمہ میں ایک بوڑھے آدمی

تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے پوری نماز میں جہر کے ساتھ بائیس دفعہ اللہ اکبر کہا (اس میں تکبیر تحریمہ اور قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت کی تکبیر بھی شامل ہے) میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ یہ صاحب احمق معلوم ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ تم سے تعجب ہے (تم کو معلوم نہیں کہ) یہ تو حضور محمد ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (بخاری)

١٠٥٧ وَعَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ اِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلِاَبِيْ دَاوُدَ مِثْلَهُ عَنْهُ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ لَهُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِ عَنْ اَنَسٍ نَحْوَهُ وَقَالَ الْحَاكِمُ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ لَا اَعْلَمُ لَهُ عِلَّةً وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ۔

حضرت عبد الجبار بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک اٹھاتے کہ ہاتھوں کے انگوٹھے دونوں کانوں کی لوکیوں کے مقابل ہو جاتے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت بھی انہیں سے اسی طرح ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور دار قطنی نے اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہیں۔ اس لیے صحیح ہیں اور حاکم نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے اس میں کوئی علت نہیں پائی اور ابوداؤد کی ایک روایت ہے نسائی، طبرانی، دار قطنی اور مسلم میں وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع فرماتے وقت اپنے ہاتھوں کو دونوں کانوں کے مقابل اٹھاتے دیکھا ہے۔

١٠٥٨ وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ نُهَيْكٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَاَيْتُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت بشیر بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) نبی

(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہوتا تو آپ کے دونوں بغلوں کو دیکھ سکتا تھا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے) (ابوداؤد اور نسائی)

۱۰۵۹
۱۱
وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْہِ وَحَاذٰی اِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ یَرْفَعُ اِبْھَامَیْہِ اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جس وقت آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے سامنے اس طرح اٹھائے کہ دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے مقابل کیا اور اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر فرمایا (ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تکبیر تحریمہ کہنے کے قبل) اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کی لوئیکوں تک اٹھاتے تھے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو کانوں کی لوئیکوں کے مقابل رکھا جائے، پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہے اور حنفی مذہب یہی ہے (اشعۃ اللمعات)

۱۰۶۰
۱۲
وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔
(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو روبہ قبلہ ہوکر اپنے دونوں ہاتھوں کو (کانوں تک) اٹھاتے پھر اللہ اکبر فرماتے (ابن ماجہ)

ف: تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم مردوں سے متعلق ہے، اس کے برخلاف عورتیں نماز کی نیت کرکے اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھاویں، لیکن ہاتھ دوپٹے سے باہر نہ نکالیں (طحطاوی)

۱۰۶۱
۱۳
وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَ اِبْھَامَاہُ حِذَآءَ اُذُنَیْہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ رَاھَوَیْہِ وَالدَّارُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند فرماتے کہ دونوں انگوٹھے دونوں

قُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ فِیْہِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ وَالْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ نَحْوَہٗ۔

کانوں کے مقابل ہو جاتے تھے (اس کی روایت (امام احمد اور اسحاق ابن راہویہ نے کی ہے اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی روایت کی ہے اور دار قطنی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں) پھر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (اور طحاوی، بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۰۶۲ / ۱۴ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ حَکِیْمٍ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْمَا سِوٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ۔

حضرت عبد العزیز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں پہلی تکبیر کے وقت (جس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں) اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے مقابل اٹھایا کرتے اور تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں پھر ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے)

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ قَالَ صَاحِبُ الْکَنْزِ الْمَدْفُوْنِ وَالْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ فِیْہِ الْاِسْتِدْلَالُ عَلٰی تَرْکِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الْاِنْتِقَالَاتِ۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" یعنی تم اپنے ہاتھوں کو روکو اور نماز کے پابند ہو جاؤ صاحب الکنز المدفون والفلک المشحون نے کہا ہے کہ اس قول باری تعالیٰ میں اس بات کی دلیل ہے کہ شروع نماز کی تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں تکبیرات انتقالات کے وقت رفع یدین (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھانے کو) ترک کیا جائے (تاکہ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ کے حکم کی تکمیل ہو) ۱۲

۱۰۶۳ / ۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَقَالَ الْعَلَّامَۃُ الْھَاشِمُ الْمَدَنِیُّ فِیْ کَشْفِ الرَّیْنِ عَنْ مَسْاَلَۃِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ اَنَّ اِسْنَادَ النَّسَائِیِّ عَلٰی شَرْطِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں (نماز پڑھ کر) تم لوگوں کو بتلائے دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا کیسا تھا؟ یہ کہہ کر آپ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف ایک ہی دفعہ (تکبیر تحریمہ کے لیے) اٹھایا پھر آپ نے (پوری نماز میں) رفع یدین کا اعادہ نہیں فرمایا اور ایک دوسری روایت میں ہے

الشَّیْخَیْنِ ۔

کہ آپ نے (تکبیر تحریمہ کے سوا) رفع یدین نہیں کیا۔ (نسائی) اور علامہ ہاشم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین" میں لکھا ہے کہ نسائی کی مذکورہ حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اس لیے نسائی کی یہ حدیث بخاری اور مسلم کی حدیثوں کی طرح صحیح ہے

۱۰۶۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً مَّعَ تَكْبِيْرِ الْاِفْتِتَاحِ ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز نہ پڑھا دوں ؟ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں یہ کہہ کر نماز پڑھائی تو ایک ہی دفعہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے (پھر پوری نماز میں انھوں نے رفع یدین نہیں کیا) (ترمذی ، ابو داؤد و نسائی)

۱۰۶۵ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ ۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا (آؤ) میں تم لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھوں (یعنی تمھیں عملی طور پر دکھا دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کے بارے میں کیا کرتے تھے) پھر آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ (صرف تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھائے۔ اس کے بعد (پوری نماز میں پھر رفع یدین نہیں کیا) (ترمذی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس باب میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حسن ہے۔ کئی صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع یدین نہ کرنے کے قائل ہیں۔ نیز سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے (اور یہی حنفی مذہب ہے)

۱۰۶۶ وَعَنْهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور

يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم (شروع نماز میں) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے پھر باقی نماز میں رفع یدین کا اعادہ نہیں فرماتے تھے (طحاوی)

۱۰۶۷ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ أُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ایک بار) ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ (درمیان نماز میں) رفع یدین کر کے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح (بار بار ہلاتے رہتے ہو (ایسا مت کرو) اور نماز میں سکون اور اطمینان سے رہا کرو (مسلم)

ف ۱: جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث جس کی روایت مسلم نے کی ہے اس کے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ " (نماز میں سکون اور اطمینان سے رہا کرو)

اس ارشاد گرامی سے یہ مقصود ہے کہ درمیان نماز میں ایسا عمل نہ کیا جائے جس سے نماز کے سکون و اطمینان میں خلل ہوتا ہو اس لیے ہر وہ عمل جس سے نماز کے سکون میں خلل ہوتا ہو، ممنوع ہوگا اور ظاہر ہے کہ درمیان نماز میں بار بار رفع یدین سے نماز کے سکون و اطمینان میں خلل واقع ہوتا ہے اس وجہ سے اس حدیث میں درمیان نماز میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے۔

ف ۲: اسی مذکور الصدر حدیث میں ارشاد ہوا ہے " مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ أُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ "

(کیا وجہ ہے کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ (درمیان نماز میں رفع یدین کر کے) اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح بار بار ہلاتے رہتے ہو، (ایسا مت کرو) اور نماز میں سکون و اطمینان سے رہا کرو)۔

حدیث کے ان الفاظ سے درمیان نماز میں رفع یدین کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس وہ حضرات جن کے پاس درمیان نماز میں رفع یدین جائز ہے انھوں نے مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ أَيْدِيَكُمْ الخ سے قعدہ میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ ہلا کر اشارہ کرنا مراد لیا ہے جس پر بعض لوگوں کا عمل تھا۔ حالانکہ جس حدیث میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ ہلا کر اشارہ کرنے سے منع کیا گیا۔ وہ دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

مَا لِهٰؤُلَاءِ يُؤْمُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اِنَّمَا يَكْفِيْ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى اَخِيْهِ مِنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَمِنْ عَنْ شِمَالِهٖ۔

(ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح ہلا ہلا کر اشارہ کرتے ہیں، ان کو چاہیئے کہ ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھیں پھر سیدھے اور بائیں جانب اپنے بھائی کو سلام کریں)۔

یہی وہ حدیث ہے جس سے قعدہ میں بوقت سلام ہاتھوں کو ہلا کر اشارہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کے تقابل سے حسب ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں:-

صدر کی پہلی حدیث کے یہ الفاظ ہیں "مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ"

اس حدیث کے الفاظ " رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ اور اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ درمیان نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے کیوں کہ درمیان نماز میں بار بار رفع یدین سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

اس حدیث کے ان ہر دو جملوں سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہوتی ہے کہ رفع یدین کی ممانعت کا تعلق درمیان نماز سے ہے نہ کہ آخر نماز سے اگر اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ کے حکم کو نماز کے آخری حصہ سلام کے وقت سے متعلق کیا جائے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو " اُسْكُنُوْا " کا حکم بے محل ہو جائے گا کیوں کہ سلام سے تو نماز ہی ختم ہو جاتی ہے اور نماز ختم ہو جانے کے بعد سکون و اطمینان سے رہنے کا کیا موقع ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ صدر کی حدیث جس میں اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ مذکور ہے اس حدیث کو درمیان نماز میں رفع یدین کی ممانعت ہی سے متعلق کیا جائے

اس کے برخلاف دوسری حدیث میں " رَافِعِيْنَ اَيْدِيَكُمْ " کی بجائے " يُؤْمُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ " کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہاتھوں سے اشارہ کرنے کے ہیں اور اسی طرح دوسری حدیث کے آخر میں " اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ کی بجائے " اِنَّمَا يَكْفِيْ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ الخ کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہیں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھ کر سلام کیا جائے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں حدیثیں اپنے اپنے الفاظ اور معانی کے لحاظ سے بالکل جدا ہیں۔ صدر کی پہلی حدیث کا تعلق بالکلیہ درمیان نماز میں رفع یدین کی ممانعت سے ہے اور دوسری حدیث کا تعلق بوقت سلام قعدہ میں ہاتھوں کو ہلا کر اشارہ کرنے کی ممانعت سے ہے، دونوں حدیثوں کے اس تقابل سے یہ واضح ہو گیا کہ ہر دو حدیثیں اپنے اپنے موقع کے لحاظ سے علیحدہ ہیں اور دونوں کا حکم جدا جدا ہے اور اس طرح ایک حدیث کے حکم کو دوسری حدیث کے حکم سے متعلق کرنا قیاس مع الفارق ہے جو کسی حیثیت سے درست نہیں (مرقات) ۱۲

شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مشہور زمانہ فتاوی، فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵

مطبوعہ مرادآباد انڈیا) پر فرماتے ہیں کہ اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے، نہ خصوص سبب کا۔ اور حاظر مبیح پر مقدم ہے۔ ہمارے آئمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا۔ حنفیہ کو اس کی تقلید چاہیے۔ شافعیہ وغیرھم اپنے آئمہ رحمہم اللہ کی پیروی کریں۔ کوئی محل نزاع نہیں ہاں! وہ حضرات کہ تقلید آئمہ دین کو شرک و حرام جانتے ہیں اور بآنکہ علمائے متقدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اعدا۔ اپنے لیے منصب اجتہاد مانتے اور خواہی نخواہی تفریق کلمہ مسلمین و اثارت فتنہ بین المؤمنین کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت و ناموری سمجھتے ہیں۔ ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہیے۔ مانا کہ احادیث رفع ہی مرجح ہوں۔ تاہم رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں۔ غایت درجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا۔ کہ کیا تو اچھا، نہ کیا تو کچھ برائی نہیں، مگر مسلمانوں میں فتنہ اٹھانا، دو گروہ کر دینا، نماز کے مقدمے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچانا شاید اہم واجبات سے ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے " وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ " فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔" خود ان صاحبوں میں بہت لوگ صدہا گناہ کبیرہ کے کرتے ہوں گے۔ انہیں نہ چھوڑنا اور رفع یدین نہ کرنے پر ایسی شورشیں کرنا کچھ بھلا معلوم ہوتا ہو گا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہدایت فرمائے۔ آمین۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

۱۰۶۸/۲۰ وَفِيْ مُسْنَدِ إِمَامِنَا أَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ فِيْ دَارِ الْحَنَّاطِيْنَ بِمَكَّةَ فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا بَالُكُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَكُمْ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لِأَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ كَيْفَ لَا يَصِحُّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَحَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت سفیان کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کی گیہوں کی منڈی میں امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ اکٹھے ہوئے، اس وقت امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ لوگ نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت کس وجہ سے رفع یدین نہیں کرتے؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم اس وجہ سے رفع یدین نہیں کرتے کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہوئی ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ امام زہری نے مجھ سے حدیث بیان کی اور زہری سالم سے روایت کرتے ہیں اور سالم اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو (تکبیر تحریمہ کے لیے) دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے

الْاَوْزَاعِیُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْحَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَّعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَاِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ اَوْ لَهٗ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْاَسْوَدُ لَهٗ فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَّعَبْدُ اللّٰهِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِیُّ۔

اور رکوع کو جاتے وقت رفع یدین کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے (امام اوزاعی کے جواب میں) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حماد نے اور حماد بیان کرتے ہیں ابراہیم سے اور ابراہیم روایت کرتے ہیں علقمہ اور اسود سے اور یہ دونوں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع نماز میں تو تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے تھے (پھر باقی نماز میں رفع یدین کا اعادہ نہیں فرماتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا کہ میں آپ کو حدیث سنا رہا ہوں زہری سے اور زہری روایت کرتے ہیں سالم سے اور سالم روایت کرتے ہیں اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے اور وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور علقمہ فقہ میں ابن عمر سے کم نہ تھے۔ اگرچہ ابن عمر کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل ہے اور ان کے لیے صحابی ہونے کی فضیلت ہے۔ اب رہے اسود تو ان کے بھی بہت سے فضائل ہیں اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں ان کا کیا کہنا یہ سن کر امام اوزاعی نے سکوت اختیار فرمایا (اس کی روایت سفیان بن عیینہ نے ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مسند میں کی ہے۔

۱۰۷۹
۲۱ وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَّرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ قَدْ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ہے حضرت ابن عمر تکبیر اولیٰ یعنی تکبیر تحریمہ کے سوا پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے) اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں

فَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهٗ نَسْخُ مَا قَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ وَقَامَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ۔

کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر خود انھوں نے رفع یدین کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ترک کر دیا۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کو ترک کرنا اس وجہ سے ہے کہ جس رفع یدین کو انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا تھا اس کا منسوخ ہونا ان کے پاس ثابت ہے اور رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل ان کے پاس قائم ہو چکی ہے (ورنہ وہ رفع یدین کو درمیان نماز میں کبھی ترک نہ کرتے)

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَالَّذِيْ يَحْتَجُّ بِهِ الْخَصْمُ مِنَ الرَّفْعِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِهٖ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهٗ۔

اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ جس رفع یدین کے متعلق رفع یدین کے قائلین دلیل دلاتے ہیں وہ اس بات پر محمول ہے کہ رفع یدین پر عمل ابتداء اسلام میں ہوتا تھا پھر منسوخ ہو گیا اور رفع یدین منسوخ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کر رہا ہے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کر رہا ہے تو اس سے حضرت عبد اللہ بن زبیر نے کہا کہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین مت کیا کر، یہ ایسی چیز ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے کیا کرتے تھے اور پھر اس کو ترک فرما دیا۔

۱۰۷۰/۲۲ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور پھر (پوری نماز میں) رفع یدین کا اعادہ نہیں کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی اور بیہقی نے کی ہے اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

۱۰۷۱/۲۳ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبِ الْجَرْمِيِّ

حضرت عاصم بن کلیب جرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے

عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى الَّتِيْ يُفْتَتَحُ بِهَا الصَّلٰوةُ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ۔

والد سے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ صرف پہلی تکبیر میں جس سے نماز شروع کی جاتی ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد باقی نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد اور طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ ثُمَّ قَالَ وَلَا يَجُوْزُ لِعَلِيٍّ اَنْ يَّرٰى ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَتْرُكُ هُوَ ذٰلِكَ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ نَسْخُ الرَّفْعِ فِيْ غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ ۔

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے موافق ہے) اور علامہ عینی نے یہ بھی کہا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے سوا باقی پوری نماز میں رفع یدین کا منسوخ ہونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ثابت ہو چکا تھا جب ہی تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھنے کے باوجود پھر بھی تکبیر تحریمہ کے سوا باقی پوری نماز میں رفع یدین کو ترک فرمایا اگر رفع یدین کا منسوخ ہونا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ثابت نہ ہوتا تو آپ خود اپنی طرف سے رفع یدین ہرگز ترک نہ کرتے۔

۱۶۷۲/۲۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اِسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ ۔

(رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور پھر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بھی نماز پڑھی ہے یہ تینوں حضرات رفع یدین شروع نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی کیا کرتے تھے اور باقی پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے) (اس کی روایت دارقطنی اور ابن عدی نے کی ہے)

۱۶۷۳/۲۵ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي الْاِفْتِتَاحِ ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

۱۰۷۴/۲۶ وَعَنْهُ قَالَ لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَالْاٰثَارِ۔

۱۰۷۵/۲۷ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ يَحْفَظْهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ)

وقت ہی ہاتھ اٹھائے تھے پھر اس کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی)

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کے کسی حصہ میں رفع یدین مت کیا کرو۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا اور الآثار میں کی ہے)

حضرت حصین بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک دفعہ) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے عمرو نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت علقمہ بن وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد کے واسطہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ان کے والد وائل حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرمایا اور اسی طرح رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرمایا (یہ سن کر) ابراہیم نخعی نے جواب دیا کہ (وائل حضرمی جو کہہ رہے ہیں) میں اس کو نہیں جانتا معلوم ہوتا ہے کہ وائل حضرمی نے صرف اسی ایک دن کی نمازوں میں (جب کہ وہ خدمت اقدس میں وفد بن کر حضر موت سے حاضر ہوئے تھے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (دوران نماز میں) رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور اسی کو انھوں نے یاد رکھ لیا لیکن ابن مسعود اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جو ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر رہ کر) شریک نماز ہوتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا ہمیشہ کا واقعہ نہ ہونے کی وجہ سے اس (ایک دن کی نمازوں کے رفع یدین کو یاد نہ رکھا (حضرت ابراہیم نخعی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) اسی لیے میں نے ان حضرات میں سے کسی ایک سے بھی یہ نہیں سنا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (درمیان نماز میں) رفع یدین کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ان سب حضرات کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ شروع نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے (اس کے سوا باقی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے) اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

۱۰۷۶/۲۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَغَضِبَ وَقَالَ رَاٰهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّلَا أَصْحَابُهٗ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرموت کی مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے حدیث بیان کر رہے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل رفع یدین کیا کرتے تھے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کیا تو انھوں نے غصہ میں آکر فرمایا کیا وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی رفع یدین کرتے دیکھا ہے؟ اور اس کو ابن مسعود اور ان کے ساتھی دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں دیکھا (کیا یہ قرین قیاس ہے؟) اس کی روایت طحاوی نے کی ہے

۱۰۷۷/۲۹ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيْمَ حَدِيْثُ وَائِلٍ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ إِنْ كَانَ وَائِلٌ رَاٰهُ مَرَّةً يَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَدْ رَاٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی کہ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرماتے ہوئے دیکھا ہے (یہ سن کر) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک دفعہ (قبل رکوع اور بعد رکوع) رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے تو

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قبل رکوع اور بعد رکوع) رفع یدین نہیں کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ یہاں رفع یدین سے متعلق دو طرح کی حدیثیں آتی ہیں۔ ایک وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل رکوع اور بعد رکوع رفع یدین فرماتے تھے اور دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل رکوع اور بعد رکوع رفع یدین نہیں فرماتے تھے

اس طرح رفع یدین سے متعلق احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ رفع یدین کے بارے میں اُن احادیث کو ترجیح حاصل ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں جن میں قبل رکوع اور بعد رکوع حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفد بن کر حضر موت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور آپ کو صرف چند دن صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موقع ملا۔ اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ صحبت بابرکت میں اس طرح حاضر رہتے تھے کہ اجنبی حضرات آپ کی اس حاضر باشی کی وجہ آپ کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت میں شمار کرنے لگے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لحاظ سے حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے زیادہ قدیم ہیں اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث کو حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حدیثوں پر ترجیح حاصل ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حدیثیں اس لیے بھی قابل ترجیح ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شمار جیسا کہ ابھی ذکر کیا جا چکا ہے ان جلیل القدر مہاجرین صحابہ میں ہے جو سفر و حضر میں ہمیشہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضر رہتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اس تقرب کے سبب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے جس کو خود صاحب مشکوٰۃ نے اپنے رسالہ "الاکمال فی اسماء الرجال" میں ذکر کیا "رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ بِھَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ" (میری امت کے لیے ام عبد یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن باتوں کو پسند کریں مجھے بھی وہ باتیں پسند ہیں) یہی وہ امتیاز ہے جس کی بنا پر امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حدیثوں کو حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں

پر ترجیح حاصل ہے (شرح معانی الآثار)

۱۰۷۸/۳۰ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ قَائِمًا فِى الصَّلٰوةِ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِىُّ)

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔ (نسائی)

۱۰۷۹/۳۱ وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔ (ترمذی اور ابن ماجہ)

۱۰۸۰/۳۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُعَجِّلَ اَفْطَارَنَا وَنُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنَضَعَ اَيْمَانَنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَالطَّيَالِسِىُّ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار جلدی کریں اور سحر کرنے میں تاخیر کریں اور نماز میں اپنے سیدھے ہاتھوں کو اپنے بائیں ہاتھوں پر رکھیں (اس کی روایت طبرانی نے سند صحیح سے کی ہے اور طیالسی نے بھی اس کی روایت کی ہے) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

۱۰۸۱/۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَرَّ بِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاضِعٌ يَدِىَ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَاَخَذَ بِيَدِىَ الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِىُّ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے اور میں نماز میں بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ پر رکھے ہوئے تھا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سیدھے ہاتھ کو پکڑ کر بائیں ہاتھ پر رکھ دیا (ابن ماجہ اور نسائی)

۱۰۸۲/۳۴ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ الْیَدَ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِہِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِّلنَّسَائِیِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ یُصَلِّیْ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَقَامَ فَکَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی حَاذَتَا بِاُذُنَیْہِ ثُمَّ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی کَفِّہِ الْیُسْرٰی وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔

روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں) لوگوں کو حکم تھا کہ وہ نماز میں اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا کریں (اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (دل میں) یہ بات ٹھان لی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں؟ چنانچہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر فرمایا پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر اٹھایا اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ (کی ہتھیلی کو) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے (حلقہ بناکر) بائیں ہاتھ کے پہونچے کو (اس طرح) پکڑ لیا کہ (سیدھے ہاتھ کی باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کے) پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر تھیں۔

ف: واضح ہو کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے متعلق حنفی مذہب میں تین قول ہیں۔ ایک یہ ہے کہ پہلے اللہ اکبر کہے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے جیسا کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورۃ الصدر حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اور رفع یدین ساتھ ساتھ کئے جائیں، جیسا کہ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث سے ثابت ہے جس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے کی ہے اس قول کو خانیہ، خلاصہ، تحفہ، بدائع، محیط، قدوری، اور قاضی خان نے اختیار کیا ہے اور بقالی نے اس دوسرے قول کو جمیع احناف کی طرف منسوب کیا ہے اور حلیہ نے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے پھر اللہ اکبر کہے اور یہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے جس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔ نیز ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی سے بھی اس حدیث کی روایت ہے۔ مجمع نے اس قول کو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ سے منسوب کیا ہے اور مبسوط میں لکھا ہے کہ اس تیسرے قول کو اکثر فقہائے احناف نے اختیار کیا ہے اور غایۃ البیان نے بھی اس قول کو جمہور علماء احناف کی طرف منسوب کیا ہے اور صاحب ہدایہ کے پاس یہی تیسرا قول مفتی بہ ہے (ردالمحتار، عمدۃ الرعایۃ)

ف: نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ تین طرح کی ہیں۔

ایک حدیث میں ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے ۔ اور دوسری حدیث میں ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنے کا ذکر ہے اور تیسری حدیث میں ہاتھ کو پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر رکھنے کا ذکر ہے ۔

واضح رہے کہ جب کبھی کسی مسئلہ میں مختلف حدیثیں آتی ہیں جس سے ان میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہو تو اصولیین کا قاعدہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایسی کوشش کی جائے کہ ان جملہ مختلف احادیث پر عمل ہو سکے اور ان میں سے کوئی حدیث چھوٹنے نہ پائے ۔

اسی قاعدے کے پیش نظر ہمارے فقہاء نے تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں جو مختلف احادیث آئی ہیں ان سب پر اس طرح عمل کیا ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی چھوٹنے نہیں پاتی۔ اسی لیے انھوں نے فرمایا ہے کہ اس بارے میں سنت یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں کے ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلی سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے پہونچے کو اس طرح پکڑلے کہ باقی تین انگلیاں بائیں پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر رہیں۔

اس سے یہ صادق آتا ہے کہ نمازی نے اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا ہے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں کلائی پر بھی رکھا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پکڑ لیا ہے، اس طرح نمازی نے ہاتھ باندھنے سے متعلق جملہ مختلف حدیثوں پر عمل کیا ہے ۔ (ابحبی، ردالمحتار)

ف۳ : نماز میں ہاتھ باندھنے کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے لیکن عورتیں داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھیں ۔ (طحاوی)

۱۰۸۳/۳۵ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَفِي عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ سَنَدُهُ جَيِّدٌ وَرُوَاتُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ كَذَا قَالَ الْحَافِظُ قَاسِمُ بْنُ قُطْلُوبُغَا وَالشَّيْخُ عَابِدُ السِّنْدِيُّ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ أَبُو الطَّيِّبِ الْمَدَنِيُّ فِي هٰذَا حَدِيثٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ۔

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہیں (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے) اور عمدۃ الرعایۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حافظ قاسم بن قطلوبغا اور شیخ عابد سندی نے بھی اسی طرح کہا ہے اور علامہ ابوالطیب المدنی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے قوی ہے۔

۱۰۸۴/۳۶ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نماز میں ناف کے نیچے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھنا سنت ہے (اس کی روایت ابوداؤد، امام

وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ ۔

احمد اور ابن ابی شیبہ، دار قطنی اور بیہقی نے کی ہے)

۱۰۸۵/۳۷ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ وہ نماز میں ناف کے نیچے اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے)

ف: نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کا حکم مردوں سے متعلق ہے اس کے برخلاف عورتیں تکبیر تحریمہ کے بعد اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر باندھ لیں (سعایۃ) ۱۲

۱۰۸۶/۳۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نماز میں قیام دراز ہو وہ نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں قیام کو طویل کرنا زیادہ رکعتوں کے پڑھنے سے افضل ہے جیسے ایک شخص رکعتیں کم پڑھتا ہے مگر زیادہ قرآن پڑھ کر قیام کو طویل کر رہا ہے تو ایسے شخص کی نماز اُس شخص کی نماز سے افضل ہے جو قیام میں قرآن کم پڑھتا ہو لیکن زیادہ رکعتیں ادا کرتا ہو۔ اس لیے کہ قیام میں قرآن کم پڑھا جاتا ہے لیکن زیادہ رکعتوں کے رکوع اور سجود میں زیادہ تسبیحات پڑھی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ قرآن کو تسبیحات پر فضیلت حاصل ہے۔

طویل قیام کو رکعتوں کی کثرت پر اس لیے بھی فضیلت حاصل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد میں آٹھ رکعات ادا فرماتے لیکن ان رکعتوں میں قرآن کی طویل ترین سورتیں تلاوت فرما کر قیام کو طویل فرمایا کرتے تھے۔ حنفی مذہب میں طویل قیام کی فضیلت ہی پر فتویٰ ہے۔

واضح رہے کہ زیادہ رکعتوں کے پڑھنے پر طویل قیام کو جو فضیلت حاصل ہے، اس کا تعلق نوافل سے ہے۔ اس کے برخلاف فرض نمازوں کے قیام، رکوع، اور سجود کو سنت کے موافق ادا کرنا ہی افضل ہے (ملتقی، کنز، مرقات) ۱۲

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان صرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے یہی ادب اور یہی سنّت ہے۔ اور یہی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

قَالَ فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ الْيَدِ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْخُشُوعِ هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي نَصْرِ الدَّبُوسِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ كَذَا فِي الْكُبْرٰى اھ أَقُولُ بَلْ فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَشَرْحِهِ مَرَاقِي الْفَلَاحِ لِلْعَلَّامَةِ الشُّرُنْبُلَالِيِّ يُسَنُّ تَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْخُشُوعِ اھ قَالَ السَّيِّدُ الطَّحْطَاوِيُّ فِي حَاشِيَتِهِ نَصَّ عَلَيْهِ فِي كِتَابِ الْأَثَرِ عَنِ الْإِمَامِ وَلَمْ

يَحْكُّ فِيْهِ خِلَافًا۔ اھ

امام علامہ ابو یوسف اردبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کتاب الانوار میں کہ اجل معتمدات مذہب شافعی سے ہے اسی چار انگل فصل کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ حَيْثُ قَالَ يُكْرَهُ إِلْصَاقُ الْقَدَمَيْنِ وَيُسْتَحَبُّ التَّفْرِيْقُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِ أَرْبَعِ أَصَابِعَ۔

(چار انگلیوں کی مقدار حالت قیام میں دونوں قدموں کو جدا رکھنا مستحب ہے اور ان کا ملانا مکروہ ہے)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک ہاتھ کا فرق نہ کسی مذہب کی کتاب میں نظر سے گزرا۔ نہ کسی طرح قبول ہو سکتا ہے۔ کہ بداہۃً طرز و روشِ ادب و خشوع سے جدا ہے بعض شافعیہ نے ایسا کیا غالباً کوئی عذر ہو گا۔ یا شاید ناواقفی کی بناء پر کہ مکہ معظمہ کا ہر متنفس تو عالم نہیں۔ اعتبار اقوال و افعال علماء کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۸۷/۳۹ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُوْ حُمَيْدٍ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عباس بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ چار صحابہ یعنی) ابوحمید، ابواسید سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا آپس میں تذکرہ کیا۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ میں تم میں سب سے بہتر جانتا ہوں (یہ کہہ کر آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رکوع کرنے کو اس طرح بیان کیا کہ) جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھ دیئے گویا ان سے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور ہاتھوں کو کھنچی ہوئی کمان کی تانت کی طرح بنا کر ان کو پہلوؤں سے جدا رکھا۔ (ترمذی)

۱۰۸۸/۴۰ وَعَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ إِنَّمَا السُّنَّةُ الْأَخْذُ بِالرُّكَبِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّبْرَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَفَرِّجْ بَيْنَ أَصَابِعِكَ وَارْفَعْ يَدَيْكَ عَنْ جَنْبَيْكَ۔

حضرت ابو عبد الرحمن سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (نماز میں رکوع کے وقت) سنت یہ ہے کہ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑ لیا جائے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے) اور طبرانی کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بیٹے جب تم رکوع کرو تو دونوں

ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر انگلیوں کو پھیلاؤ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھو۔

ف: رکوع کرنے کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے اس کے برخلاف عورتیں رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دیں اور دونوں بازو پہلوؤں سے خوب ملائے رکھیں اور دونوں پاؤں کے ٹخنے بالکل ملادیں (ردالمحتار، طحاوی)

۱۰۸۹ / ۴۱ وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوّٰى ظَهْرَهُ حَتّٰى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ جب آپ رکوع فرماتے تو اپنی پشت مبارک کو اس قدر سیدھی رکھتے کہ اگر اس پر پانی ڈال دیا جاتا تو ٹھہر جاتا۔ (ابن ماجہ)

۱۰۹۰ / ۴۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَمُسْلِمٌ وَابْنُ حِبَّانَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو سر مبارک کو نہ اوپر اٹھاتے اور نہ نیچے جھکاتے بلکہ درمیانی حالت میں (پیٹھ کے برابر رکھتے) (اس کی روایت ابن ماجہ، ترمذی، مسلم اور ابن حبان نے کی ہے)

ف: فاضل بریلوی فرماتے ہیں رکوع میں قدر واجب تو اسی قدر ہے کہ سر جھکائے اور پیٹھ کو قدرے خم دے۔ مگر جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجۂ کمال وطریقۂ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے۔ اس قدر کے لیے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں۔ تو قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہو گا وہ عبث و بیجا میں داخل ہو جائے گا۔ فِي الْحَاشِيَةِ الشَّامِيَةِ فِي حَاشِيَةِ الْفَتَّالِ عَنِ الْبِرْجُنْدِيِّ وَلَوْ كَانَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّحَاذِيَ جَبْهَتَهُ قُدَّامَ رُكْبَتَيْهِ لِيَحْصُلَ الرُّكُوْعُ وَإِلَّا فَقَدْ عَلِمْتَ حُصُوْلَهُ بِأَصْلِ طَأْطَأَةِ الرَّأْسِ أَيْ مَعَ انْحِنَاءِ الظَّهْرِ تَأَمَّلْ۔ انتهى۔

اور نماز میں جو ایسا فعل کیا جائے گا لا اقل ناپسند و مکروہ تنزیہی ہو گا۔ وفی الدر المختار ویکرہ ترکُ كُلِّ سُنَّةٍ انتهى۔ ملتقطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۱۔

۱۰۹۱ / ۴۳ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَإِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تو فوراً سجدہ نہیں کرتے جب تک کہ اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے نہیں

جَالِسًا وَّ کَانَ یَفْتَرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی۔

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

ہو جاتے تھے اور جب سجدہ کرتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے تو فوراً دوسرا سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ (دونوں سجدوں کے درمیان سے) نہیں بیٹھ جاتے اور جب دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے) تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

۱۰۹۲/۴۲ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حُمَیْدٍ ثُمَّ یَھْوِیْ اِلَی الْاَرْضِ سَاجِدًا فَیُجَافِیْ یَدَیْہِ عَنْ جَنْبَیْہِ وَیَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَیْہِ ثُمَّ رَاْسَہٗ وَیَثْنِیْ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی فَیَقْعُدُ عَلَیْھَا ثُمَّ یَعْتَدِلُ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ فِیْ مَوْضِعِہٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَسْجُدُ۔

اور ابوداؤد میں ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو طویل حدیث مروی ہے (اس حدیث میں قومہ کے بعد سجدہ کرنے کا اس طرح ذکر ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قومہ کے بعد) فوراً زمین پر سجدہ میں گر جاتے اور (سجدہ کی حالت میں) اپنے دونوں بازو دونوں پہلوؤں سے علیحدہ رکھتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو اس طرح موڑتے کہ انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہتا پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر آپ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے یہاں تک کہ ہر ہر ہڈی اچھی طرح اپنی اپنی جگہ قرار پا جاتی پھر دوسرا سجدہ فرماتے۔

وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ وَفَرَّجَ بَیْنَ فَخِذَیْہِ غَیْرَ حَامِلٍ بَطْنَہٗ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَخِذَیْہِ حَتّٰی فَرَغَ۔

اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت (جو ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے۔ اس میں سجدہ کی کیفیت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سجدہ میں) سجدے سے فارغ ہونے تک اپنی رانوں کو کشادہ رکھتے اور شکم مبارک کے کسی حصہ کو رانوں سے لگنے نہ دیتے۔

ف: سجدہ کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے لیکن عورتیں جب سجدے میں جائیں تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھیں پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھیں اور انگلیاں خوب ملا لیویں پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رکھیں اور سجدے کے وقت پیشانی اور ناک دونوں زمین پر رکھ دیں اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھیں مگر پاؤں کھڑے نہ کریں بلکہ داہنی طرف کو پاؤں نکال دیں اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کریں کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بازو دونوں پہلوؤں سے ملا دیویں اور دونوں بازو زمین پر رکھ دیں۔ (درمختار)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ حالت نماز میں ایک سجدہ فرض ہے یا دونوں

تو آپ نے فرمایا دونوں۔ کسی نے کہا کہ پہلا سجدہ فرض ہے دوسرا واجب۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے بلکہ نام پر افسوس۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ بلا مبالغہ دو سو کلمات علماء کرام سے اس کی سند میں پیش کر سکتا ہے جن ثابت ہو کہ مخالفین مسئلہ کو فقہ میں کس قدر غفلت ہے۔ مگر مسئلہ نہایت وضوح سے واضح ہے۔ اطالت موجب ملالت لہٰذا صرف دس نصوص صریحہ پر قناعت (ان دس میں سے ایک دو ہی بیان کی جاتی ہیں۔) نص اول۔ بحر الرائق میں کنز الدقائق کے قول "فَرَضُهَا التَّحْرِيمَةُ وَالْقِيَامُ وَالْقِرَاءَةُ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ" کی شرح میں فرمایا: اُرْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَالْإِجْمَاعُ عَلَى فَرْضِيَّتِهِمَا وَرُكْنِيَّتِهِمَا وَالْمُرَادُ مِنَ السُّجُودِ السَّجْدَتَانِ فَأَصْلُهُ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَكَوْنُهُ مُثَنًّى فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ

(ترجمہ: فرائض نماز میں تکبیر تحریمہ، قیام، قرآۃ، رکوع اور دونوں سجدے ہیں۔) اس عبارت کی شرح بحر الرائق میں فرمایا (رکوع کرو اور سجدے کرو (یہ حکم قرآن) ہے اور ان کے فرض و رکن ہونے پر اجماع ہے۔ اور سجود سے مراد دونوں سجدے ہیں۔ ان کی اصل کتاب، سنۃ اور اجماع سے ثابت ہے۔) نص ثانی امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: وَالْخَامِسَةُ السَّجْدَةُ أَيِ وَالْفَرِيضَةُ الْخَامِسَةُ مِنَ الْفَرَائِضِ السِّتِّ الْمُشْتَمِلِ عَلَى فَرْضِيَّتِهِمَا الصَّلٰوةُ السَّجْدَةُ وَالْأُولٰى السَّجْدَتَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ أَصْلُ السَّجْدَةِ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَكَوْنُهُ مُثَنًّى فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَلَا خِلَافَ فِي كَوْنِهِمَا مِنْ أَرْكَانِ الصَّلٰوةِ أَيْضًا۔

یہاں تصریح ہے کہ فرضیت تو درکنار دونوں سجدے بالاجماع رکن نماز ہیں۔ فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۵۸

۱۰۹۳ ۔ وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ فَقَالَ بَيْنَ كَفَّيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَحْوَهُ۔

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو چہرۂ مبارک کو کہاں رکھتے تھے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چہرہ کو سجدہ کی حالت میں) اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا کرتے تھے (اس کی روایت ترمذی اور طحاوی نے کی ہے اور مسلم، ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۰۹۴ ۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ كَانَتْ يَدَاهُ حِيَالَ أُذُنَيْهِ مَا فَاهُ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ

الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ ثُمَّ وَكَبَّرَ سَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ أُذُنَيْهِ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي اسْتَقْبَلَ بِهِمَا الصَّلٰوةَ۔

دونوں کانوں کے مقابل رہتے تھے (اس کی روایت طحاوی، عبد الرزاق اور اسحاق بن راہویہ نے کی ہے) اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ (قومہ کے بعد) پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ اکبر فرما کر سجدہ کیا تو سجدہ میں آپ کے دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے ایسے ہی مقابل تھے جیسا کہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت آپ کے دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے مقابل رہتے تھے۔

۱۰۹۵ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (دوسرے سجدے کے بعد جب دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے تو زمین پر یا گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنے کے بغیر اور جلسۂ استراحت کئے بغیر) اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل اٹھتے تھے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ اسی پر اہل علم کا عمل ہے) (جلسۂ استراحت یہ ہے کہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے یا تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہونے کے بعد جب قیام کے لیے اٹھیں تو کچھ دیر بیٹھ کر اٹھیں اور یہ جلسۂ استراحت حنفی مذہب میں ثابت نہیں ہے (عمدۃ الرعایۃ)

ف: اس حدیث میں پاؤں کے پنجوں کے بل اٹھنے کا جو ذکر ہے وہ دوسرے سجدے کے بعد دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کے لئے اٹھنے سے متعلق ہے اور اس میں اٹھتے وقت ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیکنے کی اور جلسۂ استراحت کرنے کی ممانعت ہے اور یہی مذہب حنفی ہے لیکن ضعیف العمری یا کسی اور عذر کی وجہ سے ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیکنے کے بغیر اٹھنا ممکن نہ ہو تو جلسۂ استراحت کیے بغیر ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیک کر اٹھ سکتے ہیں (رد المحتار، شرح سفر السعادت، عینی، فتح القدیر)

۱۰۹۶ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ نِ السَّاعِدِيِّ وَكَانَ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَبُوْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ وَأَبُوْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ وَالْأَنْصَارُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا الصَّلٰوةَ فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ

حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسی مجلس میں تھے جس میں ان کے والد جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں موجود تھے اور اس مجلس میں حضرت ابوہریرہ، ابو اسید اور ابو حمید الساعدی اور دیگر انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے اور یہ سب آپس میں (رسول اللہ صلی

بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبَعْتُ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَاَرِنَا فَقَامَ يُصَلِّيْ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرِ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا ذَكَرَ فِيْهِ اَنَّهٗ لَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى قَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) نماز کا تذکرہ کر رہے تھے تو حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ تم سب سے زیادہ جانتا ہوں کیونکہ میں نے بہت جستجو کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو بغور دیکھا ہے۔ یہ سن کر صحابۂ کرام نے کہا اچھا ہمیں بتلائیے تو حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور سب دیکھنے لگے (حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) اس طرح نماز شروع کی کہ پہلے اللہ اکبر کہا اور فقط اسی تکبیر اول کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر حضرت عیاش نے یہی طویل حدیث بیان کرتے ہوئے (دوسرے سجدے سے قیام کے کھڑے ہونے کا ذکر اس طرح کیا کہ (ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے جب سر اٹھایا تو جلسۂ استراحت کئے بغیر سیدھے کھڑے ہو گئے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

۱۰۹۷ / ۴۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يَجْلِسْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَهٗ ۔

روایت کی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں (دوسرے سجدے کے بعد جب قیام کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے اور جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے کی ہے) اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی کی دوسری روایت میں ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسی طرح مروی ہے (کہ وہ بھی جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے)

۱۰۹۸ / ۴۹ وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ اَقْدَامِهِمْ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ)

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر، حضرت علی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں (دوسرے سجدے کے بعد قیام کے لیے اٹھتے) تو اپنے پنجوں کے بل اٹھتے تھے (اور جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے ۔)

۱۰۹۹/۵۰ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ قَالَ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ اَحَدُ ھُمْ رَأْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

حضرت نعمان بن ابی عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ (کا زمانہ) پایا ہے اور دیکھا ہے کہ) ان میں سے ہر ایک جب پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدۂ ثانیہ سے اپنے سر کو اٹھایا کرتے تو جلسۂ استراحت کئے بغیر کھڑے ہو جایا کرتے تھے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور عبدالرزاق نے ابن مسعود، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس طرح روایت کی ہے (کہ یہ سب حضرات بھی جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے)

۱۱۰۰/۵۱ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰی یَدَیْہِ اِذَا نَھَضَ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازی کو (دوسرے سجدہ سے دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے یا قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت) اپنے ہاتھوں سے (زمین یا زانو پر) ٹیکا دینے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد)

۱۱۰۱/۵۲ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حَجَرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوۃِ اَضْجَعَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَقَعَدَ عَلَیْھَا وَنَصَبَ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی رَوَاہُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَاَھْلِ الْکُوْفَۃِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور سیدھے پاؤں کو کھڑا کرتے (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اِسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری اور امام ابن المبارک اور کوفہ والوں کا بھی یہی قول ہے۔ ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

ف: قعدہ میں بیٹھنے کا یہ طریقہ مردوں سے متعلق ہے لیکن عورتیں قعدہ میں یا دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بائیں چوتڑ پر بیٹھیں اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیں اور انگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔

(ردالمحتار)

۱۱۰۲/۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ وَھُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصُبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَاسْتِقْبَالُہٗ بِاَصَابِعِھَا الْقِبْلَۃَ وَالْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرزند ہیں وہ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نماز کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ (جب نماز میں بیٹھے) تو سیدھا قدم کھڑا کیا جائے اور اس کی انگلیاں قبلہ رُخ رہیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ (نسائی)

۱۱۰۳/۵۴ وَعَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ فَاِذَا جَلَسْتَ فَاجْلِسْ عَلٰی رِجْلِکَ الْیُسْرٰی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوٰی اَبُوْدَاؤدَ نَحْوَہٗ۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا کہ جب تم (نماز میں) بیٹھو تو (بایاں پاؤں بچھا کر) اس پر بیٹھا کرو۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور ابو داؤد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: ذیل میں جو حدیثیں آرہی ہیں ان کے مطالعہ سے پہلے ضروری ہے کہ چند امور کی وضاحت پیش نظر رہے تاکہ ان احادیث کا مفہوم سمجھ میں آسکے۔

(۱) قعدۂ اخیر میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کی بحث

نماز کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے کے متعلق مذہب حنفی یہ ہے کہ مطلقاً درود کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے چنانچہ سعایہ میں لکھا ہے کہ "اِنَّ السُّنَّۃَ الْمُؤَکَّدَۃَ ھُوَ مُطْلَقُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ التَّشَھُّدِ لَا خُصُوْصُ بَعْضِ اَلْفَاظِھَا وَاِلَیْہِ یُشِیْرُ کَلَامُ عَامَّۃِ مُتَفَقِّھَائِنَا" (التحیات کے بعد نماز میں درود شریف پڑھنے کے بارے میں جو مختلف الفاظ آئے ہیں ان میں سے بلاقید الفاظ مطلقاً کسی ایک درود کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور عامہ فقہاء کا قول یہی ہے)

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مبسوط میں درود کے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا شمار فرائض نماز سے نہیں ہے۔ درود کے فرض نہ ہونے پر فقہاء حنفیہ نے حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام بھیجنا ہم نے سیکھ لیا اب ارشاد فرمایئے کہ نماز میں ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا اس طرح پڑھو، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ درود نازل فرما محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر) اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درود اس وقت سکھایا جب کہ آپ سے درود کے متعلق پوچھا گیا۔ اگر نماز میں

درود کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ پوچھنے سے پہلے ہی سکھا دیتے۔ نماز میں درود کے فرض نہ ہونے پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایک اعرابی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرائض نماز سکھائے تو اس میں درود کا ذکر نہیں فرمایا (یہاں مبسوط کی عبارت ختم ہوئی)۔

(۲) نماز کے ختم پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی بحث

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ نماز میں تشہد اور درود کے بعد "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہہ کر نماز کو ختم کرنے کے بارے میں دو روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ لفظ سلام سے نماز ختم کرنا واجب ہے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ سنت ہے۔ علامہ عینی نے عطاء بن ابی رباح، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، قتادہ، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، ابن جریر طبری۔ ان سب حضرات کا یہ متفقہ قول نقل کیا ہے کہ آخر نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا فرض نہیں ہے۔

اسی وجہ سے اگر نمازی نماز کے آخر میں سلام کو ترک کر دے تو نماز باطل نہیں ہو گی۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رد المحتار میں فتح کے حوالہ سے سلام کے سنت ہونے پر دوسرا قول بھی نقل کیا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا سنت ہے اور یہ قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نیز سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی سفیان ثوری، امام اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں کہ لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا سنت ہے۔ اس وجہ سے سلام کے بغیر نماز کو ختم کر دیا جائے تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔ امام ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ جب امام آخر نماز میں سلام سے پہلے قصداً وضو توڑ دے تو بھی اس کی نماز درست ہو گئی۔

لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنے کے سنت ہونے پر دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشہد سکھائی تو ارشاد فرمایا جب تم (قعدۂ اخیرہ میں) تشہد پڑھ چکو تو تمہاری نماز پوری ہو گئی۔ اس کے بعد اگر تم چاہو تو اٹھ جاؤ یا چاہو تو بیٹھے رہو۔

- سلام سے پہلے اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد بیٹھے رہنے یا اٹھ جانے میں اختیار دے دینے سے یہ بات بصراحت معلوم ہوتی ہے کہ لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا نہ تو فرض ہے نہ واجب، البتہ فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بالعموم آخر نماز میں لفظ سلام کہنے کو جو واجب قرار دیا ہے۔ وہ احتیاط کی بناء پر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ لفظ سلام سے نماز ختم فرمایا کرتے تھے ورنہ حقیقت میں لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا سنت ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنے کے سنت ہونے پر حدیث اعرابی سے

استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اعرابی کو نماز سکھائی تو لفظ سلام کا ذکر نہیں فرمایا اگر لفظ "سلام" واجب یا فرض ہوتا کہ اس کے بغیر نماز کا ختم کرنا درست نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور لفظ سلام کا ذکر فرماتے۔

السعایۃ میں مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازی قعدۂ اخیر میں تشہد اور درود کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز ختم کرے اور یہ سنت ہے (یہ مضمون عینی شرح ہدایۃ، العنایۃ۔ فتح القدیر اور منیۃ المصلی سے ماخوذ ہے)

(۳) عمداً اپنے کسی فعل سے نماز ختم کرنے کی بحث (یعنی اپنے فعل سے نماز سے باہر آنا)

فرائض نماز میں ایک فرض یہ بھی ہے کہ نمازی عمداً کسی ایسے فعل سے جو منافی نماز ہو، اپنی نماز کو ختم کرے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردالمحتار میں بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نمازی کے لیے یہ فرض ہے کہ جب نماز پوری ہوجائے تو وہ نماز سے باہر ہونے کے لیے اپنے اختیار سے ایسی حرکت کرے جو نماز کے منافی ہو۔ تاتارخانیہ نے اس کی صراحت اس طرح کی ہے کہ نماز پوری ہونے پر قہقہہ مار کر ہنس دے، یا قصداً وضو توڑ دے، یا بات کرے، یا اٹھ کر چلا جائے۔ یا سلام کرے۔

نمازی عمداً اپنے کسی فعل سے نماز کے منافی حرکت کرے تو اس سے نماز تو پوری ہوجاتی ہے لیکن اگر سلام کے ذریعہ نماز ختم کرے تو بیک وقت فرض اور سنت دونوں ادا ہوجاتے ہیں۔ ۱۲

۱۱۰۴ / ۵۵ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ أَخَذَ بِيَدِهِ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيْثِ الْأَعْمَشِ إِذَا قُلْتَ هٰذَا وَقَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى أَحْمَدُ وَالدَّارُقُطْنِيُّ نَحْوَهُ۔

حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا (یعنی حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ التحیات سکھائی جو نماز میں پڑھی جاتی ہے (راوی نے کہا کہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی ہوئی حدیث میں جو التحیات ختم کر چکو تو تم نے اپنی نماز پوری کرلی اس لیے کہ (فرائض اور واجبات) سب ادا ہو چکے ہیں اب تمہیں اختیار ہے چاہو تو اٹھ جاؤ (کیونکہ درود و سلام جو باقی رہ گئے وہ سنت ہیں) اور چاہو تو بیٹھے رہو (اور درود

پڑھنے کے بعد سلام کہہ کر نماز ختم کرو) اس کی روایت ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے اور امام احمد اور دار قطنی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۵۵۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَفَعَ الْمُصَلِّيْ رَأْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ وَقَضٰى تَشَهُّدَهٗ ثُمَّ اَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهٗ فَلَا يَعُوْدُ لَهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا وَّمَوْقُوْفًا وَقَدْ سَكَتَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَهُوَ اِذَا سَكَتَ عَنْ حَدِيْثٍ كَانَ عِنْدَهٗ حَسَنًا اَوْصَحِيْحًا وَقَدْ قَالَ التِّرْمِذِيُّ كُلُّ مَا ذَكَرْتُهٗ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا حُجَّةٌ اِلَّا اَرْبَعَةَ اَحَادِيْثَ وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْهَا كَذَا فِي السِّعَايَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نمازی اخیر نماز میں (سجدہ سے سر اٹھالے اور قعدہ اخیر میں) التحیات پڑھنے کے بعد (عمداً) حدث کرے تو اس کی نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اس نے عمداً حدث کر کے اپنے فعل سے نماز ختم کرنے کے فرض کو ادا کر دیا ہے اس لیے اب وہ) اپنی نماز کا اعادہ نہ کرے (اس وجہ سے کہ اس کے ذمہ اب کوئی فرض یا واجب باقی نہیں رہا) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور ابوداؤد، ترمذی دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بطور مرفوع اور موقوف روایت کی ہے) اور ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کر کے سکوت اختیار کیا ہے، اور ابوداؤد کی عادت یہ ہے کہ جب وہ کسی حدیث کے متعلق سکوت اختیار کرتے ہیں تو ان کے پاس وہ حدیث حسن یا صحیح ہوتی ہے، اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ جتنی حدیثیں میں نے جامع صحیح یعنی ترمذی میں بیان کی ہیں صرف چار حدیثوں کے سوا باقی سب حدیثیں حجت اور دلیل ہیں اور یہ حدیث ان چار حدیثوں میں سے نہیں ہے (یہ سعایہ میں مذکور ہے)

ف: ابوداؤد، ترمذی، طحاوی وغیرہم کی اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ نمازی قعدہ اخیر میں تشہد پڑھنے کے بعد سلام سے پہلے عمداً حدث کر کے نماز کو ختم کر دے تو نماز پوری ہو جاتی ہے جس کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے اس مسئلہ کی وجہ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہ اہانت آمیز اعتراض کیا ہے کہ ان کے مذہب میں نماز عمداً حدث کرنے سے بھی پوری ہو جاتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کو بھی ان مستند صحیح احادیث سے اخذ کیا ہے جن کی روایتیں متعدد اسناد اور مختلف طرق سے حدیث کی مستند کتابوں ابوداؤد، ترمذی،

بیہقی، دار قطنی اور طحاوی وغیرہ میں مروی ہیں۔ اس صورت میں امام اعظم رحمۃ اللہ پر ایسا اعتراض کرنا درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا ہے ۱۲ (یہ مضمون ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ سے ماخوذ ہے جس کو عمدۃ الرعایۃ نے نقل کیا ہے) ۱۲

۱۱۰۶/۵۷ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ التَّشَهُّدُ انْقِضَاءُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمُ اِذْنٌ بِانْقِضَاءِهَا.

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ تشہد پر نماز ختم ہوتی ہے (اس لیے کہ اب فرائض اور واجبات باقی نہیں رہے اب رہا اپنے فعل سے باہر آنا تو یہ ایسا فرض ہے جو نماز کا جزو نہیں ہے) اور سلام پھیرنا (ایسی سنت ہے جس سے) نماز کے ختم ہونے کی اطلاع ہوتی ہے اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

۱۱۰۷/۵۸ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدھی جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام اس طرح پھیرتے کہ حضور علیہ السلام کے سیدھے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی اور بائیں جانب بھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرما کر اس طرح سلام پھیرتے کہ حضور علیہ السلام کے بائیں رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی تھی (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۱۰۸/۵۹ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشَّعُ وَتَضَرَّعُ وَتَمَسْكَنُ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَهُوَ خِدَاجٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ الظَّاهِرُ اَنَّ مَعْنَى الْحَدِيْثِ اِنَّ اَقَلَّ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز (کم سے کم) دو دو رکعت ہے (اس سے کم ایک رکعت ہو تو وہ نماز بُتیراء کہلاتی ہے جو ناجائز ہے) ہر دو رکعت کے اخیر میں تشہد پڑھنا چاہیے (اور تمام نماز میں اپنے ظاہر سے) نہایت عاجزی کا اظہار کرے اور نہایت ذلت و ندامت سے آنکھیں نیچی کئے رہے اور عاجزانہ صورت بنائے (اور باطن میں بھی) نہایت سکون و اطمینان سے رہے اور اپنی ذلت کا اظہار کرتا رہے پھر (نماز کے بعد) دونوں ہاتھوں کو اپنے

الصَّلٰوۃِ رَکْعَتَانِ فَیُفِیْدُ نَفْیَ الْبُتَیْرَآءِ کَمَا ھُوَ مَذْھَبُنَا۔

پروردگار کے سامنے (اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف ہوں اور نہایت عاجزی کے ساتھ یارب یارب کہتے ہوئے اپنی حاجت عرض کرے اگر نماز میں کوئی ایسا نہ کرے جیسا کہ اُوپر کہا گیا ہے تو اس کی نماز تو ہو جاتی ہے مگر ناقص رہ جاتی ہے (ترمذی)

بَابُ مَا یَقْرَأُ بَعْدَ التَّکْبِیْرِ

باب تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ:
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو" (کنزالایمان) سورہ طور آیت ۴۸)

ف: نماز کے لیے اس سے تکبیر اولیٰ کے بعد سبحانک اللھم پڑھنا مراد ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جب سو کر اٹھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کیا کرو۔ یا یہ معنی ہیں کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد و تسبیح کیا کرو۔

۱۱۰۹ / ۱ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُثْمَانُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ یَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ یُسْمِعُنَا ذٰلِكَ رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ عُمَرَ مِثْلَہٗ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب نماز شروع کرتے تو یہ ثناء پڑھتے تھے (اور تعلیم کے لیے) ہم کو سناتے "اے اللہ ہم آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں، آپ کا نام بڑا برکت والا ہے آپ بہت عالی شان ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں۔" اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور مسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۱۱۰ / ۲ وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ اَتَوْا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمْ یَأْتُوْہُ اِلَّا لِیَسْاَلُوْہُ عَنِ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ قَالَ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَافْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَھُمْ خَلْفَہٗ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بصرہ کے چند لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حضرات آپ کی خدمت میں صرف اسی لیے حاضر ہوئے تھے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کے متعلق دریافت کریں (کہ کن الفاظ میں پڑھی جائے

ثُمَّ جَهَرَ فَقَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلٰكِنَّا لَا نَرٰى أَنْ يَّجْهَرَ بِذٰلِكَ الْإِمَامُ وَلَا مَنْ خَلْفَهُ وَإِنَّمَا جَهَرَ بِذٰلِكَ عُمَرُ لِيُعَلِّمَهُمْ مَا سَأَلُوْهُ عَنْهُ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَلَمَّا ثَبَتَ مِنْ فِعْلِ الصَّحَابَةِ كَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِ الْإِفْتِتَاحُ بَعْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ مَعَ الْجَهْرِ بِهٖ لِقَصْدِ تَعْلِيْمِ النَّاسِ لِيَقْتَدُوْا وَيَأْنَسُوْا كَانَ دَلِيْلًا عَلٰى أَنَّ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ الْأَمْرِ۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (یہ سن کر) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور نماز شروع فرمائی اور یہ سب لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کر کے آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (تعلیم کے لیے) جہر سے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھ کر (بتلایا کہ ثناء میں یہ الفاظ سنت ہیں) (اس کی روایت امام محمد نے الآثار میں کی ہے اور دار قطنی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے) اور امام محمد نے کہا ہے کہ ہم نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کے انہی مذکورہ الفاظ کے پڑھنے کو (اختیار کئے ہیں) لیکن امام اور مقتدی دونوں کو چاہیے کہ وہ ثناء کے ان الفاظ کو جہر سے نہ پڑھیں۔ اب رہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وقت ثناء کے ان الفاظ کو جہر سے پڑھنا محض سوال کرنے والوں کی تعلیم کی غرض سے تھا۔ امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ سب حضرات تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کو ثناء کے انہی الفاظ سے شروع کرتے تھے اور حضرت عمر اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لوگوں کی تعلیم کے لیے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر، جہر کے ساتھ پڑھنا کہ لوگ اس ثناء کو اختیار کریں اور اس سے مانوس ہوں، اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل ثناء کے انہی مذکورہ الفاظ کو پڑھنا تھا۔

۱۱۱۱ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر فرماتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اس قدر بلند کرتے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے مقابل ہو جاتے تھے اس کے بعد (ہاتھ باندھ کر)

غَیْرُكَ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ رِجَالُ إِسْنَادِهٖ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔

یہ ثناء پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۱۱۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَإِسْنَادُ اَبِيْ دَاوٗدَ حَسَنٌ رِجَالُهٗ مَرْضِيُّوْنَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ ثناء پڑھتے سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے) اور ابوداؤد کی سند حسن ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں، اور ابن ماجہ نے بھی حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اس ثناء کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ علماء حدیث میں سفیان ثوری، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے بھی اختیار کیا ہے۔

۱۱۱۳ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ قَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَاِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِيَ النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ اِنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ جَهَرَ جَهَرَ بِالثَّنَاءِ فَقَطْ لِيَقْتَدِيَ النَّاسُ بِهٖ وَيَتَعَلَّمُوْا مِنْهُ فَهُوَ ظَاهِرٌ فِيْ اَنَّهُ الَّذِيْ كَانَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جماعت میں اس حالت میں شریک ہوا کہ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی اس نے ایسی حالت میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھا اور یہ ثناء پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت سے کی جائے جو ریا اور دکھاوے سے پاک ہو اور جس تعریف میں برکت ہو۔ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ختم کردی تو ارشاد فرمایا کہ ان الفاظ کا کہنے والا کون تھا؟ سب لوگ خاموش رہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟ (اس پر بھی) سب لوگ خاموش رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے۔ (اس پر) ایک شخص نے (جو شریک جماعت ہوا تھا) کہا میں اس حالت میں شریک ہوا کہ میری سانس پھولی ہوئی تھی اور میں یہ کلمات کہہ گذرا تو

اُخِرَ الْاَمْرِ فِی الْفَرَائِضِ ۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ بارہ فرشتے ان کلمات کو اُوپر لے جانے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے) بحرالرائق میں لکھا ہے کہ ثناء میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کی بجائے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ" یہ اور اس قسم کے دوسرے الفاظ کا فرائض میں پڑھنا ابتداءِ اسلام میں تھا اور اس کی دلیل جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ہے کہ جب آپ نے نماز پڑھی تو ثناء میں تعلیماً سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر کو جہر سے پڑھا تا کہ لوگ ثناء کے بارے میں آپ کی اتباع کریں اور اس کو سیکھ لیں پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ فرائض میں ثناء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی تھا اس لیے نماز میں یہ ثناء سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تا آخر پڑھی جاتی ۱۲

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم سوائے حضرت حارثہ کے اور کسی سے نہیں جانتے ۔ اور اس حدیث میں (راوی) کے بیان کرنے یا اس کے حفظ میں کلام بھی ہے ۔ امام تورپشتی نے کہا کہ یہ حدیث حسن مشہور ہے ۔ اور اس حدیث کو خلفاء میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا گیا ہے ۔ اور یہ حدیث مسلم کی سے اخذ کی گئی ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود اور فقہاء صحابہ سے بھی بیان کیا گیا ہے ۔ اکثر تابعین علماء اور امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے علاوہ بھی علماء نے اسی حدیث کو روایت کیا ہے ۔ تو پھر اس حدیث کو ضعف کی طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے ؟ اجلہ علماء حدیث میں سے امام سفیان ثوری ، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہو یہ اسی طرف گئے ہیں اور جو کچھ کہ امام ترمذی نے ذکر کیا ہے وہ وہی کلام ہے جو حدیث کی اسناد میں ہے ۔
یہ نہیں کیا گیا کہ اس حدیث کی سند تمام وجوہ سے اپنے مدخل پر داخل ہے باوجود اس کے کہ جرح اور تعدیل کسی حدیث کی سند اور متن میں بعض محدثین کے نزدیک ہوتی ہے ۔ کسی کے نزدیک اس حدیث کے راوی

ضعیف ہوتے ہیں بعض دوسرے محدثین اسی حدیث کی کسی اور وجہ سے توثیق کرتے ہیں کہ اس حدیث کو اجلہ لوگوں نے بڑے بڑے آئمہ محدثین سے روایت کیا ہے اور لیا ہے۔ یہ وجہ بھی صحت حدیث پر دال ہوتی ہے چوں کہ امام ابوداود نے اس حدیث کو اپنی جامع میں سندا روایت کیا ہے اور پھر کہا ہے دھو اسنادٌ ورجالہ مرضیون کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور اس کے رجال بھی صحیح ہیں۔ تو جان لیا گیا کہ ترمذی نے صرف اس کی سند میں کلام کیا ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ مرقات میں اسی طرح ہے۔

۱۱۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْکُتُ بَیْنَ تَکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْکَاتَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْکَاتُكَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد قرائت شروع فرمانے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! حضور تکبیر اور قرائت کے درمیان خاموش رہنے کے وقت کیا پڑھتے ہیں، فرمایا میں یہ دعا پڑھتا ہوں (الٰہی! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی مشرق اور مغرب کے درمیان تو نے دوری کر دی ہے الٰہی! مجھے گناہوں سے ایسا پاک وصاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک وصاف کر دیا جاتا ہے۔ الٰہی! میرے گناہوں کو پانی برف اور اولے سے دھو ڈال۔

ف: واضح ہو کہ ثنا میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کی بجائے یہ اور اس قسم کی جو دعائیں منقول ہیں وہ ابتدائے اسلام میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی تھیں اس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقات میں شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

۱۱۱۵ وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر تحریمہ کے بعد (قیام میں) یہ دعا پڑھتے (عربی کے خط کشیدہ الفاظ) ترجمہ میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا رُخ اسی ذات پاک کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز اور میری تمام عبادات، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی

أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۔

اس کا شریک نہیں اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرمانبرداروں میں سے ہوں ۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ ۔

اے اللہ! آپ ہی شہنشاہ ہیں بجز آپ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے، آپ ہی میرے رب ہیں اور میں آپ کا بندہ ہوں میں نے (گناہ کرکے) اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، میرے تمام گناہوں کو معاف کر دیجئے یقیناً آپ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت کیجیے آپ کے سوا اچھے اخلاق کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے، اور برے اخلاق سے مجھے بچائے رکھیئے آپ کے سوا برے اخلاق سے مجھے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ خدایا! آپ کی خدمت میں آپ کا حکم بجالانے کے لیے حاضر ہوں! ساری بھلائیاں آپ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور برائیوں کی نسبت آپ کی طرف نہیں کی جاسکتی میرا وجود آپ ہی سے ہے اور آپ ہی کی طرف مجھے واپس ہونا ہے آپ بڑی برکت والے ہیں اور آپ عالیشان ہیں آپ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں ۔

وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ ۔

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ۔ اے اللہ! میں آپ کے راضی ہونے کے لیے رکوع میں گیا ہوں اور آپ ہی پر ایمان لایا ہوں، میں آپ ہی کا فرمانبردار ہوں اور اپنے سب کام آپ ہی کو سونپتا ہوں میری سماعت، میری بصارت، میری ہڈی کا گودا میری ہڈیاں اور میرے پٹھے یہ سب آپ کے سامنے عاجزی سے جھکے ہوئے ہیں ۔

فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ ۔

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قومہ کے لیے رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے ۔ اے اللہ! ہمارے پروردگار! آپ ہی کے لیے حمد ہے اس قدر حمد جو سارے آسمان بھر کر ہو اور زمین بھر کر ہو ۔ اور زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر کر ہو، اور ان کے سوا آپ جو کچھ پیدا کرنا چاہیں

وہ سب بھر کر ہو۔ اور جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

اے اللہ! میں آپ ہی کے لیے آپ ہی کے آگے اپنی ذلت اور عاجزی کے ظاہر کرنے کے لیے سجدہ میں گیا ہوں اور آپ ہی پر میں ایمان لایا ہوں، میں آپ ہی کا فرمان بردار ہوں اور اپنے سب کام آپ ہی کو سونپ رہا ہوں میں اپنا سر زمین پر اس ذاتِ مبارک کے سامنے رکھ رہا ہوں جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کو اچھی صورت دی اور اس کے لیے کان سننے والے دیئے اور آنکھ دیکھنے والی دی۔ اے اللہ! آپ بڑی برکت والے ہیں جو سب ظاہری بنانے والوں سے بہتر حقیقی طور پر بنانے والے ہیں۔

ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے اخیر میں التحیات اور سلام کے درمیان یہ دُعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ معاف کر دیجیے میرے اگلے پچھلے گناہوں کو اور اُن گناہوں کو جن کو میں نے چھپ کر کیا اور اُن گناہوں کو بھی جن کو میں نے علانیہ کیا اور اُن گناہوں کو بھی جن کو میں نے حدِ اعتدال سے گذر کر کیا ہے، اور میرے ان گناہوں کو بھی معاف کیجیے جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپ بعضوں کو عزت دے کر آگے بڑھاتے ہیں اور بعضوں کو ذلت دے کر پیچھے ڈالتے ہیں آپ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلشَّافِعِيِّ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَاَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ۔

اس حدیث میں قیام کی حالت میں جن دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر ہے ان میں وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ کے بعد جو الفاظ ہیں ان کے بجائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں۔ اور برائیوں کی نسبت آپ کی طرف نہیں کی جا سکتی اور وہی ہدایت پایا ہوا ہے جس کو آپ نے ہدایت کی ہو میرا وجود آپ ہی سے ہے، اور آپ ہی کی طرف مجھے واپس ہونا ہے آپ کے عذاب سے آپ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں، اور آپ کے سوا کوئی پناہ دینے والا بھی نہیں، آپ بڑی

برکت والے ہیں۔

۱۱۱۶/۸ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةً قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ثَلَاثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَّفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّذَكَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَفْخُهُ الْكِبْرُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَهَمْزُهُ الْمُوْتَةُ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ نے (تکبیر تحریمہ) کے بعد فرمایا! اللہ بہت بڑا ہے ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں اللہ بہت بڑا ہے ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں اللہ بہت بڑا ہے ساری بڑائیاں اسی کے لیے ہیں سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت سے کی جائے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت سے کی جائے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ایسی تعریف جو کثرت کی جائے میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے نفخ سے (یعنی غرور اور خود پسندی سے جو شیطان انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے) اور نفث (یعنی سحر سے جس کو شیطان انسان سے کرواتا ہے اور ہمز سے (یعنی وسوسوں سے جن کو شیطان انسان کے دلوں میں پیدا کرتا رہتا ہے) اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ نفخ سے مراد کبر ہے جس کو شیطان انسان کے دل میں پیدا کرتا ہے اور نفث سے مراد فحش اور برے اشعار ہیں جن کو شیطان انسان سے کہلواتا ہے اور ہمز سے مراد ایک قسم کا جنون ہے جو شیطان کی طرف سے پیدا کیا جاتا ہے جس سے انسان مرگی میں مبتلا ہو کر بے ہوش ہو جاتا ہے ۱۲

۱۱۱۷/۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے (عربی متن میں خط کشیدہ الفاظ) میری نماز، اور میری تمام عبادتیں، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار

اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِيْ سَيِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اس کے فرمانبرداروں میں پہلا فرمانبردار ہوں، اے اللہ! آپ مجھے اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت کیجئے کیونکہ اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت کرنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ہے (اے اللہ) آپ مجھے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچائے رکھیئے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ہے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کے جو الفاظ مذکور ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہیں اس لیے اگر امتی یہ دعا پڑھنا چاہے تو وہ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کی بجائے اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پڑھے، البتہ قرآن کی تلاوت کر رہا ہو تو اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ہی پڑھنا چاہیئے۔ (مرقات، اشعۃ اللمعات)۔ ۱۲

۱۱۱۸/۱۰ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ مِثْلَ حَدِيْثِ جَابِرٍ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ثُمَّ يَقْرَأُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نفل نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے (عربی خط کشیدہ الفاظ) میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا رُخ اسی ذات پاک کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد دُعا کے وہی الفاظ نقل کیے جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جہاں اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کے الفاظ ہیں ان کے بجائے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کے الفاظ بیان کیے ہیں (پھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے دُعائیہ الفاظ کے بعد) یہ دُعا پڑھی (عربی خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ! آپ ہی شہنشاہ ہیں، بجز آپ کے کوئی معبود برحق نہیں، ہم آپ کی تعریف کرتے ہوئے تمام عیبوں سے آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم (اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہ کے بعد) قرات شروع فرماتے تھے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جن دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر ہے یہ دعائیں ابتدار اسلام میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کی بجائے پڑھی جاتی تھیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے جیسا کہ اُوپر گذر چکا ہے معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل تکبیر تحریمہ کے بعد ثنار میں صرف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر پڑھنا ہی تھا۔ اس طرح ثابت ہوا کہ فرض نمازوں میں ثنا، صرف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر ہی پڑھی جائے اور ثنار کے ساتھ کوئی اور دُعا شامل نہ کی جائے۔

اب رہا نوافل اور تہجد میں ان مذکورہ دعاؤں کا پڑھنا اس بارے میں حنفی مذہب یہ ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کے بعد ان دعاؤں کو بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ نفل نمازوں میں اس قسم کے اضافہ کی گنجائش ہے جیسا کہ ابو داؤد کی اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے وہ حدیث یہ ہے (ترجمہ) اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد اور نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھتے۔ پھر اس حدیث کے دعائیہ الفاظ پڑھنے کے بعد قرات شروع فرماتے اور بیہقی کی ایک حدیث میں بھی یہی مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کے بعد وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ پڑھا کرتے تھے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ فرض نمازوں میں تو صرف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کی ثنار پر اکتفا کیا جائے اور نوافل و تہجد میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ تا آخر کے ساتھ مذکورہ احادیث کی دعاؤں اور اسی قسم کی دوسری دعائیں جو اور حدیثوں میں مذکور ہیں ان کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے (ردالمحتار، مرقات)

۱۱۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ لَهٗ سَکْتَةٌ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ۔
۱۲

(رَوَاهُ النَّسَائِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے (تو تکبیر تحریمہ کے بعد) کسی قدر سکوت اختیار فرماتے (یہاں سکوت سے مراد عدم جہر ہے، مطلق سکوت نہیں، کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سکوت میں آہستہ ثناء پڑھتے تھے) (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

۱۱۲۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَمْ یَسْکُتْ۔
۱۲

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے ختم پر (قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو سکوت نہیں فرماتے تھے (اس لیے تیسری رکعت کے شروع میں ثناء نہیں پڑھی جاتی) اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے قراءت شروع فرماتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: واضح رہے کہ جس طرح تیسری رکعت کے شروع میں ثناء نہیں پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی ثناء نہیں پڑھی جاتی۔
(اشعۃ اللمعات) - ۱۲

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِی الصَّلٰوةِ (یہ باب نماز کی قرأت کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

ترجمہ: "تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے" (ترجمہ کنزالایمان پ۱۴ سورہ النحل ۱۶ آیت ۹۸)

ف: اس آیت کریمہ سے یہ دلیل مل رہی ہے کہ جب بھی کوئی قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کرے تو اسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ضرور پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ پھر شیطان قاریٔ قرآن کے قریب نہیں رہتا۔

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ: "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو" (کنزالایمان الاعراف آیت ۲۰۴)

ف: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارج نماز تو اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں۔ تو آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔ غرض اس آیت سے قرأت خلف الامام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اور کوئی حدیث ایسی نہیں جسے اس کے مقابل حجت قرار دیا جا سکے۔ قرأت خلف الامام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ مگر اس حدیث سے قرأت خلف الامام کا وجوب تو ثابت نہیں ہوتا۔ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی۔ تو جب کہ حدیث قرأت الامام لہ قرأۃ سے ثابت ہے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہے تو جب امام نے قرأت کی تو مقتدی خاموش، ساکت رہا تو اس کی قرأت حکمیہ ہوئی۔ اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی یہ قرأت حکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جاتا ہے اور قرأت کرنے سے آیت کا اتباع ترک ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

۱۱۲۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ سُئِلَ اَكُلُّ مَنْ سَمِعَ الْقُرْاٰنَ وَجَبَ عَلَيْهِ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے؟ ان سے سوال کیا گیا کہ ہر وہ شخص جس کو قرآن

الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ قَالَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا فِيْ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّاَبُو الشَّيْخِ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْقِرَاءَةِ۔

پڑھنے کی آواز سنائی دے کیا اس پر قرآن کان لگا کر سننا اور چپ رہنا واجب ہے ؟ تو اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" تو امام کی قرارت کے بارے میں نازل ہوئی ہے (کہ امام جب نماز میں آواز سے قرارت کرے تو مقتدی اس کو کان لگا کر سنے اور امام آہستہ قرارت کرے تو مقتدی چپ رہے) (اس کی روایت ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے کی ہے، اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کتاب القراءۃ میں کی ہے)

ف : واضح رہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا الخ" کا شان نزول یہ ہے کہ جب امام نماز میں قرارت جہر سے کرے تو مقتدی اس کو کان لگا کر سنے، اور جب امام قرآن آہستہ پڑھے تو وہ چپ رہے، چنانچہ مدارک نے اس آیت کی تفسیر جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس طرح کی ہے: "وَجُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ عَلٰى اَنَّهٗ فِي اسْتِمَاعِ الْمُؤْتَمِّ" جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں جو حکم مذکور ہے وہ مقتدی سے متعلق ہے کہ وہ نماز میں امام کے پیچھے قرارت نہ کرے۔ ۱۲

۱۱۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ خَلْفَهٗ قَوْمٌ فَخَلَطُوْا عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اس وقت جو لوگ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدار کر رہے تھے انھوں نے بھی قرآن پڑھا اور ان کی قرارت سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرارت میں غلط ملط ہونے لگا، اس پر یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" نازل ہوئی (جس سے قرارت خلف الامام کی ممانعت ثابت ہو گئی (اس کی روایت ابن مردویہ اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۳ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ فِي الصَّلٰوةِ اَجَابَهٗ مَنْ وَّرَاءَهٗ اِذَا قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى تَنْقَضِيَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں قرآن پڑھا کرتے جو لوگ آپ کی اقتدار کرتے وہ بھی اس کو دہراتے جاتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے تو مقتدی بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے اور جب آپ سورۂ فاتحہ کی ایک ایک آیت پڑھتے تو مقتدی بھی اسکو دہراتے

وَالسُّوْرَةَ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

جاتے اور آپ ضم سورۃ میں جو آیت پڑھتے تھے مقتدی بھی اس آیت کو دہراتے رہتے، اس پر یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" نازل ہوئی (جس سے مقتدی کو قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی اس لئے اس کو چاہیئے کہ جہری نماز میں قرأت سُنے اور سِرّی نماز میں خاموش رہے) (اس کی روایت سعید بن منصور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۴ وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں قرأت پڑھی تو یہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" نازل ہوئی (جس سے قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اس کی روایت عبد بن حمید ابن ابی حاتم اور بیہقی نے کی ہے)

ف : اس آیت میں "اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا" امر کے صیغے ہیں اور یہ حکم مطلق ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے خواہ نماز میں یا غیر نماز میں بہر صورت سامع کے لیے چپ رہنا اور سننا لازم و واجب ہے۔ نماز دو طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) جہری جس میں امام بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔ لہٰذا جہری میں سننا اور چپ رہنا دونوں پر عمل ہوگا۔

۲۔ سِرّی جس میں امام آہستہ قرأت کرتا ہے۔ اس میں چونکہ سننا ممکن نہیں اس لیے انصتوا پر عمل ہوگا یعنی چپ رہنا۔ امام چونکہ جہری و سِرّی دونوں نمازوں میں قرأت کرتا ہے لہٰذا مقتدی کے لیے دونوں قسم کی نمازوں میں خاموش رہنا لازم ہوگا۔

ابتدائے اسلام میں بحالت نماز صحابۂ کرام دنیاوی بات چیت بھی کر لیتے تھے۔ اور امام کے پیچھے مقتدی قرأت بھی کرتے تھے مسلم شریف باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ میں ہے صحابۂ کرام فرماتے ہیں: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهٗ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِهٖ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ " وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ " فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ۔

ترجمہ: ہم لوگ بحالت نماز باتیں کیا کرتے تھے ایک شخص نماز کی حالت میں اپنے ساتھی سے گفتگو کر لیتا۔ حتی کہ قرآن کریم کی آیت "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ" (کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اطاعت کرتے ہوئے خاموش کھڑے ہو) اس پر ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور گفتگو سے منع کیا گیا۔

اس حدیث پاک کے حکم کے بعد حالت نماز میں گفتگو کرنے سے منع کیا گیا ابھی نماز کی حالت میں مقتدی کے لئے قرأت نہ کرنے کا حکم نازل نہ ہوا تھا جب قرآن کی یہ آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا" نازل ہوئی تو قرأت خلف الامام کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ جیسا کہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ۱۱۲۴ اور اس جیسی دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے مصنف زجاجۃ المصابیح نے قرأت خلف الامام کے عدم جواز پر تقریباً نوے احادیث نقل فرمائیں ہیں اسی طرح مصنف صحیح بہاری شریف علامہ ظفر الدین بہاری نے اسی موضوع پر تقریباً چالیس احادیث نقل فرمائیں ہیں۔

۱۱۲۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَسَمِعَ نَاسًا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَهٗ فَقَالَ اَمَا اٰنَ لَكُمْ اَنْ تَفْهَمُوْا اَمَا اٰنَ لَكُمْ اَنْ تَعْقِلُوْا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَاَبُو الشَّيْخِ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی تو لوگوں سے سنا کہ وہ مقتدی ہونے کے باوجود قرآن پڑھ رہے ہیں (نماز کے بعد) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ امام جب قرآن پڑھے تو تم خاموشی سے سن کر اس کے معنے کو سوچو! کیا تمہارے لئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ امام جب قرآن پڑھے تو تم خاموشی سے سن کر اس کے معنے کو سمجھو اسلئے تم آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پر پورا پورا عمل کرو (یعنی جب امام قرآن پڑھے تو اسکو خاموشی سے کان لگا کر سنو) (اسکی روایت عبد ابن حمید، ابو جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے کی ہے

۱۱۲۶ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ رَفْعِ الْاَصْوَاتِ وَهُمْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّاَبُو الشَّيْخِ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے (مقتدی ہونے کے باوجود) جہر سے قرأت کرتے تھے چاروں طرف سے آوازیں بلند ہو جاتی تھیں (اس کی ممانعت میں) "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی آیت نازل ہوئی (جس سے قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اسکی روایت ابن جریر، ابن ابی حاتم ابو الشیخ، ابن مردویہ بیہقی اور ابن عساکر نے کی ہے۔

۱۱۲۷ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا قَرَاَ شَيْئًا قَرَاَهٗ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَّالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نوجوان مقتدی ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ قرآن (سورۃ فاتحہ ہو یا ضم سورۃ) کی قرأت فرماتے تو وہ بھی اس کو دہراتے جاتے اس پر (فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا) کی آیت نازل ہوئی (جس سے قرأت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اس کی روایت ابن جریر اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۸ وَعَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فَقَرَاَ قَرَاَ اَصْحَابُهٗ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّاَبُو الشَّيْخِ وَالْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے اور نماز میں قرأت قرآن فرماتے تو صحابہ کرام بھی اس کو دہراتے تھے اس پر "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" کی آیت نازل ہوئی (اسکی روایت عبد بن حمید، ابو الشیخ اور بیہقی نے کی ہے)

۱۱۲۹ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ وَرَجُلٌ يَّقْرَاُ فَنَزَلَتْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ اَجْمَعَ النَّاسُ

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں) قرأت قرآن فرماتے تو ایک اور صاحب بھی (مقتدی ہونے کے باوجود) اس کو دہراتے اس پر (فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِى الصَّلٰوةِ۔

کی) آیت نازل ہوئی جس سے قراءت خلف الامام کی ممانعت کی گئی) (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے) اور بیہقی کی ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت (فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا) نماز میں قراءت خلف الامام کی ممانعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ وَغَيْرُهٗ اِنَّ الْمَأْمُوْرَ بِهٖ اِثْنَانِ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ فَالْاَوَّلُ فِى الْجَهْرِيَّةِ وَالثَّانِىْ فِى السِّرِّيَّةِ فَالْمَعْنٰى اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنْ جَهَرَ بِهٖ وَاَنْصِتُوْا وَاسْكُتُوْا اِنْ اَسَرَّ بِهٖ اِنْتَهٰى وَبِهٖ اَخَذَ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیثیں قرأت خلف الامام کی ممانعت پر ہی دلالت کرتی ہیں۔ امام ابن الہمام اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ نماز میں مقتدی کو قراءت کے متعلق دو حکم دیئے گئے ہیں۔ ایک استماع یعنی کان لگا کر سننا اور دوسرے انصات یعنی چپ رہنا۔ پہلا حکم استماع یعنی امام کی قراءت کو کان لگا کر سننا جہری نمازوں سے متعلق ہے اور دوسرا حکم انصات یعنی چپ رہنا سرّی نمازوں سے متعلق ہے۔ اب آیت کے معنی سنیے، "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنْ جَهَرَ بِهٖ" (اگر قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو جب کہ جہر سے پڑھا جا رہا ہو) "وَاَنْصِتُوْا وَاسْكُتُوْا اِنْ اَسَرَّ بِهٖ" اور چپ رہو اور خاموشی اختیار کرو اگر قرآن آہستہ پڑھا جا رہا ہو (امام ابن ہمام کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

وَبِهٖ اَخَذَ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَقَالَ بِهٖ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَلٰى مَا هُوَ الْاَرْجَحُ فِى الرِّوَايَةِ عَنْهُمَا وَسُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِىُّ وَاَصْحَابُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَغَيْرُهُمْ مِّنْ مَّشَاهِيْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ كَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِى الْاِسْتِذْكَارِ وَالتَّمْهِيْدِ۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے استذکار اور تمہید میں کہا ہے کہ آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" پر عمل کرتے ہوئے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور آپ کے شاگردوں نے قراءت خلف امام کے بارے میں جو مذہب اختیار کیا ہے وہ یہی ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں قراءت کان لگا کر سنے اور سری نمازوں میں چپ رہے اور خود کچھ نہ پڑھے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی قول ہے، اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو ارجح روایت آئی ہے۔ وہ بھی یہی ہے، نیز حضرت سفیان ثوری اور حضرت سفیان بن عیینہ اور ابن

ابی لیلے اور حسن بن صالح بن حیی اور ابراہیم نخعی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جملہ شاگرد اور ان سب کے سوا جن میں مشہور صحابہ اور تابعین ہیں وہ سب قرارت خلف الامام کی ممانعت کے قائل ہیں کہ مقتدی جہری نمازوں میں صرف قرارت سنے اور سری نمازوں میں چپ رہے (یہاں ابن عبد البر کا مضمون ختم ہوا)

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَقَدْ رُوِيَ مَنْعُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ثَمَانِيْنَ نَفَرًا مِّنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمُ الْمُرْتَضٰى وَ الْعِبَادَلَةُ الثَّلَاثَةُ وَاَسَامِيْهِمْ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَقِيْلَ عَدَدُ مَنْ اَفْتٰى فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ عَنِ الثَّمَانِيْنَ فَكَانَ اِتِّفَاقُهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْمَاعِ وَ ذَكَرَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَعْقُوْبَ الْحَارِثِيُّ السَّبَذْمُوْنِيُّ فِيْ كِتَابِ كَشْفِ الْاَسْرَارِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَشَرَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ اَشَدَّ النَّهْيِ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنْتَهٰى۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ قرارت خلف الامام کی ممانعت اسّی (۸۰) جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرات عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان (۸۰) صحابہ کے اسماء محدثین کے پاس محفوظ ہیں اور منقول ہے کہ قرائت خلف الامام کی ممانعت کے متعلق اس زمانہ میں فتویٰ دینے والوں کی تعداد (۸۰) سے زائد تھی اور ان سب حضرات کا قرارت خلف الامام کی ممانعت پر اتفاق کر لینا اجماع کی طرح ہے اور شیخ امام عبد اللہ بن یعقوب حارثی السبذمونی نے کتاب کشف الاسرار میں عبد اللہ بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد زید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں دس صحابہؓ قرارت خلف الامام کی سخت ممانعت فرماتے تھے وہ دس صحابہ یہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر ابن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، زید ابن ثابت، اور عبد اللہ بن عمر، اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یہاں علامہ عینی کی عبارت ختم ہوئی)

وَقَالَ عُلَمَآءُنَا فَلَا دَلِيْلَ عَلٰى تَخْصِيْصِ الْاٰيَةِ بِالْجَهْرِيَّةِ لِاَنَّ الْاِسْتِمَاعَ

توضیحات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کے لیے خلف الامام کی ممانعت ہے جیسا کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ

وَالْاِنْصَاتَ حُكْمَانِ عَلٰى حِدَةٍ لَيْسَ مَجْمُوْعُهُمَا حُكْمًا وَّاحِدًا اَيْرَاسِيهِ حَتّٰى يُخَصَّ بِالْجَهْرِيَّةِ وَلَوْ سُلِّمَ وُرُوْدُ الْاٰيَةِ فِى الْجَهْرِيَّةِ فَلَا تَخْصِيْصَ اَيْضًا بِالْجَهْرِيَّةِ لِاَنَّ الْعِبْرَةَ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوْصِ الْمَوْرِدِ۔

الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا سے واضح ہوتا ہے کہ امام جب آواز سے قرارت کرے تو مقتدی اس کو سنے اور امام جب آہستہ قرارت کرے تو مقتدی خاموش رہے۔

یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کے حکم کو صرف جہری نمازوں سے متعلق کیا جا سکتا ہے نہ کہ سری نمازوں سے بھی، کیونکہ سری نمازوں میں مقتدی کو امام کی قرارت سُننے کا موقع ہی نہیں ہے اس لیے کہ آیت میں "اَنْصِتُوْا" کا کلمہ "اِسْتَمِعُوْا لَهٗ" کی تاکید کے لیے ہے کہ دونوں کلموں سے ایک ہی حکم نکل رہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مقتدی امام کی قرارت کو خاموش رہ کر سُنے۔

ہمارے فقہاء رحمہم اللہ نے اس شبہ کا یہ جواب دیا ہے کہ آیت (وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا) کو صرف جہری نمازوں کے ساتھ ہی مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لیے کہ آیت میں "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ" اور "اَنْصِتُوْا" دو مستقل کلمے ہیں۔ دوسرا کلمہ پہلے کلمہ کی تاکید کے لیے نہیں ہے جیسا کہ شبہ میں کہا گیا ہے بلکہ دوسرا کلمہ سے علیحدہ حکم اور اصولیین کے قاعدے کے مطابق تنصیص تاکید سے افضل ہے اس لحاظ سے آیت "فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ" "وَاَنْصِتُوْا" سے مقتدی کو دو مستقل حکم دیئے گئے ہیں ایک استماع یعنی کان لگا کر سُننا اور دوسرا انصات یعنی چپ رہنا پہلا حکم استماع یعنی امام کی قرأت کو کان لگا کر سُننا جہری نمازوں سے متعلق ہوگا اور دوسرا حکم انصات یعنی چپ رہنا سری نمازوں سے متعلق رہے گا اور حنفی مذہب یہی ہے۔

مذہب حنفی کی تائید پر ذیل کی یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام کی قرارت تمہارے لیے کافی ہے خواہ امام (سری نماز میں) آہستہ قرأت کرے یا (جہری نماز میں) آواز سے قرارت کرے۔

(۲) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے، خواہ امام جہر سے قرأت کر رہا ہو، یا آہستہ، نہ تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرتے تھے اور نہ آخری دو رکعتوں میں۔ (۳) ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ خواہ نماز جہری ہو یا سری۔

بنایہ میں مذکور ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے خواہ امام جہر سے قرأت کرے یا آہستہ چنانچہ حضرات ابن المسیب، عروۃ بن زبیر، سعید بن جبیر زہری، شعبی، ثوری نخعی، اسود، ابن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی کے قائل ہیں نیز ابن وہب، اشہب، ابن عبد الحکم ابن حبیب رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ مقتدی سری نمازوں اور جہری نمازوں دونوں میں قرأت نہ کرے

۱۱۳۰/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے۔ سورۃ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے بلکہ قرآن میں سے جو کچھ (سورۃ یا آیت) ہو سکے پڑھ لینے سے قرأت کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے اور یہی مذہب حنفی ہے اس کی تائید قرآن کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (تم لوگ (نماز میں) قرآن سے جو کچھ ہو سکے پڑھ لیا کرو) (فتح القدیر ۱۲)

۱۱۳۱/۱۱ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُجْ فَنَادِ فِی الْمَدِیْنَةِ اَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَّلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَسَكَتَ عَنْهُ وَرِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ مَشْهُوْرُوْنَ اِلَّا جَعْفَرَ بْنَ مَیْمُوْنٍ فَقَدْ وَثَّقَهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ

حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ "لا صلوۃ الا بقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد" یعنی بغیر قرآن پاک کی قرأت کے نماز صحیح نہیں ہوتی، اگرچہ سورۃ فاتحہ کی قرأت ہی کیوں نہ ہو اور چاہیے پھر سورۃ فاتحہ پر قرآن کی کسی آیت یا سورہ کو زیادہ

وَذَكَرَهٗ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ شَاهِيْنَ فِي الثِّقَاتِ وَالْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى عَدَمِ رُكْنِيَّةِ الْفَاتِحَةِ فَإِنَّ لَفْظَةَ وَلَوْ الْمُتَّصِلَةَ يُشِيْرُ عَلٰى عَدَمِ تَخْصِيْصِ الْفَاتِحَةِ وَيُؤَدِّيْ إِلَى تَعْمِيْمِ الْقِرَاءَةِ لَهَا وَلِغَيْرِهَا لِذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ بِوُجُوْبِهَا۔

کیا جائے (بہر حال نماز میں قرآن کی قرأت ضروری ہے، اس لیے کہ مطلق قرآن کی قرأت نماز میں فرض ہے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں، جیسا کہ حاکم نے مستدرک میں ان کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے اور ابن حبان وابن شاہین نے اپنی اپنی ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے)

ف: یہ حدیث صراحت کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض نہیں ہے کیونکہ حدیث میں لفظ "وَلَوْ" (اگرچہ) جو مذکور ہے اس سے نماز میں خصوصیت کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہی معلوم نہیں ہوتا کہ جس سے نماز میں قرأتِ فاتحہ کی فرضیت ثابت کی جا سکے بلکہ لفظ "وَلَوْ" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی قرأت فرض ہے مگر قرآن کے کسی خاص حصّہ کی قرأت فرض نہیں ہے اس لیے قرآن میں سے جس چیز کو پڑھ لیا جائے اس سے قرأت کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ اسی لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں ہے، بلکہ واجب ہے۔ البتہ سورہ فاتحہ کی قرأت، نماز میں دیگر ائمہ کے نزدیک فرض ہے اور یہ حضرات سورۂ فاتحہ کی فرضیت پر جن حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں ان میں ایک حدیث یہ ہے:

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے۔)

اس حدیث سے یہ حضرات ثابت کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں ہو سکتی حالانکہ مراد اس سے فضیلت کی نفی ہے یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا افضل ہے، یہ مراد نہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز درست ہی نہیں۔ اگر نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز ناقص اور غیر افضل ہوگی، کیونکہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس کی نظیر "لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ" والی حدیث ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر صحیح نہیں ہوتی، حالانکہ سب ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز گھر میں ادا ہو جاتی ہے البتہ ناقص اور غیر افضل ہوتی ہے تو پھر "لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سے کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے؟ کہ نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز صحیح نہیں ہوتی جب کہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی نظیر ہیں، اس طرح "لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سے نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دینا درست نہیں ہے۔

دوسری حدیث جس سے دیگر آئمہ نے نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دیا ہے۔ حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے۔ "لَا تُجْزِيْ صَلٰوةٌ لَا يَقْرَءُ الرَّجُلُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" اس حدیث سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز

درست نہیں ہوتی، حالانکہ زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث شاذ ہے۔

صاحب نقایہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں "لا تجزئ" کے جو الفاظ زائد ہیں وہ حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انفراد ہے کہ یہ الفاظ صرف انہی سے مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے اور حضرت زیاد کے سوا ایک جماعت نے بھی حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے الفاظ متفقہ طور پر صرف یہ ہیں " لَاصَلٰوۃَ مَنْ لَمْ یَقْرَءْ " یعنی قرأت قرآن کے فرض ہونے کا ثبوت ملتا ہے جس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔

اس کے برخلاف حضرت زیاد بن ایوب کی حدیث بالمعنیٰ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت کے واسطے سے ان کو جو حدیث ملی ہے اس کو انھوں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی حدیث کے الفاظ اُن الفاظ سے جُدا ہیں جن کی روایت ایک جماعت نے متفقہ طور پر کی ہے اسی لیے حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ایک جماعت کی حدیث کے مقابلہ میں ان کے منفرد اور تنہا ہونے کی وجہ سے قابل استناد نہیں اور اسی بناء پر حضرت زیاد بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت شاذہ سے نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کو فرض قرار دینا درست نہیں ہے (یہ مضمون شرح نقایہ اور التعلیق المغنی شرح سنن دار قطنی سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۱۳۲/۱۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ فَهِیَ خِدَاجٌ فَهِیَ خِدَاجٌ رَوَاهُ السِّتَّةُ وَمَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے وہ نماز ناقص ہے، وہ نماز ناقص ہے (اس کی روایت صحاح ستہ کی ہے اور امام مالک، امام احمد، دار قطنی اور بیہقی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

۱۱۳۳/۱۳ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ صَلٰوةٍ لَّا یُقْرَأُ فِیْهَا بِاُمِّ الْكِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے ناقص ہے (اس کی روایت ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض واجب ہیں، فرض اور واجب کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو چیزیں فرض ہیں اگر وہ عمداً ترک ہو جائیں یا سہواً دونوں صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے اور کسی طرح درست نہیں ہو سکتی۔ تا وقتیکہ اس کا اعادہ نہ کیا جائے اس لیے کہ فرائض ادا کئے بغیر نماز

جائز ہی نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف نماز میں واجبات ترک ہو جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہوتی ہے، واجب اگر سہواً ترک ہوا ہے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے اور اگر واجب عمداً ترک ہوا ہے تو نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔

فرض اور واجب کے اس فرق کو پیش نظر رکھ کر مذکورہ بالا دونوں حدیثوں پر غور کیجئے۔ مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں جو آگے آرہی ہیں اس بات کی دلیل ہیں کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں "خِدَاج" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ناقص کے ہیں (فیوض الباری شرح صحیح بخاری السید محمود احمد رضوی صاحب اسی بات کو جلد دوم ص ۲۹۴ میں فرماتے ہیں کہ خداج بالفتح کے معنی ناقص و نا تمام کے ہیں۔ لہٰذا حدیث مذکورہ میں بھی "لا" نفی کمال کے لیے ہے) اگر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض ہوتا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نماز کو جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو "فَهِيَ بَاطِلَةٌ" (وہ نماز باطل ہے) فرماتے "فَهِيَ خِدَاجٌ" (وہ نماز ناقص ہے) نہ فرماتے۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں "فَهِيَ خِدَاجٌ" فرمایا ہے اس لیے نماز ناقص ہوگی باطل نہیں ہوگی۔ اس طرح حدیث شریف کے لفظ "خِدَاج" سے ثابت ہو گیا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے فرض نہیں ہے (یہ مضمون سعایہ رد المحتار اور المتقی کے بین السطور سے ماخوذ ہے) ۱۲

ف۲: مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر احناف کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں بلکہ واجب ہے اس سے بعض حضرات کو یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر بھی نماز جائز ہو جاتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ احناف نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر بھی نماز جائز ہو جاتی ہے۔

حنفیوں کی فراست کا کیا کہنا کہ انھوں نے تو وہی کیا ہے جو حدیث شریف کا منشاء ہے۔ حدیث شریف میں "خِدَاجٌ" کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی ناقص کے ہیں، اس لیے جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے اور نماز کے اس نقص کو دور کرنے کے لیے سہواً سورۂ فاتحہ ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو کیا جائے گا اور عمداً سورۂ فاتحہ ترک کی گئی ہے تو نماز کا اعادہ ضروری ہو گا اور یہی ہے حنفی مذہب۔

البتہ جو حضرات حدیث کے لفظ "خِدَاجٌ" سے نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں نماز کے باطل ہونے کا حکم لگاتے ہیں وہ حدیث کے منشاء کے خلاف کر رہے ہیں اس لیے کہ ناقص چیز کو معدوم نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ناقص اور معدوم میں بڑا فرق ہے۔ معدوم تو باطل کو کہتے ہیں جس کا وجود ہی نہ ہو اور ناقص ایسی چیز کو کہتے ہیں جو نقص کے ساتھ موجود ہے اور حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ نمازی کے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ناقص ہو جاتی ہے یعنی نماز ادا تو ہو جاتی ہے مگر ناقص رہتی ہے اور اس نقص کا سجدۂ سہو سے یا اعادہ سے دور کیا جانا ضروری ہے، اس

کے باوجود بھی حنفیوں پر یہ اعتراض کہ یہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کے درست ہونے کے قائل ہیں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

۱۱۳۴ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِیْ وَابْنِ مَاجَةَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدُ وَسُوْرَةٍ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ الْمَكْتُوْبَةُ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَثَلَاثُ اٰيَاتٍ فَصَاعِدًا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمیں نماز میں سورۂ فاتحہ اور قرآن سے جو ہو سکے (خواہ آیت ہو یا سورۃ) پڑھنے کا حکم ہوا ہے (اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے اور اس حدیث کی اسناد صحیح ہے) اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ نہ پڑھی تو اس کی نماز کامل نہیں ہوئی ناقص ہوئی، اور ابن عدی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور کوئی تین آیتیں یا تین آیتوں سے زیادہ کا پڑھنا نماز میں جو قرأت فرض ہے اس کے لیے کافی ہے (اس لیے کہ نماز میں مطلق قرآن کا پڑھنا فرض ہے، سورۂ فاتحہ اور کسی سورۃ کا پڑھنا واجب ہے چونکہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کی قرأت ہو چکی ہے۔ اس لیے ان دونوں کی قرأت کے ضمن میں فرض قرأت بھی ادا ہو گئی)

ف: واضح ہو کہ نماز میں مطلق قرأتِ قرآن، سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ یا ضم سورہ میں تین آیتیں یا تین آیتوں سے زیادہ کا پڑھنا ان میں مطلق قرأت قرآن کی فرضیت کے متعلق نص قرآنی اور دوسری چیزوں کے وجوب کے متعلق جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں احناف نے ان سب میں حسب ذیل طریقہ پر اس طرح تطبیق دی ہے کہ جس سے نص قرآنی اور ساری حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز میں مطلق قرأتِ قرآن فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ یا ضم سورہ میں تین آیتوں کا پڑھنا بھی واجب ہے۔

احناف کے پاس نماز میں مطلق قرأت قرآن فرض ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے " فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ " (تم لوگ (نماز میں) قرآن سے جو کچھ ہو سکے پڑھ لیا کرو) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم نماز میں قرآن سے جو ہو سکے پڑھ لیا کریں اور یہ حکم مطلق ہے جو قرآن کے کسی خاص حصہ سے مخصوص اور مقید نہیں ہے کہ جس کو نماز میں پڑھنا لازم کیا جائے۔ اس کی تائید مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قراءتِ قرآن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی) اس حدیث سے بھی نماز میں مطلق قرارت کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جو حضرات نماز میں سورہ فاتحہ کی قرارت کو فرض قرار دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں دو حکم وارد ہوں جن میں ایک مطلق ہو اور دوسرا مقید، تو اصولیین کے قاعدے کے مطابق مطلق حکم سے مقید حکم مراد لیا جاتا ہے اور مطلق کو مطلق نہیں رکھا جاتا جیسے نماز میں قرأت کا مسئلہ ہے اس میں دو حکم وارد ہیں، ایک مطلق ہے جو آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں مطلق قرآن کا پڑھنا فرض ہے، اور دوسرا حکم حدیث "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی اس لیے وہ حضرات جن کے پاس نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ وہ اس اصولی قاعدے کے تحت اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" میں جو مطلق قرأت کا حکم ہے اس سے مراد حدیث شریف کا مقید حکم ہی ہے۔ جو "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" سے معلوم ہو رہا ہے اس طرح یہاں دو حکم علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں بلکہ ایک ہی حکم ہے جو کہیں مطلق بیان کیا گیا ہے اور کہیں مقید اور اسی بنا پر ان حضرات کے نزدیک نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا آیت اور حدیث دونوں سے فرض قرار پاتا ہے۔

حنفی حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مطلق حکم اور مقید حکم سے ایک ہی چیز اسی وقت مراد ہو سکتی ہے جب کہ دونوں حکم کے ماخذ قوت میں برابر ہوں، یہاں ایسا نہیں ہے کیوں کہ مطلق قرارت تو قرآن سے ثابت ہو رہی ہے اور سورۂ فاتحہ کی قرأت خبر واحد سے۔ اگر آیت اور حدیث دونوں سے ایک ہی حکم مراد لیا جائے تو قرآن کے مطلق حکم پر خبر واحد کے ذریعہ زیادتی لازم آجائے گی، حالانکہ کتاب اللہ پر خبر واحد کے ذریعہ زیادتی جائز نہیں ہے۔ اس لیے یہاں مطلق اور مقید دونوں سے ایک ہی حکم مراد نہیں لے سکتے یہی وجہ ہے کہ ہم نے مطلق کو مطلق رکھ کر حکم کتاب اللہ نماز میں مطلق قرأت کو فرض قرار دیا اور مقید حکم یعنی سورۂ فاتحہ کی قرأت کو خبر واحد سے ثابت ہونے کی وجہ سے واجب قرار دیا۔ اس طرح ہم نے قرآن اور حدیث دونوں پر عمل کیا۔

اس کے قطع نظر مطلق اور مقید دونوں سے ایک ہی حکم مراد لے کر نماز میں سورۃ فاتحہ کو فرض قرار دیں تو وہ حضرات جن کے پاس سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض ہے ان پر لازم آجائے گا کہ ضم سورہ کی قراءت کو بھی فرض قرار دیں، اس لیے کہ جن حدیثوں میں سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے ان میں ضم سورۃ کا بھی ذکر موجود ہے، حالانکہ یہ حضرات ضم سورہ کی قرأت کو سنت قرار دیتے ہیں اس کے برخلاف ہم مطلق اور مقید کو علیحدہ علیحدہ دو حکم قرار دے کر آیت سے مطلق قرارت کی فرضیت ثابت کرتے ہیں

اور حدیث سے جس طرح سورہ فاتحہ کی قرأت کو واجب کہتے ہیں، ایسا ہی ضم سورہ یا ضم سورۃ میں تین یا تین سے زائد آیتوں کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا توضیحات سے ثابت ہو گیا کہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" چونکہ خبر واحد ہے اس لیے یہ حدیث قوت میں آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے برابر نہیں ہو سکتی۔ جس کی وجہ سے آیت کے مطلق حکم کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" خبر واحد نہیں ہے بلکہ خبر مشہور ہے اس لیے اس حدیث سے آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے مطلق حکم کو مقید کیا جا سکتا ہے تو اس کے دو جواب ہیں۔

ایک جواب تو یہ ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کو اس لیے خبر مشہور نہیں کہا جا سکتا کہ تابعین کے درمیان اس حدیث کے مشہور ہونے میں اختلاف ہے اور سب تابعین نے اس حدیث کو قبول نہیں کیا ہے اور خبر مشہور اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو سب تابعین قبول کر لیں اگر لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کا خبر مشہور ہونا صحیح ہوتا تو اس حدیث سے آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے حکم مطلق کو مقید کر کے نماز میں فاتحہ کی فرضیت ثابت کی جا سکتی تھی لیکن جب لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کا خبر مشہور ہونا ثابت نہیں ہوا تو یہ خبر واحد ہوئی اور ظاہر ہے کہ خبر واحد سے کتاب اللہ کے حکم مطلق کو مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کا فرض ہونا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بالفرض اگر حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" کو خبر مشہور تسلیم کر لیا جائے تو اس کے باوجود بھی آیت "فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" کے حکم مطلق کو اس حدیث سے مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر مشہور سے کسی آیت کے حکم مطلق کو اسی وقت مقید کر سکتے ہیں جب کہ وہ خبر مشہور محکم ہو یعنی اس سے ایک ہی معنی مراد لئے جاتے ہوں، اور اس میں دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو۔ یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" میں دو معنوں کا احتمال موجود ہے۔ ایک معنی تو یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں بلکہ ناقص ہوتی ہے اور اس دوسرے معنی کی نظیر حدیث "لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ" ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر صحیح نہیں ہوتی حالانکہ اس حدیث سے یہ معنی کسی نے بھی مراد نہیں لیے ہیں بلکہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز گھر میں ادا تو ہو جاتی ہے مگر ناقص اور غیر افضل رہتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ حدیث "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" میں مذکورہ دونوں معنوں کا احتمال ہے اور ایسی مشہور حدیث جس میں دو معنوں کا احتمال پایا جاتا ہو وہ کسی آیت کے مطلق حکم کو مقید نہیں کر سکتی۔

اس طرح ثابت ہوا کہ حدیث " لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ " کے ذریعہ آیت " فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ " کے مطلق حکم کو مقید کر کے نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کو فرض قرار دینا درست نہیں بلکہ آیت مذکورہ کے لحاظ سے نماز میں مطلق قرأت قرآن فرض ہے اور حدیثوں کے لحاظ سے نماز میں سورۂ فاتحہ، ضم سورۃ، یا ضم سورۃ میں تین یا تین سے زائد آیتوں کا پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (عمدۃ القاری، مرقات)۔ ۱۲

۱۱۳۵/۱۵ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَصَاعِدًا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ اور اس پر قرآن کا کچھ حصہ زیادہ کر کے نہ پڑھا تو اس کی نماز کامل نہیں ہوئی ناقص ہوئی (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کا پڑھنا واجب ہے۔ ۱۲

۱۱۳۶/۱۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کَانَ یَقْرَأُ فِي الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ وَّیَقْرَأُ فِي الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ قَالَ وَکُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ صَلٰوۃٌ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَشَيْءٍ مَّعَهَا رَوَاهُ الْبَیْهَقِيُّ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (چار رکعت والی فرض نماز کی) پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ ضم کر لیا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ضم سورہ کئے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ سورہ فاتحہ اور ضم سورہ کے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کا ہر نماز میں پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نماز وتر ہو یا سنت یا نفل ان تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کا پڑھنا ضروری ہوگا۔ البتہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ فرض کی چار رکعت والی نماز یا تین رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کا پڑھنا ضروری ہوگا اور آخری دو یا ایک رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ پڑھنے کے لیے فرض کی پہلی دو

رکعتوں کو ہی معین کر لینا واجب ہے اگر کوئی سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ یا ان میں سے کسی ایک کو فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں پڑھنا بھول گیا اور ان کو آخری دو رکعتوں میں پڑھ لیا تو چونکہ اس نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ پڑھنا جو واجب تھا سہواً ترک کر دیا ہے اس وجہ سے اس کو سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ (عمدۃ القاری، رد المحتار)

مذکورالصدر حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کو حضرت عبید اللہ ابن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی سورۃ کو ضم کرنا اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے (یعنی فرض نہیں) - ۱۲

ف ۲ : حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔
ایک یہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا رکن یعنی فرض نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ حدیث میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کو ضم سورۃ کی طرح سنت قرار دیا ہے فرض نہیں کہا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صحابی کا کسی چیز کو سنت قرار دینا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ چیز فرض نہیں ہو سکتی۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورۂ کو جو سنت قرار دیا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا پڑھنا واجب نہیں ہے
اس لیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں عام طور پر دو اصطلاحیں تھیں۔ ایک فرض دوسرے سنت اور سنت میں فرض کے سوا ہر چیز داخل تھی۔ خواہ وہ واجب ہو یا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہو یا نفل، غرض ان تمام چیزوں پر سنت کا اطلاق ہوتا تھا چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس حدیث میں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کو سنت کہنا انہی معنوں میں تھا کہ یہ فرض نہیں ہیں یعنی واجب ہیں۔
علاوہ ازیں سورۂ فاتحہ اور ضم سورۃ کے واجب ہونے کے متعلق حدیثیں ابھی اوپر گذر چکی ہیں۔
حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے دوسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ جس طرح نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، اسی طرح ضم سورۃ کا پڑھنا بھی واجب ہے اس لیے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ فاتحہ اور ضم سورہ دونوں کا ذکر ایک ہی حیثیت سے کیا ہے۔
حضرت عبادۃ بن صامت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مذکورہ حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ کا پڑھنا ضروری ہے اور ان دونوں کے بغیر نماز جائز نہیں اس کی توضیح میں حضرت سفیان ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ان مذکورہ حدیثوں کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو (مقتدی کے لیے یہ حکم نہیں اس لیے کہ مقتدی کو خاموش رہنا چاہیئے) حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی روایت ابو داؤد نے اپنی سنن میں کی ہے

وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ سُنَّةُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ أَنْ يَّقْرَأَ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُّصَلِّيْ وَحْدَهٗ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَأَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا كَانَ وَحْدَهٗ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَحْمَدُ فَهٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ يَّقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِنَّ هٰذَا إِذَا كَانَ وَحْدَهٗ اِنْتَهٰى۔

واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں کی توضیح میں جس طرح ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح ترمذی نے بھی اپنی سنن میں حدیث "لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" کے متعلق امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے، مقتدی سے متعلق نہیں ہے۔ اس لیے کہ مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے۔

نیز ترمذی نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اس خصوص میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ۔

(جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی مگر یہ حکم اس شخص کے لیے ہے (جو تنہا ہو) اور امام کے پیچھے (مقتدی کی حالت میں) نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد "لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے۔

واضح رہے یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا اور جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کی تفسیر یہ کی ہے کہ یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے سے متعلق ہے تو یہ حکم مقتدی سے متعلق نہ ہوگا۔ (یہ مضمون ترمذی سے ماخوذ ہے)

۱۱۳۷/۱۷ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، مگر یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو (تنہا ہو) اور امام کے پیچھے مقتدی کی حالت میں نہ ہو)

وَرَوٰی مُحَمَّدٌ وَّمَالِكٌ وَّابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مِثْلَهٗ ۔

(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز امام محمد اور امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔)

۱۱۳۸/۱۸ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی رَكْعَةً فَلَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں اس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوئی مگر یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو (تنہا ہے اور امام کے پیچھے (مقتدی کی حالت میں نہ ہو۔ (اس لئے کہ مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے) (طحاوی)

۱۱۳۹/۱۹ وَعَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّا یَقْرَأُ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص بغیر سورہ فاتحہ کے نماز پڑھے تو اس کی نماز ناقص ہے لیکن یہ حکم اس مقتدی کے لیے نہیں ہے جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے (اس کو تو خاموش رہنا ضروری ہے) (بیہقی)

۱۱۴۰/۲۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَّا یُقْرَأُ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ وَرَآءَ الْاِمَامِ ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بغیر سورہ فاتحہ کے نماز پڑھے تو یہ نماز (ترک واجب کی وجہ سے) اس کو کافی نہ ہوگی مگر یہ حکم اس مقتدی کے لیے نہیں ہے جو امام کے پیچھے ہو (اس لئے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں) (بیہقی)

۱۱۴۱/۲۱ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ خَلْفَ الْاِمَامِ لَا یَقْرَاُ شَیْئًا یُجْزِئُهٗ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھتا ہو (نہ سورۂ فاتحہ نہ کوئی اور سورۃ) کیا اس کے لیے یہ کافی ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کافی ہے (بیہقی)

۱۱۴۲/۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ صَلٰوةٍ لَا یُقْرَاُ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔

(رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز (ترک واجب کی وجہ سے) کامل نہیں ہوتی، مگر یہ حکم مقتدی کے لیے نہیں ہے جو امام کے پیچھے ہو (اس لیے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ کی ضرورت نہیں) (بیہقی)

۱۱۴۳/۲۳ وَعَنْ كَثِیْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفِیْ كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَجَبَتْ هٰذِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ وَكُنْتُ اَقْرَبُ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ مَا اَرَی الْاِمَامُ اِذَا اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَقَالَ النَّسَائِیُّ فِیْهِ اِكْتِفَاءُ الْمَاْمُوْمِ بِقِرَاءَةِ الْاِمَامِ۔

حضرت کثیر بن مرۃ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا ہر نماز میں قرأت ضروری ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں (اس پر) انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب قرارت ہر نماز میں فرض ہو گئی (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب تر تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو امام جب لوگوں کی امامت کرے تو اس کی قرأت مقتدیوں کی قرأت کے لیے بالکل کافی ہے (مقتدیوں کو پھر قرارت کرنے کی ضرورت نہیں) (اس کی روایت نسائی، طحاوی اور بیہقی نے کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کی قرارت مقتدی کے لیے کافی ہے۔ (اس کو خود

قرائت کرنے کی ضرورت نہیں)

۱۱۲۴ (۲۴) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلٰوةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَاَحْمَدُ وَمَالِكٌ وَّمُحَمَّدٌ وَّرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ النَّسَائِيُّ فِيْهِ تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ بِهٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی نماز سے جس میں قرائت جہر سے کی جاتی ہے۔ فارغ ہو کر فرمایا کیا تم میں سے ابھی کوئی میرے ساتھ قرآن پڑھ رہا تھا؟ (اس پر) ایک شخص نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھ رہا تھا (یہ سن کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی لیے تو میں بھی (دل میں) کہہ رہا تھا کہ نماز میں میرے ساتھ قرآن کی کشاکشی کیوں ہو رہی ہے؟ (یعنی قراءت کے ذریعہ میں لوگوں کو اپنی طرف توجہ کرتا ہوں اور لوگ قرآن پڑھ کر مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں) جب اس حکم کو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدی ہو کر جہری نماز میں قرآن (خواہ سورۃ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ) کا پڑھنا ترک کر دیا (اس کی روایت نسائی، ترمذی، ابوداؤد، امام احمد، امام مالک اور امام محمد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ جس نماز میں قرأت بالجہر کی جائے اس میں مقتدی (امام کے پیچھے) قرأت نہ کرے۔

۱۱۲۵ (۲۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةَ وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو (اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے) اور یہ حدیث صحیح ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرات ابوہریرہ اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ امام جب قرأت کرے تو

تم خاموش رہو اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔

ف: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں مقتدی کے لیے سکوت اختیار کرنے اور امام کی قرأت کو خاموشی سے سننے کی طرف اشارہ ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ امام جب سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر پہنچے تو مقتدی آمین کہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کے بجائے یوں کہا جاتا کہ تم میں سے ہر ایک سے (مقتدی ہو یا امام) وَلَا الضَّآلِّیْنَ تک پہنچے تو آمین کہے ایسا نہ کہہ کر جب یہ کہا گیا کہ امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ خاموشی سے امام کی قرأت سنتے رہیں۔

۱۱۴۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْہِہٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُوْنَ وَالْاِمَامُ یَقْرَءُ فَسَکَتُوْا فَسَاَلَہُمْ ثَلٰثًا فَقَالُوْٓا اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا۔ (رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب امام قرأت کر رہا ہو تو کیا تم بھی اس وقت قرأت کیا کرتے ہو؟ سب نے سکوت اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے اسی طرح تین دفعہ دریافت فرمایا سب نے عرض کیا جی ہاں! ہم بھی امام کے ساتھ قرأت کیا کرتے ہیں (اس پر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ (جب تم مقتدی ہو تو امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کرو۔ (امام طحاوی)

۱۱۴۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَیَاضِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَلِّیَ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَلْیَنْظُرْ مَا یُنَاجِیْہِ بِہٖ وَلَا یَجْہَرْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت ابن عمر و بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمازی اپنے پروردگار سے (نماز میں) راز و نیاز کرتا رہتا ہے پس وہ غور کرلے کہ اپنے پروردگار سے کیا راز و نیاز کر رہا ہے؟ اس لیے تم (سب مقتدی) ایک دوسرے پر بآواز بلند قرأت قرآن کرکے (نماز کے راز و نیاز میں خلل مت ڈالو بلکہ سب خاموش رہا کرو۔ (امام احمد)

ف: واضح رہے کہ قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہو چکا کہ مقتدی جہری اور سری ہر دو نمازوں میں امام کے پیچھے نہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور نہ کوئی اور سورت، یہ نقلی دلیلیں تھیں جن کو آپ سن چکے اب اس پر عقلی دلیل امام طحاوی رضی اللہ عنہ، سے سُنیے:

وہ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جس نے امام کو رکوع میں پایا اور قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کے لیے اللہ اکبر کہہ کر بغیر قرأت کیے رکوع میں امام سے جا ملا تو جمہور ائمہ کا بلا اختلاف اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کو بلاشبہ وہ رکعت مل گئی اگرچہ کہ اس نے اس رکعت کے قیام میں کچھ قرأت نہیں کی ہے۔

جمہور ائمہ کے اس قول کی توجیہ دو طرح سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مقتدی پر امام کے پیچھے قرأت فرض نہیں تھی، اس لیے اس کو وہ رکعت قرأت ترک ہونے کے باوجود مل گئی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ اس شخص پر قرأت فرض تو تھی مگر رکعت فوت ہونے کے اندیشہ سے ضرورۃً ساقط ہو گئی اور یہ دیگر ائمہ کا مسلک ہے۔ اس دوسری توجیہ کے سلسلہ میں فرض کی ماہیت پر غور کرنا ضروری ہے کہ کیا کسی فرض کو ضرورۃً ترک کیا جا سکتا ہے؟ فرض کی ماہیت کو سمجھنے کے لیے ایک مثال پر غور کیجیے۔

ایک ایسا شخص جس نے امام کو رکوع میں پایا اور رکعت فوت ہونے کے اندیشہ سے ضرورۃً قیام کیے بغیر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام سے رکوع میں جا ملا تو جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کو وہ رکعت نہیں ملی۔ حالانکہ اس نے ضرورۃً قیام ترک کیا ہے۔

اس مثال سے صراحت کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ قیام فرض ہے اور فرض ایسا عمل ہے جس کو ضرورۃً بھی ساقط نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی ادائیگی ضرورت اور بغیر ضرورت ہر دو موقعوں پر لازمی ہے۔

فرض کی ماہیت کو اس مثال سے سمجھنے کے بعد قرأت خلف الامام کی نوعیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت خلف الامام پر فرض کی ماہیت صادق نہیں آتی۔ اس لیے کہ مقتدی کے لیے قرأت خلف الامام جس طرح دیگر ائمہ کے نزدیک ضرورۃً ساقط ہو جاتی ہے اسی طرح ہمارے نزدیک متعدد احادیث سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے ساقط ہے۔ اس کے برخلاف اگر قرأت خلف الامام ہوتی تو وہ نہ ضرورۃً ساقط ہوتی ہے اور نہ بلا ضرورت، اس لیے کہ فرائض کسی وجہ سے ساقط نہیں ہو سکتے۔

اس طرح ثابت ہو گیا کہ مقتدی پر قرأت خلف الامام فرض نہیں ہے جیسا کہ متعدد احادیث اس کے مقتدی پر فرض نہ ہونے پر وارد ہیں (یہ پورا مضمون طحاوی شریف سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۱۴۸/۲۸ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے (نماز میں) ایک شخص نے (سورہ) سَبِّحِ اسْم

اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ فِيهِ تَرْكُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ۔

رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز میں کون سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھ رہا تھا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھ رہا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا (جب ہی تو) میں محسوس کر رہا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص (قرآن پڑھ کر) مجھے الجھن میں ڈال رہا ہے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے) اور نسائی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سری نمازوں میں بھی قرأت نہ کرے۔

۱۱۴۹ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الظُّهْرِ فَقَرَأَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ فِي نَفْسِهِ قَالَ هَلْ قَرَأَ مَعَنَا أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا كُنْتُ أَقْرَأُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ قِرَاءَةُ إِمَامِهِ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ایک شخص نے آہستہ قرأت کی۔ نماز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ لوگوں میں سے کسی نے (نماز میں) میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو تین دفعہ فرمایا تو وہ شخص جس نے قرأت کی تھی عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى کی قرأت کی ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نماز میں میرے ساتھ قرأت قرآن کر کے کیوں مجھے الجھن میں ڈالا جاتا ہے؟ کیا آپ لوگوں میں سے ہر (مقتدی) کو اس کے امام کی قرأت کافی نہیں ہے؟ امام تو اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اس لیے جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

۱۱۵۰ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ أَنَسٍ وَالدَّارَقُطْنِيُّ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے اس لیے مقتدی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ۔

کو قرأت کی ضرورت نہیں ہے) (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے) اور اسی حدیث کی روایت ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دار قطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے)

وَقَالَ فِیْ فَتْحِ الْمُلْهِمِ ثُمَّ الْبَيْهَقِیُّ حَمَلَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَنَظَائِرَهٗ عَلٰى تَرْكِ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَعَلٰى قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ دُوْنَ الْفَاتِحَةِ وَهٰذَا تَخْصِيْصٌ بِلَا مُخَصِّصٍ وَّبَعِيْدٌ عَنْ مَضْمُوْنِ الْحَدِيْثِ بِمَرَاحِلَ وَنَاءٍ عَنِ الْمَقْصُوْدِ بِمَنَازِلَ لَا تَعَلُّقَ لَهٗ بِاَلْفَاظِهٖ وَلَا اِشَارَةَ فِيْهَا اِلَيْهِ اَصْلًا كَيْفَ وَالْوَاقِعَةُ وَاقِعَةُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ عَلٰى مَا يَشْهَدُ بِهٖ رِوَايَةُ الْاِمَامِ فَمَا مَعْنٰى لِجَهْرِ شَخْصٍ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْرَاُ الْاِمَامُ فِيْهِمَا جَهْرًا وَّلَا سَائِرُ الْمُقْتَدِيْنَ ۔

یہ اور اسی قسم کی دیگر احادیث میں مقتدی کے لیے امام کے پیچھے مطلقاً قرأت نہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے اس لیے مقتدی امام کے پیچھے نہ سورۂ فاتحہ پڑھے نہ کوئی اور سورت اس کے برخلاف جن حضرات نے ان احادیث سے جن میں مقتدی کو قرأت نہ کرنے کا عام حکم موجود ہے اس عام حکم میں سورۂ فاتحہ کو شامل نہ کر کے صرف ضم سورۃ نہ پڑھنے سے خاص کیا ہے۔ یہ تخصیص بلا مخصص ہے حدیث کے عام حکم کو بغیر کسی سبب کے خاص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، جب کہ اور احادیث میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کا حکم صراحت کے ساتھ موجود ہے جو ابھی اوپر نسائی، ترمذی، بیہقی اور طحاوی وغیرہم کے حوالہ سے گزر چکی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے "مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَتُهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ" (جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے) فقہ حنبلی کی کتاب الروض المربع میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ولا قراءة على ماموم (مقتدی پر کسی قسم کی قرأت نہیں ہے) (اس لیے نہ تو سورۂ فاتحہ پڑھے اور نہ ضم سورۃ کرے) اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام سورۂ فاتحہ کو اپنی اور مقتدی کی طرف سے ادا کر لیتا ہے اور مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۱۵۱ / ۳۱ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے نماز

مُحَمَّدٌ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيْفَةَ وَهُوَ أَحْسَنُ طُرُقِهِ، حَكَمَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ بِأَنَّهُ صَحِيْحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ـ

پڑھی تو یقیناً امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے اس حدیث کی روایت امام محمد دارقطنی اور بیہقی نے ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی ہے اور اس حدیث کی سند سب سے احسن ہے اور اس کے متعلق امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہیں، اس لیے یہ حدیث صحیح ہے۔

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ أَمَّا أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُوْسَى بْنُ عَائِشَةَ الْكُوْفِيُّ مِنَ الثِّقَاتِ الْأَثْبَاتِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيْحَيْنِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ مِنْ كِبَارِ الشَّامِيِّيْنَ وَثِقَاتِهِمْ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، إِنْتَهٰى ـ

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو حنیفہ تو ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی ہیں ان کا کیا کہنا اور موسیٰ بن عائشہ کوفی نہ صرف ثقہ اور معتبر ہیں بلکہ بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہیں، اور عبد اللہ بن شداد شام کے بڑے محدث اور ثقہ ہیں اس طرح اس سند کی مذکورۃ الصدر تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے (علامہ عینی کی تحقیق یہاں ختم ہوئی) ۱۲

۱۱۵۲
۳۲ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ عَنْ جَابِرٍ وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهِ عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ، وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ إِسْنَادُ حَدِيْثِ أَحْمَدَ بْنِ مَنِيْعٍ صَحِيْحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ ـ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (اب مقتدی کو نہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کی ضرورت ہے نہ کسی اور سورت کی) اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی نے الاوسط میں کی ہے اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور طحاوی اور امام احمد نے بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت کی ہے اور احمد بن منیع نے اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ احمد بن منیع کی اس حدیث کی سند مسلم کی شرط کے موافق ہے اس لیے یہ حدیث مسلم کی حدیثوں کی طرح صحیح ہے۔

۱۱۵۳
۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ

حضرت عبد اللہ بن شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الْهَادِ قَالَ اَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصْرِ قَالَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ فَغَمَزَهُ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَلَمَّا اَنْ صَلّٰى قَالَ لِمَ غَمَزْتَنِيْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُدَّامَكَ فَكَرِهْتُ اَنْ تَقْرَأَ خَلْفَهٗ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَاِنَّ قِرَاءَتَهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَى الْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهٖ وَالْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ ۔

سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے (باوجود مقتدی ہونے کے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کی تو اس شخص کے بازو والے نے اس کو انگلی سے دبا دیا، جب نماز پڑھ لی تو اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھے نماز میں کیوں دبا دیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے امام تھے تو میں نے برا سمجھا کہ آپ (مقتدی ہو کر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز میں قرأت کریں، اس گفتگو کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن لیا اور فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (اس کی روایت امام محمد اور دار قطنی نے کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ فِيْ بَيَانِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَهُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

علامہ عینی رحمۃ اللہ نے شرح بخاری میں اس حدیث شریف کے بیان میں کہا ہے کہ اس کی روایت صحابہ کرام کی ایک جماعت نے کی ہے جن کے نام یہ ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم علاوہ ازیں امام حارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب کشف الاسرار میں یہ روایت لکھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں دس جلیل القدر صحابہ مقتدی کے لیے بڑی شدت سے قراءت خلف الامام کی ممانعت فرماتے تھے ان کے نام یہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت

وَقَالَ الشَّيْخُ الْعَابِدُ السِّنْدِيُّ مَوْلِدًا وَّالْمَدَنِيُّ مُهَاجِرًا فِيْ شَرْحِ الْمُسْنَدِ لِاِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فَنَقُوْلُ لَمَّا ثَبَتَ نَهْيُ الْعَشَرَةِ الْمَذْكُوْرَةِ وَلَمْ يَثْبُتْ رَدُّ اَحَدِهِمْ عَلَيْهِمْ عِنْدَ تَوَافُرِ الصَّحَابَةِ كَانَ اِجْمَاعًا سُكُوْتِيًّا اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا۔

١١٥٤ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ٣٤ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاَتُهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَفِي التَّعْلِيْقِ الْمُمَجَّدِ هٰذَا خُلَاصَةُ الْكَلَامِ فِيْ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتَلَخَّصَ مِنْهُ اِنَّ بَعْضَ طُرُقِهٖ صَحِيْحَةٌ اَوْ حَسَنَةٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ يُوْجِبُ الْقَدْحَ عِنْدَ التَّحْقِيْقِ وَبَعْضُهَا صَحِيْحَةٌ مُرْسَلَةٌ وَاِنْ لَمْ تَصِحَّ مُسْنَدَةً وَالْمَرَاسِيْلُ مَقْبُوْلَةٌ وَبَعْضُهَا ضَعِيْفَةٌ يَنْجَبِرُ ضُعْفُهَا بِضَمِّ بَعْضِهَا اِلٰى بَعْضٍ فَارْتَقَتْ اِلٰى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَبِهٖ ظَهَرَ اَنَّ قَوْلَ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ فِيْ تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ الرَّافِعِيِّ اِنَّ طُرُقَهٗ كُلَّهَا مَعْلُوْمَةٌ لَيْسَ عَلٰى مَا يَنْبَغِيْ وَكَذَا قَوْلُ الْبُخَارِيِّ فِيْ رِسَالَةِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ لِاِرْسَالِهٖ وَانْقِطَاعِهٖ اِنْتَهٰى لَا يَخْلُوْ عَنْ خَدْشَاتٍ وَّاضِحَةٍ اِنْتَهٰى وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ اَنَّ الْقِرَاءَةَ ثَابِتَةٌ مِّنَ الْمُقْتَدِيْ شَرْعًا فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس بارے میں علامہ عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ نے شرح مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھا ہے کہ قرأت خلف الامام کی ممانعت مذکورہ دس صحابۂ کرام سے ثابت ہو چکی ہے جن کا رد کسی صحابی نے نہیں کیا، حالانکہ اس وقت صحابۂ کرام کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور اس کثرت کے باوجود کسی صحابی کا ان دس اصحاب پر رد نہ کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیگر صحابہ کا قرأت خلف الامام کی ممانعت پر سکوت حقیقت میں تمام صحابۂ کرام کا اجماع سکوتی ہے جو شرعاً لائق حجت ہے۔ ١٢

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

حدیث مذکور سے یہ ثابت ہو گیا کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مقتدی قرأت نہیں کر رہا ہے بلکہ مقتدی بھی قرأت کر رہا ہے اس لیے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا اس طرح جب مقتدی کا قرأت کرنا شرعاً ثابت ہو گیا تو پھر مقتدی امام کی قرأت کے علاوہ خود بھی قرأت کرے تو اس سے ایک نماز میں دو قرأتیں ثابت ہو جائیں گی۔ جو شرعاً ناجائز ہے، اس کو امام ابن الہمام رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے۔ ١٢

مذکورہ حدیث میں جو ذکر ہے کہ "امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے" اس کے متعلق ہمارے علماء نے کہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کا بدل اور قائم مقام ہے۔ اگر مقتدی امام کے

لَهٗ فَلَوْ قَرَأَ لَكَانَ لَهٗ قِرَاءَتَانِ فِيْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ وَّهُوَ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ قَالَهُ ابْنُ الْهُمَامِ وَاِنَّ الْحَدِيْثَ دَلَّ عَلٰى اَنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ بَدَلٌ وَّعِوَضٌ عَنْ قِرَاءَةِ الْمُقْتَدِيْ وَخَلَفٌ عَنْهَا فَلَوْ قَرَأَ الْمُقْتَدِيْ اَيْضًا لَزِمَ اِجْتِمَاعُ الْاَصْلِ وَالْخَلَفِ وَالْبَدَلِ وَالْمُبْدَلِ مِنْهُ وَالْعِوَضِ وَالْمُعَوَّضِ عَنْهُ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ كَمَا تَرٰى كَمَا لَا يَجُوْزُ اِجْتِمَاعُ الْوُضُوْءِ وَالتَّيَمُّمِ اِنْتَهٰى۔

پیچھے خود بھی قرأت کرے تو مقتدی کی قرأت جو اصل ہے وہ اور امام کی قرأت جو مقتدی کی قرأت کے قائم مقام ہے دونوں کا جمع کرنا لازم آئے گا جو جائز نہیں ہے جیسا کہ وضو اور تیمم دونوں کا ایک ساتھ جمع کرنا ناجائز ہے اس لیے کہ وضوء اصل ہے اور تیمم اس کا قائم مقام (ابن الہمام) ۱۲

۱۱۵۵/۳۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ الْاِمَامُ يَقْرَأُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ امام تو قرأت کرتا ہی ہے (پھر مقتدی کو قرأت کی کیا ضرورت ہے؟) (بیہقی)

۱۱۵۶/۳۶ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ جَابِرٌ قَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُثْمَانَ كَانُوْا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت خلف الامام (امام کے پیچھے قرأت کرنے) سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور عبد الرزاق نے بھی اس کی روایت حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت اس طرح آئی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرأت خلف الامام سے منع فرمایا اور عبد الرزاق کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (مقتدی کو) قرأت خلف الامام سے منع فرمایا کرتے تھے۔

۱۱۵۷/۳۷ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ اَوْ اُنْصِتُ قَالَ لَا بَلْ اَنْصِتْ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں (نماز میں) امام کے پیچھے قرأت کیا کروں یا خاموش رہا کروں؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں (قرأت مت کیا کرو) بلکہ

خاموش رہا کرو، یہی تم کو کافی ہے (بیہقی)

۱۱۵۸ / ۳۸ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ خَافَتَ أَوْ جَهَرَ۔ (رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام کی قرأت تمہارے لیے کافی ہے (جب کہ تم اس کی اقتدا کر رہے ہو) خواہ امام آہستہ قرأت کر رہا ہو یا جہر سے (دار قطنی)

۱۱۵۹ / ۳۹ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدًا عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ بَابِ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مقتدی امام کے ساتھ قرأت کرے یا نہ کرے؟ تو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا مقتدی کو کسی نماز میں (خواہ وہ سری ہو یا جہری) امام کے ساتھ قرارت نہ کرنی چاہیے (خواہ سورہ فاتحہ ہو یا ضم سورۃ) (اس کی روایت مسلم نے بابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَۃِ میں کی ہے)

۱۱۶۰ / ۴۰ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَا تَقْرَءُوْا خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قرأت خلف الامام کے متعلق دریافت کیا تو ان تینوں صحابہ نے فرمایا کہ کسی نماز میں (خواہ وہ سری ہو یا جہری) قرأت خلف الامام مت کیا کرو۔ (طحاوی)

۱۱۶۱ / ۴۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ لَا إِنْ جَهَرَ وَلَا إِنْ خَافَتَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (مقتدی) امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کرے (نہ جہری نماز میں نہ سری نماز میں) (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے)

۱۱۶۲ / ۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَيَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ لَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت عبد اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ (مقتدی جہری نمازوں میں تو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتا ہے تو کیا وہ) ظہر اور عصر کی (یعنی سری نمازوں میں بھی قرأت نہ کرے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں مقتدی ان سری

نمازوں میں بھی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے (عبدالرزاق)

۱۱۶۳ / ۴۳ وَعَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ۔

حضرت مختار بن عبداللہ بن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے تو اس نے اقتدا کا حق ادا نہ کیا (طحاوی، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق اور دارقطنی)

۱۱۶۴ / ۴۴ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَةَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالدَّارُ قُطْنِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جو مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے تو اس نے اقتداء کے اصل مقصد کو کھو دیا (عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، دارقطنی اور بیہقی)

۱۱۶۵ / ۴۵ وَعَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَقْرَأُ وَالْاِمَامُ بَیْنَ یَدَیَّ فَقَالَ لَا رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ رَّجُلٍ قَالَ عَهِدَ اِلَیْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَّا نَقْرَأَ مَعَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ جب میں نماز میں امام کے پیچھے رہوں تو کیا میں بھی (امام کے ساتھ) قرأت کیا کروں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نہیں (جب تم نماز میں امام کے پیچھے ہو تو قرأت مت کیا کرو) (طحاوی) اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے (نماز میں) امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا عہد لیا ہے۔

۱۱۶۶ / ۴۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ یَقْرَأُ اَحَدٌ مَّعَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَقْرَأُ مَعَ الْاِمَامِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ هٰذَا طَرِیْقٌ جَیِّدُ الْاِسْنَادِ لَا یُتَصَوَّرُ فِیْهِ الْکَلَامُ اَصْلًا وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَّزَادَ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیَقْرَأْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب کبھی ان سے دریافت کیا جاتا کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت کیا کرے؟ تو آپ جواب دیا کرتے کہ تم میں سے جو کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھا کرے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے (اس کو قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عملدرآمد تھا کہ وہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے (امام محمد) اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے اور امام طحاوی نے بھی اس حدیث

کی اسی طرح روایت کی ہے اور امام مالک نے بھی اس کی روایت کی ہے، اور امام مالک نے اس حدیث کی جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے "وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَءْ" یعنی مقتدی کو امام کی قرأت کافی ہے۔ ہاں اگر وہ مسبوق ہو تو باقی نماز میں قرأت کیا کرے۔

وَقَالَ الْعَیْنِیُّ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ وَکَانَ اَعْظَمُ النَّاسِ اِقْتِدَاءً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْتَھٰی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرأت خلف الامام نہیں کرتے تھے اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ سنّت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کیا کرتے تھے اور اپنے زمانہ میں اسی وجہ سے اتباع سنّت میں سب سے زیادہ مشہور تھے اس لیے آپ کا قرأت خلف الامام نہ کرنا عین سنّت ہے۔

۱۱۶۷/۴۷ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ کَفَتْہُ قِرَاءَتُہٗ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ ھٰذَا سَنَدٌ جَیِّدٌ لَا کَلَامَ فِیْہِ۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے (اس کو خود قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس حدیث کی سند ایسی جید ہے کہ جس میں کسی کو کلام اور اعتراض نہیں)

۱۱۶۸/۴۸ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ تُکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ وَرَوَی الدَّارُ قُطْنِیُّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ نَحْوَہٗ لَیْسَ فِیْ ھٰذَا الْاِسْنَادِ اَیْضًا شَیْءٌ۔

حضرت انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ تم کو امام کی قرأت کافی ہے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور دار قطنی نے بھی امام احمد بن حنبل سے اسی طرح روایت کی ہے اور اس کی سند کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہے)

۱۱۶۹/۴۹ وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں

شُغُلٌ سَيَكْفِيكَ ذَاكَ الْإِمَامُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ هٰذَا اسْنَادٌ جَيِّدٌ لَا كَلَامَ فِيْهِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ۔

نے فرمایا چپ رہو (کیا فضول سوال کر رہے ہو) نماز میں (اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کی وجہ سے مقتدی کو ایک خاص مشغولیت رہتی ہے (تم اس کو باقی رکھو، وہی قرأت تو) امام کی قرأت تمہارے لئے کافی ہے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس کی سند جید ہے جس کے متعلق کوئی کلام نہیں ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۱۷۰/۵۰ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ رَجُلٌ اِتَّهَمَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَرِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے (خلاف رواج) قرأت خلف الامام کی ابتداء کی تھی وہ (نئی ایجاد کرنے سے) متہم ہوا تھا (اس لیے کہ صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا رواج ہو چکا تھا) (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

۱۱۷۱/۵۱ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ لِاَنْ اَعَضَّ عَلٰى جَمْرَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقْرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ مجھے اپنے منہ میں انگارا (یعنی آگ کا ڈلہ) رکھ لینا قرأت خلف الامام کرنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے (امام محمد)

وَذَكَرَ الرَّازِيُّ فِيْ اَحْكَامِ الْقُرْاٰنِ قِيْلَ يُسْتَحَبُّ اَنْ تُكْسَرَ اَسْنَانُهُ وَقَالَ الْبَلْخِيُّ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يُمْلَاَ فَمُهُ مِنَ التُّرَابِ۔

امام جصاص رازی رحمۃ اللہ کی احکام القرآن میں قرأت خلف الامام کرنے والے کے متعلق تہدیداً منقول ہے اچھا ہے کہ اس کے دانت توڑ دیے جائیں اور امام بلخی رحمۃ اللہ نے بھی قرأت خلف الامام کرنے والے کے متعلق تہدیداً کہا ہے کہ تب مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے منہ کو مٹی سے بھر دیا جائے۔"

۱۱۷۲/۵۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهُ قَالَ وَدِدْتُّ اَنَّ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْ فِيْهِ جَمْرَةٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ اَيْضًا شَيْءٌ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ جو قرأت خلف الامام کرے اس کے منہ میں انگارا ہو۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے، اس حدیث کی سند میں کوئی کلام نہیں ہے)

۱۱۷۳/۵۳ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ

حضرت محمد بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

الْخَطَّابِ قَالَ لَيْتَ فِيْ فَمِ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ لَا كَلَامَ فِيْهِ وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ نَحْوَهُ۔

ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں پتھر پڑجاتے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور اس حدیث کی سند جید ہے جس کے متعلق کوئی کلام نہیں اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)۔

۱۱۷۴/۵۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَيْتَ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا۔ (رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کا منہ مٹی سے بھر دیا جاتا (امام طحاوی)

۱۱۷۵/۵۵ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْ فِيْهِ جَمْرٌ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص قرأت خلف الامام کرے اس کے منہ میں پتھر ہو۔ (عبدالرزاق)

۱۱۷۶/۵۶ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ قَيْسٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَعْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَلِيٍّ۔

حضرت عمرو بن محمد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت موسیٰ ابن سعد بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ موسیٰ بن سعد نے اپنے دادا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قرأت خلف الامام کی ہو تو اس کی نماز نہیں ہوتی اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اسکی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے)

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِسَالَةِ الْقِرَاءَةِ أَنَّهُ لَا يُعْرَفُ لِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَلَا يَصِحُّ مِثْلُهُ وَالْجَوَابُ عَنْهُ أَوَّلًا أَنَّ الْمُعَاصَرَةَ وَإِمْكَانَ اللُّقِيِّ يَكْفِيْ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ فِيْ صِحَّةِ الْإِتِّصَالِ وَرَفْعِ الْإِنْقِطَاعِ وَثُبُوْتُ اللُّقِيِّ كَمَا هُوَ تَشَدُّدُ الْبُخَارِيِّ لَا يَجِبُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ كَمَا تَقَرَّرَ مُحَقَّقًا فِيْ أُصُوْلِ الْحَدِيْثِ

امام بخاری نے اپنے رسالہ قرأت خلف الامام میں اعتراض اٹھایا ہے کہ اس حدیث کی سند کا سماع بعض محدثین کا بعض سے معروف نہیں ہے۔ اور جو اس حدیث کی مثل دوسری احادیث ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہیں؟ جواب: اولاً تو یہ بات ہے کہ معاصرت اور ملاقات کا امکان جمہور کے نزدیک صحت اتصال اور انقطاع کے رفع میں ہے اور ملاقات کا ثبوت جیسا کہ امام بخاری کا یہ تشدد ہے جمہور کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے جیسا کہ اصول حدیث میں یہ اصول محقق ہے۔ معاصرت

وَالْمُعَاصَرَةُ وَاِمْكَانُ اللُّقِيِّ هٰهُنَا مُتَحَقِّقٌ بَيْنَ دَاؤدَ وَعُمَرَ وَبَيْنَ عُمَرَ وَمُوْسٰى وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَكْفِيْنَا فِيْ ثُبُوْتِ اِتِّصَالِ السَّنَدِ. وَثَانِيًا اَنَّ الْاِنْقِطَاعَ الظَّاهِرَ لَا يَضُرُّ عِنْدَنَا اِذَا كَانَ الرَّاوِيْ ثِقَةً يَرْوِيْ عَنِ الثِّقَاتِ لَاسِيَّمَا فِي الْقُرُوْنِ الْمَشْهُوْدِ لَهَا بِالْخَيْرِ اِنْتَهٰى.

اور ملاقات اس جگہ سند حدیث میں متحقق ہے داؤد اور عمر کے درمیان، اور عمر اور موسیٰ کے درمیان [illegible] ہے اور یہ متصل السند کے ثبوت میں ہمیں کافی ہے۔
ثانیاً: ظاہری انقطاع ہمارے نزدیک کوئی ضرر نہیں دیتا جبکہ راوی ثقہ ہو، ثقہ راویوں سے روایت کرے خصوصاً خیر القرون میں۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قرأت خلف الامام کرنے والے کے بارے میں مختلف تہدیدیں مذکور ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ میں پتھر ہو، دوسری حدیث میں یوں مذکور ہے کہ ایسے شخص کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔ ایک اور حدیث یہ ہے کہ منہ میں انگارا رکھ لینا قرأت خلف الامام کرنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰؤُلَاءِ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَقَدْ وَافَقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدَّمْنَا ذِكْرَهٗ وَشَهِدَ لَهُمُ النَّظَرُ مَا قَدْ ذَكَرْنَا.

امام طحاوی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ ان احادیث میں قرأت خلف الامام کرنے والے پر جو تہدیدیں مذکور ہیں، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرأت خلف الامام نہ کرنے کے بارے میں صحابۂ کرام کا اجماع ہو چکا تھا، صحابۂ کرام کے اس اجماع پر صدر کی وہ تمام حدیثیں مؤید ہیں جن میں قرأت خلف الامام نہ کرنے کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

علاوہ ازیں اس بارے میں نقلی دلیلوں کے سوا امام طحاوی رحمۃ اللہ کی عقلی دلیل بھی گذر چکی ہے جس میں قیاس کے ذریعہ قرأت خلف الامام نہ کرنے کو ثابت کیا گیا ہے ۱۲

١١٧٧/٥٧ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحمد للہ رب العالمین سے نماز شروع فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

١١٧٨ / ٥٨ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ فِي الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَلَمْ يَسْكُتْ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب پہلی رکعت کے اخیر سجدہ سے) دوسری رکعت شروع فرماتے اور سکوت نہیں فرماتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

١١٧٩ / ٥٩ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ تَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہیں نے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان سورۂ فاتحہ کے دو حصے کر دیئے ہیں اور میرا بندہ جو کچھ سوال کرے وہ اس کو دیا جائے گا پس جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد کی، اور جب بندہ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" (بہت مہربان رحمت والا) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری ثنا کی اور جب بندہ مالک یوم الدین (روز جزا کا مالک) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" (ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے (کہ وہ میری عبادت کرتے ہوئے مجھ سے مدد مانگ رہا ہے) اور جو کچھ میرا بندہ سوال کرے وہ اس کو دیا جائے گا اور جب بندہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (۶) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (۷)" (ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے کی دعا ہے جس کو وہ اپنے لئے کر رہا ہے اور میں اپنے بندہ کو جو وہ مانگے دوں گا۔ (مسلم)

وَقَالَ الْحَلَبِيُّ وَلَا شَكَّ اَنَّ الْمُرَادَ

علامہ حلبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں

بِالصَّلٰوۃِ هُنَا الْفَاتِحَۃُ فَالْبَدَاءَۃُ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ التَّسْمِيَۃَ لَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَۃِ وَاِنَّهَا سَبْعُ اٰيَاتٍ بِدُوْنِهَا حَيْثُ جَعَلَ الْوُسْطٰى وَهِيَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بَيْنَهٗ سُبْحَانَهٗ وَبَيْنَ عَبْدِهٖ وَالثَّلٰثُ قَبْلَهَا لَهٗ تَعَالٰى خَاصَّۃً وَالثَّلٰثُ بَعْدَهَا لِعَبْدِهٖ فَقَطْ وَاِذَا لَمْ تَكُنْ اٰيَۃً مِّنَ الْفَاتِحَۃِ لَمْ تَكُنْ اٰيَۃً مِّنْ غَيْرِهَا لِعَدَمِ الْقَائِلِ بِهٖ اِنْتَهٰى۔

مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے دو حصے کئے ہیں مثلاً حصہ جو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ کی تین آیتوں پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مختص رکھا، اور دوسرا حصہ جو "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کے تین آیتوں پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے مخصوص فرمایا اور "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کو ان دونوں حصوں کی درمیانی آیت قرار دیا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان مشترک رکھا۔ اس طرح سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہوئیں۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کا پہلا حصہ جو تین آیتوں پر مشتمل ہے اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جزء ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۃ فاتحہ کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرمانے کی بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ایسا نہیں کیا تو صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے تفصیل مذکورہ سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے تو لازمی طور پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سورتوں کا بھی جزء نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزء نہ ہونے کے بارہ میں صرف دو ہی مذہب ہیں۔ ایک مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ اور دیگر تمام سورتوں کا

جزء ہے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے اور اسی طرح دوسری سورتوں کا بھی جزء نہیں۔

ان دو مذہبوں کے سوا تیسرا مذہب کسی نے اس طرح اختیار نہیں کیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۂ فاتحہ کا تو جزء نہ ہو، اور دوسری سورتوں کا جزء ہو۔

صدر کی حدیث اور دلائل مذکورہ سے جن کو علامہ حلبی رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں تو لازماً یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کسی اور سورت کا بھی جزء نہیں اور یہی مذہب حنفی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَفَعَ الْإِشْكَالَ فِيْ سُقُوْطِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَهُوَ نَصٌّ لَا يَحْتَمِلُ التَّاْوِيْلَ وَلَا اَعْلَمُ حَدِيْثًا فِيْ سُقُوْطِ الْبَسْمَلَةِ اَبْيَنَ مِنْهُ اِنْتَهٰى۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ صدر کی حدیث سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں اور یہ حدیث بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سورۂ فاتحہ کا جزء نہ ہونے پر ایسی واضح دلیل ہے کہ جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سورۂ فاتحہ کا جزء نہ ہونے پر اس حدیث سے زیادہ بہتر اور واضح دلیل مجھے نہیں ملی۔ ۱۲

۱۱۸۰/۶۰ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَأُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے بھی نمازیں ادا کی ہیں لیکن میں نے نہیں سنا کہ ان حضرات میں سے کسی نے بھی (نماز میں) بسم اللہ الرحمن الرحیم (جہر سے) پڑھی ہو (مسلم)

۱۱۸۱/۶۱ وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُسْمِعْنَا قِرَاءَةَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلّٰى بِنَا اَبُوْبَكْرٍ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (سورۂ فاتحہ

وَعُمَرَ فَلَمْ أَسْمَعْهَا مِنْهُمَا۔
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

کہ پہلے نماز میں جہر سے) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے نہیں سنا اور ہم کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی نماز پڑھائی ہم نے ان دونوں حضرات سے بھی (نماز میں جہر سے) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے ہوئے نہیں سنا (نسائی)

۱۱۸۲
۶۲ وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِيْ أَبِيْ وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ أَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ لِيْ أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِيْ مِنْهُ وَقَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى إِمَامُنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ لَا يَرَوْنَ أَنْ يُجْهَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا وَيَقُوْلُهَا فِيْ نَفْسِهٖ إِنْتَهٰى۔

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو بلند آواز سے پڑھتے ہوئے سنا تو کہا بیٹا یہ تو بدعت ہے اور بدعت سے بچو، پھر کہا کہ میں نے اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو بدعت سے عداوت و نفرت کرتے ہوئے نہیں دیکھا انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی مگر کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (بلند آواز سے) کہتے ہوئے نہیں سنا اس لیے تم کو بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے نہ کہنی چاہیے جب تم نماز پڑھو تو "الحمد للہ رب العلمین" کہو (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حسن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ اور ان کے بعد اکثر تابعین کا بھی یہی عمل رہا ہے، اور امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک، امام احمد اور امام اسحٰق رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، ان سب کا بھی یہی قول ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جہر سے نہ پڑھی جائے بلکہ آہستہ پڑھنی چاہیے (ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی)۔

۱۱۸۳/۶۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ لَا يَجْهَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے)

۱۱۸۴/۶۴ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيْحِ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے میں نے نہیں سنا کہ ان حضرات میں سے کسی نے بھی (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھی ہو (اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے ایسی سند سے کی ہے جو صحیح کی شرط کے موافق ہے)

۱۱۸۵/۶۵ وَعَنْهُ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَكُلُّهُمْ يُخْفُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ہے، یہ سب حضرات (نماز میں سورۂ فاتحہ کے پہلے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۱۱۸۶/۶۶ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسِرُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے) آہستہ ہی پڑھتے تھے (اس کی روایت (طبرانی) نے کی ہے اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ اَنَّ اَحَادِيْثَ الْاِسْرَارِ بِالتَّسْمِيَةِ كَمَا تَدُلُّ عَلٰى كَوْنِ اِخْفَائِهَا سُنَّةً تَدُلُّ اَيْضًا عَلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ بِجُزْءٍ مِّنَ

ان احادیث میں مذکور ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے اس سے دو باتیں ثابت ہوتی

الْفَاتِحَةِ وَلَا غَيْرِهَا مِنَ السُّوَرِ، وَإِلَّا فَلَا مَعْنَى لِإِخْفَائِهَا مِنْ بَيْنِ الْآيَاتِ مَعَ كَوْنِهَا جُزْءًا مِنْهَا فَإِنَّ أَجْزَاءَ السُّوَرَةِ كُلَّهَا سَوَاسِيَةٌ فِي حُكْمِ الْجَهْرِ وَالْإِخْفَاءِ بِهَا كَمَا لَا يَخْفَى۔

ہیں۔ ایک یہ کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنا چاہیے اور دوسرے یہ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء ہوتی تو اس کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ کی طرح جہر سے پڑھتے۔ سورۂ فاتحہ کو جہر سے پڑھنا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو آہستہ پڑھنا یہ خود اس بات کی بین دلیل ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ ۱۲

۱۱۸۷/۶۷ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز میں) قرأت شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (آہستہ) کہا کرتے تھے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۱۱۸۸/۶۸ وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّأْمِيْنِ۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ)

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے نہیں پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بھی جہر سے نہیں پڑھتے اور نہ تو آمین بلند آواز سے کہتے تھے (طحاوی)

۱۱۸۹/۶۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَانَ يُخْفِي بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے اور اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی آہستہ پڑھتے تھے (ابن ابی شیبہ)

۱۱۹۰/۷۰ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَرْبَعٌ يُخَافِتُ بِهِنَّ الْإِمَامُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآمِيْنَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْآثَارِ وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ مَعْمَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ (نماز میں) چار چیزیں امام کو آہستہ کہنی چاہیے، ایک سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ دوسرے اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ تیسرے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور حضرت ابو معمر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْ

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان احادیث

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّنْ ذَكَرْنَا بَعْدَهٗ تَرْكُ الْجَهْرِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَبَتَ اَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَلَوْ كَانَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَوَجَبَ اَنْ يُّجْهَرَ بِهَا كَمَا يُجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ سِوَاهَا اَلَا تَرٰى اَنَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّتِيْ فِي النَّمْلِ يُجْهَرُ بِهَا كَمَا يُجْهَرُ بِغَيْرِهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ لِاَنَّهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا ثَبَتَ اَنَّ الَّتِيْ قَبْلَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ يُخَافَتُ بِهَا وَ يُجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ ثَبَتَ اَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَثَبَتَ اَنْ يُّخَافَتَ بِهَا وَيُسَرَّ كَمَا يُسَرُّ التَّعَوُّذُ وَالْاِفْتِتَاحُ وَمَا اَشْبَهَهُمَا اِنْتَهٰى۔

سے یہ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے، جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ تو سورۂ فاتحہ کا اور نہ قرآن کی کسی سورۃ کا ابتدائی جزء ہے اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ یا قرآن کی کسی سورت کا ابتدائی جزء ہوتا تو اس کو بھی قرآن کی اور آیتوں کی طرح ضرور جہر سے پڑھا کرتے۔ سورۃ نمل میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مذکور ہے اس کو اس وجہ سے جہر سے پڑھا جاتا ہے کہ وہ دیگر آیتوں کی طرح اس سورۃ میں قرآن کا جزء ہے۔ علاوہ ازیں نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے ثناء اور تعوذ کو اسی وجہ سے آہستہ پڑھا جاتا ہے کہ یہ دونوں قرآن کے جزء نہیں ہیں اس طرح جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا آہستہ پڑھا جانا حدیثوں سے ثابت ہوا تو معلوم ہو گیا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی ثناء اور تعوذ کی طرح قرآن کا جزء نہیں ہے ۱۲

۱۱۹۱ / ۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ وَفِيْ اُخْرٰى لِلْبُخَارِيِّ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم بھی آمین کہو (امام کے آمین کہنے کا ارادہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنے سے ظاہر ہوتا ہے) کیونکہ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ساتھ ہو گی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کیے جائیں گے۔ (بخاری اور مسلم) ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے اور آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی طرح ہو گا تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کیے جائیں گے، یہ امام بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت کے الفاظ بھی قریب قریب اسی کے ہیں۔ اور بخاری کی ایک

اور روایت میں اس طرح ہے کہ جب قاری (وَلَا الضَّالِّیْنَ کہہ کر) آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اس لیے کہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی طرح ہوگا تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ف : سورہ فاتحہ کے آخر میں ولا الضالین کی ض یا کوئی اور آیت جس کے لفظ میں حرف ض آرہا ہو تو ض کی جگہ ظا، یا دال، یا زا پڑھنا سخت منع ہے کیونکہ اس سے لفظ کے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اس سلسلہ میں ض، زا، دال اور ظا کے فرق میں دو رسائل "نعم الزاد لروم الضاد" اور الجام الصاد عن سنن الضاد" تحریر فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ض، ظ، ذ اور ز معجمات سب حروف متبائنہ متغائرہ ہیں۔ ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز۔ حرام قطعی وگناہ عظیم۔ افتراء علی اللہ وتحریف کتاب کریم ہے اعلیٰ حضرت نے نعم الزاد لروم الضاد میں اس پر دلائل قاہرہ باہرہ قائم کئے ہیں۔ یہاں تک کہ امام اجل ابوبکر محمد بن الفضل وامام برھان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ وعلامہ علی قاری مکی رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔ محیط برھانی میں ہے۔ سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة او علی العکس فقال لا تجوز امامتہ ولو تعمد یکفر" امام فضلی سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں ظاء معجمہ کی جگہ ضاد معجمہ یا بالعکس پڑھے تو آپ نے فرمایا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں اور اگر جان بوجھ کر ایسے پڑھتا ہے تو یہ کفر ہے۔ ۱۲

فتاویٰ عالمگیری میں بھی ض کی جگہ ز اعدا پڑھنے کو کفر لکھا ہے (فتاوی رضویہ ص ۱۱۱ ج ۳)

فن قرأت میں ہر حرف کا اپنا علیحدہ علیحدہ مخرج ہے۔ اس کے مطابق حروف کو ادا کیا جائے گا تو تلفظ اور ادائیگی درست ہوگی ورنہ قرأت میں غلطی ہوگی جو بعض حروف میں کفر کا سبب بنتی ہے۔ دیوبندی اور اہلحدیث عموماً لفظ ض کو ظ پڑھتے ہیں۔ اور ایسا پڑھنے میں الجھتے بھی ہیں۔ انہیں اپنے رویہ پر غور وفکر کرنا چاہیے کہ الفاظ قرآن کو بغیر مخارج کے ادا کرنے سے کہیں معانی تو نہیں بدل جاتے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جان بوجھ کر ایسا پڑھنے سے کفر واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ الباری نے بھی اس مسئلہ کی وضاحت میں رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

ف : اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ امام کے وَلَا الضَّالِّیْنَ کہنے کے بعد مقتدی آمین کہے چونکہ امام کے آمین کہنے کا وقت بھی یہی ہے، اس لیے امام اور مقتدی کی آمین ساتھ ساتھ ہوگی۔

اس حدیث میں امام کے وَلَا الضَّالِّیْنَ کہنے کے بعد مقتدی کو آمین کہنے کا جو حکم ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بھی آہستہ آمین کہہ رہا ہے اگر امام کا جہر سے آمین کہنا مشروع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقتدی کے آمین کہنے کو امام کے وَلَا الضَّالِّیْنَ کہنے سے متعلق نہ کرکے امام کے آمین کہنے سے متعلق

فرماتے۔

اس حدیث کی پہلی روایت کے الفاظ " اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِنُوْا " سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام کے آمین کہنے پر آمین کہے۔ مگر حقیقت میں اس کے یہ معنے نہیں ہیں، اگر " اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِنُوْا " کے یہ معنی لیے جائیں تو اس حدیث کی پہلی روایت اور اسی کی دوسری روایت جس کے الفاظ یہ ہیں " اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْن " (جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو) میں تضاد واقع ہوتا ہے، کیونکہ پہلی روایت میں یہ ہے کہ مقتدی اس وقت آمین کہے جب امام آمین کہے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ مقتدی اس وقت آمین کہے جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ لے۔

ان دونوں روایتوں کے تضاد کو دور کرنے کے لیے جمہور نے یوں تطبیق دی ہے کہ " غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ " والی حدیث کے معنی کو حقیقت پر محمول کیا ہے اور اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ والی حدیث کے معنی کو مجاز پر اس طرح کہ پہلی روایت اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِنُوْا کے معنی مجازی اس طور پر لیے گئے ہیں کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو، اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے آیت اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ کے مجازی معنی (جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو) لیے گئے ہیں۔

اور دوسری روایت " اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْن " کے معنے حقیقی یہ لیے گئے ہیں کہ امام جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ کر آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو اب تضاد باقی نہ رہا۔ اور دونوں روایتوں کے ایک ہی معنی ہوئے اسی بناء پر ہم نے صدر میں " اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاٰمِنُوْا " والی حدیث کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو تاکہ دوسری روایت سے اس کا تطابق ہو جائے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری میں اِذَا اَمَّنَ والی حدیث کے یہی معنے مجازی لیے ہیں۔

۱۱۹۲ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُجِبْکُمُ اللّٰهُ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْکَعُ قَبْلَکُمْ وَیَرْفَعُ قَبْلَکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمھارا ارادہ نماز کا ہو تو تم اول اپنی صفیں سیدھی کرلو پھر تم میں سے کوئی امام بن جائے، جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے (اور آمین کہنے کا ارادہ کرے) تو تم بھی آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمھاری دعاء کو قبول فرمائے گا، جب امام اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے تو تم بھی اللہ اکبر کہکر رکوع میں جاؤ مگر

قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

امام تم سے پہلے رکوع میں جائے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھائے اس طرح تمہارے اور امام کے رکوع کی مقدار برابر ہو جائے گی، اور یہ بھی فرمایا کہ امام جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری حمد سنے گا (مسلم شریف)

۱۱۹۳/۳ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بعد آمین آہستہ فرمایا (ترمذی)

ف: اس حدیث سے اور اس کے بعد کی حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہی جائے یہ نقلی دلائل ہیں، عقلی دلائل سے بھی آمین کا آہستہ کہنا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ آمین بھی نماز میں پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار میں سے ہے، جس طرح نماز کی دوسری دعاؤں اور اذکار کو آہستہ پڑھتے ہیں، اسی طرح آمین کو بھی آہستہ پڑھنا چاہیے۔

آمین کو آہستہ پڑھنے کی ایک اور عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ تعوذ کی طرح آمین بھی قرآن کا جزء نہیں ہے اگر آمین قرآن کا جزء ہوتا تو اس کو قرآن میں لکھا جاتا، چونکہ تعوذ اور آمین دونوں قرآن میں نہیں لکھے جاتے اس لیے ثابت ہوا کہ یہ دونوں قرآن کے جزء نہیں ہیں اور جو قرآن کا جزء نہ ہو، اس کو آہستہ پڑھا جاتا ہے، اسی لیے تعوذ کی طرح آمین کو بھی آہستہ پڑھنا چاہیے (یہ مضمون مرقات و بنایہ سے ماخوذ ہے)۔

۱۱۹۴/۴ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہنچے تو آپ نے آہستہ آمین کہی۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے)

۱۱۹۵/۵ وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

الطَّيَالِسِيُّ وَاَبُوْيَعْلٰى وَالطَّبْرَانِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ۔

وَلَا الضَّالِّیْنَ پر پہنچے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آہستہ آمین کہی (اس کی روایت امام ابوداؤد طیالسی ابو یعلی طبرانی اور دار قطنی نے کی ہے)

۱۱۹۶/۴۶ وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِاٰمِيْنَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ اس کی روایت طبرانی نے تہذیب الآثار میں کی ہے)

ف: حالتِ نماز میں آمین سب کو آہستہ کہنا چاہیے امام ہو خواہ مقتدی، خواہ اکیلا، یہی سنّت ہے اور مقتدی کو سب کچھ آہستہ ہی پڑھنا چاہیے۔ آمین ہو، خواہ تکبیر ہو، خواہ تسبیح ہو، خواہ التحیات و درود، خواہ سبحانک اللھم وغیرہ اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہو۔ اگرچہ بوجہ اس کے کہ یہ خود بہرا ہے یا اس وقت کوئی غل شور ہو رہا ہے کان تک نہ آئے اور اگر آواز اصلاً پیدا نہ ہوئی صرف زبان ہلی تو وہ پڑھنا پڑھنا نہ ہوگا۔ اور فرض، واجب، سنّت، مستحب جو کچھ تھا وہ ادا نہ ہوگا، فرض ادا نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی۔ اور واجب کے ترک میں گنہگار ہوا، اور نماز پھیرنا واجب رہا۔ اور سنّت کے ترک میں عتاب ہے، اور نماز مکروہ۔ اور مستحب کے ترک میں ثواب سے محرومی۔ پھر جو آواز اپنے کان تک آنے کے قابل ہو گی وہ غالب یہی ہے کہ برابر والے کو بھی پہنچے۔ اس میں حرج نہیں، ایسی آواز ہونی چاہیے۔ جیسے راز کی بات کسی کے کان میں منہ رکھ کر کہتے ہیں ضرور ہے اس سے ملا ہوا جو بیٹھا ہو وہ بھی سنے گا مگر اسے آہستہ ہی کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۱۲۴)

۱۱۹۷/۴۷ وَعَنْ اَبِیْ زُهَيْرِ النُّمَيْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِى الْمَسْئَلَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ بِاَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ قَالَ بِاٰمِيْنَ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

حضرت ابو زہیر نمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چل کر ایک شخص کے پاس پہنچے جو نہایت عاجزی سے دعا مانگ رہا تھا (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اس کی دعا سنتے رہے) پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر اس نے اپنی دعا پر مہر کردی ہو تو اس نے اپنی دعا قبول کروالی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا پر کس طرح مہر کرنی چاہیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا

آمین کہہ کر۔ (ابوداؤد)

۱۱۹۸/۷۸ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھا کرتے، اور اخیر کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی ہم کو (تعلیم امت کے لیے) کوئی آیت بلند آواز سے پڑھ کر سنا دیا کرتے، اور پہلی رکعت میں طویل قرأت کرتے تھے اور دوسری رکعت مختصر، اور اسی طرح عصر اور فجر کی فرض نمازوں میں پہلی رکعت طویل قرأت کے ساتھ اور دوسری رکعت مختصر قرأت کے ساتھ ادا فرماتے تھے (بخاری اور مسلم)

۱۱۹۹/۷۹ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ وَفِيمَا يُخَافِتُ فِيهِ فِي الْأُولَيَيْنِ وَلَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ قَرَأَ فِي الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَلَمْ يَقْرَأْ فِي الْأُخْرَيَيْنِ شَيْئًا۔

(رَوَاهُ مُحَمَّدٌ)

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے تو نہ جہری نماز میں قرأت خلف الامام کیا کرتے اور نہ سری نماز میں، نہ تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرتے اور نہ ہی آخری دو رکعتوں میں، اور جب تنہا فرض نماز پڑھتے تو پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک میں سورۃ فاتحہ پڑھتے اور ضم سورۃ کرتے اور آخری دو رکعتوں میں سے کسی رکعت میں کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے)

۱۲۰۰/۸۰ وَعَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُمَا قَالَا اقْرَأْ فِي الْأُولَيَيْنِ وَسَبِّحْ فِي الْأُخْرَيَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔

حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کیا کرو، جب کہ امام ہو یا تنہا نماز پڑھ رہے ہو) اور آخری دو رکعتوں میں سبحان اللہ کہا کرو۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

وَفِي التَّعْلِيقِ الْمُمَجَّدِ بِهٖ أَخَذَ أَصْحَابُنَا فَقَالُوا لَا تَجِبُ قِرَاءَةٌ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فِي الْفَرَائِضِ فَإِنْ سَبَّحَ فِيهِمَا أَوْ قَامَ

احادیث مذکورہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے چار رکعت والی فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں اور تین رکعت والی فرض

سَاكِتًا أَجْزَأَهُ وَبِهِ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَسَلَفُ أَهْلِ الْعِرَاقِ انْتَهٰى ۔

کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کی قرأت واجب نہیں ہے، ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بجائے سبحان اللہ پڑھے یا کچھ پڑھے بغیر خاموش رہے تو یہ کافی ہے مگر افضل یہ ہے کہ ان میں سورہ فاتحہ پڑھے اور یہ کافی ہونا اور افضل ہونا مذہب حنفی ہے۔ امام ثوری، امام اوزاعی اور حضرت ابراہیم نخعی اور عراق کے علماء سلف کا بھی یہی قول ہے

۱۲۰۱/۸۱ وَعَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلٰى أَبِي مُوسٰى أَنِ اقْرَأْ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهُ ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ نماز میں طوال مفصل پڑھا کرو۔ (اس کی روایت ترمذی اور عبدالرزاق نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی تمام سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں، ان میں سورہ بروج شامل نہیں ہے (شرح وقایہ، ملتقی)۔ ۱۲

۱۲۰۲/۸۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدُ تَخْفِيفًا ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی فرض نماز میں سورہ ق والقرآن المجید یا اس کے برابر قرآن کا کوئی حصہ پڑھا کرتے تھے، اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باقی چار نمازوں کو نماز فجر کی طرح طویل قرأت سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ نماز فجر کی قرارت کی بہ نسبت مختصر قرأت کیا کرتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ نماز ظہر کے فرض کی قرأت میں ہمارے فقہاء احناف کے دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ظہر کی قرأت عصر کی قرأت کی اوساط مفصل سے ہو، منیۃ المصلی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اور اس قول کی تائید صدر کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس کے راوی حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ظہر کے فرض کی قرأت فجر کے فرض کی طرح طوال مفصل سے ہو، فقہ کے اکثر متون اور در مختار اور رد المحتار نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے۔ علامہ عینی، اور امام ابن الہمام رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، اس قول کی تائید آگے آنے والی حدیث سے ہوتی ہے جس کو مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے (ر بر رد المحتار سے

ماثور ہے) ۱۲

۱۲۰۳/۸۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے خود سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز میں وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ پڑھ رہے تھے (مسلم)

۱۲۰۴/۸۴ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قَالَ الْعَيْنِيُّ وَفِي الْمُحِيْطِ بِشَرْطِ اَنْ يَقْرَأَ غَيْرَ ذٰلِكَ اَحْيَانًا لِئَلَّا يَظُنَّ الْجَاهِلُ لَا يَجُوْزُ غَيْرُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں اکثر الٓمٓ تنزیل (سجدہ) اور دوسری رکعت میں ہل اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورۃ الدہر پڑھا کرتے تھے علامہ عینی رحمۃ اللہ نے اس بارے میں محیط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ان دو سورتوں کے سوا بعض اوقات دوسری سورتیں بھی پڑھا کرے تاکہ ناواقف ان سورتوں کو ہمیشہ پڑھنے سے یہ گمان نہ کرے کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں ان دو سورتوں کے سوا اور سورتوں کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ۱۲

۱۲۰۵/۸۵ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ظہر کے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس آیات کے برابر پڑھا کرتے تھے (مسلم) ۱

وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَأَ فِي الظُّهْرِ قَدْرَ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ۔

اور ترمذی کی ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نماز ظہر میں الٓمٓ تنزیل (سجدہ) کے برابر قرأت فرماتے تھے۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ وَابْنُ الْهُمَامِ فَدَلَّ عَلٰى اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ مِثْلَ مَا يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ اِنْتَهٰى۔

امام عینی اور ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں فجر کی نماز جتنی قرأت فرماتے تھے۔

۱۲۰۶/۸۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِى الْعَصْرِ بِالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق اور ان جیسی دوسری سورتیں جو طوالت میں ان دونوں کے برابر ہوتی ہیں پڑھا کرتے تھے (ترمذی اور ابو داؤد)

فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِىْ رَكْعَتَيِ الْعَصْرِ بِاَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ كَمَا اُشِيْرَ اِلَيْهِ فِىْ عُمْدَةِ الرِّعَايَةِ وَالْعِنَايَةِ۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر کی پہلی دو رکعتوں میں اوساط مفصل پڑھا کرتے تھے جیسا کہ عمدۃ الرعایۃ اور عنایۃ میں مذکور ہے۔ اوساط مفصل سے مراد سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک کی تمام سورتیں ہیں اور ان میں لم یکن شامل نہیں ہے (ملتقی، شرح وقایہ) ۱۲

۱۲۰۷/۸۷ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِىْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَأْ فِى الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرَوٰى ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھا کرو (اس کی روایت ترمذی اور عبدالرزاق نے کی ہے، اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: سورۂ لم یکن سے سورۂ ناس تک تمام سورتیں قصار مفصل کہلاتی ہیں اور ان میں سورۂ ناس بھی داخل ہے (شرح وقایہ، ملتقی)

۱۲۰۸/۸۸ وَعَنْ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهٗ قَرَأَ فِى الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۱۲۰۹/۸۹ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِىْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب جمعہ نماز مغرب میں اکثر قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے)

۱۲۱۰/۹۰ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنِ اقْرَأْ فِى الْعِشَآءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ نماز عشاء میں اوساط مفصل پڑھا کرو (اس کی

روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

١٢١١/٩١ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِسُوَرٍ مِّنْ اَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے نماز عشاء میں اوساط مفصل کی چند سورتیں مخصوص فرمائی تھیں اور انہی میں سے ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

١٢١٢/٩٢ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز عشاء (کی ایک رکعت میں) والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوش آواز نہیں پایا (بخاری اور مسلم)

١٢١٣/٩٣ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهٗ فَكَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْاُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ. (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فلاں صاحب (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا کسی اور کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو حضرت سلیمان کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) میں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں) پہنچا اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، میں نے دیکھا کہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نماز ظہر کی پہلی دو رکعتیں، طویل قرأت (طوال مفصل سے) ادا فرماتے تھے اور آخری دو رکعتیں مختصر قرأت (یعنی سورۂ فاتحہ سے) ادا فرماتے اور عصر کی نماز ظہر کی بہ نسبت مختصر قرأت سے (یعنی اوساط مفصل) ادا فرماتے تھے، اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی سورتیں پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل کی سورتیں پڑھتے اور صبح کی نماز میں طوال مفصل کی سورتیں پڑھا کرتے تھے (نسائی)

ف: قرآن عظیم سورۂ حجرات سے آخر تک مفصل کہلاتا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ حجرات سے بروج تک طوال مفصل، بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل، لم یکن سے ناس تک قصار مفصل۔ سنت یہ

ہے کہ فجر و ظہر میں ہر رکعت میں ایک پوری سورت طوال مفصل پڑھی جائے۔ اور عصر و عشاء میں ہر رکعت میں ایک کامل سورت اوساط مفصل سے پڑھی جائے اور مغرب کی ہر رکعت میں ایک سورت کامل قصار مفصل سے پڑھی جائے۔ اگر وقت تنگ ہو، یا جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا یا کسی شدید ضرورت والا شریک ہو، جس پر اتنی دیر میں ایذا و تکلیف و حرج ہوگا تو اس کا لحاظ کرنا لازم ہے جس قدر میں وقت مکروہ نہ ہو نے پائے۔ اور اس مقتدی کو تکلیف نہ ہو اسی قدر پڑھیں۔ اگرچہ صبح کی نماز میں انا اعطینٰک و قل ھو اللہ احد ہوں۔ یہی سنت ہے اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہو تو اس طریقۂ مذکورہ کا ترک کرنا اور صبح یا عشاء میں قصار مفصل پڑھنا ضرور۔ خلاف سنت و مکروہ ہے۔ مگر نماز ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج سوم ص ۱۲۴)

۱۲۱۴/۹۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُورَةٌ صَغِيرَةٌ وَلَا كَبِيرَةٌ إِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل کی ہر چھوٹی اور بڑی سورۃ سے فرض نمازوں میں لوگوں کی امامت کرتے ہوئے سنا ہے (امام مالک)

۱۲۱۵/۹۵ وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا مروان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین بنا کر مکہ معظمہ روانہ ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو نماز جمعہ پڑھائی، آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ اذا جاءک المنافقون پڑھی نماز کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دونوں سورتیں نماز جمعہ میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (مسلم)

۱۲۱۶/۹۶ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے حضرت نعمان کہتے ہیں اگر عید اور جمعہ ایک ہی دن میں دونوں جمع ہو جاتے تب بھی رسول اللہ

قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوتَيْنِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں نمازوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

١٢١٧/٩٧ وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ اَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر دو عید کی نمازوں میں قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ پڑھا کرتے تھے (مسلم)

١٢١٨/٩٨ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنّت فجر کی پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھی ہے (مسلم)

١٢١٩/٩٩ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَالَّتِيْ فِي اٰلِ عِمْرَانَ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنّت فجر کی پہلی رکعت میں (سورۂ بقرہ پ۱ ع۱۶ کی یہ آیت) پڑھتے تھے قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (ترجمہ، یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء (علیہم السلام) اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں“ اور سنّت فجر کی دوسری رکعت میں (سورۂ آل عمران پ۳ ع۱۵) کی یہ آیت پڑھتے تھے۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہو کہ اے اہل کتاب (آؤ) ایسی بات کی طرف (رجوع کرو) جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (مانی جاتی) ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو (اپنا) مالک نہ سمجھے پھر اگر (ایسی سیدھی اور سچی بات کے ماننے سے بھی) منہ موڑیں تو (مسلمانو ان لوگوں سے) کہدو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہیں (مسلم)

۱۲۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اُحْصِیْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ بِقُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ۔
۱۰۰

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی بار نماز مغرب کے بعد کی دو سنتوں اور نماز فجر سے پہلے کی دو سنتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے سنا ہے اور اتنی بار کہ شمار نہیں کر سکتا (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور اس میں فجر کی سنتوں کا ذکر ہے مغرب کی سنتوں کا ذکر نہیں ہے)

ف : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اور اسی قسم کی دوسری احادیث کے سمجھنے کے لیے سری اور جہری قرأت کی تعریف سنیے :

صاحب رد المحتار نے امام کی نماز میں جہری قرأت کے متعلق لکھا ہے " وَاَدْنَی الْجَھْرِ اِسْمَاعُ غَیْرِہٖ مِمَّنْ لَیْسَ بِقُرْبِہٖ کَاَھْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَاَعْلَاہُ لَاحَدَّ لَہٗ " (ترجمہ) امام کے لیے جہری نماز میں جہری قرأت کی کم سے کم حد یہ ہے کہ پہلی صف والے اس کی قرأت کو سن سکیں، اگر امام اپنے اور اپنے قریب کے ہی ایک یا دو شخصوں کو قرأت سنائے تو یہ جہر نہیں سمجھا جائے گا اور جہر کی اعلیٰ حد مقرر نہیں ہے۔ امام جہاں تک چاہے اپنی آواز کو سنا سکتا ہے۔

اور سری قرأت کے متعلق صاحب رد المحتار نے یہ لکھا ہے :

اَدْنَی الْمُخَافَتَۃِ اِسْمَاعُ نَفْسِہٖ اَوْ مَنْ بِقُرْبِہٖ مِنْ رَجُلٍ اَوْ رَجُلَیْنِ مَثَلًا
(ترجمہ) سری نماز میں امام یا منفرد کے لیے قرأت کی کم سے کم حد یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنائیں اگر قریب کے ایک یا دو آدمی بھی اس کی سری قراءۃ کو سن لیں تو اس کا شمار بھی سری قراءۃ ہی میں ہوگا۔"

صاحب ردالمحتار نے خانیہ اور خلاصہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جامع صغیر میں بھی جہری اور سری قرأت کی تعریف اسی طرح مذکور ہے۔

قرأت کی اس تعریف کو پیش نظر رکھ کر صدر کی اس حدیث پر غور کیجئے ! حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں مذکور ہے کہ آپ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد اور فجر کے پہلے کی دو سنتوں میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کثرت سے پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔ اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ سنتوں میں تو جہری قرأت نہیں ہے۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سری قرأت کو کس طرح سُن لیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سری قرأت میں نمازی کی قرأت کو قریب کے ایک دو آدمی سُن لیں تو اس پر جہری قرأت کا حکم صادق نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ سری قرأت ہی کہلائے گی، اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان سری نمازوں کی قرأت کو سُنا ہے۔ ۱۲

۱۲۲۱/۱۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَرَأَ عَلَیْھِمْ سُوْرَۃَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِھَا اِلٰی اٰخِرِھَا فَسَکَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُھَا عَلَی الْجِنِّ لَیْلَۃَ الْجِنِّ فَکَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِّنْکُمْ کُنْتُ کُلَّمَا اَتَیْتُ عَلٰی قَوْلِہٖ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ قَالُوْا لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز) اپنے اصحاب کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ پر سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع سے آخر تک فرمائی۔ صحابہ قرأت کو خاموشی سے سُنتے رہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لیلۃ الجن میں (جس رات جنوں سے ملاقات ہوئی اور وہ ایمان سے مشرف ہوئے) اسی سورۃ الرحمٰن کو جنوں کے سامنے پڑھا تو وہ جواب دینے میں تم سے اچھے رہے۔ جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس قول پر آیا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ "(اے جن وانس ! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں سے مکرتے جاؤ گے ؟) تو جنات نے کہا لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ " (اے ہمارے پروردگار ! ہم آپ کی نعمتوں میں سے کسی نعمت سے مکرتے نہیں بلکہ آپ کی سب نعمتوں کا اقرار کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہیں۔ (ترمذی)

ف : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ جب بھی "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" پر پہنچے تو جواب میں "لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ" فوراً پڑھا جائے۔ ۱۲

ف۲ : اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنات نے جب سورۂ رحمٰن کی تو آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ " سننے کے بعد جواب میں انھوں نے " لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ " پڑھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا ، اور اس کے بعد والی حدیث میں مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی تلاوت فرمائی تو جواب میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے ۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث آگے آرہی ہے اس میں بھی مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض آیتوں کی تلاوت کے بعد ان کا جواب دینے کا ارشاد فرماتے تھے ۔

ہمارے علمائے احناف نے اس قسم کی تمام حدیثوں کا حکم خارج نماز تلاوت قرآن کرنے والے اور تنہا نفل نماز پڑھنے والے سے متعلق کیا ہے کہ یہ دونوں جب ایسی آیتوں پر پہنچیں تو وہ ان آیتوں کے پڑھنے کے بعد احادیث میں جو جوابات مذکور ہیں ان کو پڑھا کریں ، اس کے برخلاف فرض نمازوں میں امام ہو یا مقتدی دونوں کے لیے امام کے ان آیتوں کی قرأت کے وقت مذکورہ جوابات کا دینا جائز نہیں ہے ، اور تنہا فرض نماز پڑھنے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی مذکورہ جوابات نہ دے اور ایسے ہی تراویح اور دوسرے نوافل جو جماعت سے پڑھے جاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ ان میں بھی مذکورہ جوابات کا دینا جائز نہیں ۔

اسی طرح مقتدی اور امام اس قسم کی چیزوں میں بالکل برابر ہیں دونوں کا حکم ایک ہی ہے کہ امام یا مقتدی دونوں کے لیے ترغیب کی آیتوں کے پڑھتے وقت جنت کا سوال کرنا اور ترہیب (ڈرانے والی) آیتوں کے پڑھتے وقت دوزخ سے پناہ مانگنا اور تسبیح کی آیتوں (جن میں اللہ کی پاکی بیان کرنے کا حکم ہے) کے جواب میں سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سننے پر درود پڑھنا ، یہ سب چیزیں نماز میں جائز نہیں ہیں ، اس کی وجہ یہ ہے کہ مقتدی کے لیے امام کی قرأت کو خاموشی سے سننے کے بارے میں جو آیات اور حدیثیں آئی ہیں سب مطلق ہیں اس لیے اگر مقتدی کو ان آیات کے سننے کا جو حکم ہے اس کے خلاف ہوگا اور اسی طرح امام کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ نماز میں قرأت کے سوا غیر قرآن پڑھے ، اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جماعت والی فرض اور نفل نمازوں میں ایسے جوابات کا دینا ثابت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء احناف نے اس کو اختیار نہیں کیا ۔

ان دلائل سے قطع نظر نماز میں امام کا قرآن کے سوا غیر قرآن پڑھنا مقتدیوں پر دشواری کا باعث ہوگا حالانکہ امام کو مقتدیوں کے لحاظ سے ہلکی نماز پڑھنے کا حکم ہے (یہ پورا مضمون فتح القدیر ، رد المحتار ، عمدۃ الرعایۃ اور سعایۃ سے ماخوذ ہے) ۱۲

۱۲۲۲ / ۱۰۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ

قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ)

الاعلیٰ کی تلاوت فرماتے تو اس آیت کے ختم پر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کی تلاوت فرماتے

(امام احمد و ابوداؤد)

۱۲۲۳/۱۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَانْتَهَى إِلَى أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ فَلْيَقُلْ بَلَى وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ وَمَنْ قَرَأَ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَانْتَهَى إِلَى أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى فَلْيَقُلْ بَلَى وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ فَلْيَقُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سورۂ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ کی تلاوت کرتے ہوئے "أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ" (کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں) پڑھے تو یہ کہنا چاہیئے "بَلَى وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ" (کیوں نہیں اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا حاکم ہے اور میں اس بات پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص سورہ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ کی تلاوت کرتا ہوا "أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى" (کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مردے نہ جلا سکے گا؟) پڑھے تو اس کے جواب میں "بَلَى" (کیوں نہیں جلا اٹھانے پر قادر ہے) کہنا چاہیئے اور جو شخص سورہ وَالْمُرْسَلَاتِ کی تلاوت کرتا ہوا "فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ" پھر اس کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟) پڑھے تو اس کو "آمَنَّا بِاللّٰهِ (ہم اللہ پر ایمان لائے) کہنا چاہیئے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے) اور ترمذی نے سورۂ وَالتِّينِ میں أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ کے جواب میں قول نبوی "بَلَى وَأَنَا عَلَى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ" تک روایت کی ہے، اور ترمذی میں سورۂ قیامہ اور والمرسلٰت کے جوابات کا ذکر نہیں ہے ۱۲

قَالَ عُلَمَاؤُنَا إِنَّ كُلًّا مِنَ الْإِمَامِ وَالْمُقْتَدِي فِي مِثْلِ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ سَوَاءٌ فَلَا يَسْأَلُ الْمُقْتَدِي الْجَنَّةَ عِنْدَ آيَاتِ التَّرْغِيبِ وَلَا يَتَعَوَّذُ مِنَ النَّارِ عِنْدَ آيَاتِ التَّرْهِيبِ وَلَا يُسَبِّحُ عِنْدَ آيَاتِ

ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ ہر ایک امام اور مقتدی میں سے ان اشیاء (وہ آیات یا سورتیں جو حدیث ابوہریرہ میں مذکور ہیں) کی مثل میں برابر ہیں، مقتدی آیات ترغیب کی تلاوت کے وقت جنت کا سوال نہیں کرے گا اور نہ آیات ترہیب کے وقت دوزخ سے پناہ مانگے اور

التسبیح ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ بل یستمع وینصت لاطلاق الآیات والاحادیث التی الدالۃ علی الانصات ولان وظیفتہ الاستماع والانصات فلا یشتغل بما یخلہ وکذا الامام لا یشتغل بغیر القرآن لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یفعلہ فیہما وکذا الائمۃ من بعدہ الی یومنا ہذا فکان من المحدثات ولانہ ثقیل علی القوم فیکرہ وما ورد حمل علی النفل منفردا وعلی خارج الصلوۃ ایضا ہذا الملخص ما فی رد المحتار وعمدۃ الرعایۃ۔

نہ آیات تسبیح کے وقت تسبیح کرے گا اور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن کر آپ پر درود پاک بھی نہیں پڑھے گا۔ بلکہ انہیں سنے گا اور خاموش رہے گا آیات اور احادیث کے مطلق ہونے کی بنا پر وہ آیات واحادیث جو انصات یعنی خاموش رہنے پر دلالت کرتی ہیں، پس جو چیز اسے خلل میں ڈالے اس کی طرف مشغول نہیں ہوگا۔ یہ تو حکم مقتدی کے لیے تھا اور امام کے لیے بھی یہی ہے کہ وہ قرآن کے علاوہ کسی اور عبارت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں ایسے نہیں کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آج تک آئمہ کرام نے ایسے نہیں کیا پس یہ نئی چیزوں سے ہے۔ کیونکہ یہ (نئی چیز) قوم مسلم پر بوجھل (بھاری) ہے اس لیے مکروہ ہے اس بارے میں موجودہ حدیث میں جو مذکور ہے اسے نوافل پر محمول کیا جائے گا نوافل بھی ایسے کہ نمازی اکیلا پڑھ رہا ہو۔ اور اسے خارج نماز پر بھی محمول کیا جائے گا۔ ردالمحتار اور عمدۃ الرعایہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے۔

بَابُ الرُّكُوْعِ (یہ باب رکوع کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ : فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو۔ (سورۂ واقعہ ۵۶ پ ۲۷ آیت ۹۶)

ف : جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " فسبح باسم ربك العظيم " تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو۔ (ابوداؤد) اس سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجود کی تسبیحات قرآن حکیم سے ماخوذ ہیں۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ : سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ترجمہ: "اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے (پ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ ۸۷)

ف : یعنی اس کا ذکر عظمت و احترام کے ساتھ کرو۔ حدیث میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں داخل کرو یعنی سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہو۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو"۔ (پ ۱۷ سورۃ حج آیت ۷۷)

ف : ابتداء اسلام میں نماز میں بغیر رکوع و سجود کے تھیں بعد میں اس آیت کریمہ میں رکوع و سجدے کا حکم دیا گیا۔ (خزائن العرفان)

سورۃ الحج کی اس آیت کریمہ کے لفظ " وَاسْجُدُوْا " (تم سجدہ کرو) سے مراد نماز کے سجدے ہیں۔ نہ کہ سجدۂ تلاوت۔ اور قرآن میں جہاں کہیں " واسجدوا " (تم سجدہ کرو) کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حنفیہ کے نزدیک سجدۂ نماز ہے۔ (نور العرفان)

۱۲۲۴ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِىْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم رکوع اور سجدہ پورا پورا (ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے) کیا کرو، خدا کی قسم (رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے) جس طرح میں تم کو سامنے سے دیکھتا ہوں اسی طرح اپنے

پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں (بخاری اور مسلم)

۱۲۲۵ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رکوع اور سجدہ میں جلدی کرے اور ان کو اطمینان سے ادا نہ کرے تو اس کی نماز کامل نہیں ہوگی ناقص ہوگی (اس لیے کہ اس نے تعدیل ارکان نہیں کیا ہے حالانکہ تعدیل ارکان واجب ہے) (اس کی روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: اس حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ" کے لفظی معنی پیٹھ سیدھی کرنے کے ہیں۔

۱۲۲۶ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامُ وَالْقُعُوْدُ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قیام اور قعدہ دونوں زیادہ طویل ہوتے تھے، اس لیے کہ قیام میں قرأت ہوتی تھی، اور قعدہ میں التحیات پڑھی جاتی تھی) اس کے سوا باقی رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے کا وقت یعنی قومہ یہ چاروں تقریباً برابر برابر ہوتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص بے پروائی سے قومہ اور جلسہ کچھ ادا کیا یا نہیں ادا کیا، اطمینان سے رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہوا اور دونوں سجدوں کے درمیان میں اطمینان سے نہیں بیٹھا تو اس کی نماز ناقص ہوئی (جو قابل اعادہ ہے، اس لیے کہ قومہ اور جلسہ میں رکوع اور سجدہ کی طرح تعدیل ارکان واجب ہے قومہ اور جلسہ میں تعدیل ارکان کے وجوب کو رد المحتار

شرح وقایہ اور سعایہ نے بیان کیا ہے (بخاری اور مسلم)

۱۲۲۷ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع کے بعد "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" (جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کو سنتے اور قبول فرمالیتے ہیں) فرما کر قومہ میں کھڑے ہوتے تو بہت دیر تک کھڑے رہتے، یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو رکعت ہو چکی ہے اس کو ترک فرما کر از سر نو قیام میں کھڑے ہوئے ہیں۔ پھر سجدہ فرماتے اور اس پہلے سجدے کے بعد (جلسہ) میں بہت دیر تک بیٹھے رہتے یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگتے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھی ہوئی رکعت کو ترک فرما کر نماز ختم فرما رہے ہیں اب دوسرا سجدہ نہیں کریں گے (مسلم)

۱۲۲۸ وَعَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِىْ يَسْرُقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چوروں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہو، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ اپنی نماز کس طرح چراتا ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز چرانا یہ ہے (کہ تعدیل ارکان نہ کرے) رکوع اور سجدہ کو پورا پورا ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا نہ کرے (امام احمد)

ف: اس حدیث شریف میں نماز کے چور کو مال کے چور سے اس لیے بدتر قرار دیا گیا ہے کہ مال کا چرانے والا بسا اوقات چوری سے دنیوی فائدہ حاصل کر لیتا ہے پھر صاحبِ مال سے بادر گذر کروا لیتا ہے یا اگر سزا میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ عذاب اخروی سے نجات پا لیتا ہے۔ اس کے برخلاف نماز کا چور نماز کی وجہ سے جس ثواب کا مستحق ہو سکتا تھا اس سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کے بجائے عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے اس طرح آخرت میں سوائے نقصان اور عذاب کے کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آتا (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)

۱۲۲۹ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالزَّانِي وَالسَّارِقِ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ فِيهِمُ الْحُدُودُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالُوا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا کہ شرابی، زانی، اور چور کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حدود کی آیتیں ابھی نازل نہیں ہوئی تھیں صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ گناہ کی باتیں ہیں اور ان میں بڑی بڑی سزائیں ہیں، اور بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز چرانا کیا بات ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز چرانا یہ ہے کہ تعدیل ارکان نہ کرکے نماز میں رکوع اور سجدہ کو پورا پورا ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا نہ کرے (اس کی روایت امام مالک، اور امام احمد نے کی ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

۱۲۳۰/۷ وَعَنْ شَقِيقٍ قَالَ إِنَّ حُذَيْفَةَ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص تعدیل ارکان کئے بغیر رکوع اور سجدے کو پورے طور پر ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے ادا نہیں کر رہا ہے جب اس شخص نے نماز ختم کی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ حضرت شقیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم بغیر تعدیل ارکان کئے ہوئے اسی طرح نماز پڑھتے رہو گے (اور بغیر توبہ کئے اسی حالت پر مر جاؤ گے تو اس دن پر نہ مرو گے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ (بخاری شریف)

۱۲۳۱/۸ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت طلق بن علی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهٗ بَيْنَ خُشُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کی نماز کو قبول نہیں فرماتے جو تعدیل ارکان نہ کرے نماز کے رکوع اور سجدہ میں جلدی کرے اور ان کو اطمینان سے ادا نہ کرے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

۱۲۳۲
۸
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوب سن لو کہ رکوع یا سجدہ کی حالت میں مجھے قرآن پڑھنے کی ممانعت ہوگئی ہے پس رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہہ کر خدا کی پاکی اور اس کی عظمت بیان کیا کرو، اور سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کہہ کر (خوب عاجزی سے) دعار حمد و ثناء کیا کرو اس لیے کہ سجدہ میں جو دعار حمد و ثناء کی جاتی ہے وہ ضرور قبول کرلی جاتی ہے (مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ" سجدہ میں خوب دعار کیا کرو، یہاں لفظ "الدُّعَاءُ" کے معنی دعار حمد و ثنا لیے گئے ہیں اس لیے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں ایک دعار حمد و ثناء اور دوسری دعار طلب و سوال۔ دعار حمد ثنار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی اور شان عالی بیان کی جائے۔ مثلاً سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنا اور دعار طلب و سوال یہ ہے کہ خارج نماز اپنے مقاصد اور ضرورتیں اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں (یہ مضمون اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے) ۱۲-

۱۲۳۳
۹
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں بہت زیادہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ تیری ذات پاک ہے اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی تعریف کرتے ہیں، اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۳۴
۱۰
وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں یہ تسبیح پڑھا کرتے تھے آپ کی ذات مبارک پاک ہے اور آپ کے صفات عالیہ بھی پاک ہیں، آپ فرشتوں کے رب ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بھی رب ہیں۔ (مسلم)

۱۲۳۵ ۱۲ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ -

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (کسوف) پڑھی، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کے بعد رکوع فرمایا تو آپ نے رکوع میں "پاک ہیں وہ جو زبردست اور سب پر غالب ہیں، اور جو قادر مطلق اور سارے عالم کا انتظام کرنے والے ہیں، اور آسمان و زمین میں بڑائی اور عظمت ان ہی کی ہے"۔ کی تکرار کرتے ہوئے اتنی دیر ٹھہرے رہے جس میں سورہ بقرہ اول سے لے کر آخر تک پڑھی جا سکتی ہو۔ (نسائی)

۱۲۳۶ ۱۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ -

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗد وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہو) نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو اپنے رکوع کی تسبیح مقرر کر لو، اور جب آیت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" (اپنے پروردگار عالی شان کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے رہو) نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو اپنے سجدے کی تسبیح مقرر کر لو (یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (میرا عظمت والا پروردگار پاک ہے) اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (میرا عالی شان پروردگار پاک ہے) پڑھا کرو (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، طحاوی اور دارمی نے کی ہے)

ف: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوا کہ جب یہ آیتیں "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ" اور "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى" نازل ہوئیں تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کو رکوع میں اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کو سجدہ میں مقرر کر لو۔

قَالَ الطَّحَاوِيُّ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَوَّلِ اِنَّمَا كَانَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْاٰيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ ذَكَرْنَا فِيْ حَدِيْثِ عُقْبَةَ فَصَارَ

اور اس حدیث سے پہلے والی حدیثوں میں جو مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ "پڑھا کرتے تھے تو اس قسم کی دعائیں

ذٰلِكَ نَاسِخًا لِمَا قَدْ كَانَ مَرَّ مِنْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ اِنْتَهٰى مُلْتَقِطًا وَفِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ لَا يَأْتِيْ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ بِغَيْرِ التَّسْبِيْحِ عَلَى الْمَذْهَبِ وَمَا وَرَدَ مَحْمُوْلٌ عَلَى النَّفْلِ اِنْتَهٰى قَالَ الْحَلَبِيُّ فَاِنَّ الْاَمْرَ فِيْهِ وَاسِعٌ اِنْتَهٰى۔

کے بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ یہ نفل نمازوں سے متعلق ہیں کہ ان کو نفل نمازوں کے رکوع اور سجدوں میں پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ حلبی کا قول ہے کہ نفل نمازوں میں اس قسم کی وسعت ہے کہ ان کے رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کے بعد اور سجدہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کے بعد ان مذکورہ دعاؤں کو پڑھا جاسکتا ہے البتہ فرض نمازوں کے رکوعوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کے علاوہ کوئی اور دعائیں یا تسبیحات نہ پڑھی جائیں۔ ۱۲

١٢٣٧ (١٤) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع سے اٹھتے ہوئے یہ فرماتے تھے۔ "جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کو سنتے اور قبول فرماتے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ ہی کے لیے تعریف ہے آسمانوں بھر کر اور زمین بھر کر اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں ہیں اور جو چیزیں آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ سب بھر کر" (مسلم شریف)

١٢٣٨ (١٥) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رکوع سے سر مبارک کو اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ اے ہمارے پروردگار آپ ہی کے لیے تعریف ہے آسمانوں بھر کر اور زمین بھر کر اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں ہیں اور جو چیزیں آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ سب بھر کر، اے وہ مبارک ذات جو تعریف اور عظمت کے لائق ہے آپ ہی اس تعریف سے بڑھ کر تعریف کے مستحق ہیں جس کو ایک بندہ کرسکتا ہے اور ہم سب آپ ہی کے بندے ہیں۔ اے اللہ جس چیز کو آپ دینا چاہیں اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو آپ روکنا چاہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں۔ اگر آپ کسی کو عذاب دینا چاہیں تو اس کا مال و دولت اور نسب اس کو آپ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ (مسلم شریف)

وَفِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ لَيْسَ بَعْدَ رَفْعِهٖ

اس حدیث میں رکوع سے سر اٹھاتے وقت "اللّٰھم

مِنَ الرُّكُوْعِ دُعَاءٌ وَمَا وَرَدَ مَحْمُوْلٌ عَلَى النَّفْلِ لِمَا مَرَّ۔

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کے سوا جن دعاؤں کا ذکر ہے یہ اور اس قسم کی دعاؤں کے بارے میں درمختار میں لکھا ہے کہ ایسی دعائیں نفل نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہیں، اس لیے کہ نوافل میں اس طرح کی گنجائش ہے۔ ۱۲۔

۱۲۳۹/۱۶ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيِّ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

قَالَ عُلَمَاؤُنَا هٰذِهِ قِسْمَةٌ لِأَنَّهُ قَسَمَ التَّسْمِيْعَ وَالتَّحْمِيْدَ فَجَعَلَ التَّسْمِيْعَ لِلْإِمَامِ وَالتَّحْمِيْدَ لِلْمَأْمُوْمِ وَالْقِسْمَةُ تُنَافِي الشَّرِكَةَ فَلِهٰذَا لَا يَأْتِي الْمُؤْتَمُّ بِالتَّسْمِيْعِ وَلَا الْإِمَامُ بِالتَّحْمِيْدِ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَالْبِنَايَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام جب "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہے تو تم "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہو، کیونکہ جس کا یہ قول فرشتوں کے موافق ہو جائے تو اس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری اور مسلم) اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں اور نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب امام "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہے تو تم "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہو

ہمارے علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام کے لیے "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" اور مقتدی کے لیے "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کا کہنا مقرر فرمادیا ہے اور چونکہ اس حدیث میں "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" اور "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کی تقسیم امام اور مقتدی کے درمیان کردی گئی ہے اس لیے مقتدی "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" نہ کہے اور اسی طرح امام "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" نہ کہے (یہ ہدایہ اور بنایہ میں مذکور ہے)

۱۲۴۰/۱۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب تنہا نماز پڑھتے) تو "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے ہوئے (رکوع سے سر اٹھاتے تھے) اور قومہ میں "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" فرماتے (ابن ماجہ) اور بخاری شریف کی ایک روایت میں اور اسی طرح مسلم شریف کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب تنہا نماز پڑھتے تھے تو) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" اور قومہ میں "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" فرماتے تھے۔

قَالَ عُلَمَاءُنَا فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى حَالَةِ الْاِنْفِرَادِ وَالْمُنْفَرِدِ يَجْمَعُ بَيْنَ الذِّكْرَيْنِ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَالْبِنَايَةِ۔

یہی وجہ ہے کہ ہدایہ اور بنایہ میں لکھا ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دونوں کو جمع کرے۔ ۱۲

۱۲۴۱/۱۸ وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی نے رکوع کیا اور اس میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین مرتبہ کہا تو اس کا رکوع پورا ہوگیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور جب کسی نے سجدہ کیا اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین بار کہا تو اس کا سجدہ پورا ہوگیا، اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اور جب کسی نے سجدہ کیا اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین بار کہا تو اس کا سجدہ پورا ہوگیا، اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے (ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ)

۱۲۴۲/۱۹ وَعَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهَ صَلٰوةً بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ فَحَزَرْنَا رُكُوْعَهٗ عَشَرَ تَسْبِيْحَاتٍ وَسُجُوْدَهٗ عَشَرَ تَسْبِيْحَاتٍ۔

(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے سوائے اس نوجوان یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی اور کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے رکوع کی تسبیحات کا اندازہ کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ دس بار پڑھ رہے ہیں، اور اسی طرح ہم نے ان کے سجدہ کی تسبیحات کا اندازہ کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى بھی دس بار پڑھ رہے ہیں۔ (ابوداؤد اور نسائی)

قَالَ عُلَمَاءُنَا بِهٰذَا الْخَبَرِ وَبِحَدِيْثِ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ يُسْتَدَلُّ لِمَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَزِيْدَ عَلَى الثَّلٰثِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ بَعْدَ اَنْ

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع اور سجدے میں تسبیحات کو تین بار سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے تین بار سے زیادہ جو تسبیحات پڑھی جائیں گی ان کو طاق عدد یعنی (۵ بار، یا ۹ یا ۱۱) مرتبہ پر ختم کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث اِنَّ اللّٰهَ

يَخْتِمَ بِالْوِتْرِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْتِمُ بِالْوِتْرِ اِنْتَهٰى۔

وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ تعالیٰ تنہا ہیں اور طاق عدد کو پسند فرماتے ہیں) سے اس کی تائید ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ میں تسبیحات کو طاق عدد پر ختم فرماتے تھے واضح رہے کہ حضرت ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں جو دس دس مرتبہ تسبیحات کا ذکر ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ درحقیقت رکوع اور سجدہ میں دس دس بار تسبیحات پڑھا کرتے تھے یہ صرف راوی کا اپنا اندازہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تسبیحاتِ رکوع اور سجدہ کو تین سے بڑھانا اور طاق عدد میں ختم کرنا مستحب ہے (یہ ہدایہ اور بنایہ سے ماخوذ ہے) ١٢

بَابُ السُّجُوْدِ وَفَضْلِهٖ

باب، سجدہ کی کیفیت اور اس کی فضیلت میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اور وہ تھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں"
(پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۷)

ف: یہ سجدہ، سجدۂ شکر تھا یا سجدۂ عظمت الٰہی (نور العرفان)

وَقَوْلُهٗ:
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ "اور سجدہ کرو، اور ہم سے قریب ہو جاؤ"

ف: سجدے بہت قسم کے ہیں سجدۂ عبادت، سجدۂ نماز، سجدۂ شکر، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو اور سجدۂ دعا وغیرہ۔ اس آیت کریمہ سے یا تو سجدۂ عبادت مراد ہے یعنی اے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ابوجہل اور اس کے حواریوں کی بکواس کی پرواہ نہ کریں۔ حرم کعبہ شریف میں نمازیں پڑھیں ہم آپ کے محافظ و ناصر ہیں۔ یا اس سجدہ سے سجدۂ شکر مراد ہے یعنی آپ بارگاہ خداوندی میں سجدۂ شکر ادا کرتے رہیں ہم آپ کے محافظ اور فرشتے آپ کے خدام ہیں۔ تمام عبادتوں سے بہترین عبادت سجدے ہیں کہ اس میں بندہ اپنے سر کو عجز و انکساری کے ساتھ زمین پر رکھ کر اظہار عاجزی کرتا ہے۔ اور زبان سے رب تعالیٰ کی عظمت کا بیان۔ اسی لیے تو ہر رکعت میں دو سجدے ہیں اور قیام و رکوع ایک ایک۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادتیں عفو سیئات کے لیے نہیں، قرب الٰہی کے لیے ہیں۔ (نور العرفان)

۱۲۴۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفُتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں نماز میں ان سات ہڈیوں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا کروں۔ پیشانی، دونوں ہاتھوں کے پنجے، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔

ف: اگر دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایک پاؤں اٹھ جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ یہ مردوں کا سجدہ ہے اور عورتوں کا سجدہ اس طرح ہے کہ عورتیں سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے زمین پر گھٹنے رکھیں پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھیں اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا دیں اور پاؤں کھڑے نہ کریں بلکہ پاؤں کو داہنی طرف نکال دیں اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُو رکھیں اور خوب سمٹ کر اور دب کر

سجدہ کریں اور پیٹ دونوں رانوں سے اور بازو یعنی دونوں ہاتھ کہنیوں تک زمین پر بچھا کر پہلو سے ملا دیویں)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم مرد اور عورتیں دونوں نماز میں (مٹی لگنے کے خوف سے) اپنے کپڑوں کو ادھر سے ادھر نہ تو سمیٹیں اور نہ سنبھالیں۔

(اگر نماز شروع کرنے سے پہلے آستین کہنیوں تک چڑھائے ہوئے ہوں یا دامن سمیٹے ہوئے نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر نماز کی حالت میں آستین چڑھائے یا دامن سمیٹ لے تو نماز ٹوٹ جائے گی اس لیے کہ یہ عمل کثیر)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم مرد جن کے سر کے بال دراز ہوں نماز میں (مٹی لگنے کے خوف سے) پہلے بالوں کو نہ سمیٹیں اور نہ سنبھالیں

(اگر مرد عورتوں کی طرح نماز شروع کرنے سے پہلے بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھیں تو نماز مکروہ ہوگی اس لیے مرد جوڑا کھول کر نماز پڑھیں اور اگر نماز کی حالت میں جوڑا باندھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایسا ہی عورتیں بھی نماز کی حالت میں جوڑا باندھیں تو عورتوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی البتہ عورت پہلے سے اپنے بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز شروع کرے تو عورت کی نماز مکروہ نہ ہوگی جیسا کہ مرد کی نماز جوڑا باندھ کر پڑھنے سے مکروہ ہوتی ہے۔ (بخاری اور مسلم)

۱۲۴۴ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ عَلَى أَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفُتُ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ نماز میں ان سات ہڈیوں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا کروں۔ پیشانی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں کے نیچے اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ ہم نماز میں اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں اور نہ سنبھالیں، (اس کی روایت امام بخاری نے باب السجود علی الانف میں کی ہے)

ف: واضح ہو کہ باب السجود کی پہلی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس میں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ نمازی سات ہڈیوں پر سجدہ کیا کرے، ان سات ہڈیوں کے منجملہ اس حدیث میں صرف پیشانی کا ذکر ہے ناک کا ذکر نہیں ہے۔ اور یہ دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے اس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشانی فرما کر ناک کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں اور چونکہ ناک پیشانی کا جزء ہے اس لیے صرف ناک پر سجدہ کرنا گویا پیشانی پر سجدہ کرنا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ نے بنایہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کی ایک اور

روایت نقل فرمائی ہے جس میں الجبھۃ او الانف (پیشانی یا ناک دونوں ایک ہی عضو ہیں اس وجہ سے چاہیے پیشانی پر سجدہ کریں یا ناک پر کریں دونوں صورتوں میں سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔

قَالَ عَلِيٌّ اِلْقَارِيُّ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ اَنَّ الْجَبْهَةَ وَ الْاَنْفَ فِيْ حُكْمِ عُضْوٍ وَّاحِدٍ لِاَنَّهٗ قَالَ فِي الْحَدِيْثِ سَبْعَةٌ فَاِنْ جُعِلَا عُضْوَيْنِ صَارَتْ ثَمَانِيًا فَمِنْ ثَمَّ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَجُوْزُ السَّجْدَةُ عَلَى الْاَنْفِ فَقَطْ لِوُقُوْعِ اِسْمِ السُّجُوْدِ عَلَيْهِ اِنْتَهٰى وَفِيْ جَامِعِ الْاٰثَارِ يُعْلَمُ مِنَ الْاِشَارَةِ اَنَّ السُّجُوْدَ عَلَى الْاَنْفِ كَالسُّجُوْدِ عَلَى الْجَبْهَةِ اِنْتَهٰى۔

اس کے علاوہ حدیث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات ہڈیوں کا ذکر فرمایا ہے جن پر سجدہ کیا جاتا ہے اگر پیشانی اور ناک دو الگ عضو قرار دیئے جائیں تو ہڈیاں سات کی بجائے آٹھ ہو جائیں گی یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جیسے صرف پیشانی پر سجدہ کرنا جائز ہے ایسے ہی صرف ناک پر بھی بغیر عذر کے سجدہ کرنا جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک بغیر عذر کے صرف ناک پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور یہ بھی امام صاحب کا دوسرا قول ہے کہ صرف ناک پر بغیر عذر کے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور امام صاحب نے بعد میں اس دوسرے قول سے رجوع فرمایا ہے اس لیے فتویٰ اسی پر ہے کہ صرف ناک پر سجدہ بغیر عذر کے جائز نہیں بلکہ پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ ہونا چاہیے اور یہی افضل ہے جس پر آنے والی حدیثیں شاہد ہیں (ردالمحتار، اشعۃ اللمعات، مرقاۃ، ملتقی، جامع الآثار)۔۱۲

۱۲۳۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ لَا اَكُفُّ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ اَلْجَبْهَةَ وَالْاَنْفَ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَ الْقَدَمَيْنِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم ملا ہے کہ میں نماز میں ان سات ہڈیوں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا کروں اور نماز میں (مٹی لگنے کے خوف سے) بالوں اور کپڑوں کو نہ تو سمیٹوں اور نہ سنبھالوں (سات ہڈیاں یہ ہیں) پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھوں کے پنجے اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں (نسائی)

قَالَ الْعَيْنِيُّ فِي الْبِنَايَةِ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ اَلْجَبْهَةُ اَوِ الْاَنْفُ فَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْ ذِكْرِ الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ فِي الرِّوَايَةِ السَّابِقَةِ لِئَلَّا تَصِيْرَ ثَمَانِيَةً۔

امام عینی نے بنایہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے بعض طرق میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا پیشانی یا ناک۔ پہلی حدیث میں پیشانی اور ناک کہا گیا ہے اس روایت میں پیشانی یا ناک۔ تو اس پہلی حدیث کے لفظ "اور" سے آٹھ اعضاء کا اشتباہ نہ پڑ جائے۔

۱۲۴۶ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَجْهُهٗ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے بدن کے سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں (وہ سات اعضاء بدن یہ ہیں) چہرہ (جو پیشانی اور ناک کو شامل ہے) دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

قَالَ الْعَيْنِيُّ فِيْ شَرْحِ الْهِدَايَةِ ذَكَرَ الطَّبَرِيُّ فِيْ تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُكْمَ الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ سَوَاءٌ وَعَنْ طَاؤُسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْاَنْفِ فَقَالَ اَلَيْسَ مِنَ الْوَجْهِ وَقَالَ اَبُوْ هِلَالٍ سُئِلَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ اَوَمَا تَقْرَءُ فِي الْقُرْاٰنِ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا الْاٰيَةَ فَاللّٰهُ تَعَالٰى مَدَحَهُمْ عَلٰى خُرُوْرِهِمْ عَلَى الْاَذْقَانِ فِي السُّجُوْدِ فَاِذَا لَمْ يَسْقُطِ السُّجُوْدُ بِالذَّقْنِ اِجْمَاعًا يَنْصَرِفُ الْجَوَازُ اِلَى الْاَنْفِ لِاَنَّهٗ اَقْرَبُ اِلَيْهِ بِخِلَافِ الْجَبْهَةِ اِذِ الْاَنْفُ فَاصِلٌ بَيْنَهُمَا وَقَالَ تَقِيُّ الدِّيْنِ هُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَذُكِرَ فِي الْمَبْسُوْطِ جَوَازُ الْاِقْتِصَارِ عَلَى الْاَنْفِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِنْتَهٰى وَلٰكِنْ لَّا يَجُوْزُ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَنْفِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ لِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمَا.

امام عینی نے ہدایہ کی شرح میں کہا، طبری نے تہذیب الآثار میں ذکر کیا ہے، بے شک پیشانی اور ناک کا حکم برابر ہے طاؤس سے روایت ہے کہ انہیں سوال کیا گیا ناک کے بارے میں تو فرمایا کیا وہ چہرے کا حصہ نہیں ہے۔ ابو ہلال نے کہا کہ امام ابن سیرین تابعی سے سوال کیا گیا ایسے آدمی کے بارے میں جو صرف ناک پر سجدہ کرتا ہے تو امام موصوف نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا "اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں جھک جاتے ہیں"۔ الآیہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں جھک جاتے ہیں تو جب بالاجماع ٹھوڑی پر سجدہ کرنا ساقط نہیں ہوا تو ناک پر سجدہ کرنے کا جواز خود ہی پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ناک ٹھوڑی کے زیادہ قریب ہے۔ بخلاف پیشانی کے اس لیے کہ ناک ان دونوں کے درمیان اصل ہے۔ تقی الدین نے کہا یہ قول امام مالک کا ہے۔ مبسوط میں ذکر کیا گیا ہے کہ ناک پر اقتصار جائز ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہاں تک مروی ہے لیکن صرف ناک پر سجدہ کرنا بغیر کسی عذر کے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ابوداؤد نسائی اور دوسری روایات میں ناک اور پیشانی کا ذکر آچکا ہے۔

۱۲۴۷ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فِيْ صِفَةِ صَلَاتِهٖ فِيْهِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهٗ وَنَحّٰى يَدَيْهِ.

حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا تفصیلی بیان ہے اس میں سجدہ کی کیفیت اس

طرح مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھ دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھا (ابوداؤد اور نسائی)

۱۲۴۸/۶ وَعَنْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ اَنْفَهٗ مَعَ جَبْهَتِهٖ فِي السَّجْدَةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاَبُوْ يَعْلٰى۔

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں ناک کو پیشانی کے ساتھ زمین پر رکھا کرتے تھے (طبرانی اور ابویعلی)

۱۲۴۹/۷ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوِيَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ وَعَلٰى اَرْنَبَتِهٖ اَثَرُ طِيْنٍ مِّنْ صَلَاةٍ صَلَّاهَا بِالنَّاسِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر مٹی کا نشان دیکھا گیا، جب کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی (ابوداؤد)

۱۲۵۰/۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سجدہ اطمینان اور اعتدال سے کیا کرو اور تم میں سے کوئی مرد کتے کی طرح زمین پر اپنے بازو یعنی ہاتھ کہنیوں تک نہ بچھایا کرے (بخاری اور مسلم)

۱۲۵۱/۹ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُّوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوے کی ٹھونگ کی طرح سجدے کرنے سے منع فرمایا ہے (یعنی جیسے کوا دانہ اٹھانے کے لیے زمین پر جلدی جلدی ٹھونگ مارتا ہے، اسی طرح نمازی سجدے سے سر جلدی جلدی نہ اٹھائے بلکہ اعتدال واطمینان سے سجدے کیا کرے) اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردوں کے لیے سجدے میں درندے کی طرح اپنے ہاتھ کہنیوں تک زمین پر بچھانے سے بھی منع فرمایا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازی کو مسجد میں اپنے لیے (دوسروں کو روک کر) کسی جگہ کو مخصوص کر لینے سے بھی منع فرمایا ہے جیسے کہ اونٹ اپنے بیٹھنے کے لیے ایک خاص جگہ مقرر کر لیتا ہے (ابوداؤد، نسائی اور دارمی)

۱۲۵۲/۱۰ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اٹھائے رکھو (یہ حکم مردوں کے لیے ہے) (مسلم شریف)

۱۲۵۳ / ۱۱ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى لَوْ اَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاهُ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ اَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے اس طرح دور رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (یہ امام اور منفرد کی حالت ہے اور اگر جماعت میں ہو تو اس طرح نہ کرے بلکہ ہاتھوں کو پہلوؤں سے قریب رکھے تاکہ دوسرے بازو والے کو ایذا نہ ہو) (ابوداؤد) اور مسلم کی ایک روایت اسی طرح ہے کہ

سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سجدہ کی حالت اس طرح ہوتی تھی کہ اگر کوئی بکری کا بچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

۱۲۵۴ / ۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں بحالت سجدہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بازوؤں کو خوب کھول دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی (بخاری اور مسلم)

۱۲۵۵ / ۱۳ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ ۔

وسلم کو دیکھا کہ آپ سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے اور جب سجدے سے اٹھتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے (اس کی روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ابن حبان نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۲۵۶/۱۴ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِيْ وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهٗ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے جو شخص نماز میں جس جگہ اپنی پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو بھی اسی جگہ پر رکھے اس طرح کہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رہے (اور مذہب حنفی بھی یہی ہے) اور جب نماز میں سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی کو زمین سے اٹھائے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اس لیے کہ اس کے دونوں ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جس طرح اس کا چہرہ سجدہ کرتا ہے (پس چاہیے کہ ہاتھوں کو بھی سجدے کے وقت ایسا ہی زمین پر رکھے جیسا کہ پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے اور ہاتھوں کو زمین سے ایسا ہی اٹھائے جیسا کہ پیشانی کو زمین سے اٹھاتا ہے) (امام مالک)

۱۲۵۷/۱۵ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ إِنِّيْ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِيْ وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں تمہارے لیے ہر اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور جس چیز کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا اس کو تمہارے لیے بھی پسند نہیں کرتا تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کی بیٹھک سے مت بیٹھا کرو۔ (ترمذی شریف)

ف: اقعاء کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ سرین دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں اور گھٹنے زمین پر ٹیکے ہوں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ سرین اور ہاتھ زمین پر ہوں اور پنڈلیاں کھڑی رکھی جائیں، جس طرح کہ کتے بیٹھتے ہیں (شرح وقایہ اور عمدۃ الرعایۃ) ۱۲۔

۱۲۵۸ / ۱۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْكِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَتٰی اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے میری کمبختی! آدمی کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے تو سجدہ کر لیا اور اس کے لیے جنت مقرر ہو گئی اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اور میرے لیے دوزخ مقرر ہو گئی۔ (مسلم)

۱۲۵۹ / ۱۷ وَعَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوَ غَیْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں راتوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات مہیا کرتا تھا ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کچھ مانگو! میں نے عرض کیا کہ جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا (یہ تو بڑی بات ہے) اس کے سوا کچھ اور مانگو، میں نے عرض کیا، جی بس یہی میرا مقصود و مدعا ہے (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھ لیا کہ یہ طالب صادق ہے تو ارشاد فرمایا میں تو تم کو ساتھ رکھوں گا مگر) تم بھی بکثرت نمازیں پڑھ کر کثرت سے سجدے کر کے اپنے کو اس درجہ کے قابل بنا لو (مسلم)

ف: واضح رہے کہ اس حدیث سے چند فائدے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بزرگوں کی خدمت اور ان کو راضی رکھنا دارین کی سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو چاہے مانگو وہ دیا جائے گا اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کی ہر چیز پر اختیار دیا گیا ہے۔ آپ جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرما دیں۔ اس حدیث سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار کائنات کی ہر چیز پر ثابت ہوتا ہے۔ جو اختیار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکر ہیں انہیں اپنے موقف پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اور حق بات کو قبول کر لینا چاہیے۔ چنانچہ مرقات میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت بطور جاگیر عطا فرمائی ہے کہ آپ جس کو چاہیں دیں اللہ تعالیٰ اس دینے سے راضی ہیں۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب

بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صد ہزار تحسین کے قابل ہیں کہ آپ نے دنیا کو نہ مانگا، آخرت ہی کو مانگا۔ یہ دنیا کی چیزوں میں سے جو بھی مانگتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور عطا فرما دیتے مگر آپ کا دنیا کو چھوڑ کر آخرت ہی کو مانگنا اس میں طالب صادق کے لیے سبق ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا پر آخرت ہی کو ترجیح دیا کرے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اُمید و ہوس لگائے رکھنا اور خود کچھ نہ کرنا طالب صادق کا کام نہیں بلکہ خود بھی ریاضتیں کر کے حصولِ مقصد کی اُمید باندھنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا تم بہ کثرت نمازیں پڑھ کر اور کثرت سے سجدے کر کے جنت میں میری رفاقت کے قابل ہو (مرقات، اشعۃ اللمعات) ۱۲

۱۲۶۰ / ۱۸ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا، اور دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے اگر میں اس کا پابند ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھے جنت میں داخل کر دیں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ سُن کر خاموش رہے۔ جب میں نے تیسری دفعہ پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (تم کثرت سے نمازیں پڑھ کر) زیادہ سجدے کیا کرو، کیونکہ تمہارے ہر سجدے پر خدائے تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ حضرت معدان کہتے ہیں پھر اسی طرح میں (ایک دفعہ) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ملا اور ان سے بھی وہی بات پوچھی جو حضرت ثوبان سے پوچھی تھی تو انھوں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت ثوبان نے کہی تھی (مسلم شریف)

۱۲۶۱ / ۱۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سجدہ کی حالت میں بندہ کو اپنے پروردگار سے انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے لہٰذا سجدہ میں تم بہت زیادہ دُعا کیا کرو (یعنی جب تم فرض نماز کا سجدہ کرو تو دعا، حمد و ثناء، اور اگر نفل نماز کا سجدہ کر رہے ہو تو دعا، حمد و ثناء کے ساتھ ماثورہ دُعاء طلب و سوال بھی کیا کرو (مسلم شریف)

ف: دعائے حمد و ثناء، اور دعائے طلب و سوال کی تفصیل حدیث نمبر ۱۲۴۲ کے فائدہ میں ملاحظہ کی جائے ۱۲

۱۲۶۲/۲۰ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَاَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نفل نمازوں کے) سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اے اللہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے، صغیرہ ہوں یا کبیرہ، اگلے ہوں یا پچھلے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ"۔

۱۲۶۳/۲۱ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا، جستجو کی (اور مسجد میں پہنچی تو) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کے اندر موجود تھے ہاتھ سے ٹٹولا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں تلووں پر میرا ہاتھ پڑ گیا دونوں تلوے کھڑے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے میں پڑے یہ دعا فرما رہے تھے "الٰہی میں آپ کے غضب سے آپ کی رضامندی اور آپ کے عذاب سے آپ کی معافی کی پناہ میں آتا ہوں (چونکہ آپ کے سوا کوئی) مالک اور قادر نہیں ہے اس لیے آپ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، میں آپ کی کچھ بھی تعریف نہیں کرسکتا، آپ ایسے ہی ہیں جیسے خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (مسلم)

۱۲۶۴/۲۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دیجئے اور آپ کی اطاعت میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو معاف فرما دیجئے اے اللہ! مجھ کو ان عقائد کی طرف رہبری فرمائیے جن سے آپ راضی ہیں اور مجھ سے وہ اعمال کروائیے جو آپ کو پسند ہیں۔ اے اللہ دنیا میں بھی مجھ کو عافیت سے رکھیئے اور آخرت میں بھی عافیت سے رکھیئے۔ اے اللہ! مجھ کو ایسی روزی عطا فرمائیے جس کی وجہ سے میں کسی کا محتاج نہ رہوں۔ اے اللہ! میری شکستہ حالت

کو درست فرمائیے۔ اے اللہ! مجھ کو دنیا میں بھی مراتب عالیہ عطا فرمائیے اور آخرت میں بھی۔ (ابو داؤد، ترمذی)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث میں اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں میں دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں جن دعاؤں کا پڑھنا مروی ہے۔ ان کے متعلق صاحب رد المحتار نے کہا ہے کہ ان دعاؤں کو ایسی نمازوں کے جلسہ میں پڑھنا مستحب ہے جو عموماً تنہا پڑھی جاتی ہیں جیسے تہجد، وتر، سنت اور نفل۔ اسی طرح کوئی شخص فرض نماز کو تنہا پڑھ رہا ہے تو وہ بھی اس کے جلسہ میں ان دعاؤں کو پڑھ سکتا ہے۔ البتہ یہ نمازیں جب جماعت سے پڑھی جاتی ہیں تو ان کے جلسوں میں ان دعاؤں کو نہیں پڑھنا چاہیے تاکہ مقتدیوں پر بار نہ ہو، لیکن نماز کسوف کے جلسہ میں جماعت سے پڑھی جانے کے باوجود ان دعاؤں کو پڑھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ نماز طوالت سے پڑھی جانے کے لیے ہی وضع ہوئی ہے۔ ایسا ہی اگر امام کسی ایسی جماعت کو نماز پڑھا رہا ہے جو سب ہم خیال ہوں اور کسی پر نماز کی طوالت بار نہیں تو اس کے جلسہ میں بھی امام اور مقتدی دونوں ان دعاؤں کو پڑھ سکتے ہیں۔ ۱۲

۱۲۶۵/۲۳ وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان "رب اغفرلی" فرمایا کرتے تھے۔ (نسائی اور دارمی)

ف: صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ اس دعا کو جماعت والی نماز ہو یا تنہا نماز دونوں کے جلسہ میں پڑھنا مستحب ہے۔ ۱۲

وَقَالَ لَيْسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ذِكْرٌ مَسْنُوْنٌ وَكَذَا لَا يَأْتِيْ فِيْ سُجُوْدِهٖ بِغَيْرِ التَّسْبِيْحِ عَلَى الْمَذْهَبِ وَمَا وَرَدَ مَحْمُوْلٌ عَلَى النَّفْلِ فَاِنَّ الْاَمْرَ فِيْهِ وَاسِعٌ كَذَا فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَالْكَبِيْرِيِّ وَلٰكِنْ قَالَ ابْنُ عَابِدِيْنَ وَفِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَنْدُبَ الدُّعَاءَ بِالْمَغْفِرَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ خُرُوْجًا مِّنْ خِلَافِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَكَمَا رَاَيْتُ مَنْ صَرَّحَ بِذٰلِكَ عِنْدَنَا لٰكِنْ صَرَّحُوْا بِاسْتِحْبَابِ مُرَاعَاةِ الْخِلَافِ۔

اور کہا کہ دو سجدوں کے درمیان ذکر مسنون نہیں ہے اسی طرح دونوں سجدوں میں سوائے تسبیح سجدہ کے مذہب صاحب پر جائز نہیں ہے۔ اور جو اس بارے میں روایات میں آیا ہے اسے نوافل پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ حکم اس میں بہت وسیع ہے جیسا کہ درمختار اور کبیری میں ہے۔ ولیکن ابن عابدین نے رد المحتار میں کہا کہ دعائے مغفرت دونوں سجدوں کے درمیان مندوب ہے (جائز ہے) بخلاف امام احمد کے اگرچہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے تصریح کی ہو اس کی ہمارے نزدیک۔ لیکن اختلاف کی رعایت کرتے ہوئے انہوں نے استحباب کی صراحت کی ہے۔

بَابُ التَّشَهُّدِ

یہ باب تشہد کے بیان میں ہے

۱۲۶۶ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ رَاٰنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصَا فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِيْ وَقَالَ اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فَقُلْتُ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قَالَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَمُسْلِمٌ۔

حضرت علی بن عبدالرحمٰن معاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا دیکھا تو انہوں نے نماز سے فارغ ہو کر مجھے منع کیا اور فرمایا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تم بھی وہی کیا کرو، میں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا عمل فرمایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا جب آپ نماز میں تشہد کے لیے بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھ لیتے تھے اور شہادت کے وقت تمام انگلیاں بند کر کے اپنے انگوٹھے کے قریب کی انگلی (جس کو شہادت کی انگلی کہتے ہیں) اس سے اشارہ فرماتے تھے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے تھے۔ (ابوداؤد اور مسلم)

وَقَالَ اِمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ وَلَاشَكَّ اِنَّ وَضْعَ الْكَفِّ مَعَ قَبْضِ الْاَصَابِعِ لَا يَتَحَقَّقُ فَالْمُرَادُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَضْعُ الْكَفِّ ثُمَّ قَبْضُ الْاَصَابِعِ بَعْدَ ذٰلِكَ عِنْدَ الْاِشَارَةِ اِنْتَهٰى۔

واضح ہو کہ اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ قعدہ میں بجائے گھٹنوں کے سیدھے ہاتھ کو سیدھی ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھے۔ دوسرے یہ کہ التحیات پڑھتے ہوئے جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی تمام انگلیوں کو بند کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ ۱۲ (فتح القدیر)

۱۲۶۷ / ۲ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَمَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَاَيْتُهُ يَقُوْلُ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ دیکھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح نماز ادا فرماتے ہیں؟ تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت کو اس طرح بیان کیا کہ پھر

هٰكَذَا وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ ۔

(رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ گئے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر اس طرح رکھے کہ دائیں کہنی ران سے کچھ اٹھی ہوئی تھی، پھر سیدھے ہاتھ کی دونوں انگلیوں جن کو خنصر اور بنصر کہتے ہیں بند کر کے وسطی یعنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیا۔ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں وَرَأَيْتُهُ يَقُوْلُ هٰكَذَا یعنی میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سبابہ سے اشارہ فرماتے دیکھا حضرت وائل نے یہ بھی کہا "ھٰکَذَا" اس طرح (یعنی یہ کہ حضرت وائل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل کو کر کے بتلایا) اس حدیث کے راویوں میں حضرت بشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اس حدیث کو سناتے ہوئے انہوں نے بھی اپنے شاگرد کو یہ عمل اس طرح کر کے دکھایا کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنا کر سبابہ یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔ (ابوداؤد)

۱۲۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهٖ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ أَبُوْدَاوُدَ وَلَا يُجَاوِزُ بَصَرُهٗ إِشَارَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ ۔

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قعدہ میں التحیات پڑھتے ہوئے کلمۂ شہادت پر پہنچتے تو سبابہ یعنی شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا کرتے مگر اس کو ہلایا نہیں کرتے تھے (ابوداؤد اور نسائی) اور ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ مقام اشارہ سے ہٹتی نہیں تھی، یعنی اشارہ کرتے وقت مقام اشارہ ہی کو دیکھتے رہتے تھے اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہادت کی انگلی کا اشارہ شیطان پر ہتھیار کے حملہ سے زیادہ سخت ہے۔

۱۲۶۹ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُوْ بِإِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِّدْ أَحِّدْ رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک صحابی کلمۂ شہادت پڑھتے وقت دونوں ہاتھوں کے شہادت کی انگلیوں سے اشارہ

التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ایک سے" "ایک سے" یعنی صرف سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا کرو۔ (ترمذی اور نسائی) اور بیہقی نے بھی الدعوات الکبیر میں اس کی روایت کی ہے۔)

۱۲۷۰ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهٗ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ كِتَابِ الدَّعْوَاتِ عَنْ جَامِعِهٖ۔

حضرت عاصم بن کُلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ (ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اس وقت) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز (کے قعدہ) میں تھے میں نے دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر (کھلا ہوا) رکھے ہوئے ہیں اور دایاں ہاتھ داہنی ران پر اس طرح رکھے ہوئے ہیں کہ انگلیاں بند ہیں اور شہادت کی انگلی ران پر کھلی رکھی ہوئی ہے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے ہیں۔ "اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت و قائم رکھ"۔ (یہاں اس دُعا کے نقل کرنے سے راوی کی غرض یہ بتلانا ہے کہ قعدہ اخیر ہو رہا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سیدھے ہاتھ کی انگلیاں اور شہادت کی انگلی اب تک بدستور ویسی ہی تھیں جیسے اشارہ کے بعد رکھی ہوئی تھیں) (اس کی روایت ترمذی نے اپنی جامع کے کتاب الدعوات میں کی ہے)

وَفِي السِّعَايَةِ فَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا عَقَدَ اسْتَمَرَّ عَلَيْهِ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ اِنْتَهٰى۔

سعایہ میں مذکور ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قعدہ میں اشارہ کرنے کے بعد جو انگلیاں بند کئے ہوئے اور شہادت کی انگلی کو ران پر کھلا رکھے ہوئے تھے قعدہ کے ختم ہونے تک ان سب کو بدستور اسی حالت میں بند رکھے ہوئے تھے کھولے نہ تھے۔ ۱۲

وَقَالَ عَلِيُّ نِ الْقَارِيُّ فِيْ تَزْيِيْنِ الْعِبَادَةِ وَالصَّحِيْحُ الْمُخْتَارُ عِنْدَ جُمْهُوْرِ أَصْحَابِنَا أَنْ يَّضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ ثُمَّ

واضح ہو کہ مذکور الصدر احادیث ماخذ ہیں اس تفصیل کی جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنے رسالہ "تزیین العبارۃ" میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ صحیح اور مختار ہمارے جمہور

عِنْدَ وُصُوْلِہٖ اِلٰی کَلِمَۃِ التَّوْحِیْدِ یُعَقِّدُ الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَیُحَلِّقُ الْوُسْطٰی وَالْاِبْہَامَ وَیُشِیْرُ بِالْمُسَبِّحَۃِ رَافِعًا لَّہَا عِنْدَ النَّفْیِ وَاضِعًا عِنْدَ الْاِثْبَاتِ ثُمَّ یَسْتَمِرُّ عَلٰی ذٰلِکَ اِنْتَہٰی۔

احناف کے نزدیک یہ ہے کہ قعدہ میں التحیات شروع کرتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیوں کو دونوں رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں کھلی ہوئی قبلہ رُخ رہیں اور التحیات پڑھتے ہوئے جب کلمۂ توحید یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر پہنچے تو خنصر اور بنصر یعنی دونوں چھوٹی انگلیوں کو بند کرلے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ اس طرح کرے کہ لا الٰہ کہتے وقت شہادت کی انگلی کو اٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمے کی انگلی کو کھلی ہوئی ران پر رکھ دے اور دوسری انگلیوں کو نہ کھولے، اگر قعدہ اولیٰ ہو تو تیسری رکعت کے لیے اٹھنے تک اور اگر قعدۂ اخیر ہو تو سلام پھیرنے تک انگلیوں کو بدستور ہی حالت پر رکھے۔ ۱۲

۱۲۷۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَعْلَمُ شَیْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا فِیْ کُلِّ جَلْسَۃٍ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم کچھ نہیں جانتے سب کچھ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا (منجملہ ان کے یہ بھی سکھایا) کہ جب تم نماز کے قعدہ میں ہو تو یہ پڑھا کرو۔ (یعنی التحیات پڑھنے کی طرف اشارہ فرمایا) زبانی، جسمی، وجانی، اور مالی کی تمام عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (نسائی)

۱۲۷۲ وَعَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ یَقُوْلُ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّشَہُّدَ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَکَفُّہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا

حضرت ابو معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو تشہد کی اس طرح تعلیم دی تھی جس طرح قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیا کرتے تھے (ابو معمر کہتے ہیں کہ

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تشہد کی تعلیم دی تھی (میرا ہاتھ مصافحہ کی طرح) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں تھا (وہ تشہد یہ ہے) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بخاری مسلم ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَهُوَ اَصَحُّ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی طریقوں سے مروی ہے اور تشہد کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ صحیح یہی حدیث ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اکثر علما صحابہ کا عمل اسی حدیث پر رہا ہے اور صحابہ کے بعد اکثر علماء تابعین بھی اسی پر عمل کیا کرتے تھے اور حضرت سفیان ثوری وحضرت ابن مبارک امام احمد اور امام اسحاق کا بھی تشہد کے بارے میں یہی قول ہے (ترمذی کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔)

وَقَالَ الْبَزَّارُ اَصَحُّ حَدِيْثٍ عِنْدِيْ فِي التَّشَهُّدِ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رُوِيَ عَنْ نَيِّفٍ وَّعِشْرِيْنَ وَجْهًا وَلَا يُعْلَمُ يُرْوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْبَتَ مِنْهُ وَلَا اَصَحَّ اِسْنَادًا وَلَا اَشْهَرَ رِجَالًا وَلَا اَشَدَّ تَظَافُرًا بِكَثْرَةِ الْاَسَانِيْدِ۔

اور حضرت بزار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا ہے کہ تشہد کے بارے میں میرے پاس سب سے زیادہ صحیح حدیث یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو بیس سے زیادہ سندوں سے مروی ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تشہد کے بارے میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے بڑھ کر قوی اور سند کے لحاظ سے اس حدیث سے بڑھ کر صحیح کوئی حدیث نہیں ملی، اور راویوں کے اعتبار سے یہ حدیث سب سے زیادہ مشہور راویوں سے مروی ہے اور سند کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے

کی تائید کرنے والی اس حدیث کی سند سے بڑھ کر کسی حدیث کی سند نہیں ہے (بزار کی عبارت یہاں ختم ہوئی)

وَقَالَ مُسْلِمٌ إِنَّمَا اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لِأَنَّ أَصْحَابَهٗ لَا يُخَالِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَغَيْرُهٗ قَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُهٗ.

امام مسلم کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد کی صحت پر اکثر فقہاء اور محدثین نے اس وجہ سے بھی اتفاق کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام شاگردوں نے آپ سے تشہد کے جن الفاظ کی روایت کی ہے وہ سب ایک ہی ہیں ان کے الفاظ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس کے برخلاف دوسرے راویوں نے جس تشہد کی روایت کی ہے اس کو ان کے شاگردوں نے مختلف الفاظ سے نقل کیا ہے اور ان کے الفاظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد کی طرح ایک نہیں ہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي التَّشَهُّدِ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ قَالَ مَا سَمِعْتُ أَحْسَنَ مِنْ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَذَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ.

اور محمد بن یحییٰ ذہلی نے کہا ہے کہ تشہد کے بارے میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور طبرانی نے الکبیر میں بریدہ الخصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد سے بہتر کوئی تشہد نہیں سنا اور حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ ۱۲

۱۲۷۳/۸ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ فَحَدَّثَنِيْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَخَذَ بِيَدِهٖ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَاهُ إِمَامُنَا أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ أَخَذَ حَمَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخَذَ إِبْرَاهِيْمُ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ وَقَالَ عَلْقَمَةُ أَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ

حضرت قاسم بن مخیمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علقمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر نماز کے قعدہ میں التحیات پڑھنا سکھایا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے، اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حماد

بِيَدِىْ وَعَلَّمَنِى التَّشَهُّدَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِىْ وَعَلَّمَنِى التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِى السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْهَمَّامِ۔

فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس طرح تشہد سکھایا جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے (یہ تشہد وہی ہے جو حدیث ۱۲۷۲ میں مذکور ہے۔ امام ابن الہمام نے اس کو بیان کیا ہے)

۱۲۷۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اَخَذْتُ التَّشَهُّدَ مِنْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَّنِيْهَا كَلِمَةً كَلِمَةً۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تشہد سیکھا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے تشہد کا ایک ایک کلمہ کر کے اس طرح سکھاتے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایک کلمہ فرماتے جاتے تھے اور میں ایک ایک کلمہ سن کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دہراتا جاتا تھا (امام طحاوی)

وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكْرَهُ اَنْ يُّزَادَ فِيْهِ حَرْفٌ اَوْ يُنْقَصُ مِنْهُ حَرْفٌ۔

اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے روایت کیے ہوئے تشہد کے الفاظ پر ایک حرف کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

۱۲۷۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ عَلَى الْمِنْبَرِ كَمَا تُعَلِّمُوْنَ الصِّبْيَانَ الْكِتَابَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سَوَآءً۔

(رَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم کو بر سر منبر تشہد سکھایا کرتے تھے جس طرح تم اپنے بچوں کو قرآن سکھاتے ہو پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشہد کی طرح تشہد پڑھ کر سنایا دونوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ (امام طحاوی)

۱۲۷۶/۱۱ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هٰذَا تَشَهُّدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الخ مِثْلَ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشہد یہ تھا۔ (اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ تا آخر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کا تشہد بھی یہی ہے (بیہقی)

وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ سَنَدُهٗ جَيِّدٌ كَذَا فِي السِّعَايَةِ وَفِيْهِ فَائِدَةٌ حَسَنَةٌ وَهِيَ اِنَّ تَشَهُّدَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِلَفْظِ تَشَهُّدِنَا اِنْتَهٰى۔

اور امام نووی رحمہ اللہ نے خلاصہ میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور سعایہ میں مذکور ہے یہ وہی تشہد ہے جس کو ہم پڑھا کرتے ہیں۔

۱۲۷۷/۱۲ وَعَنْ خُصَيْفٍ اَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِي التَّشَهُّدِ فَقَالَ عَلَيْكَ بِتَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَابْنُ الْهُمَامِ وَابْنُ حَجَرٍ وَالْعَيْنِيُّ۔

حضرت خصیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشہد کے متعلق لوگ اختلاف میں پڑ گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ') کے تشہد کو مقرر کرو اور اس کو پڑھا کرو (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے جس کا ذکر زیلعی، ابن الہمام، ابن حجر اور عینی رحمہم اللہ نے کیا ہے)

۱۲۷۸/۱۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنَ السُّنَّةِ اِخْفَاءُ التَّشَهُّدِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ التحیات کا خفی یعنی آہستہ پڑھنا سنت ہے (ابوداؤد اور ترمذی)

۱۲۷۹/۱۴ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَاَنَّهٗ عَلَى الرَّضْفِ حَتّٰى يَقُوْمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں کے بعد قعدہ اول میں التحیات پڑھنے کے لیے اس طرح بیٹھتے تھے کہ گویا آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں (اور التحیات ختم کرتے ہی درود و دعا پڑھے بغیر تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو جاتے تھے (ترمذی، ابوداؤد اور نسائی)

وَفِي رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنْ كَانَ فِي وَسَطِ الصَّلٰوةِ نَهَضَ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهٖ۔

اور امام احمد رحمہ اللہ سے جو روایت آئی ہے اس میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھتے ہوئے "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" سے فارغ ہوتے ہی فوراً (بغیر درود اور دعا کے تیسری رکعت کے لیے) اٹھ جاتے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلِهَا

باب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اس کی فضیلت میں

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:
إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب ۳۳ آیت ۵۶)

ف: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں۔ آپ کا ذکر خیر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی کم از کم ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے۔ اور اسی پر جمہور ہیں۔ اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل، اصحاب اور دوسرے مؤمنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور مستقل طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ان پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان زیر آیت)

صلوٰۃ کے معنی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب تعالیٰ کی ذات ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک نماز میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک فرض ہے

دلیل امام اعظم: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو جو نماز کے فرائض سکھائے تھے ان میں درود شریف کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ نیز جن احادیث میں درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے وہ سب اخبار واحاد ہیں۔ اور خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

باقی نماز میں درود شریف کا پڑھنا واجب اس لیے نہیں کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ۔ "جب تم نے یہ کہہ لیا یا کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی"۔ اور جب ہم نے تشہد کے پڑھنے کو واجب قرار دے دیا تو "اذا قلت هذا" حدیث کے الفاظ پر عمل ہو گیا۔

اس لیے درود شریف کو نماز میں وجوب پر محمول کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ پوری زندگی میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ اور سرکار دو جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا جائے تو درود شریف

پڑھنا واجب ہے۔ اور ایک مجلس میں متعدد بار، آپ کا ذکر خیر ہو تو امام طحاوی کے نزدیک ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک ایک بار پڑھنا واجب اور اس کے بعد مستحب ہے۔

(ماخوذ از شرح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی)

۱۲۸۰/۱ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوٰى أَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر نماز پڑھی (اور قعدۂ اخیر میں اس شخص نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا) اور صرف "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ" (یعنی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما) کہا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نماز پڑھنے والے تو نے جلدی کی ہے، جب تو نماز پڑھے اور قعدۂ اخیر میں بیٹھے تو پہلے التحیات کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر جیسا کہ اس کے شایان شان ہے پھر مجھ پر درود بھیج اس کے بعد اللہ سے دعا مانگ فضالہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی تو اس نے (نماز کے قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا (اور دعا نہ کی) تو اس شخص سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے نماز پڑھنے والے اب دعا کر تیری دعا قبول ہوگی۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابو داؤد و نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے نماز میں حمد اور درود کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسی طرح خارج نماز بھی دعا کی جائے تو اس ترتیب کے ساتھ کی جانی چاہیے کہ پہلے حمد باری تعالیٰ کی جائے پھر درود پڑھا جائے اور اس کے بعد دعا کی جائے تاکہ قبولیت کو پہنچے۔ ۱۲

۱۲۸۱/۲ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی وہاں رونق

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

افروز تھے جب (میں نماز میں قعدۂ آخیرہ کے لیے) بیٹھ گیا تو پہلے (میں نے التحیات کے ذریعہ) حمد و ثناء کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اس کے بعد میں نے اپنے لیے دعا مانگی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کو پسند فرماکر) ارشاد فرمایا اچھا ہے) مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

۱۲۸۲ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهَا شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجو گے تب تک تمہاری دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہے گی ذرا بھی اوپر نہیں چڑھے گی۔ (ترمذی)

ف: اس حدیث کے تحت صاحب مرقات نے حصن حصین کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کو مانگنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے اور اپنی اس دعا کو درود ہی پر ختم کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں درودوں کو قبول فرمالیتے ہیں اور یہ ان کی شان کریمی سے بعید ہے کہ دونوں درودوں کو تو قبول فرمالیں اور اس دعا کو چھوڑ دیں جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ ۱۲

۱۲۸۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے کعب ابن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو وہ فرمانے لگے کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں جو مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے ان سے کہا جی ہاں ضرور دیجئے! تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے (نماز میں التحیات کے ذریعہ) آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں سکھایا ہے۔ اب فرمائیے کہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر (نماز میں) درود کس طرح بھیجا کریں؟

اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْمَوْضِعَیْنِ۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کیا کرو (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ) اے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جس کا یہ اثر ہو کہ دنیا میں آپ کی عظمت کا ذکر ہر جگہ ہوتا رہے۔ آپ کی دعوت اسلام ہر جگہ پہنچ جائے اور آپ کی شریعت ہمیشہ باقی رہے اور آخرت میں اس رحمت کا اثر اس طرح ہو کہ آپ کی شفاعت عامہ آپ کی تمام اُمّت کو پہنچے اور اجر و ثواب ہو کر ملتا رہے اور ایسی ہی رحمت آپ کے آل پر بھیجے، یہ اسی طرح کی رحمت ہو جیسی کہ آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر رحمت کی ہے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمت فرمایئے، بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور بہت عظمت والے ہیں۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپ کی آل پر ایسی برکت نازل فرمایئے جس کا یہ اثر ہو کہ جو جو نعمتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں وہ ہمیشہ باقی رہیں اور ان میں زیادتی ہوتی رہے یہ ایسی ہی رحمت ہو جو حضرت ابراہیم اور ان کی آل کو آپ نے عطا کی ہے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی برکت نازل کیجیے۔ بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور بہت عظمت والے ہیں۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

ف: واضح ہو کہ امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی روایت کئے ہوئے تشہد کے الفاظ پر ایک حرف کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے صاحب ردالمحتار نے کہا ہے کہ التحیات میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کے پڑھتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک سے پہلے لفظ سَیِّدِنَا نہیں بڑھانا چاہیئے۔ البتہ درود ابراہیمی میں جو تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے پہلے لفظ سَیِّدِنَا بڑھانا چاہیے اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک سے پہلے بھی لفظ سَیِّدِنَا بڑھانا چاہیئے ردالمحتار میں ایسا ہی مذکور ہے۔ ۱۲

ف۲: واضح رہے کہ درود ابراہیمی میں کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ کے بعد اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ سے پہلے وَصَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اور اسی طرح کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ

وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ کے بعد اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ سے پہلے وَبَارِكْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ کا جو اضافہ کیا گیا ہے وہ ترمذی کی ایک روایت سے ماخوذ ہے جس کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو ترمذی کے ابواب الوتر میں مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ۱۲

۱۲۸۴/۵ وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس طرح کہا کرو۔ (عربی عبارت کے خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کے ازواج مطہرات پر اور آپ کی مقدس آل و اولاد پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کی مقدس آل و اولاد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر، بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور بہت عظمت والے ہیں (بخاری اور مسلم)

۱۲۸۵/۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو یہ اچھا معلوم ہو کہ وہ ہم پر اور ہمارے اہلبیت پر درود بھیج کر پورا پورا ثواب حاصل کرے تو اس کو اس طرح درود بھیجنا چاہیئے (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو نبی امی ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی مقدس آل و اولاد پر اور آپ کے برگزیدہ خاندان پر جس طرح تو نے رحمت کاملہ نازل فرمائی ہے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر، بے شک آپ ہی تعریف کے قابل ہیں اور

بہت عظمت والے ہیں۔ (ابوداؤد)

وَفِي السِّعَايَةِ أَنَّ السُّنَّةَ الْمُؤَكَّدَةَ هُوَ مُطْلَقُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ لَا خُصُوْصُ بَعْضِ أَلْفَاظِهَا وَإِلَيْهِ يُشِيْرُ كَلَامُ عَامَّةِ فُقَهَائِنَا إِلَّا أَنَّهُمْ اخْتَلَفُوْا فِي أَنَّ أَيَّ لَفْظٍ مُخْتَارٌ فَفِي غُنْيَةِ الْمُسْتَمْلِي الْمُخْتَارُ فِي صِفَةِ الصَّلٰوةِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ فِي الْكِفَايَةِ وَالزَّاهِدِيُّ فِي الْقُنْيَةِ وَشَرْحِ الْقُدُوْرِيِّ أَنَّ مُحَمَّدًا سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ ۔

سعایہ میں مذکور ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد کسی خاص درود پڑھنے کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ یہ ہے کہ کوئی بھی ماثورہ درود پڑھا جائے اور ہمارے اکثر فقہاء نے ایسا ہی کہا ہے اور افضل ومختار یہ ہے کہ درود ابراہیمی پڑھا جائے، جیسا کہ شرح قدوری میں مذکور ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے۔ علامہ زاہدی نے بھی قنیہ میں یہی ذکر کیا ہے اور غنیۃ المستملی میں کفایہ کے حوالے سے درود ابراہیمی کے پڑھنے کو مختار قرار دیا ہے اور درود ابراہیمی یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

وَهِيَ الْمُوَافِقَةُ لِمَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ كَعْبٍ وَنَقَلَ صَاحِبُ الذَّخِيْرَةِ عَنْ كِتَابِ الْحُجَجِ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لِعِيْسَى بْنِ أَبَانَ أَنَّ مُحَمَّدًا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ الصَّلٰوةِ فَأَجَابَ بِمَا مَرَّ انْتَهٰى۔

اس کے علاوہ بخاری اور مسلم میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے اس میں بھی یہی درود ابراہیمی مذکور ہے اور صاحب ذخیرہ نے بھی عیسیٰ بن ابان کی کتاب الحجج علی اہل المدینہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ قعدہ اخیر میں کونسا درود پڑھا جائے تو امام محمد رحمہ اللہ نے درود ابراہیمی کے پڑھنے کو افضل قرار دیا۔

۱۲۸۶ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَا لَكَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ أَلَا أُبَشِّرُكَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ایک روز) باہر نکلے اور ایک کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ فرمایا اور سجدے میں اتنی دیر تک رہے کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف تو نہیں لے گئے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (گھبرایا ہوا) نزدیک پہنچا کہ دیکھوں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے

عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

ہیں؟ مجھے قریب آتا دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدے سے سر مبارک کو اٹھایا اور فرمایا کیوں عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کیا ہے؟ (اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟) میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا خیال ظاہر کیا (یہ سُن کر) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کچھ فکر کی بات نہیں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خوشخبری سُنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کی اُمت میں سے جو شخص آپ پر درود پڑھے گا تو میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور اگر سلام بھیجے گا تو میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا (امام احمد)

۱۲۸۷/۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (مسلم)

۱۲۸۸/۹ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ (نسائی)

۱۲۸۹/۱۰ وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ جَآءَنِیْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّیَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَّلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن اس حالت میں تشریف فرما ہوئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خوش خبری سُنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم آپ کو ایک خوشخبری سُناتے ہیں جس سے آپ راضی اور خوش ہو جائیں گے وہ یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ

درود پڑھتا ہے اس پر میں دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہوں اور آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے تو میں بھی اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہوں (نسائی اور دارمی)

۱۲۹۰/۱۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں (امام احمد)

۱۲۹۱/۱۲ وَعَنْ رُوَيْفِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے ساتھ یہ دعا بھی کرتا ہے (عربی کے خط کشیدہ الفاظ) ترجمہ "اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ایسی جگہ بٹھائیے جو سب سے زیادہ آپ کے قریب ہو" تو اس شخص کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (امام احمد)

۱۲۹۲/۱۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ وہ شخص مجھ سے نزدیک ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (ترمذی)

۱۲۹۳/۱۴ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذًا تُكْفَى

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ کثرت سے آپ پر درود بھیجا کروں، میں نے اپنے لیے دعا کا ایک وقت معین کر لیا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ پر درود بھیجنے کے لیے مقرر کر لوں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جتنا چاہو، تو میں نے عرض کیا (اچھا) ایک چوتھائی وقت مقرر کروں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہو۔

هَمَّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا تو کیا آدھا وقت اس میں لگا دوں ؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت درود بھیجنے میں گذار دوں ؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنا چاہو، اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو تو تمہارے لیے بہتر ہے ۔ میں نے عرض کیا حضور! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر ایسا ہی ہے تو میں اپنی دعا پڑھنے کا کل وقت آپ پر درود پڑھنے میں لگا دیتا ہوں اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر تو ایسی حالت میں (درود کی برکت سے) تمہارے دینی اور دنیوی تمام مقاصد پورے کر دیئے جائیں گے اور تمہارے سارے فکر و غم دور ہو جائیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔ (ترمذی)

ف : اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کثرت سے درود پاک پڑھنے کی ترغیب دی ہے ۔ فرائض و واجبات کے بعد آدمی کے لیے جس وظیفے اور دعا کو کثرت سے پڑھنے کا ذکر ملتا ہے وہ یہی درود پاک ہے ۔ بندہ اپنے آقا، دو جہاں پر کثرت، محبت اور توجہ کے ساتھ درود پاک پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اچھے ارادوں اور دعاؤں کو قبول فرمائے گا اسی درود تشریف کی برکت سے اس کے گناہوں کو بھی مٹائے گا ۔

آیت کریمہ " ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی " میں دو حروف " صلوۃ اور سلام " ارشاد فرمائے گئے ہیں کسی بھی دعائیہ جملے میں جو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کہا جا رہا ہو یہ دو لفظ صلوۃ اور سلام کے ہوں تو اسے مکمل درود پاک کہیں گے ۔ اس کے علاوہ آیت کے معنی پورے نہیں ہوتے ۔ نماز میں التحیات کی حالت میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھتے ہیں اس کے بعد درود ابراہیمی پڑھتے ہیں ۔ تب جا کر یہ درود سلام اور صلاۃ کے ساتھ مکمل ہے ۔ تو جس جملے میں صلوۃ اور سلام کے الفاظ ہوں گے اسے ہم درود پاک کہیں گے ۔

بعض لوگ درود پاک کے پڑھنے کو بدعت قرار دیتے ہیں ۔ اور " الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " کہنے پہ سیخ پا ہوتے ہیں حتیٰ کہ اس قسم کے لکھے ہوئے الفاظ کو پھاڑ بھی دیتے ہیں اور قبل الاذان اور بعد الصلوۃ درود پاک پڑھنے کو بدعت قرار دیتے ہیں ۔ یہ ان کی نادانی اور کم فہمی ہے ۔ درود پاک کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے نہ تو صیغے معین کئے گئے ہیں اور نہ ہی وقت مقرر کیا گیا ہے ۔ اور اسے بدعت

قرار دینا بہت ہی قبیح اور بُری حرکت ہے۔ درود پاک کے پڑھنے والے کو بدعتی کہنا حقیقتاً خود درود پاک کی برکات سے محروم ہونا ہے۔ حدیث پاک میں تو آیا ہے کہ جس نے میرا نام نامی اسم گرامی سُن کر مجھ پر درود پاک نہ پڑھا وہ بڑا بدنصیب ظالم ہے۔ حدیث میں تو یہ بھی آتا ہے جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا تو اس کا ثواب اور وہ عمل کرنے والے کا ثواب بھی اس نکالنے والے کو ملے گا۔

۱۲۹۴/۱۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرُ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت بدنصیب ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (اس سے معلوم ہوا کہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لیا جائے تو سننے والے کو چاہیئے کہ درود پڑھا کرے) اور وہ بھی بدنصیب ہے کہ جس کی زندگی میں رمضان المبارک آجائے اور (اس نے اس ماہ مبارک میں عبادت وخیرات اور شب بیداری کر کے) اپنی مغفرت نہ کروائی کہ اتنے میں رمضان ختم ہو گئے اور وہ بھی بدنصیب ہے کہ جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کسی ایک پر بڑھاپا آیا اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی رکھ کر) جنت کا مستحق نہ ہوا۔ (ترمذی)

۱۲۹۵/۱۶ وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بڑا ہی بخیل ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور یہ میرا نام سُن کر مجھ پر درود نہ پڑھے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے بھی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت کی ہے)

۱۲۹۶/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی گھروں میں مُردوں کی طرح پڑے سوتے نہ رہو بلکہ گھروں میں بھی نفل نمازیں پڑھا کرو اور جس طرح مسجدوں

(رَوَاہُ النَّسَائِیُّ)

ہیں عبادتیں کر کے انوار حاصل کرتے ہو اسی طرح گھروں میں بھی پھر عبادتیں کر کے انوار حاصل کرتے رہو) اور تم میری قبر کو عید نہ بناؤ (یعنی کبھی کبھی اتفاقیہ طور پر میری قبر پر نہ آیا کرو بلکہ قصداً بار بار میری قبر پر آنے کی کوشش کرنا اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو بار بار آنے کی آرزو دل میں رکھنا)

ف: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ اپنے کسی دوست کو جو بہت دنوں بعد آئے کہا کرتے ہیں کہ تم تو عید کے چاند ہو۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات اور مرقات میں اس ارشاد مبارک کی شرح اس طرح کی گئی ہے کہ "میری قبر کی زیارت کو عید کی طرح کبھی کبھی نہ آؤ" حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنی قبر شریف کی زیارت کی ترغیب اس لیے دی ہے۔ کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں آپ اپنی امت کو وہ ساری فضیلتیں دلوانا چاہتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان فضیلتوں کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شفاء شریف میں، اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں اور مولانا انوار اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عمران القلوب میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے منجملہ ان کے ذیل میں چند حدیثیں نمونتاً درج کی جاتی ہیں۔

(۱) طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ" جس نے میری قبر (شریف) کی زیارت کی میں اس کی ضرور شفاعت کروں گا۔

(۲) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی ہے: "مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ" جو کوئی حج کر کے میری قبر کی زیارت کرے گا تو اس کو میری زندگی میں ملاقات کرنے کا شرف اور ثواب حاصل ہوگا

(۳) علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے شرح شفاء میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

(میرے وصال شریف کے بعد میری قبر انور کی زیارت کرنے والا میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کرنے والے کے جیسا ہے اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ظلم اور جفا کیا۔

صاحبو! اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم و جفا کرنے کا کیا نتیجہ ہے اس کو سوچو قبر شریف کی زیارت کرنے سے گناہوں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔

علامہ قسطلانی شارح بخاری نے مواہب لدنیہ میں، علامہ نور الدین علی سمہودی نے خلاصۃ الوفا میں اور شیخ ابن عبداللہ النعمانی نے مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف

سے لپٹ گیا اور قبر مبارک سے مٹی بھر خاک لے کر اپنے سر پر ڈال لی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو فرمایا تھا ہم نے اسے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ سے محفوظ رکھا ہم نے اس کو آپ سے سیکھ کر محفوظ اور یاد رکھا۔ آپ پر جو قرآن شریف اترا ہے اس کی ایک آیت یہ ہے (سورۂ نساء رکوع ۱۹):

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(کنزالایمان)

اس آیت کو پڑھ کر اس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اپنی جان پر ظلم کیا یعنی گناہ میں مبتلا ہوا ہوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری مغفرت چاہیں، اسی وقت قبر شریف سے آواز آئی کہ یقیناً تیری مغفرت ہوگی اور تجھے بخش دیا گیا۔

اس سے بھی مزار شریف پر حاضر ہونا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معروضہ قبول فرمانا یہ سب چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ اس واقعہ کو ابن عساکر اور ابن الجوزی اور ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔ اور عمران القلوب میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ مشہور واقعات میں سے ہے اور چاروں مذاہب کے ائمہ اور راویوں نے مختلف روایتوں اور متعدد طرق سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

مسلمانو! تم خوش تقدیر ہو کہ ایسی دولت تمہیں نصیب ہوئی۔ تم قصداً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر زیارت کی نیت سے حاضر ہوا کرو، تاکہ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بنو اور تمہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ملاقات کرنے والے کے جیسا درجہ حاصل ہو جائے اور جنت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو، اور خبردار! قبر شریف پر حاضر نہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جفا کرنے والے نہ بنو۔ ۱۲

خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کا وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے اور قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی قرآن کے لفظ "جَآءُوْكَ" میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔ بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے اور بندگان خدا مدد بھی فرماتے ہیں۔ اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجا کرو (یہ خیال نہ کیا کرو کہ ہم دور افتادہ اتنی دور سے درود پڑھا کریں تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے خبر ہو گی؟ نہیں نہیں مجھے ضرور خبر ہو گی) اور تمہارا درود جہاں کہیں سے ہو مجھے پہنچ جایا کرے گا۔ (نسائی)

۱۲۹۷/۱۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کے درود کو (بغیر واسطہ کے) سنتا ہوں اور جو شخص دور دراز مقام سے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود مجھ کو (فرشتوں کے ذریعہ سے) پہنچایا جاتا ہے) (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

۱۲۹۸/۱۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے فرشتے مقرر ہیں جن کا کام ہی مجھ تک سلام کا پہنچانا ہے اور وہ زمین میں ہر جگہ پھرتے رہتے ہیں اور جب کوئی میرا امتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو وہ فوراً اس کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں (نسائی اور دارمی)

۱۲۹۹/۲۰ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (میرے انتقال کے بعد میری روح ملاء اعلیٰ کی طرف متوجہ رہے گی اور اس کو ذات و صفات الٰہی میں استغراق اور محویت حاصل ہو گی ایسی حالت میں) جب کوئی تم میں سے مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اس استغراق سے اپنی اصلی حالت پر لوٹا دیں گے اور میں سلام کرنے والے کے

سلام کا جواب دوں گا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے
اور بیہقی نے بھی دعوات کبیر میں اس کی روایت کی ہے)

ف: **تمہید**: پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ موت کیا چیز ہے؟ موت انتقال کا نام ہے کہ روح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں منتقل ہوتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دو پنجرے ہیں اور پرندہ ایک ہے دونوں پنجروں کے دروازے کھول کر ان کے منہ ملا دیتے ہیں تو پرندہ ایک پنجرے سے دوسرے پنجرے میں منتقل ہو جاتا ہے۔ عالم برزخ میں اسی جسم خاکی کے ہو بہو ایک دوسرا جسم بھی تیار کیا گیا ہے فرق یہ ہے کہ یہ جسم خاکی کثیف ہوتا ہے اور برزخ کا جسم لطیف ہوتا ہے چنانچہ بعض اولیاء اللہ جیسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو کئی جگہ دعوت دی گئی اور سب دعوتوں کا وقت ایک ہی تھا تو آپ ہر مقام پر اسی ایک ہی وقت میں ہر جگہ تشریف رکھتے ہوئے نظر آئے، ایک تو یہ جسم خاکی تھا اور دوسرے جو کئی جسم نظر آئے ان کو آپ نے عالم برزخ سے کرا منگا لے کر اس عالم میں دکھائی دیئے اور ہم کو خواب میں بھی مردہ کا جو جسم نظر آتا ہے۔ وہ وہی عالم برزخ کا جسم لطیف ہے کہ اس جسم لطیف میں روح جسم خاکی سے منتقل ہو گئی ہے۔

اب خلاصہ موت کا یہ ہوا کہ روح خاک کا کثیف جسم چھوڑ کر برزخ کے لطیف جسم میں داخل ہوتی ہے اور یہی موت ہے۔ بظاہر یہ موت ہر انسان کو ہوتی ہے۔ عوام کو بھی اور شہداء کو بھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی اس کی نسبت کی جاتی ہے اور یہ تینوں روحیں زندہ ہیں۔ پھر ان تینوں کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ فرق یہ ہے کہ ہر انسان کی روح زندہ تو رہتی ہے مگر اس جسم خاکی کے ساتھ جب تک ہے وہ اعمال کے ذریعہ ترقی اور ثواب حاصل کر سکتی ہے، برزخ کے جسم میں جانے کے بعد عام انسان کی روح کی ترقی بند ہو جاتی ہے، نہ تو وہ برزخ میں کھاتا پیتا ہے اور نہ کوئی عمل کر کے باطنی ترقی حاصل کر سکتا ہے، اس واسطے کہ یہ دار العمل نہیں ہے دار الجزاء ہے۔ گو ہر عام انسان کی روح زندہ ہے مگر کھانا پینا اور باطنی ترقی بند ہونے سے کہا جاتا ہے کہ وہ مر گیا۔

بخلاف اس کے کہ شہیدوں کی روح وہ بھی خاکی جسم چھوڑ کر برزخ کے لطیف جسم میں چلی جاتی ہے۔ اسی لیے شہید پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر اعمال کے ذریعہ سے اس کی ترقی نہیں ہوتی ہے۔ جسم خاکی میں جیسے عمل کے ذریعہ سے ترقی کرتے تھے۔ شہید برزخ کے جسم لطیف میں جانے کے بعد بھی ویسے ہی بدستور ترقی کرتے اور کھاتے پیتے بھی رہتے ہیں، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شہید زندہ ہیں ان کی زندگی بھی کچھ فرضی نہیں، مبالغہ نہیں، واقعی وہ زندہ ہیں، زندگی کے سارے آثار موجود ہیں۔ "يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ" وہ روزی پاتے ہیں، شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا) عمدہ عمدہ جنت میں ہر قسم کی لذت اور آرام حاصل کر رہے ہیں جہاں چاہے گل گشت کرتے ہیں۔ سبز پرندوں کے خول میں رہ کر ایسی ہی سیر کرتے ہیں جیسا کہ ہم آج کل ہوائی جہاز میں سیر کیا کرتے ہیں، اپنے اعمال سابقہ کی بہار لوٹ رہے ہیں ان کے اعمال کل ریا میں اور حور جنت ہن کر ان کے سامنے ہیں وہ ان سے

لذت لے رہے ہیں، عالم قدس میں ترقی کر رہے ہیں، خدا کے قرب کے درجے بڑھ رہے ہیں، یہ ان کی آخرت کی زندگی ہے۔

بخلاف اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس جسم مطہر سے نکلی اس لیے آپ پر بھی موت کا اطلاق ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" (بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے) مگر عالم برزخ میں کوئی ایسا لطیف جسم نہیں تھا جو آپ کی روح مطہر کے لائق ہو اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر نہ دنیا میں ہے نہ عالم برزخ میں اور نہ آخرت میں، جب عالم برزخ میں ایسا جسم لطیف نہیں رہا تو پھر اسی جسم خاکی میں روح مطہر کو واپس کر دیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جسم مطہر اس عالم سے عالم برزخ میں منتقل ہوگیا اور اسی وجہ سے آپ کو حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ آپ اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم برزخ میں تشریف فرما ہیں۔

چونکہ عام انسانوں اور شہداء کی روحیں عالم برزخ میں دوسرے لطیف اجسام میں منتقل ہوئی ہیں اس لیے ان سے جسم خاکی کے لوازم بھی ٹوٹ گئے ہیں ان کی بیبیوں سے نکاح کیا جا سکتا ہے ان کی میراث تقسیم ہو سکتی ہے۔ اس کے برخلاف چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی جسم خاکی عالم برزخ میں منتقل ہوگیا ہے اور آپ کے جسم خاکی کے لوازمات منقطع نہیں ہوئے ہیں اس لیے ازواج مطہرات سے آپ کے بعد نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا اور آپ کی میراث تقسیم نہیں کی گئی اگر ایسا کیا جاتا تو لازم آتا کہ زندہ کی بیوی سے نکاح کیا گیا، اور زندہ کا مال تقسیم ہوا، عالم برزخ کے جسم میں جو لطافت پائی جاتی ہے وہ لطافت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس جسم خاکی میں بدرجہا زائد موجود تھی پھر عالم برزخ میں آپ کے لیے لطیف جسم کی کیا ضرورت؟ جیسے عالم برزخ کے جسم کو سایہ نہیں ہوتا ایسے ہی آپ کے جسم مبارک کو سایہ نہ تھا اور عالم برزخ کے لطیف جسم میں سے جیسے کوئی چیز ادھر سے ادھر نکل جاتی ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم کے خاکی جسم میں سے ٹپکا کر مبارک سے باہر ہوگیا تھا اسی وجہ سے آپ کا ارشاد مبارک ہے جیسے میں سامنے سے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ کیا کبھی آپ نے کسی کثیف جسم کو دیکھا ہے کہ وہ سامنے کی طرح پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہو، یہ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک ہی کی لطافت تھی کہ آپ سامنے کی طرح پیچھے سے بھی دیکھا کرتے تھے۔ آپ کے اس عالم کے جسم کے لطیف ہونے پر معراج شریف کا واقعہ بھی دلالت کرتا ہے۔ کوئی کثیف جسم ایسا نہیں پہنچ سکتا، جیسا کہ معراج میں آپ کا لطیف جسم کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ اس تمہید کے بعد مذکور الصدر حدیث کو اس طرح سمجھئے۔

کوئی مسلمان کہیں ہو جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو روح اقدس جو عالم برزخ میں احوال ملکوت کی طرف متوجہ رہتی ہے اور مشاہدۂ رب العزت میں مستغرق ہے سلام کا جواب دینے کے لیے روح مطہر کو مذکورہ حالت سے ایسا ہی افاقہ ہوتا ہے، جیسے دنیا میں وحی کے وقت عالم ملکوت کی طرف مشغولیت ہوتی تھی اور وحی ختم ہونے کے بعد پھر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس عالم کی طرف متوجہ ہو

جاتے تھے۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف میں "رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" جو مذکور ہے اس میں ردِّ روح سے روح مطہر کا جسم سے نکلنا اور سلام کے وقت پھر جسم کی طرف آنا مراد نہیں ہے بلکہ روح اقدس کا استغراق اور محویت سے اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنا مراد ہے اگر روح اقدس کا جسم سے نکلنا اور پھر جسم میں داخل ہونا مراد ہوتا تو حدیث شریف میں "رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" کے بجائے "رَدَّ اللّٰہُ عَلٰی جِسْمِیْ رُوْحِیْ" ارشاد فرمایا جاتا یعنی میری روح کو میرے جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے، جب ایسا نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ یہ فرمایا گیا کہ "روح میری طرف لوٹ آتی ہے" تو اس کے یہی معنی ہوئے کہ مجھے اُس عالم سے اس عالم کی طرف افاقہ ہوتا ہے اور سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اقدس سے نکلنا اور پھر اسی جسم اقدس میں داخل ہونا اور آپ کا اسی جسم خاکی کے ساتھ اپنی قبر شریف میں تشریف فرما ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے جب کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم بالا کو اٹھائے گئے اور آپ اسی جسم خاکی کے ساتھ اس وقت عالم بالا میں تشریف فرما ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھائے جانے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسی جسم خاکی کے ساتھ قبر مبارک میں تشریف رکھنے کی نظیر ملتی ہے۔ رہا روح مبارک کا جسم اطہر سے نکلنا اور پھر جسم اقدس میں واپس ہونا اس کی نظیر بھی الحمدللہ حضرت ادریس علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے اور اس واقعہ کی تفصیل ذیل میں تفسیر روح المعانی سے درج کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کی شان میں ارشاد فرمایا ہے "وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا" (اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا) تفسیر روح المعانی میں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "مَكَانًا عَلِيًّا" سے مراد جنت ہے اس لیے کہ جنت سے بڑھ کر بلندی کسی مقام کو حاصل نہیں اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام جسماً یعنی اسی جسم خاکی کے ساتھ جنت میں پہنچائے گئے حضرت ادریس علیہ السلام کے جنت میں اٹھائے جانے کی تفصیل یہ ہے: صاحب روح المعانی نے ابن المنذر کی تخریج سے حضرت عمر مولیٰ حضرت عفرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بڑے پرہیزگار نبی مرسل تھے آپ نے ہفتہ کے سات دنوں کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ تین دن لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے اور باقی چار دن زمین میں سیاحت فرماتے اور ایسی عبادت شاقہ فرمایا کرتے کہ تنہا آپ کی نیکیاں جو آسمان پر اٹھائی جاتی تھیں وہ اس زمانہ کے سارے انسانوں کی نیکیوں کے برابر ہوتی تھیں، حضرت ادریس علیہ السلام کے تقویٰ، عبادت اور نیکیوں کی وجہ سے ملک الموت کو آپ سے ملاقات کا شوق ہوا اور وہ آپ کی سیاحت کے دوران میں آپ کے پاس پہنچے اور آپ سے خواہش کی اے اللہ کے نبی! اپنی صحبت بابرکت میں مجھے چند دن رہنے کی اجازت دیجئے حضرت نے فرمایا کہ تمہارا گذارہ میرے ساتھ دشوار ہے لیکن اصرار پر آپ نے اجازت دے دی، دو دن تک ملک الموت آپ کی صحبت میں رہے، ان کے کھانا نہ کھانے

اور عبادت سے نہ تھکنے کی وجہ سے حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے فرمایا بخدا! تم انسان نہیں ہو تو انھوں نے جواب دیا بے شک میں فرشتہ ہوں اور ملک الموت ہوں اور آپ سے للہ اور فی اللہ محبت رکھتا ہوں، یہ سُن کر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دو دنوں میں آپ نے کسی کی روح قبض تو نہیں کی؟ ملک الموت نے جواب دیا کیوں نہیں؟ جس کسی کی روح قبض کرنے کا مجھے حکم ہوا ہے میں نے اس کی روح قبض کر دی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پوری دنیا میرے سامنے ایسی ہے جیسا کہ آدمی کے سامنے دستر خوان چنا ہو اور وہ جس چیز کو چاہے کھا لیتا ہو، یہ سُن کر حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں تم کو اس ذات اقدس کی قسم دیتا ہوں جس کے سبب تم نے مجھ سے محبت کر رکھی ہے کہ تم میری ایک ضرورت کو پوری کرو۔ ملک الموت نے کہا یا نبی اللہ! فرمایئے وہ کیا حاجت ہے؟ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ موت کا مزہ چکھوں، پھر آپ میری روح مجھ پر واپس لوٹا دیں، ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ادریس علیہ السلام کی روح مبارک کو نکالا اور پھر واپس کر دیا، اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کی فرمائش پر آپ کو دوزخ اور جنّت دکھائی۔ جب آپ نے جنت دیکھی اور جنت کی خنکی، خوشبو اور گل و ریحان دیکھے تو ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنّت میں داخل کر دو کہ میں کچھ کھاؤں اور پیوں تاکہ جنّت کی طلب اور شوق کا مجھ میں اضافہ ہو جائے الغرض حضرت ادریس علیہ السلام جنّت میں داخل ہوئے میوے کھائے اور پانی پیا۔ اس کے بعد ملک الموت نے کہا اے نبی اللہ اب تو تمھاری حاجت پوری ہو چکی ہے اب یہاں سے چلو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ جنّت میں داخل فرمادیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے جنّت کے ایک درخت کو پکڑ لیا اور فرمایا میں اب یہاں سے نہیں نکلوں گا اور اگر تم چاہو تو میں تم سے اس بارے میں مباحثہ بھی کر سکتا ہوں جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت پر وحی نازل فرمائی کہ ادریس علیہ السلام سے مباحثہ کرو!

ملک الموت نے حضرت ادریس علیہ السلام سے فرمایا اے نبی اللہ! فرمایئے آپ کیا مباحثہ کرنا چاہتے ہیں؟ اس پر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (کنز الایمان) اور میں نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" (تم میں سے کوئی ایسا بشر نہیں جو جہنم پر سے ہو کر نہ گزرے) اور میں جہنم پر سے گزر چکا ہوں اور اہل جنّت کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ" (اور جنتی کبھی جنّت سے نہ نکالے جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے جب مجھے جنّت میں داخل فرما دیا ہے تو جنّت سے کیسے نکل جاؤں؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت پر وحی نازل فرمائی کہ میرے بندے ادریس (علیہ السلام) نے مباحثہ میں تم پر کامیابی حاصل کر لی۔ میری عزت و جلال کی قسم! کہ یہ سب کچھ میرے علم میں تھا تو اے ملک الموت! ادریس (علیہ السلام) کو چھوڑ دو کہ انھوں نے تم پر بڑی قوی حجت پیش کی ہے۔"

اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی توصیف اور شان میں جو "وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا" فرمایا ہے اس کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

علاوہ ازیں تفسیر درمنثور میں بھی ایسی ہی تفصیل کے ساتھ ابن المنذر ہی کی تخریج سے عمرہ مولی عفرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی حدیث مرفوع موجود ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی روح مطہر جسم سے نکالی گئی پھر واپس کی گئی اور آپ اب اسی جسم خاکی کے ساتھ جنّت میں تشریف فرما ہیں۔

الغرض اوپر کے دونوں واقعات سے جب یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم بالا میں تشریف فرما ہیں، اور حضرت ادریس علیہ السلام کی روح مبارک آپ کے جسم اطہر سے نکالی گئی، پھر واپس کی گئی۔ اور آپ اس وقت اسی جسم خاکی کے ساتھ جنّت میں تشریف فرما ہیں تو اگر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر پھر جسم اقدس میں داخل ہوئی اور آپ بھی اسی جسم خاکی کے ساتھ عالم برزخ میں اپنی قبر مبارک میں تشریف فرما ہیں تو کیا تعجب کی بات ہے۔

(اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ علامہ الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلۂ ارواح کو کہ مرنے کے بعد روحیں زندہ ہوتی ہیں۔ کفار ومشرکین کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟ عام مسلمان مؤمنین کی روحیں کہاں ہوتی ہیں۔ اولیاء اللہ اور خاص کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں کہاں ہوتی ہیں۔ اپنی معروف کتاب "حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات" میں مدلل اور مفصل طور پہ بیان فرمایا ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِی التَّشَهُّدِ

باب تشہد میں دُعا مانگنے کے بارے میں

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ،
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: "اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو! (کنزالایمان پ۲۶ سورۃ محمد ۴۷ آیت ۱۹)

ف۱: یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لیے مغفرت طلب فرمائیں اور شفیع مقبول الشفاعت ہے اس کے بعد مومنین و غیر مومنین سب سے عام خطاب ہے۔ (خزائن العرفان)

ف۲: گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو واقعی گناہ ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے دوسرا گناہ یہ ہے کہ صورت تو گناہ کی ہے واقع میں گناہ نہیں بلکہ افضل عمل ترک کرکے جو افضل نہیں ہے اس کو اختیار کیا گیا ہے اسی واسطے مقربین کا افضل کام کو چھوڑ کر غیر افضل کام کا اختیار کرنا ان کے درجہ کے لحاظ سے گناہ سمجھا جائے گا بخلاف اس کے یہی عمل اگر عوام کریں وہ ان کے لیے گناہ نہیں بلکہ عبادت ہی ہوگا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین (بعض اوقات نیکوں کی نیکیاں مقربین کے لیے گناہ ہو جاتے ہیں) جیسے ایک دن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا صحابی آئے اس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کافر کو اسلام کی حقانیت سمجھا رہے تھے ایسے وقت حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیچ میں دخل دے کر خود کچھ پوچھنے لگے۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ یہ واقعہ سورۂ عبس پ۳۰ میں مذکور ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایک طرف مسلمان ہو اور دوسری طرف کافر ہو تو اس وقت مسلمان کے فرعی سوال کے جواب کو ملتوی کرکے اس کافر کو اصل دین کی دعوت دینا کون نہیں جانتا کہ عبادت ہے؟ مگر اس کا فائدہ یقینی نہ ہونے سے افضل نہیں ہے اور مسلمان کے سوال کا جواب دے کہ مسئلہ سمجھانا یہ بھی عبادت ہے، اور اس کا فائدہ یقینی ہونے کی وجہ سے یہ افضل ہے۔ مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو تفہیم کرنا گو افضل نہیں مگر اوروں کے لیے گناہ تو نہیں مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہی عمل صورتاً گناہ سمجھا گیا اسی لیے یہ اور اسی طرح کے غیر افضل امور جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہاداً صادر

ہوئے ہیں اگرچہ کہ وہ بھی عبادت ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے لحاظ سے ان کو گناہ سمجھا گیا اور حکم کیا گیا کہ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے گناہوں سے جو صورتاً گناہ ہیں مغفرت مانگئے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے واقعی گناہوں سے بھی مغفرت مانگئے ۱۲ (بیان القرآن)

وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۃ نوح پ۲۹ آیت ۲۸) (اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو) (کنز الایمان)

۱۳۰۰/۱ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَہٗ قَائِلٌ مَّا اَکْثَرُ مَا تَسْتَعِیْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَکَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (تشہد اور درود کے بعد سلام پھیرنے سے قبل) یہ دعا، پڑھا کرتے تھے (عربی کے خط کشیدہ عبارت) "اے اللہ! میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں (مجھے اس سے بچایئے) اور میں کانے دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں (مجھے اس سے بچایئے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں زندگی کے فتنوں سے اور موت کے فتنوں سے (مجھے ان سے بچایئے) الٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں گناہوں میں مبتلا ہونے سے اور قرض میں پھنسنے سے (مجھے ان سے بچایئے) ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ قرض سے بہت پناہ مانگا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بات یہ ہے کہ آدمی جب قرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ادائیگی میں جو دیر ہوتی ہے اس کی وجہ سے جھوٹ بولنے لگتا ہے اور قرض کی ادائیگی کا جو وعدہ کرتا ہے اس کو پورا نہیں کرتا (بخاری اور مسلم)

۱۳۰۱/۲ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ اَحَدُکُمْ مِّنَ التَّشَھُّدِ الْاٰخِرِ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص (نماز کے آخری قعدہ میں) تشہد (اور درود سے فارغ ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے کہ ان چار چیزوں میں مبتلا ہونے سے بچائے جہنم کے عذاب سے قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے، اور کانے دجال کے شر سے (مسلم)

۱۳۰۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سورتیں سکھایا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ دعا بھی سکھاتے تھے (تاکہ قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود کے بعد اس کو پڑھا کریں) (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) الٰہی میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے (مجھے اس سے بچائیے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے (مجھے اس سے بچائیے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کانے دجال کے فتنہ سے (مجھے اس سے بچائیے) اور میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے (مجھے ان سے بھی بچائیے)

۱۳۰۳ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ایسی کوئی دعا سکھائیے جس کو میں نماز میں (تشہد اور درود کے بعد پڑھا کروں) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کر کے گناہ کیا ہے اور آپ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے اس لیے آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ محض اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ معاف فرما دیجئے اور مجھ پر رحم کیجئے یہ آپ کی شان سے بعید نہیں ہے کیونکہ آپ بہت مغفرت کرنے والے اور بہت رحم کرنے والے ہیں (بخاری اور مسلم)

۱۳۰۴ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَخَذَ بِيَدِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ فَقُلْتُ وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُوْلَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَبِّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا سنو معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھے تم سے بہت محبت ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

عِبَادَتِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّ اَبَادَاؤُدَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ مُعَاذٌ وَاَنَا اُحِبُّكَ۔

وسلم میرے باپ آپ پر سے قربان مجھے بھی سب سے زیادہ حضور سے ہی محبت ہے، اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تم کو (بتقاضائے محبت ایک دعا سکھاتا ہوں) اس کو تم نماز کے اخیر میں (تشہد اور درود کے بعد ضرور پڑھا کرو اور کبھی ترک نہ کرنا وہ دعا یہ ہے) (عربی خط کشیدہ) "اے میرے پروردگار میری مدد کیجئے کہ میں آپ کی عبادت ایسی کیا کروں کہ گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم اس خیال سے عبادت کیا کروں کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ (امام احمد، ابوداؤد اور نسائی)

١٣٠٥/٦ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ نَحْوَهٗ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں (تشہد اور درود کے بعد) یہ دعا پڑھا کرتے ہیں (عربی متن خط کشیدہ) "اے اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں کہ آپ مجھ کو دین پر استقامت اور ثابت قدمی عطا کیجئے اور آپ سے یہ بھی مانگتا ہوں کہ ہدایت اور سیدھی راہ پر خوب ہمت سے جا رہوں، اور یہ بھی مانگتا ہوں کہ آپ کی نعمتوں پر شکر کی توفیق ہو اور آپ کی عبادت ایسی کروں جس کو آپ پسند فرمائیں اے میرے اللہ! میں آپ سے قلب سلیم مانگتا ہوں جو بُرے عقائد اور بُرے اخلاق سے پاک ہو اور ایسی زبان مانگتا ہوں کہ جب کہے سچ کہے اے اللہ! میں کچھ نہیں جانتا آپ کو ہر چیز کی خبر ہے آپ جس کو میرے لیے خیر سمجھتے ہیں وہ دیجئے اور جس چیز کو آپ میرے لیے شر سمجھتے ہیں مجھے اس سے بچائیے اے میرے اللہ! میں نے گناہ کیا اور بھول گیا میرے سب گناہوں کی آپ کو خبر ہے اُن سب گناہوں کو جن کو آپ جانتے ہیں بخش دیجئے۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

١٣٠٦/٧ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ۔

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد (اور درود کے) بعد (بعض وقت) یہ الفاظ بھی پڑھے ہیں (عربی متن کے خط کشیدہ الفاظ) سب کلاموں سے بہتر کلام، اللہ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ (نسائی)

۱۳۰۷ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ (ختم نماز پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پھیرنا میری نظروں کے سامنے ہے مجھے خوب یاد ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدھے طرف اور پھر بائیں طرف سلام کے وقت چہرۂ مبارک کو اتنا پھیرتے تھے کہ پیچھے والے لوگوں کو آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جاتی تھی۔ (مسلم)

۱۳۰۸ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَعَنْ يَسَارِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِيُّ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ختم نماز پر) اپنی داہنی طرف چہرۂ مبارک پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے تھے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیدھے رخسار مبارک کی سفیدی پیچھے والوں کو دکھائی دیتی تھی اور پھر بائیں جانب چہرۂ مبارک پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فرماتے تھے، یہاں تک کہ (پیچھے والوں کو) آپ کے بائیں رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جاتی تھی۔ (اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور ترمذی نے کی ہے) اور ابن ماجہ نے بھی حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَأَصَحُّ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمَتَانِ وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ انْتَهَى۔

اور ترمذی نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کو سلام سے ختم کرنے کے بارے میں جتنی روایتیں آئی ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح حدیث یہ ہے کہ نماز کے ختم پر دو سلام ہیں اور اسی پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد کے علماء کا

اتفاق ہے۔

١٣٠٩/١٠ وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّرُدَّ عَلَى الْاِمَامِ وَنَتَحَابَّ وَاَنْ يُّسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَزَّارِ وَاَنْ نُّسَلِّمَ عَلٰى اَئِمَّتِنَا وَاَنْ يُّسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الصَّلٰوةِ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں (یعنی مقتدیوں کو) حکم دیا ہے کہ ہم (ختم نماز پر سلام پھیرتے وقت) یہ نیت کریں کہ ہم امام کے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم نمازی ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہیں (اور آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے سلام سے) اس لیے امام اور مقتدی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں (تاکہ آپس میں محبت پیدا ہو) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے، اور بزار کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ہم مقتدی (نماز کے ختم پر) نیت کریں کہ ہم امام کے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور یہ بھی نیت کریں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کر رہے ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ امام اور مقتدی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب امام ختم نماز پر اپنے سیدھے طرف سلام پھیرے تو سیدھے طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے اور جب امام بائیں طرف سلام پھیرے تو بائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ یہ امام کے سلام کی کیفیت ہے۔ اب رہا مقتدی کا سلام تو اس کی تین حالتیں ہوں گی۔ ایک امام کے سیدھے جانب والے مقتدی، دوسرے امام کے بائیں جانب والے مقتدی، اور تیسرے وہ مقتدی جو امام کے بالکل پیچھے محاذی ہوں ہر ایک کے سلام کی صورت اس طرح ہوگی۔

(۱) امام کے سیدھے جانب والے مقتدی جب اپنے سیدھے طرف سلام پھیریں تو اپنے ساتھ سیدھے جانب کے نماز پڑھنے والوں اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کریں اور جب یہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اپنے ساتھ بائیں جانب کے نماز پڑھنے والوں اور بائیں جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کے ساتھ امام کے سلام کا جواب دینے کی بھی نیت کریں۔

(۲) امام کے بائیں جانب والے مقتدی جب اپنے سیدھے جانب سلام پھیریں تو امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کے ساتھ اپنے سیدھے جانب کے نماز پڑھنے والوں کی اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر بھی سلام کرنے کی نیت کریں اور جب یہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اپنے ساتھ بائیں جانب کے نماز پڑھنے والوں اور بائیں جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کریں۔

(۳) اور جو مقتدی امام کے بالکل پیچھے محاذی ہوں وہ اپنے سیدھے جانب سلام پھیرتے وقت امام

کے سلام کا جواب دینے کی نیت کے ساتھ اپنے سیدھے جانب کے نماز پڑھنے والوں اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر بھی سلام کی نیت کریں اور اسی طرح جب وہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اس وقت بھی امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کے ساتھ ساتھ اپنے بائیں جانب کے نماز پڑھنے والوں اور بائیں جانب کے فرشتوں پر بھی سلام کی نیت کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کے پیچھے محاذی ہونے کی صورت میں پہلی دو صورتوں کے برخلاف ہر دو جانب سلام پھیرنے وقت امام کے سلام کا جواب دینے کی نیت کرے گا۔ یہ تفصیل اس نماز کی ہے جو جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور جو تنہا نماز پڑھنے والا ہے اس کو چاہیے کہ ختم نماز پر دونوں جانب سلام پھیرتے وقت کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ (مرقات، رد المحتار، اشعۃ اللمعات) ۱۲

۱۳۱۰/۱۱ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تو پلٹ کر ہماری جانب رُخ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ (بخاری)

۱۳۱۱/۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ اعتقاد کر کے شیطان کو اپنی نماز کا حصہ دار بنالے کہ سلام کے بعد مجھے سیدھی جانب ہی پلٹنا چاہیے (کیوں کہ کسی غیر لازم امر کو اپنے اوپر لازم قرار دینے کا اعتقاد کرنا شیطان کے تابع ہونا ہے) حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بسا اوقات بائیں جانب بھی پلٹتے دیکھا ہے (بخاری اور مسلم)

۱۳۱۲/۱۳ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ الْاِنْصِرَافِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ إِلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ إِلٰى حُجْرَتِهٖ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام کے بعد اکثر اوقات اپنی بائیں جانب حجرہ مبارک کی طرف رُخ فرما کر بیٹھا کرتے تھے (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۱۳۱۳/۱۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سلام کے بعد) کبھی اپنے سیدھے جانب پلٹا کرتے تھے (مسلم)

۱۳۱۴/۱۵ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جب ہم نماز پڑھتے تو ہماری خواہش رہتی تھی کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داہنے جانب رہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (سلام کے بعد) سیدھی جانب پلٹ کر ہماری جانب رُخ فرماتے تھے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا ہے (عربی متن خط کشیدہ) اے پروردگار جس دن آپ لوگوں کو قبروں سے اٹھا کر میدانِ قیامت میں جمع کریں گے تو مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچائے رکھنا (مسلم)

ف: ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نمازیں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان میں امام کو اختیار ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد داہنی جانب پلٹ کر بیٹھ جائے یا بائیں جانب پلٹ کر بیٹھے، اور مستحب یہ ہے کہ جس جانب امام کو جانے کی حاجت ہو اس جانب پلٹ کر بیٹھ جائے اور اگر دونوں جانب برابر ہوں تو پھر داہنی جانب افضل ہے اور ایک ہی جانب پلٹ کر بیٹھ جانے کو واجب جاننا بدعت اور مکروہ ہے اور بلا اعتقادِ وجوب ایک ہی جانب پلٹ کر بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء تو امام کو چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے (عالمگیری) ۱۲

۱۳۱۵/۱۶ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس جگہ امام فرض نماز پڑھ چکا ہو وہاں کوئی اور نماز (سنن و نوافل) نہ پڑھے جب تک وہ جگہ تبدیل نہ کرے (ابوداؤد)

۱۳۱۶/۱۷ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِيْنِهٖ أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ يَعْنِيْ فِي السُّبْحَةِ۔

(رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص فرض نماز پڑھنے کے بعد اس بات سے عاجز ہے کہ نوافل ادا کرنے کے لیے فرض نماز کی جگہ سے ہٹ کر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے یا اپنی دائیں بائیں جانب کھڑا ہو جائے (حالانکہ یہ کچھ ایسا مشکل

کام نہیں ہے کہ جس کے کرنے سے عاجز ہو، لہٰذا ہر شخص کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد)

۱۳۱۷/۱۸ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اِنَّ النِّسَآءَ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ قُمْنَ وَ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰی مِنَ الرِّجَالِ مَاشَآءَ اللّٰہُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کھڑی ہو جاتی تھیں (اور مردوں سے پہلے مسجد سے چلی جاتی تھیں) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے (تاکہ مرد اور عورتیں مسجد سے نکلتے وقت ایک دوسرے سے مل نہ جائیں) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی مقدار معین نہ تھی بلکہ حالات کے لحاظ سے نمازوں کے بعد بیٹھنے کی مقدار مختلف ہوا کرتی تھی، جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوں اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ" کی مقدار بیٹھتے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہ ہوں ان میں بقدر دعا یا احکام الٰہی بیان کرنے کی مقدار تشریف رکھتے اور فجر کی نماز میں سورج کے طلوع ہونے تک تشریف فرما ہوتے تھے) پھر جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور لوگ بھی کھڑے ہو جاتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ امام کے اٹھنے سے پہلے نہ اٹھیں) (بخاری)

۱۳۱۸/۱۹ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَضَّھُمْ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَ نَھَاھُمْ اَنْ یَّنْصَرِفُوْا قَبْلَ انْصِرَافِہٖ مِنَ الصَّلٰوۃِ۔

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھنے کی ترغیب دلاتے اور سلام کے بعد (ذکر اور دعا میں شرکت کیے بغیر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اٹھ کر (مسجد سے) چلے جانے سے منع فرماتے۔ (ابوداؤد)